تفسیرِ عیاشی

مؤلف

محدثِ جلیل ابو النضر محمد بن مسعود بن عیاش تمیمی کوفی سمرقندی

مترجم

شوکت حسین سندرالوی

حق برادرز

مسلم سنٹر، چیٹر جی روڈ، اردو بازار، لاہور

بسم الله الرحمن الرحیم

تفسیر عیاشی

(جلد اول)

سبیل سکینہ
... لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸ ...

مؤلف

محدث جلیل ابونصر محمد بن مسعود بن عیاش تمیمی کوفی سمرقندی

مترجم

شوکت حسین سندرالوی

حق برادرز
مسلم سنٹر، چیٹر جی روڈ، اردو بازار، لاہور

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : تفسیر عیاشی

جلد : اوّل

مؤلف : محدث جلیل ابونصر محمد بن مسعود بن عیاش تمیمی کوفی سمرقندی

مترجم : شوکت حسین سندرالوی

ناشر : حق برادرز، مسلم سنٹر، چیٹرجی روڈ، اردو بازار، لاہور

0333-4431382

سنہ اشاعت : اگست 2009ء

مطبع :

ہدیہ : روپے

ملنے کا پتہ

المہدی فاؤنڈیشن پاکستان

رابطہ آفس: سندرال، ضلع خوشاب

فون: 0302-6396705

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عرض ناشر	۱	الم ذلک الکتاب الی قولہ للمتقین کی تفسیر	۲۳
حرف مترجم	۳	حروف مقطعات کی تفسیر	۲۳
مؤلف کا تعارف	۴	خلافت آدمؑ کا ذکر	۲۴
قرآن کیا ہے؟	۵	کیا ابلیس ملائکہ سے تھا	۳۰
ترک روایت خلاف قرآن	۱۰	قصہ آدمؑ و بیت اللہ	۳۱
جو کچھ قرآن میں نازل ہوا	۱۱	توبہ آدمؑ	۳۵
تفسیر ناسخ و منسوخ و ظاہر و باطن و محکم متشابہ	۱۲	زکوٰۃ فطرہ	۳۷
قرآن کا علم جو آئمہ کو دیا گیا	۱۳	گائے کا واقعہ	۴۰
ائمہ کا علم تاویل	۱۴	اچھی بات کرو	۴۲
جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے	۱۷	پیغمبرؐ کا انتظار کرنے والوں کا حال	۴۳
کراہت و جدال قرآن میں کرنا	۱۸	سحر کی ایجاد	۴۶
تفسیر سورۃ فاتحہ	۱۸	ہاروت و ماروت	۴۶
سورہ بقرہ	۲۲	ہاروت و ماروت کے متعلق ایک وضاحت	۴۹
الم کا بیان	۲۳	امامت ابراہیمؑ	۵۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بیت اللہ جائے امن	۵۳	افاضہ کیا ہے	۸۵
حج ابتداء سے جاری ہے	۵۴	ذکر فقط اللہ کا	۸۶
دعائے ابراہیمؑ	۵۵	جلدی یا تاخیر	۸۷
امت وسط	۵۷	حرث ونسل	۸۸
ایمان کی تعریف	۵۸	بستر رسولؐ پر علیؑ	۸۹
امام مہدیؑ سے متعلق پیش گوئی	۵۸	خطوت شیطان	۹۱
صفا اور مروہ	۶۳	سب ایک امت تھے	۹۲
حسرت وندامت	۶۵	ولید شرابی کا قتل	۹۳
شیطان کے نقش پر نہ چلو	۶۶	شراب جو احرام ہے	۹۴
اضطرار میں حکم	۶۷	خرچ کی مقدار	۹۴
دیت کا حکم	۶۸	یتیم کے مال کا حکم	۹۵
وصیت کا حکم	۶۹	توبہ کا طریقہ	۹۶
روزے کا حکم	۷۱	طہارت پانی سے کرنا	۹۷
افطاری کا وقت	۷۵	عورت تمہاری کھیتی	۹۸
ناحق مال نہ کھاؤ	۷۶	قسمیں کھانا	۹۹
گھروں میں دروازے سے آؤ	۷۷	ایلا کیا ہے	۱۰۰
خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو	۷۸	قراء کیا ہے	۱۰۱
حج اور عمرہ	۷۸	طلاق کے احکام	۱۰۱
قربانی	۸۰	دوبارہ نکاح کی شرط	۱۰۲
دوران حج جدال	۸۳	عورتوں کو نقصان نہ پہنچاؤ	۱۰۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
غنی کی تواضع	۱۰۶	بقیہ موسیٰ وہارون	۱۱۸
مائیں دوسال دودھ پلائیں	۱۰۶	سکینہ کیا ہے	۱۱۹
بچے کونقصان نہ پہنچاؤ	۱۰۷	نہر سے پینے والے	۱۱۹
وارث پرنفقہ	۱۰۷	داؤد کی فتح وبہادری	۱۲۰
عدت متوفی	۱۰۸	بروں پرعذاب کیوں نہیں آتا	۱۲۱
عدت طلاق	۱۰۸	بعض کی بعض پرفضیلت	۱۲۱
پوشیدہ وعدہ نہ کرو	۱۰۹	آیت الکرسی کی فضیلت	۱۲۲
قبل ازدخول طلاق	۱۱۰	اسے نیندنہیں آتی	۱۲۲
والی کون ہے	۱۱۱	عروہ وثقیٰ	۱۲۳
والی کااختیار	۱۱۱	ظلمت ونور	۱۲۴
ایک دوسرے سے فضل کرو	۱۱۲	ولایت کے انکاری کون ہیں	۱۲۴
صلات وسطیٰ کی حفاظت	۱۱۲	ابراہیم ونمرود	۱۲۵
قنوت کاحکم	۱۱۳	سوسال بعدزندہ ہونا	۱۲۵
نمازخوف	۱۱۳	اپنے گدھے کودیکھو	۱۲۶
جووفات پاجائے	۱۱۴	بیٹابڑاباپ چھوٹا	۱۲۶
مطلقات سے نیکی کرو	۱۱۵	کیسے زندہ کرے گا	۱۲۶
موت سے بھاگنے والے	۱۱۵	چارپرندے	۱۲۸
قرض حسنہ کابدلہ	۱۱۶	جزوکیاہے	۱۲۸
طالوت جالوت کاواقعہ	۱۱۷	جزودسواں حصہ ہے	۱۲۹
جب قتال فرض ہوا	۱۱۸	اللہ کے راستے میں خرچ کرنا	۱۳۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
احسان جتلانے سے نیکی باطل	۱۳۲	ایمان دل کا بھی ہے	۱۴۰
اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرنے والے علیؑ ہیں	۱۳۲	اذان سے متعلق ذکر	۱۴۱
آگ کا بگولہ	۱۳۳	رسولوں پر ایمان	۱۴۳
اچھی چیز خرچ کرو	۱۳۳	رسولؐ کی دعا	۱۴۴
گندی چیز خرچ نہ کرو	۱۳۳	سورۃ آل عمران	۱۴۵
چرخہ کا تنا	۱۳۴	فرقان کیا ہے	۱۴۵
غم وخوشی بے محل کیوں	۱۳۴	محکم ومتشابہ	۱۴۵
حکمت وخیر کثیر	۱۳۵	علم میں راسخ آئمہ ہیں	۱۴۵
پوشیدہ محتاجوں کو دو	۱۳۵	ہمیں ہدایت پر رکھ	۱۴۷
علیؑ کا صدقہ	۱۳۶	پاک بیویاں	۱۴۷
سود اور شیطان کا چھونا	۱۳۶	صبح کے وقت استغفار	۱۴۷
توبہ نصوح	۱۳۶	اللہ اپنا گواہ ہے	۱۴۸
صدقہ آئے گا	۱۳۷	دین اسلام کیا ہے	۱۴۹
قرض دار کو مہلت دو	۱۳۷	اللہ مالک ہے	۱۴۹
سود چھوڑ دو	۱۳۷	تقیہ	۱۴۹
عرش کے نیچے سائے	۱۳۸	اطاعت رسولؐ سے محبت	۱۴۹
بالغ ہونے کی حد	۱۳۸	اللہ کا چناؤ	۱۵۱
گواہی دو	۱۳۸	میراث علم وآثار علم نبوت کے وارث	۱۵۱
گواہی نہ چھپاؤ	۱۴۰	حضرت مریمؑ کا ذکر	۱۵۳
جو بھی چھپاؤ حساب ہوگا	۱۴۰	فاطمہ کے لیے آسمانی کھانا	۱۵۴

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یحییٰؑ کی زکریاؑ کو بشارت	۱۵۵	اللہ سے ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے	۱۷۵
مریمؑ کا چناؤ	۱۵۶	اللہ کی رسی تھام لو	۱۷۵
مریمؑ کی کفالت	۱۵۶	گڑھے سے بچایا	۱۷۵
عیسیٰؑ نے سام بن نوحؑ کو زندہ کیا	۱۵۷	خیر کی طرف دعوت	۱۷۶
عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ جیسی	۱۵۸	خیر کی طرف نکالنا	۱۷۶
واقعہ مباہلہ	۱۵۹	حبل دو ہیں	۱۷۷
ابراہیمؑ یہودی ونصرانی نہ تھے	۱۶۰	انبیاء کو ناحق قتل کرنے والے	۱۷۷
ابراہیمؑ کا اتباع کرو	۱۶۰	بدر میں اللہ کی مدد	۱۷۷
قیامت کے دن اللہ نظر رحمت نہ کرے گا	۱۶۱	تمہیں اختیار نہیں	۱۷۸
اللہ کا میثاق	۱۶۲	جنت کی وسعت	۱۷۹
اہل جنت و دوزخ	۱۶۴	استغفار کرنے والے	۱۷۹
ہر چیز اطاعت کرتی ہے	۱۶۵	دلوں کا ہیر پھیر	۱
محبوب چیز خرچ کرو	۱۶۶	جہاد کرنے نہ کرنے والوں کو اللہ جانتا ہے	۸۱
بنی اسرائیل پر اونٹ حرام نہ تھا	۱۶۶	رسولؐ مرجائے یا قتل ہوجائے توتم [illegible] گے	۸۱
بیت اللہ پہلا گھر ہے	۱۶۷	گزشتہ انبیاء کے ساتھی ثابت قدم تھے	۱۸۲
بیت اللہ کی توسیع	۱۶۷	شیطان نے پھسلایا	۱۸۳
آدمؑ و نوحؑ و سلیمانؑ نے حج کیا	۱۶۸	موت وقتل الگ الگ ہیں	۱۸۳
جو بھی اس میں داخل ہو وہ امن میں ہے	۱۶۹	مسئلہ رجعت	۱۸۳
مجرم بھی پناہ میں ہے	۱۷۱	مشورے کا حکم	۱۸۴
استطاعت والے پر حج فرض ہے	۱۷۲	نبیؐ سخت مزاج نہ تھے	۱۸۵

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
استخارہ کرلیا کرو	۱۸۶	قریب ترین حصہ	۱۹۶
خدا کی رضا و ناراضی والے برابر نہیں	۱۸۶	مرد و عورت کی پیدائش	۱۹۷
احد کی مصیبت	۱۸۷	انسان میں خصلتوں کا سبب	۱۹۷
شہید کی زندگی	۱۸۷	آدم کی نسل کیسے بڑھی	۱۹۷
علیؑ کی بہادری	۱۸۷	قریبی رشتہ داروں سے صلۂ رحمی	۱۹۸
کافروں کو مہلت	۱۸۸	حوب کبیر کیا ہے	۱۹۹
حضورؐ کی بیٹیوں کے متعلق بحث	۱۸۸	مال یتیم کھانے کی سزا	۱۹۹
پاک و ناپاک الگ ہوگا	۱۸۹	چار عورتوں سے نکاح جائز ہے	۱۹۹
زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا	۱۹۰	مال زوجہ شفاء کا ذریعہ ہے	۲۰۰
کسی کے فعل پر راضی ہونے والے	۱۹۰	شہد کو بارش کے پانی میں ملا کر پینے سے شفا ہوگی	۲۰۱
ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا	۱۹۳	ہبہ واپس نہ لو	۲۰۱
ایمان کا امتحان	۱۹۳	بے وقوفوں کو مال نہ دو	۲۰۱
ہر حال میں ذکر خدا کرو	۱۹۳	شرابی سے بچو	۲۰۱
ظالمین کا امام نہیں	۱۹۴	یتیمی کی حد کیا ہے	۲۰۲
ایمان لانے کے لیے منادی	۱۹۴	یتیم کے مال میں سے کس قدر کھا سکتا ہے	۲۰۳
ثواب اللہ کے پاس بہتر ہے	۱۹۴	ظالم پر ظالم مسلط ہوگا	۲۰۴
صبر کرو اللہ سے ڈرو	۱۹۴	یتیم کا مال کھانے والوں کے لیے دو سزائیں	۲۰۴
ابن نائل کون ہے	۱۹۵	یتیم کا مال کھانے سے بچو	۲۰۵
تقیہ سے کام لو	۱۹۶	کون سا عمل جہنم کا مستحق بناتا ہے	۲۰۶
سورۃ النساء	۱۹۶	وراثت کی وصیت کا حکم	۲۰۷

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
وراثت میں کتنا حصہ ہے	۲۰۷	رشتہ دار پڑوسی	۲۲۳
مادری بہن بھائیوں کا حصہ	۲۰۸	ہر امت پر گواہ ہوگا رسولؐ سب پر گواہ ہوں گے	۲۲۳
بدکار عورت کا حکم	۲۰۸	نشہ کی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے	۲۲۴
کس کی توبہ قبول نہیں	۲۰۹	جنابت کی حالت میں نماز کے نزدیک نہ جاؤ	۲۲۵
عورتوں کے زبردستی وارث نہ بنو	۲۱۰	پاک مٹی سے تیمم کرو	۲۲۶
مہر کتنا ہے	۲۱۰	چہرے بگڑنے سے پہلے ایمان لے آؤ	۲۲۶
باپ کی زوجہ سے نکاح نہ کرو	۲۱۱	شرک کرنے والے کو معافی نہیں	۲۲۷
حرام عورتیں	۲۱۱	جبت اور طاغوت پر ایمان لانے والے	۲۲۸
ربیبہ حرام ہے	۲۱۱	لوگوں کے درمیان عدل سے فیصلہ کرو	۲۳۰
پاک دامن عورت سے نکاح	۲۱۴	اللہ کے فضل پر حسد نہ کرو	۲۳۰
متعہ کا حکم	۲۱۵	آل ابراہیمؑ کو ملک عظیم ملا	۲۳۰
کنیزوں سے نکاح کی اجازت	۲۱۶	کچھ ایمان لائے کچھ نہ لائے	۲۳۱
کنیز جو برائی کر بیٹھے اس کی سزا	۲۱۷	امام کی پہچان	۲۳۱
باطل طریقے سے مال نہ کھاؤ	۲۱۷	امانتوں کی ادائیگی	۲۳۲
بڑے کبیرہ گناہ	۲۱۹	اللہ، رسولؐ اور اولی الامر کی اطاعت	۲۳۲
ایک دوسرے کے مقام کی تمنا نہ کرو	۲۲۰	علیؑ صاحب علم ہیں	۲۳۵
فجر کو رزق طلب کرو	۲۲۱	طاغوت سے فیصلہ نہ کراؤ	۲۳۶
ہر ایک کا وارث مقرر ہے	۲۲۱	اپنے ہاتھوں کی مصیبت	۲۳۷
رشتہ اس کے اہل سے طلب کرو	۲۲۲	ان کے دلوں کی بات خدا جانتا ہے	۲۳۷
والدین سے احسان کرو	۲۲۳	رسولؐ کے فیصلے کو تسلیم کریں	۲۳۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قتل نفس کی اجازت نہیں	۲۳۹	نماز خوف	۲۵۴
بہترین ساتھی کون ہیں	۲۳۹	مومنین پر نماز فرض ہے	۲۵۵
صاحبان ایمان مقابلے کے تیار رہیں	۲۴۰	رات کو تدبیر کرنے والے	۲۵۷
ظالموں کی بستی سے ہجرت کر جاؤ	۲۴۰	بہتان نہ باندھ	۲۵۷
ہاتھ روک لو قتال کرو سے مراد کیا	۲۴۱	زیادہ سرگوشیاں بے فائدہ ہیں	۲۵۷
اچھائی برائی کس کی طرف سے	۲۴۲	مومنین کا راستہ الگ ہے	۲۵۸
رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت	۲۴۲	امیر المومنین علیؑ کا لقب ہے	۲۵۸
رسولؐ اور والی امر کی طرف پلٹاؤ	۲۴۳	امر خدا تبدیل نہ ہوگا	۲۵۸
اللہ کے فضل سے مراد رسولؐ ہیں	۲۴۳	شیطان کی ایجاد	۲۵۹
اللہ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا	۲۴۴	برائی کا بدلہ	۲۵۹
شرپسند کون ہے	۲۴۵	سفر سے واپس آؤ تو اہل وعیال کے لیے کچھ ضرور لاؤ	۲۶۰
دل برداشتہ گروہ	۲۴۵	ابراہیمؑ خلیل ہیں	۲۶۰
قتل خطا کا بدلہ	۲۴۵	عورت اور شوہر کی بدسلوکی کا حل	۲۶۰
ظہار کا کفارہ	۲۴۶	عورتوں کے درمیان عدل لازم	۲۶۱
عمداً قتل کا کفارہ جو قتل خطاء کے مشابہ ہو	۲۴۷	جو ایمان لا کر کافر ہوئے	۲۶۲
جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی سزا	۲۴۹	دین کا مذاق اڑانا	۲۶۴
اہل فدک کا ایک واقعہ	۲۵۰	اعضاء و جوارح پر ایمان فرض ہے	۲۶۵
کمزور جو ایمان چھپائے ہوں	۲۵۱	منافقین کی نشانیاں	۲۶۵
ہجرت کا ثواب	۲۵۳	اللہ کو دھوکہ دینے والے	۲۶۶
سفر میں نماز قصر ہے	۲۵۳	مکر کرنے والے	۲۶۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مظلوم ظالم کے خلاف بول سکتا ہے	۲۶۶	ایمان کا منکر	۲۷۹
دلوں پر غلاف	۲۶۷	وضو اور اس کے فرائض	۲۸۰
عیسیٰؑ کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے	۲۶۷	تیمّم کا حکم	۲۸۴
ظلم کی وجہ سے کچھ چیزیں حرام کی گئیں	۲۶۸	دین میں تنگی نہیں	۲۸۴
دیگر انبیاء کی طرح حضورؐ پر وحی نازل ہوئی	۲۶۸	ارض مقدس میں داخل ہونے کا حکم	۲۸۵
مخفی انبیاء بھی گزرے	۲۶۸	قوم موسیٰؑ کا ذکر	۲۸۵
اللہ گواہ ہے کفر کرنے والوں پر	۲۶۹	ارض مقدس میں کون داخل ہوئے	۲۸۶
برہان اور نور مبین	۲۶۹	ارض مقدس کون سی زمین ہے	۲۸۷
کلالہ کے احکام	۲۶۹	قوم موسیٰؑ کی بزدلی	۲۸۷
سورۃ مائدہ کے فضائل	۲۷۱	فرزندان آدمؑ کی قربانی اور پہلا قتل	۲۸۸
یا ایہا الذین آمنوا سے مراد	۲۷۲	انبیاء کی وصیت منتقل ہوتی رہی	۲۹۱
وعدے پورے کرو	۲۷۲	آدمؑ کے لڑکوں کی شادی کس سے ہوئی	۲۹۳
چار پایوں سے حلال کون سے ہیں	۲۷۲	ایک کا قتل سب کا قتل	۲۹۴
مردہ خون اور سور کا گوشت کیوں حرام ہے	۲۷۴	محارب کون ہیں	۲۹۵
منخنقہ اور موقوذہ جانور	۲۷۴	باغی لوگ	۲۹۵
آج کافر مایوس ہوگئے	۲۷۵	خارجی کون ہیں	۲۹۸
دین مکمل ہوگیا	۲۷۵	مرد اور عورت چور کی سزا	۲۹۹
شکاری کتے کے احکام	۲۷۶	ہاتھ کاٹنے کی حد	۳۰۰
اہل کتاب کی خشک چیزیں حلال ہیں	۲۷۸	ہدایت وگمراہی	۳۰۱
اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح	۲۷۸	سحت وغلول	۳۰۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کتاب کے محافظ	۳۰۳	مشرک پر جنت حرام ہے	۳۱۵
قانون کے مطابق فیصلہ کرنا	۳۰۴	جو کھائے گا اسے حدث ہوگا	۳۱۶
قتل کی دیت	۳۰۴	بنی اسرائیل پر زبان داؤد سے لعنت	۳۱۶
قصاص کی معافی	۳۰۵	بروں سے انس نہ کرو	۳۱۶
فیصلہ خوف کے بغیر	۳۰۶	زمانہ فترت کے لوگ	۳۱۶
احکام کی دو قسمیں	۳۰۶	طیب حرام نہیں حلال ہیں	۳۱۷
چھپا ہوا نفاق	۳۰۶	لغو قسمیں قابل مواخذہ نہیں	۳۱۷
دھوکا دہ قسمیں کھانے والے	۳۰۶	کفارہ دس مساکین کا اوسط کھانا	۳۱۷
عزت مومنین کی ذلت کافروں کی	۳۰۷	کھانے کے بدلے تین روزے	۳۱۹
اہل فارس	۳۰۷	شراب، جواسب حرام ہیں	۳۲۰
ولی تین ہیں	۳۰۷	شراب خور کی سزا ۸۰ کوڑے	۳۲۱
اللہ کا گروہ غالب رہے گا	۳۰۹	شکار کے ذریعے آزمائش	۳۲۲
برائی سے روکا جائے	۳۱۰	احرام میں شکار نہ کرو	۳۲۳
اللہ کے ہاتھ کھلے ہیں	۳۱۰	دو عادل	۳۲۳
ظالم کی گردن اللہ توڑتا ہے	۳۱۱	شکار کا کفارہ	۳۲۴
اللہ کا نازل کردہ قائم رکھیں	۳۱۱	سمندری شکار حلال ہے	۳۲۶
تہتر فرقے	۳۱۱	بیت اللہ قائم دین قائم	۳۲۶
غدیر خم کا واقعہ	۳۱۲	زیادہ سوال کرنا منع ہے	۳۲۶
اہل کتاب کو نصیحت	۳۱۵	بحیرہ سائبہ وصیلہ حام کیا ہیں	۳۲۷
فتنہ والے	۳۱۵	موت سے قبل وصیت و گواہ	۳۲۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یوم جمع سوال ہوگا	۳۲۹	متکبر دولت مند کو علیؑ کی تنبیہ	۳۴۱
حواریوں کو وحی	۳۲۹	موت سے قبل توبہ	۳۴۱
مائدہ کا نزول آسمان	۳۳۰	درخت کے پتے کا بھی خدا کو علم ہے	۳۴۱
میں اور میری ماں اللہ کی عبادت کرتے ہیں	۳۳۰	ہر خشک و تر قرآن میں ہے	۳۴۲
عیسیٰؑ دلوں کے راز جانتے تھے	۳۳۱	اللہ حساب لینے والا ہے	۳۴۲
اسم اعظم	۳۳۱	کلام خدا میں جدال نہ کرو	۳۴۲
سورہ انعام	۳۳۱	ابراہیمؑ کے باپ کون ہیں	۳۴۳
فضیلت سورۃ انعام	۳۳۱	ابراہیمؑ کیلئے آسمان و زمین کے پردے کھول دیئے گئے	۳۴۵
آسمان و زمین روشنی و اندھیروں کا خالق	۳۳۳	گمراہ کون ہیں	۳۴۶
موتیں دو ہیں	۳۳۳	زمین پر حکومت کرنے والے چار ہیں	۳۴۶
مشتبہ کرتے ہیں	۳۳۴	ایمان کو ظلم سے آلودہ نہ کرنے والے	۳۴۷
خدا کی کوئی تشبیہ نہیں	۳۳۴	انبیاء ہدایت والے ہیں	۳۴۹
قرآن ڈرانے کے لیے ہے	۳۳۶	حسنینؑ ذریت رسولؐ سے ہیں	۳۴۹
قرآن میں شک کرنے والے کو علیؑ کے جوابات	۳۳۶	انکار نہ کرنے والی قوم	۳۴۹
کاش ہم واپس پلٹتے	۳۳۸	ہدایت کی پیروی کرو	۳۵۰
اطاعت کا امتحان	۳۳۸	کتاب موسیٰؑ نور و ہدایت	۳۵۱
اصلیت ہی ملعون	۳۳۹	ابن ابو سرح منافق	۳۵۲
غلام علی قنبر کا قتل	۳۳۹	افتراح کرنے والا	۳۵۲
نصیحت کو بھولنے والے	۳۴۰	قیامت کے دن عذاب	۳۵۲
پرہیزگاری کیا ہے	۳۴۰	حب اور نویٰ	۳۵۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
شادی رات کو کرو	۳۵۳	حجۃ بالغہ	۳۶۵
مستقر و مستودع ایمان	۳۵۳	شرک نہ کرو	۳۶۵
عارضی اور مستقل ایمان	۳۵۴	بے حیائی کے قریب نہ جاؤ	۳۶۵
عرش پانی پر تھا	۳۵۵	صراط مستقیم کا اتباع کرو	۳۶۵
اللہ کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی	۳۵۵	کافر و مشرک کو ایمان فائدہ نہ دے گا	۳۶۶
اللہ کو گالیاں نہ دو	۳۵۵	آیات خدا کے ظہور کے وقت تفرقہ والے	۳۶۷
عالم ذر کا میثاق	۳۵۶	ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیاں	۳۶۷
رب کی پوری بات	۳۵۶	ایک برائی کا بدلہ ایک برائی	۳۶۸
جس پر اللہ کا نام لیا ہو وہ کھاؤ	۳۵۷	آدم کے لیے تین خصلتیں	۳۶۸
ایک مخالف کا جواب	۳۵۷	ابراہیم کی سنت	۳۶۹
مردہ کون ہے	۳۵۸	بعض کے درجات بلند ہیں	۳۷۰
اللہ انتقام لیتا ہے ظالم کا ظالم کے ذریعے	۳۵۸		
اللہ اسلام کے لیے سینہ کھول دیتا ہے	۳۵۹		
ایمان نہ لانے والے کے لیے عذاب	۳۶۰		
فصل سے حق کی ادائیگی	۳۶۰		
اسراف نہ کرو	۳۶۱		
فصل رات کو نہ کاٹو	۳۶۱		
جانور چار قسم کے جوڑے حلال ہیں	۳۶۲		
زمین پر رینگنے والے پرندے کون سے حرام ہیں	۳۶۴		
دریائی مچھلیاں کون سی حرام ہیں	۳۶۴		

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیرِ نظر کتاب تفسیر عیاشی ایک مشہور و معروف تفسیر ہے جسے محدث جلیل جید عالم ابونصر محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش سمرقندی نے تیسری صدی ہجری کے آواخر میں تحریر کیا۔ اس تفسیر کو مذہب جعفریہ میں ایک عظیم مقام حاصل ہے اور یہ تفسیر گیارہ سو سال سے مسلسل اہل علم حضرات کے لیے ایک علمی ذخیرہ ہونے کے ناطے سے توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ ہر دور میں ہمارے مفسرین نے اس کتاب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن کے مفاہیم کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اس تفسیر کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ فقط پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ کے فرامین کی روشنی میں لکھی گئی۔ مؤلف موصوف نے اس تفسیر میں اپنا کوئی نوٹ درج نہیں کیا اور اپنی تحقیق و جستجو سے احادیث کے ذریعہ سے ہی تفسیر پیش کی۔ اگر کسی آیت کی تفسیر سے متعلق احادیث نہیں ملیں تو اس کی تفسیر ہی نہیں کی۔ مؤلف موصوف کی یہ خواہش رہی کہ عوام الناس تک قرآن کی تفسیر کو آئمہ اہل بیتؑ کے فرامین کی روشنی میں پہنچایا جائے۔ قرآن کے مطالب سے آگاہی حاصل کرنے والوں اور اس کا علم حاصل کرنے والوں کے لیے یہ ضروری تھا کہ اس تفسیر کو اردو زبان میں ڈھال کر اس قدیم علمی ذخیرہ کو عوام تک پہنچایا جائے تاکہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اس سے استفادہ کر سکیں۔ لہٰذا ہماری کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے اس تفسیر کا ترجمہ پیش کیا جائے مگر یہ کام انتہائی مشکل تھا، کئی علمائے کرام سے اس کا ترجمہ کروانے کی کوشش کی گئی مگر اس کام کے مشکل ہونے کی وجہ سے کوئی بھی تیار نہ ہوا، اس کے باوجود ہم نے کوشش جاری رکھی آخر کار علامہ پروفیسر ڈاکٹر سخاوت سندرالوی کے کزن برادر مولانا شوکت حسین سندرالوی نے اس کی حامی بھر لی اور اس کتاب کا ترجمہ کر دیا اور مکتبِ اہل بیتؑ کا ایک ادنیٰ سا طالب علم ہونے کی وجہ سے اسے ذمہ داری سمجھا اور اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے تیار ہوئے۔ ادارہ حق برادر زاس پر ان کا ممنون ہے کہ انہوں نے اس معاملے میں ہمارا ساتھ دیا اور اس تفسیر کی پہلی جلد کا ترجمہ قارئین کے سامنے ہے۔ مقدور بھر یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی نہ ہونے پائے مگر پھر بھی اگر اس کتاب میں کسی بھی مقام پر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو اس سے درگذر کیا جائے اور ادارہ کو اس کی اطلاع کی جائے تاکہ اسے دوسرے ایڈیشن میں درست کیا جا سکے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ پروردگارِ عالم بحق محمدؐ وآل محمدؐ مترجم موصوف اور ادارہ کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے اور ہم اس کارِ خیر میں مزید آگے بڑھ سکیں۔

اور ہمارا پروردگار ہمیں اس مقدس کتاب قرآن مجید کے صدقہ میں ہماری آخرت کے لیے ذخیرہ کر کے ہماری آخرت کو بخیر وخوبی اختتام پذیر فرمائے اور قارئین تفسیر کی ہر قسم کی دیناوی اور اُخروی مشکلات اس تفسیر کے وسیلہ سے آسان فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

دعاگو

سید منصور الحق

حرفِ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین

امابعد حمد وثنا اور درود کے بعد عرض ہے کہ قرآن مجید اللہ کی وہ عظیم کتاب ہے جو حضور اکرمؐ پر تقریباً ۲۳ سال تک نازل ہوتی رہی ہے۔ جس کو جبرائیلؑ کے ذریعے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ کی زبانِ مبارک کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا گیا جو پوری کائنات کے ہر انسان کے لیے ایک بہترین ضابطہ حیات ہے۔ علمائے کرام نے ہر دور میں اس کی تفسیر احادیث پیغمبر اسلامؐ و آئمہ معصومینؑ کے اقوال سے پیش کر کے ایک عظیم خدمت انجام دی ہے۔ تفسیر کو مختلف طریقوں سے بھی پیش کیا گیا ہے۔ مفسرین میں علامہ ابونصر عیاشی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر کے لیے صرف احادیث پیغمبرؐ و آئمہ معصومینؑ کے فرامین پر ہی انحصار کیا چنانچہ یہ کتاب تفسیر اسی کی ایک بہترین کاوش کا نمونہ ہے۔ اس پوری کتاب میں مؤلف نے اپنا کوئی قول درج نہیں کیا اور انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے۔ جن قرآنی آیات کی تفسیر نہیں ملی ان کو چھوڑ دیا گیا۔ قرآن مجید کا اگر ایک ظاہر ہے تو اس کے ساتھ اس کے ستر (۷۰) باطن بھی ہیں اور انہیں سوائے آئمہ معصومینؑ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جس کا ذکر تفسیر کے ابتدائی صفحات پر موجود ہے۔ اہل علم اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ کسی بھی دوسری زبان میں لکھی ہوئی کتاب کو اردو زبان میں ڈھالنا کس قدر مشکل ہے۔ ہم نے سخت مشکلات کے باوجود اللہ نبیؐ اور آئمہ معصومینؑ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کا آغاز کیا اور ان کی مدد کے شامل حال ہونے سے اسے ترجمہ کر دیا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اہل ایمان اس تفسیر سے مستفید ہوں گے اور ان کی اندھیرے میں پڑی زندگی اجالوں میں بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ خدمت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے ہماری دنیا و آخرت ہر دو کی کامیابی کا ذریعہ بنا دے۔ اور بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ ہماری مغفرت کا ذریعہ قرار دے۔

خیر اندیش

شوکت حسین سندرالوی

مئولف کا تعارف

ہمارے علمی ذخیروں میں سے ایک بہترین علمی ذخیرہ ہے جو ہمارے قدیم ورثے سے چلا آ رہا ہے اور وہ ورثہ کتاب تفسیر منسوب ومعروف بنام عیاشی ہے جسے ہمارے بزرگ جید عالم جلیل ابونصر محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش تمیمی کوفی سمرقندی نے لکھا جو حدیث روایت آئمہ معصومؑ سے مروی ہیں ان کے ذریعے ہی تفسیر لکھی اور انہوں نے اپنی زندگی تیسری صدی ہجری کے آخر تک گزاری ہے۔ اور کشی صاحب رجال ان کے شاگردوں میں سے تھے انہوں نے مختلف فقہ حدیث طب نجوم اور قیافہ وغیرہ کے متعلق کتابیں تحریر کیں ہیں۔ وہ ثقہ وصدوق تھے اور مذہب امامیہ کے مشہور ومعروف عالم تھے۔ وہ اپنے ابتدائی زمانے میں اہلسنت مذہب رکھتے تھے پھر انہوں نے اس دور کے علمائے کرام سے تعلیم حاصل کی اور ساتھ ہی ساتھ تحقیق بھی کرتے گئے اس کے بعد وہ دائرہ تشیع میں داخل ہوئے اور مذہب اہل بیتؑ قبول کیا۔ انہوں نے علی بن فضال وعبداللہ بن محمد بن خالد طیالسی سے علم حاصل کیا اور کوفہ وبغداد وقم کے عظیم شیوخ سے حدیث کا علم سیکھا۔ ان کا گھر ہر وقت کاتبوں تصحیح کنندگان اور حاشیہ نویسوں سے بھرا رہتا تھا۔ قاضی ابوالحسن علی بن محمد نے کہا کہ ابوجعفر زاہد نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ابونصر نے اپنے والد محترم کی میراث میں سے تین لاکھ درہم تحصیل علم میں صرف کیے تھے۔ ان کی کتاب تفسیر صرف ایک جلد اول ہی موجود ہے جو سورۃ کہف تک ہے۔ اور اس کے دو حصے بنائے گئے ہیں جبکہ اس کی دوسری جلد مستقل طور پر مفقود ہے۔ اگر وہ مل جاتی تو بہت سا علمی ذخیرہ ہوتا۔

تفسیر برہان مئولف علامہ محدث سید ہاشم توبلی بحرانی متوفی ۱۱۰۷ھ، ۱۱۰۹ھ نے تقریباً ساری کتاب نقل کی ہے مگر کوئی شاید چیز چھوڑی ہو۔ اسی طرح بحارالانوار میں علامہ محدث محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ نے بھی درج کی تفسیر صافی مئولف علامہ محقق محدث محمد بن مرتضیٰ مشہور ملا محسن فیض کاشانی متوفی ۱۰۹۱ھ نے نقل کی۔ وسائل شیعہ اور اثبات ہدایہ میں علامہ شیخ محمد بن حسن حر عاملی متوفی ۱۱۰۶ھ نے نقل کیا۔ کتاب مجمع البیان مئولف علامہ محقق شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ نے بھی نقل کیا اور تفسیر نورالثقلین میں علامہ عبدعلی حویزی مرحوم نے نقل کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه على رفعنا له و الصلوة على محمد و آله قال العبد الفقير الى اللّٰه رحمة اللّٰه انى نظرت فى التفسير الذى صنفه ابو النصر محمد بن مسعود بن محمد بن عياش السلمى باسناده و رغبت الى هذا و طلبت من عنده سماعاً من المصنف اوغيره فلم اجد فى ديار نا من كان عنده سماع او اجازة منه خلافت الاسناد و كتبت الباقى على وجهه ليكون اسهل على الكاتب و الناظر فيه فان وجدت بعد ذلك من عنده سماع او اجازه من المصنف اتبعت الاسانيد و كتبتها على ما ذكره المصنف اسئل اللّٰه تعالىٰ التوفيق لاتمامه و ما توفيقى الا باللّٰه عليه و توكلت اليه انيب.

قرآن کیا ھے

﴿۱﴾ روایت کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوعبداللہ جعفر صادقؑ سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے لوگو! تم ابھی دارِ ہدنہ (راحت کی جگہ) میں ہو، تم سفر میں ہو اور تیزی سے تمہیں لے جایا جا رہا ہے اور یہ تو تم نے دیکھا ہی ہے کہ شب و روز اور شمس و قمر (اپنی آمد و رفت سے) ہر نئے کو پرانا کر رہے ہیں اور ہر دور کو نزدیک کر رہے ہیں اور ہر وعدہ کی ہوئی چیز کو سامنے لا رہے ہیں تو تم اپنے سامان کو تیار رکھو اس لیے کہ گزرگاہ بہت دور ہے۔ اتنے میں مقداد کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ یہ دارِ ہدنہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ ایسا گھر ہے جو منزل تک پہنچانے والا اور لذتوں سے جدا کرنے والا ہے۔ پس جب تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے تم پر چھا جائیں تو تم قرآن سے تمسک رکھنا اس لیے کہ وہ شفاعت کرنے والا ہے۔ اس کی شفاعت بھی قبول ہوگی اور شکایت بھی۔ جس نے قرآن کو آگے رکھا تو وہ اس انسان کو جنت کی طرف لے جائے گا اور جس نے اسے پس پشت ڈالا تو وہ اسے جہنم کی طرف ہنکا دے گا۔ وہ ایسا راہنما ہے جو بہترین راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ وہ ایسی کتاب ہے جس میں تفصیل ہے۔ بیان ہے اور معارف کا حصول ہے۔ وہ قول فیصل ہے۔ غیر سنجیدہ کلام نہیں ہے۔ اس میں ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ اس کا ظاہر حکم ہے اور اس کا باطن علم ہے۔ اس کا ظاہر خوش نما ہے اور باطن گہرا ہے۔ اس میں رموز ہیں اور ان

رموز میں بھی رموز ہیں۔ اس کے عجائب بے شمار ہیں اور اس کے غرائب فرسودہ نہیں ہوتے۔ اس میں ہدایت کے چراغ ہیں۔ حکمت کے منار ہیں اور معرفت کی دلیلیں ہیں۔

﴿۲﴾ یوسف بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حارث اعور ہمدانی نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور دیکھا کہ کچھ لوگ بعض (بے فائدہ) باتوں میں الجھے ہوئے ہیں چنانچہ میں امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا یا امیرالمومنینؑ! کچھ لوگ بے فائدہ ہمارے دین کے بارے باتیں کر رہے ہیں تو یہ کیا ہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا واقعاً ایسا ہی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ تو آپؑ نے فرمایا میں نے رسولؐ اللہ سے سنا کہ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمدؐ عنقریب تیری امت میں فتنے برپا ہوں گے۔ میں نے عرض کیا ان فتنوں سے نجات حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے تو آپؐ نے فرمایا راہِ نجات کتاب اللہ ہے۔ وہی کتاب جس میں گزشتہ اور آنے والی نسلوں کے واقعات اور خبریں ہیں اور تم لوگوں کے اختلافی مسائل کے فیصلے موجود ہیں۔ وہی کتاب جو حق کو باطل سے باآسانی تمیز دے سکتی ہے۔ اس میں مذاق اور شوخی کا کوئی پہلو نہیں۔ وہی کتاب جس کو جو جابر وظالم بادشاہ بھی ترک اور نظرانداز کرے خدا اس کی کمر توڑ دیتا ہے۔ جو شخص غیر قرآن سے ہدایت حاصل کرنا چاہے خالق اسے گمراہ کر دیتا ہے۔ یہ (قرآن) خدا کی مضبوط رسی اور حکمت آمیز ذکر ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسے ہوا و ہوس اور خواہشات نفسانی منحرف نہیں کر سکتیں۔ قرآن کی بدولت زبانیں التباس اور غلطیوں سے محفوظ رہی ہیں۔ علماء اور دانشور اسے پڑھنے اور اس میں فکر کرنے سے سیر نہیں ہوتے۔ زمانے کے گزرنے کے ساتھ یہ پرانی اور فرسودہ نہیں ہوتیں اور نہ اس کے عجائبات ختم ہونے میں آتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جسے سن کر جن یہ کہے بغیر نہ رہ سکے اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ.

ہم نے عجیب وغریب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جو بھی اس کی زبان میں بولے صادق ہی ہوگا اور جو قرآن کی روشنی میں فیصلے کرے گا یقیناً عادل ہوگا۔ جو قرآن پر عمل کرے اجر پائے گا جو قرآن کی طرف دعوت دے وہ صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔ هُوَ الْكِتَابُ الْعَزِيزُ الَّذِي لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ " مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ وہ کتاب تو یقیناً ایک عالی رتبہ کتاب ہے کہ جھوٹ نہ تو اس کے آگے سے داخل ہو سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے اور خوبیوں والے دانا کی بارگاہ سے نازل ہوا ہے۔ (۴۱، ۴۲:۴۱)

﴿۳﴾ ابی جمیلہ مفضل بن صالح کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے جمعہ کے دن ظہر کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے لوگو! بے شک مجھے لطیف وخبیر خدا کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ میں عنقریب تم سے چلا جاؤں گا اور میری زندگی کے ایام ختم ہو جائیں گے اور مجھے اس میں نہ کوئی ظن یا شک ہے بے شک میرے حبیب نے بلایا ہے اور مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سب سے بھی پوچھا جائے گا۔ پس کیا میں نے تم تک تبلیغ وپیغام پہنچا دیا جس کے تم قائل ہو گئے تو سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے

تبلیغ و پیغام و نصیحت و جاھدت پہنچایا ہے۔ اللہ اس کی آپ کو بہتر جزاء دے۔ فرمایا میرے اللہ تو گواہ رہنا، اے لوگو تم گواہی دیتے ہو کہ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه. بے شک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسولؐ ہیں اور بے شک جنت حق ہے اور بے شک جہنم حق ہے اور بے شک موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنا حق ہے تو سب نے کہا (رسولؐ اللہ) ہاں۔ فرمایا میرے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ پھر فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ ہمارا مولا ہے اور میں اولیٰ ہوں۔ مومنین پر ان کے اپنے نفس و جان پر مگر جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولا ہے۔ میرے اللہ میری آلؑ اس کی آلؑ ہے جو ان کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو! میں تم سے پہلے حوضِ کوثر کے کنارے موجود ہوں گا اور تم میرے پاس پہنچو گے جس کی وسعت صنعا سے لے کر بصرہ تک کے برابر ہوگی۔ وہاں چاندی کے پیالے ستاروں کی تعداد کے مثل ہوں گے۔ جب تم میرے پاس پہنچو گے تو اس مقام پر میں تم سے ان کے بارے میں پوچھوں گا کہ تم نے ثقلین کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا اور ان سے تخلف کیا۔ یہاں تک کہ وہ ملحق ہوں گے۔ سب نے کہا یہ ثقلین کون ہے یا رسولؐ اللہ، فرمایا ثقل اکبر کتاب اللہ ہے اس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ساتھ تمسک رکھنا اور اس کو تبدیل نہ کرنا اور ان پر اعتراضات نہ کرنا اور نہ گمراہ ہو گے اور نہ ذلیل ہو گے اور ثقل اصغر میری عترت میری اہل بیتؑ ہے۔ بے شک مجھے لطیف و خبیر اللہ کی طرف سے خبر ملی ہے کہ بے شک یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ تک پہنچیں اور اللہ ان کے بارے میں تم سے پوچھے گا۔ یہ تمہیں دیئے گئے اور ان پر سبقت نہ کرنا وگرنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور نہ ہی انہیں چھوڑ دینا، وگرنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور تم ان کو تعلیم بھی نہ دینا کہ وہ تم میں تم سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔

﴿۴﴾ ابوعبداللہ غلام بنی ہاشم نے ابو سخیلہ سے روایت کیا کہا حجت میں اور سلمانؓ فارسی کوفہ میں ایک دفعہ ابوذرؓ کے پاس گئے تو کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد فتنے اٹھیں گے اور ان سے بچنے کے لیے دو چیزیں ہیں جو تمہیں بچائیں گی۔ اللہ کی کتاب اور علی بن ابی طالبؑ، میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے انہوں نے علیؑ کے بارے میں فرمایا یہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور روز قیامت وہی سب سے پہلے مجھے ملیں گے اور وہ صدیق اکبر ہے اور وہ فاروق ہے۔ حق اور باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ وہ مومنین کے یعسوب (سردار) اور مال یعسوب (سردار) منافقین کا ہے۔

﴿۵﴾ زرارہ نے ابوجعفرؑ سے روایت کیا کہ فرمایا رسولؐ خدا نے مدینہ میں خطبہ دیا اس میں کہا تھا کہ تمہارے لیے ریث ہے۔ یعنی خبر ہے۔

﴿۶﴾ داؤد بن فرقد کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہؑ سے سنا انہوں نے فرمایا تمہیں قرآن کی تلاوت ہمیشہ کرنی چاہیے جہاں ایسی آیت دیکھو کہ تمہارے اسلاف نے نجات پائی ہے۔ اس پر عمل کرو اور جہاں ایسی آیت پاؤ کہ جہاں تمہارے اسلاف ہلاک ہوئے ہیں اس سے اجتناب کرو۔

﴿۷﴾ حسن بن موسیٰ خشاب نے مرفوع کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کوئی بلند مقام نہیں امر اور خلافت میں آلِ ابوبکر کی طرف

ہمیشہ کے لیے اور نہ ہی آلِ عمر کے لیے اور نہ ہی آلِ بنی امیہ کے لیے اور نہ ہی اولادِ طلحہ وزبیر کے لیے ہمیشہ کے لیے ہے یہ وہ ہیں کہ انہوں نے قرآن کو ترک کیا اور سنت میں باطل ملایا اور احکام دیئے۔

﴿۸﴾ رسولؐ اللہ نے فرمایا قرآن ضلالت وگمراہی سے ہدایت اور اندھوں کے لیے روشنی اور لغزشوں سے راہنمائی کرنے والا اور ظلمت سے نور کی طرف لانے والا اور غموں سے نجات وروشنی دینے والا اور ہلاکت سے بچانے کے لیے گناہوں سے روکنے والا اور گمراہیوں سے راہِ راست پر لانے والا اور فتنوں سے بچانے والا اور دنیا سے آخرت تک پہنچانے والا ہے اور اس میں تمہارا دین کامل ہے۔ پس یہ صفت رسولؐ اللہ کی قرآن میں ہے اور جو کوئی ایک بھی اس قرآن سے عدل نہ کرے گا مگر وہ جہنم میں جائے گا۔

﴿۹﴾ مسعدہ بن صدقہ نے کہا ابوعبداللہؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے ہم اہل بیتؑ کی ولایت کو قطب قرآن بنایا اور تمام کتابوں کا قطبِ اصل ومرکز ہے۔ اس کی بنیاد محکم قرآن ہے اور اس میں کتابوں کی طاقت ہے اور اس میں ایمان کی ظاہریت ہے۔ بے شک رسولؐ اللہ نے اس کا حکم دیا۔ اقتدا کرو قرآن کا اور آلِ محمدؐ کا اور جیسا کہ فرمایا اپنے آخری خطبہ میں بعض خطبوں میں تمہارے درمیان دو وزنی (ثقلین) چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ ثقل اکبر اور ثقل اصغر پھر وہ اکبر وہ میرے رب کی کتاب ہے اور پھر اصغر میری عترت میری اہل بیتؑ ہے۔ میری طرف سے ان کی حفاظت کرنا جو کچھ بھی ان میں ہے پس ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب تک تم ان سے تمسک رکھے رہو گے۔

﴿۱۰﴾ فضیل بن یسار کہتے ہیں امام رضاؑ سے قرآن کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا وہ کلام اللہ ہے۔

﴿۱۱﴾ حسن بن علی کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا بے شک میری امت میں عنقریب فتنے برپا ہوں گے پس سوال کیا گیا کہ اس سے کیسے نجات پائیں گے۔ پس فرمایا عزت والے اللہ کی وہ کتاب ہے جس میں نہ تو اس کے درمیان سے باطل داخل ہوسکتا ہے آگے سے اور نہ ہی پیچھے سے۔ یہ نازل کیا گیا ہے حکیم حمید خدا کی طرف سے ہے۔ (حم سجدہ، آیت ۴۲) اس میں بھڑکنے والا علم گمراہ کے علاوہ اللہ کا ہے اور اس میں ولی اس امر کا جبار کی طرف سے ہے پس اس کا عمل بغیر اس کے قصوں کے ہے۔

اور وہ ذکرِ حکیم اور نورِ مبین اور صراطِ مستقیم ہے اس میں پہلے کی خبریں بھی موجود ہیں اور آئندہ کی خبریں بھی موجود ہیں۔ قرآن کی بدولت زبانیں التباس اور غلطیوں سے محفوظ ہیں۔ تمہارے باہمی اختلاف کے فیصلے اور اختیارات کی خبریں موجود ہیں اور یہ وہ کتاب ہے جسے سن کر جن کہتے ہیں ہم نے عجیب وغریب قرآن سنا جو نجات کی ہدایت کرتا ہے۔ پس ہم اس پر ایمان لائے زمانے کے گزرنے کے ساتھ یہ پرانی اور فرسودہ نہیں ہوتی اور نہ اس کے عجائبات ختم ہوتے ہیں۔

﴿۱۲﴾ محمد بن حمران کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے اپنی خلق سے جسے اس نے خلق کیا تو اس کے دو گروہ بنائے اور ان میں سے ایک گروہ کے لیے خیر کو مقرر کیا پھر اس میں سے تین گروہ بنائے اور ان سے ایک کو خیر سے مخصوص کیا۔ مگر ان تین سے پھر

اس سے اختیار نہیں کیا مگر یہاں تک کہ اس سے اختیار کیا عبد مناف کو پھر اختیار کیا عبد مناف سے ہاشم کو پھر اختیار کیا ہاشم سے عبدالمطلب کو پھر اختیار کیا عبدالمطلب سے عبداللہ کو پھر اختیار کیا عبداللہ سے محمدؐ کو۔ پس یہ سب لوگ طیب تھے۔ ان کی ولادت پاک تھی۔ ہمیں اللہ نے مبعوث کیا حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر اور اس پر کتاب کو نازل کیا اس میں کوئی ایسی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ اس کتاب تبیان میں موجود ہے۔

﴿۱۳﴾ عمرو بن قیس کہتے ہیں ابو جعفرؑ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس کی احتیاج لوگوں کو یوم قیامت تک تھی مگر یہ کہ اسے کتاب میں نازل کیا اور اپنے رسولؐ کے ذریعے اسے واضح کیا اور ہر ایک چیز کی ایک حد مقرر کی اور ہر ایک کے لیے دلیل بنائی اس کے لیے اور اُس کے لیے عدد بنائے۔ یہ اس کی حد سے حد ہے۔

﴿۱۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفرؑ سے قرآن کے متعلق سوال کیا تو مجھ سے فرمایا نہ وہ خالق اور نہ مخلوق ہے اور لیکن وہ کلام خالق ہے۔

﴿۱۵﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے سوال کیا قرآن کے بارے میں کہ کیا وہ خالق ہے تو فرمایا نہیں میں نے کہا کیا مخلوق ہے فرمایا نہیں اور لیکن کلام خالق ہے۔ (یعنی بے شک وہ کلام خالق ہے فعل کے ساتھ)

﴿۱۶﴾ مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں ابو عبداللہؑ نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ امیر المومنینؑ کے خطبوں میں سے ایک خطبہ میں انہوں نے فرمایا اس میں ہے۔ کہ میں نے گواہی دیتا ہوں کہ بے شک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ اور بے شک محمدؐ اس کے عبد اور رسولؐ ہیں۔ اس نے بھیجی کتاب فیصلے کرنے والی اور حکم کرنے والی اور عزت والی اور علم کی حفاظت کرنے والی اور نور کی حکمت والی اور سلطان کی مدد کرنے والی اور کل کے کل ھوائے نفس و شہوات داخل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی باطل اس میں داخل ہو سکتا ہے آگے اور نہ پیچھے سے۔ یہ حکیم حمید کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے زمانے کے گزرنے کے ساتھ یہ پرانی اور فرسودہ نہیں ہوتی اور نہ اس کے عجائبات ختم ہوتے ہیں اس میں جو کہا گیا ہے وہ سچ ہے اور اس پر عمل کرنے کی جزا ہے اور خاصوں کے لیے فلاح ہے اور قاتل کے مقابلے میں مدد کرنے والی ہے اور جو اس پر قائم رہتا ہے اسے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتی ہے اس میں آئندہ کی خبریں ہیں اور فیصلے ہیں اس میں تمہارے درمیان تمہاری آخرت کے لیے ذخیرہ ہے اس کو علم کے ساتھ نازل کیا گیا اور ملائکہ نے اس کی گواہی دی ہے اور اس کی تصدیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا لیکن اللہ گواہ ہے جو تیری طرف نازل ہوا اس کی طرف سے اس کے علم سے اور ملائکہ اس کے گواہ ہیں اور اللہ گواہی کے لیے کافی ہے (سورۃ النساء، آیت ۱۶۶) يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ یہ سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے۔

پس اللہ نے اسے نور بنایا اس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے سیدھی ہے (۹:۱۷) فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ (قیامت

۱۸)پس جب قرآن پڑھوتو اس قرآن کی اتباع کرو اور فرماتا ہے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (اعراف ۴) اتباع کرو اس کی جو تمہاری طرف نازل کیا گیا تمہارے رب کی طرف سے اور نہ اتباع کرو جو اس کے علاوہ اولیاء ہیں تم بہت کم غور کرتے ہو۔ اور فرماتا ہے فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَکَ وَ لَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (ھود۱۱۲) پس اس میں جو کچھ اللہ کی طرف سے آیا اس کا اتباع کرو یہی بڑی کامیابی ہے اور اس کا چھوڑنا خطا مبین ہے اور فرمایا اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی پھر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو اس ہدایت کی اتباع کرو پس نہ گمراہ ہوگے اور نہیں شک اس میں ہے پس بنایا اس کی اتباع کو سب خیر جو دنیا و آخرت میں رجوع کرے، پس اس کے لیے یہ قرآن حکم دینے والا بھی ہے اور ڈرانے والا بھی ہے اس میں حدود کی حد ہے اور اس میں سیرت سیرتوں سے ہے اور اس میں مثالیں بھی ہیں اور دین کی شرع بھی ہے۔ اعذار ایک نفس کے لیے اور یہ اس کی خلق پر حجت ہے اس پر ان سے میثاق لیا گیا اور اس کو ان لوگوں کے لیے رابطہ بنایا ہے اس میں واضح ہے جو اسے لیتا ہے یہ اسے تقویٰ اختیار کراتا ہے اور یہ ہلاک کرنے والا بھی ہے۔ یہ واضح ہے زندہ کرتا ہے زندہ سے اس میں واضح ہے اور بے شک اللہ سننے والا علم رکھنے والا ہے۔

﴿۱۷﴾ یاسر خادم امام رضاؑ کہتے ہیں کہ میں نے قرآن سے متعلق سوال کیا تو فرمایا اللہ کی لعنت ہو مرجیہ پر اور اللہ کی لعنت ہو ابوحنیفہ پر بے شک اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے جیسے تمہارے کلمات ہوتے ہیں ایسے نہیں ہے اور نہ ہمارے پڑھنے کی طرح اور کلام کرنے کی طرح ہے پس وہ اس کا کلام ہے اور خبریں اور قصے ہیں۔

﴿۱۸﴾ سماعہ کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے تم پر نازل کیا اپنی اس کتاب کو اور وہ صادق ہے۔ اس میں تمہاری خبریں ہیں اور تم سے پہلے کی خبریں ہیں اور تمہارے آنے والوں کی خبریں ہیں اور زمین و آسمان کی خبریں ہیں اور اگر تم کو دیا گیا آنے والی خبروں کے ساتھ اور یہ لوگ اس میں تعجب کرتے ہیں جو یہ خبریں ہیں۔

باب : ترک روایت خلاف قرآن

﴿۱﴾ ہشام بن حکم کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا منیٰ میں یا مکہ میں اے لوگو جو حدیث تمہارے سامنے ایسی پیش ہو جو کتاب (قرآن) خدا کے موافق ہو تو وہ میرا قول ہے اور جو حدیث ایسی پیش ہو جو قرآن کے موافق نہ ہو تو وہ میرا قول نہیں ہے۔

﴿۲﴾ اسماعیل بن ابی زیادہ سکونی نے ابوجعفرؑ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے علیؑ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا شک و شبہ کے وقت توقف کرنا ہلاکت میں پڑنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو ترک کردینے میں خیر ہے ایسی روایت و حدیث سے ہر حق کے پیچھے ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر حقیقت کے کچھ آثار ہوتے ہیں جو بات بھی کتاب خدا کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو کتاب خدا کے

مخالف ہوتو اسے ترک کردو۔

﴿۳﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے مجھ سے فرمایا اے محمد جب تمہارے پاس کوئی روایت آئے ٹھیک یا غلط جو قرآن کے موافق ہوتو اسے لےلو اور جو روایت تمہارے پاس آئے ٹھیک یا غلط جو قرآن کے مخالف ہوتو اسے نہ لو۔

﴿۴﴾ ایوب بن حر کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ ہر شے میں کتاب وسنت کی طرف رجوع لازم ہے جو بھی حدیث کتاب خدا کے موافق نہ ہو وہ بناوٹی ہے۔

﴿۵﴾ کلیب اسدی کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جو بھی تمہاری طرف حدیث آئے اور اللہ کی کتاب اس کی تصدیق نہ کرے تو وہ باطل ہے۔

﴿۶﴾ سدیر کہتے ہیں ابو جعفرؑ اور ابو عبداللہؑ نے کہا تھا ہماری تصدیق نہیں ہے مگر وہ کتاب خدا اور سنت نبیؐ کے موافق ہو۔

﴿۷﴾ حسن بن جہم کہتے ہیں عبدالصالحؑ نے فرمایا جب تمہارے پاس مختلف حدیثیں آجائیں تو انہیں کتاب خدا اور ہماری احادیث پر پیش کرو اور اگر اس میں شبہ ہوتو وہ حق ہے اور اگر اس میں شبہ نہ ہوتو وہ باطل۔

جو قرآن میں نازل ہوا

﴿۱﴾ ابو جارود کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا قرآن چار حصوں میں نازل ہوا۔ ایک چوتھائی ہماری شان میں ایک چوتھائی ہمارے دشمنوں کے بارے میں ایک چوتھائی فرائض واحکام کے بارے میں اور ایک چوتھائی سیرت اور مثالوں کے بارے میں اور قرآن کی عزت وکرامت ہماری ذات سے مخصوص ہے۔

﴿۲﴾ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں میں نے امیر المومنینؑ سے سنا انہوں نے فرمایا قرآن تین حصوں میں نازل ہوا ایک تہائی ہماری شان میں ہمارے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوا ایک تہائی سیرت ومثالوں کے بارے میں نازل ہوا اور ایک تہائی فرائض واحکام کے بارے میں نازل ہوا۔

﴿۳﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے پوچھا قرآن اور فرقان کے بارے کہ کیا یہ دو چیزیں الگ الگ ہیں یا ایک ہی چیز ہیں تو فرمایا قرآن ساری کتاب کا نام ہے اور اخبار ما یکون ہیں اور فرقان محکم ہے جس پر عمل کیا جاتا ہے اور سب کا سب محکم وہی فرقان ہے۔

﴿۴﴾ عبداللہ بن بکیر کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا جو نازل ہوا یہ خطاب کسی اور کو ہے اور اس کا سمجھانا کسی اور کو ہے۔

﴿۵﴾ ابن ابی عمیر کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ امام صادقؑ نے فرمایا جو اپنے نبیؐ پر عتاب کیا ہے پس وہ یعنی ان کو خطاب ہے مراد کچھ اور

ہے قرآن میں اس کی مثل قول خدا ہے لَوْ لَا اَنْ ثَبَّتْنَاکَ لَقَدْ کِدْتَ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف مائل ہو جاتے۔ خطاب آپؐ کو ہے یہ غیر کے لیے ہے۔

﴿۶﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا ہے انہوں نے فرمایا بے شک قرآن زاجر بھی ہے اور آمر بھی جنت کا امر کرتا ہے اور دوزخ سے زجر کرتا ہے۔

﴿۷﴾ محمد بن خالد بن حجاج کرخی نے بعض اصحاب سے مرفوعاً روایت کیا کہ خثیمہ نے کہا کہ ابو جعفرؑ نے فرمایا اے خثیمہ قرآن تین حصوں میں نازل ہوا۔ ایک حصہ ہمارے اور ہمارے دوستوں کے حق میں اور ایک حصہ ہمارے دشمنوں اور ہمارے گزشتہ دشمنوں کے بارے میں نازل ہوا اور ایک (سنت) سیرت و امثال میں نازل ہوا۔ اور اگر جب کوئی آیت کسی قوم کے بارے نازل ہوتی اور پھر وہ قوم مرجائے تو اس قوم کے ساتھ تو یہ آیت بھی مردہ ہو جائے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن کا اوّل آخر پر جاری رہے گا۔ جب تک آسمان وزمین باقی ہیں اور ہر قوم کے لیے آیت موجود ہے کہ وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں یا وہ اس آیت کے مصداق ہوتے ہیں یا شر کے۔

تفسیر ناسخ و منسوخ و ظاهر و باطن و محکم و متشابه

﴿۱﴾ ابو محمد ہمدانی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہ کے بارے میں تو فرمایا ناسخ ثابت ہیں منسوخ جس پر عمل نہ کیا جائے اور محکم وہ ہے جس پر عمل کیا جائے متشابہ وہ ہیں جن کی وجہ سے بعض کا بعض سے شبہ پیدا ہوتا ہے۔

﴿۲﴾ جابر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اے جابر بے شک قرآن کے باطن ہیں اور باطن کے ساتھ ظاہر بھی ہے پھر فرمایا اے جابر اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس میں نہ ہو مگر اس تک لوگوں کی عقلیں اس تک نہیں پہنچیں بے شک اس کی آیات کی تنزیل میں اس کی پہلی چیز اور اس کی درمیانی چیز اور اس کی آخری چیز ہے اور وہ کلام متصل ہے یہ اپنی وجوہ سے تصرف رکھتا ہے۔

﴿۳﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفرؑ نے فرمایا قرآن نازل ہوا ناسخ بھی اور منسوخ بھی۔

﴿۴﴾ حمران بن اعین کہتے ہیں ابو جعفرؑ نے فرمایا کہ ظاہر قرآن سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے حق میں نازل ہوا اور باطن سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان جیسے اعمال کریں۔

﴿۵﴾ فضیل بن یسار کہتے ہیں ابو جعفرؑ سے سوال کیا اس روایت کے بارے میں کہ قرآن میں آیت الا ولھا ظاہر و باطن سے کیا مراد ہے اور اس میں حرف اوّل کی حد ہے اور کل حد سے مطلع ہیں کیا ہے یعنی ظاہر و باطن فرمایا ظاہر سے مراد تنزیل ہے اور باطن سے مراد

تاویل ہے۔ بعض ان میں سے گزر چکی ہیں اور بعض آنے والی ہیں۔ جیسے کہ سورج اور چاند جاری ہیں پس جب تاویل آجاتی ہے تو وہ واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ جو علم میں راسخ ہیں۔ (آل عمران، آیت ۷) وہ ہم ہیں جو اس سے آگاہی رکھتے ہیں۔

﴿۶﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہؑ سے سنا انہوں نے فرمایا قرآن میں محکم و متشابہ ہے پھر محکم وہ ہے جو جس پر ایمان رکھیں اور اس پر عمل کریں اس کا تعلق دونوں سے ہے اور متشابہ اس پر ایمان رکھنا ہے اور اس پر عمل نہ کرنا ہے۔

﴿۷﴾ مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہؑ سے ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہ کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا ناسخ ثابت ہے اس پر عمل کیا جاتا ہے اور منسوخ وہ ہے جس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ پھر اگر کوئی ناسخ آجائے اور متشابہ جو جہالت کے اشتبہ میں ڈال دے۔

﴿۸﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفرؑ سے سوال کیا اس چیز کے بارے میں جو کہ تفسیر قرآن سے متعلق ہے یہ تمہارے پاس موجود ہے پھر دوبارہ کہا آپ کے پاس موجود ہے تو دوبارہ دوسرا جواب دیا میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان آپ کے پاس اس مسئلہ سے متعلق سوال ہوا تو آپ نے جواب اس کے علاوہ اس سے پہلے دن دیا پس مجھ سے فرمایا اے جابر بے شک قرآن کے باطن ہیں اور باطن ظاہر کے ساتھ ہیں اے جابر اس میں ایسی چیزیں ہیں جن تک لوگوں کی عقول نہیں پہنچ سکتیں جو اس قرآن کی تفسیر ہیں۔ بے شک آیات میں پہلے کی ہر چیز درمیان کی ہر چیز اور آخر کی ہر چیز ہے اور وہ کلام متصل ہے تصرف کی وجوہ پر۔

﴿۹﴾ ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ بے شک علیؑ نے ایک دفعہ فیصلہ کیا فرمایا ناسخ اور منسوخ کو جانتے ہو عرض کیا نہیں، فرمایا تم ہلاک ہوئے اور ہلاک ہو گئے تاویل کل قرآن کے ہر حرف کی ایک نہ ایک وجوہ ہے۔

﴿۱۰﴾ ابراہیم بن عمر کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا بے شک اس میں جو جاری ہے اور یہ حادث نہیں ہے اور جو وہ ان کے لیے نہیں اس میں لوگوں کے نام ہیں جو ان کو دیئے گئے اور بے شک ایک اسم ان میں ہے جو وجوہ میں ہے کوئی بھی اس کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا یہ وصیت سے ہے۔

﴿۱۱﴾ حماد بن عثمان کہتے ہیں ابوعبداللہؑ سے عرض کیا بے شک اس میں احادیث مختلف ہیں تو فرمایا بے شک قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا اور ادنیٰ جو امام ہے اگرچہ اس کی سات وجوہ بیان کی ہیں ھٰذَا عَطَاؤُنَا یہ ہمیں دی گئی ہیں ہم نے ان کو قبول کیا یا تمہارے گزشتہ ایام بغیر حساب کے۔

الائمہ من القرآن

﴿۱﴾ حنان بن سدیر نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے کہا ابوجعفرؑ نے فرمایا اے ابوالفضل ہمارا حق کتاب اللہ میں محکم اللہ کی

طرف سے ہے۔ اگر چہ محو ہوتا تو کہتے کہ یہ اللہ کے ہاں نہیں ہے اور یا اس کا علم نہیں رکھتے تو دونوں برابر ہیں۔

﴿۲﴾ ابن مسکان کہتے ہیں ابو عبداللہ نے فرمایا جو ہمارے امر کو قرآن سے نہ جانتا ہو تو اسے نقب لگا فتنہ میں ڈالنا نہیں ہے۔

﴿۳﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفرؑ نے فرمایا اے محمد یہ سن کہ اللہ نے اس امت میں سے کسی قوم کا ذکر خیر کیا ہے تو اس سے مراد ہم ہیں اور یہ سن کہ اللہ نے کسی بھی قوم کا ذکر بدی سے کیا ہے جو گزر چکی ہے تو اس سے مراد وہ ہمارے دشمن ہیں۔

﴿۴﴾ داؤد بن فرقد نے خبر دی کہ ابو عبداللہؑ نے فرمایا اگر چہ بے شک قرآن پڑھا جائے جیسا کہ نازل ہوا تو یہ بہتر ہے۔

﴿۵﴾ سعید بن حسین کندی نے ابو جعفرؑ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا بعد کے ناموں میں سے ہمارے نام ہیں جیسا کہ ہم سے پہلے نام تھے۔

﴿۶﴾ میسر نے ابو جعفرؑ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا اگر چہ نہیں ہے اس میں زیادہ کتاب اللہ میں اور اس میں نقص نہیں ہے جو ہمارا حق پوشیدہ ہے محبت کی بنا پر اور جب ہمارے قائمؑ قیام کریں گے تو وہ صداقت قرآن کی بات ہوگی۔

﴿۷﴾ مسعدہ بن صدقہ نے ابو جعفرؑ سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے انہوں نے امیر المومنینؑ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا۔ ہمارا نام ہے بہتر قرآن کی مثالوں کے ساتھ یعنی عترت النبی یہ فرات کا میٹھا پانی ہے پس اسے پیو اور یہ پیلا نمکین ہو جائے اور کھارا اور کڑوا ہو جائے تو اس سے اجتناب کرو۔

﴿۸﴾ عمر بن حنظلہ نے ابو عبداللہؑ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا اللہ فرماتا ہے قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ کہہ دو کہ میری گواہی کے لیے اللہ کافی ہے اور تمہارے اور میرے درمیان وہ کافی ہے جو کتاب کا علم رکھتا ہے۔ جب دیکھیں تو اس کا اتباع کریں اور اشباہ کتاب میں ہے تو فرمایا وہ کافی ہے ہر چیز کتاب میں ہے فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک یہ سب اس کی مثال ہے پس وہ آئمہ میں ہے جو اس میں ہے۔

آئمہؑ کا علم تاویل

﴿۱﴾ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ جب امیر المومنینؑ کوفہ میں گئے تو انہوں نے یہاں نماز پڑھی چالیس صبح اور اس میں پڑھا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اپنے اعلیٰ رب کی تسبیح بیان کرو فرمایا منافقین کہتے ہیں نہیں خدا کی قسم یہ بہتر نہیں ہے کہ ابن ابی طالبؑ اگر قرآن کو پڑھے اور اگر بہتر قرآن کا پڑھنا ہے تو اسے پڑھو اس سورۃ کی بنا کے علاوہ میں نے کہا اس کو جان گیا پھر فرمایا ان پر ویل ہو میں نہیں جانتا ناسخ کو منسوخ سے اور محکم کو متشابہ سے اور فاصلہ کو فاصلے سے اور اس کے حروف کو اس کے معانی سے۔ خدا کی قسم جو حرف بھی محمدؐ پر نازل ہوا مگر یہ کہ جانتا ہوں کہ یہ کس بارے میں نازل ہوا اور کس دن میں نازل ہوا اور کس جگہ نازل ہوا ان کے لیے ویل ہو پھر اسے پڑھا انَّ

هَـٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ بے شک یہی مضمون پہلی کتابوں میں بھی ہے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کتابوں میں ہے۔ خدا کی قسم میرے پاس ہے جو میں نے ورثے میں رسولؐ اللہ سے پایا اور بے شک رسولؐ خدا نے منع کیا ابراہیمؑ و موسیٰؑ میں ان کے لیے تاویل ہے خدا کی قسم جو اللہ نے نازل کیا اس میں وَ الْعِيَنَا أُذُن" وَ اعِيَة اور ان کو دیا گیا اس طرح کہا گیا اور عینی گواہ کی طرح پس بے شک اس سے رسولؐ خدا کے پاس ہے اس کی مجھے خبر ہے جو وحی کے ذریعے ہے میں گواہ ہوں اور ان کو دوسرے طریقہ سے دیا گیا پس ہم نکلے کہتے ہوئے کہ کیا ہے فرمایا میں نے اس کا ابھی ذکر کیا۔

﴿۲﴾ سلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں میں نے امیر المومنینؑ سے سنا کہ رسولؐ خدا پر کوئی ایسی آیت نہیں اتری جو انہوں نے مجھے نہ لکھائی ہو نہ پڑھائی ہو یا میں نے لکھی نہ ہو مجھے انہوں نے تاویل و تفسیر ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ کا علم تعلیم فرمایا اور میرے لیے اللہ سے حفظ و فہم کی دعا طلب کی پس اس کے بعد مجھے کتاب اللہ سے کسی آیت کا رسولؐ خدا کے تعلیم فرمودہ علمی مطالب میں سے کسی علمی نکتہ کا کبھی نسیان جاری نہیں ہوا حلال و حرام امر و نہی گزشتہ و آئندہ کی باتیں اور گناہ و ثواب کے متعلق کوئی ایسا امر نہیں جو انہوں نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو اور میں نے بھی ان کی تعلیم فرمودہ اشیاء کو اسی طرح حفظ کیا ہے کہ ایک حرف تک فراموش نہیں ہوا ہے۔ پھر رسولؐ خدا نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگی کہ خدا میرے سینے کو علم و فہم حکمت اور نور سے ایسا پُر کرے کہ کوئی چیز فراموش نہ ہونے پائے اور غیر مکتوب مطالب میں سے کوئی چیز فوت نہ ہونے پائے۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا آپ کو میرے متعلق نسیان کا کوئی خطرہ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا نہیں مجھے اپنے پروردگار نے خبر دی ہے کہ یہ میری دعا تیرے متعلق اور تیرے شرکاء کے متعلق قبول فرمالی ہے۔ جو تیرے بعد ہوں گے۔ میں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ کون لوگ میرے شرکاء ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ فرمایا وہ لوگ ہیں جن کا ذکر خیر خدا نے اپنے اور میرے نام کے ساتھ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کون ہیں۔ فرمایا وہ سب میرے اوصیاء ہیں اور حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔ یہ سب کے سب ہادی و مہدی ہوں گے ان کو چھوڑنے والا ان کو ضرر نہ پہنچائے گا وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن ان کے ساتھ ہوگا۔ قرآن ان کو نہ چھوڑے گا اور وہ قرآن کو نہ چھوڑیں گے۔ میری امت پر اللہ کی مدد انہی کے ذریعے سے نازل ہوگی۔ انہی کے ذریعے سے مینہ برسے گا اور انہی کے ذریعے سے مصائب دور ہوں گے اور انہی کے واسطہ سے دعا مستجاب ہوگی۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ ان کے نام بتلائیں۔ آپ نے فرمایا ایک میرا یہ بیٹا اور اپنا ہاتھ حسنؑ کے سر پر رکھا پھر میرا یہ بیٹا اور اپنا ہاتھ حسینؑ کے سر پر رکھا پھر اس کا ایک فرزند ہوگا جس کا نام علیؑ ہوگا اور تیری موجودگی میں پیدا ہوگا۔ اس کو میرے سلام پہنچا دینا۔ اس کے بعد رسولؐ نے میری اولاد سے بارہ اماموں کی تعداد کا پورا ہونا ذکر کیا۔ ان سے میرا بیٹا محمدؐ ہوگا تو میں نے پھر عرض کیا کہ آپ ان کے نام بتلائیں پس پھر آپ نے ایک ایک کرکے سب کے نام بتلائے۔ پس امیر المومنینؑ نے خطاب کرکے فرمایا خدا کی قسم انہی میں سے مہدیؑ امت محمدؐ ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی خدا کی قسم میں ان لوگوں کو بھی جانتا ہوں پہچانتا ہوں جو رکن اور مقام کے درمیان ان کی بیعت کریں گے۔ صرف ان کو نہیں بلکہ ان کے باپ دادا اور سارے قبیلہ کو جانتا ہوں۔

﴿۳﴾ سلمہ بن کہیل نے حدثہ سے روایت کیا کہ انہوں نے علیؑ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا میرے لیے تکیہ لگا دیا جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں اور اہل تورات کو اس کا فیصلہ سناؤں جو تورات میں اللہ نے نازل کیا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کی طرف سے بول کر کہے کہ مجھ میں یہ حکم ہے جو اللہ کی طرف سے اس میں نازل ہوا اور اہل انجیل والوں کا فیصلہ کروں جو اللہ نے انجیل میں نازل کیا تو وہ بول اٹھے اور کہے کہ مجھ میں وہ حکم اسی طرح ہے جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور اگر اہل قرآن کو کوئی فیصلہ سناؤں جو اللہ نے قرآن میں نازل کیا یہاں تک کہ وہ کہے مجھ میں وہ حکم اسی طرح ہے جو اللہ نے مجھ میں نازل کیا ہے۔

﴿۴﴾ ایوب بن حر سے ابوعبداللہؑ نے فرمایا جب ان سے کہا کہ بعض آئمہ بعض سے زیادہ علم رکھتے ہیں فرمایا ہاں وہ علم ان کا حلال و حرام اور تفسیر القرآن کا ایک ہی ہے۔

﴿۵﴾ حفص بن قرط جہنی کہتے ہیں جعفر بن محمد صادقؑ نے فرمایا کہ میں نے سنا تھا انہوں نے فرمایا علیؑ صاحب حلال وحرام وعلم قرآن رکھنے والے تھے اور ہم اس کی منہاج ہیں۔

﴿۶﴾ سکونی نے جعفر صادقؑ سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا بے شک تم میں تاویل قرآن پر جنگ کرے گا جیسا کہ میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی اور وہ علی بن ابی طالبؑ ہے۔

﴿۷﴾ بشیر دھان کہتے ہیں ابوعبداللہؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا بے شک اللہ نے ہماری اطاعت کو اپنی کتاب میں فرض کیا ہے پس لوگ اس کو جہالت کی وجہ سے نہیں سنتے۔ ہم مال ہتھیلی پر رکھنے والے ہیں ہم مال خرچ کرنے والے ہیں اور کرائم قرآن والے ہیں اور یہ بات میں نہیں کہتا تم سے کہ میں غیب جاننے والا ہوں اور علم رکھتا ہوں اللہ کی کتاب کا اور کتاب اللہ ہر چیز کو اٹھائے ہوئے ہے۔ بے شک اللہ اس کا علم رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی علم نہیں رکھتا اور علم بے شک اس نے جو ان کو دیا ملائکہ کو اور اپنے رسولوںؑ کو پس جو علم ملائکہ اور اس کے رسولؐ رکھتے ہیں اس کا علم رکھتے ہیں۔

﴿۸﴾ مرازم کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہؑ سے سنا انہوں نے فرمایا۔ بے شک ہم اہل بیتؑ سے اللہ نہیں زائل کرتا جو چیز بھی ہم سے علم کی اس کی کتاب سے نکلتی ہے اس کے اوّل سے لے کر آخر تک اور بے شک وہ ہمارے پاس ہے۔ اللہ کے حلال میں سے اور اس کے حرام سے ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے کہ اس کو کتمان کریں ہمیں اس کی طاقت نہیں ہے اگر کسی ایک سے بھی بات کریں خبر دیں۔

﴿۹﴾ حکم بن عیینہ کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا جب اہل کوفہ میں سے ایک مرد آیا اور اس نے اس چیز کا سوال کیا اگر تمہیں ملا مدینہ میں کیا تم نے دیکھا جبرائیل کے اثرات کو وہاں آنے پر اور وہ ہمارے جد پر نازل ہوا وحی کے ساتھ اور قرآن وعلم کے ساتھ اور لوگ اس علم کے پیاسے ہیں جو ہمارے پاس ہے اس میں ان کے لیے ہدایت ہے اور ہم گمراہ ہوں یہ محال ہے۔

﴿۱۰﴾ یوسف بن سخت بصری کہتے ہیں میں نے دیکھا توقیع محمد بن محمد بن علیؑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اس میں تھا جوان پر واجب ہے اور ان پر واجب ہے بے شک کہتے ہیں ہم پیشوا ہیں اللہ کی طرف سے اور آئمہ ہیں اور اللہ کے مقرر خلفاء ہیں اس کی زمین میں اور اس کی خلق پر امین ہیں اور شہروں کے لیے حجت ہیں حلال وحرام کو جانتے ہیں اور تاویل کتاب کو جانتے ہیں اور فصل خطاب کو (محمد بن محمد بن حسن بن علی ہیں) بعض میں محمد بن حسن بن علیؑ ہیں اور وہ حجۃ منتظر مہدیؑ ہیں۔

﴿۱۱﴾ تویر بن ابو فاختہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ علیؑ نے فرمایا لوحین کے درمیان کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ میں اس کا علم رکھتا ہوں۔

﴿۱۲﴾ سلیمان اعمش کہتے ہیں میرے باپ نے کہا کہ علیؑ نے فرمایا کوئی آیت نہیں نازل ہوئی مگر میں اس کا علم رکھتا ہوں کس بارے میں نازل ہوئی کہاں نازل ہوئی کس پر نازل ہوئی بے شک میرے رب نے اسے میرے دل میں رکھا عقل کے ساتھ اور زبان دی کلام کرنے والی۔

﴿۱۳﴾ ابو صباح کہتے ہیں کہ ابوعبداللہؑ نے فرمایا کہ خدا نے تنزیل وتاویل قرآن اپنے پیغمبرؐ کو تعلیم فرمائی اور آنحضرتؐ نے اس کی تعلیم علیؑ کو دی۔

تفسیر قرآن بالرّائے

﴿۱﴾ زرارہ کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اس کی کسی چیز تک تفسیر قرآن کے حوالے سے انسانوں کی عقلیں نہیں پہنچ سکتیں کہ پہلی آیت کون سی نازل ہوئی درمیان میں کون سی آخر میں کون سی پھر فرمایا خدا فرماتا ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْراً بے شک خدا کا ارادہ ہے کہ تم سے رجس کو دور رکھے اے اہل بیتؑ جس طرح دور رکھا اور تمہیں پاک رکھا (احزاب)۔ یہ اس زمانے میں پیدا کیا جس وقت جاہلیت تھی۔

﴿۲﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا وہ شخص جس نے قرآن کو اپنی رائے کے مطابق بیان کیا اگر وہ صحیح بھی ہو تو اسے اجر نہیں ملے گا اور اگر غلط نکلی تو گناہ میں مبتلا ہوا۔

﴿۳﴾ ابو جارود کہتے ہیں ابوجعفرؑ نے فرمایا کہ جو بات تم کہو اور جو نہ جانو تو صاف کہہ دو کہ اللہ بہتر جانتا ہے کیونکہ بعض دفعہ انسان ایک آیت کو لے کر اس پر کچھ کہہ بیٹھتا ہے (اور حق سے) آسمان وزمین کے فاصلے سے بھی دور جا پڑتا ہے۔

﴿۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی ہو وہ درست بھی ہو تو اسے اجر نہیں ملے گا اور اگر غلط ہوئی تو اس کے لیے رحمت خدا کی آسمان جتنی دور ہو گی۔

﴿۵﴾ عبدالرحمٰن بن حجاج کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا قرآن کی گہرائی تک انسانوں کی عقلیں رسائی حاصل نہیں کرسکتیں۔

﴿۶﴾ عمار بن موسیٰ کہتے ہیں امام صادقؑ نے فرمایا حکومت کی طرف سے سوال کیا گیا جو شخص دو آدمیوں کے درمیان اپنی رائے سے فیصلہ کرے وہ کافر ہے اور جو شخص اللہ کی کسی ایک آیت کی اپنی رائے سے تفسیر کرے وہ بھی کافر ہے۔

قرآن میں کراہت جدال

﴿۱﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا یہ حصہ تمہارے لیے ہے اور جو اس میں جھگڑا کرے تو اس کے اعمال حبط ہو جائیں گے اور دین باطل ہو جائے گا اور اگر تم میں سے کوئی ایک بھی ایک آیت کے بارے جھگڑا کرے اور اس میں بے خوف کوئی بات کرے تو وہ آسمان کی دوری تک چلا جائے گا۔

﴿۲﴾ محمد بن سلیمان کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا کہ میرے باپ نے فرمایا ہے کہ کسی آدمی نے قرآن کے کسی حصہ کو کسی پر (تک بندی کے طور پر) نہیں مارا مگر یہ کہ وہ کافر ہو گیا جو بعض متشابہات کی دوسری سے تاویل کرتا ہے اپنی اختراع سے خود بڑا جان کر یا یہ کہتا ہے نور وہدایت ہے یہ جو میں کہتا ہوں اللہ کی طرف سے ہے جو مجھے ملی ہے۔

﴿۳﴾ یعقوب بن یزید نے یاسر سے روایت کیا کہ ابوالحسن رضاؑ نے مجھ سے فرمایا امراء اللہ کی کتاب میں کفر ہے۔

﴿۴﴾ داؤد بن فرقد کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا نہ کہا کرو تمام آیتیں یہ رجل ہیں اور یہ رجل بے شک قرآن میں حلال ہے اور اس میں حرام ہے اور اس میں قبل کی خبریں اور بعد کی خبریں ہیں اور اس کے درمیان حکم ہے پس وہ رسولؐ اللہ تھے اس میں ہر شے فعل شی ہے اور بے شک شاء کا ذکر ہے حتیٰ کہ فرض کیا ہوا فریضہ بھی اور پانچ چیزیں پانچ ہیں لوگوں کے حق کے لیے بے شک اس کو حاصل کرو بے شک اللہ فرماتا ہے کہ جو چیز رسولؐ تم کو دے اسے لے لو اور جس سے وہ منع کرے اس کو چھوڑ دو۔

سورۃ فاتحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سہارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا مہربان ہے

﴿۱﴾ حسن بن علی بن ابوحمزہ بطائنی نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ امام صادقؑ نے فرمایا اللہ کا اسم اعظم ام الکتاب میں ہے۔ چھانٹ کر علیحدہ کرلیا گیا ہے۔

﴿۲﴾ محمد بن سنان نے ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے ابوحنیفہ سے پوچھا کہ

وہ سورت کون سی ہے جس کا اوّل تحمید اور اس کا وسط (درمیان) اخلاص اور اس کا آخر دعا ہے پس وہ حیرت زدہ ہو گیا پھر کہا میں نہیں جانتا پس ابوعبداللہؑ نے فرمایا وہ سورت جس کا اوّل تحمید اور اس کا وسط (درمیان) اخلاص اور اس کا آخر دعا ہے سورت الحمد ہے۔

﴿۳﴾ یونس بن عبدالرحمٰن نے مرفوعاً روایت کیا کہ ابوعبداللہؑ سے سوال کیا گیا کہ ہم نے تجھے آیات سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا فرمایا وہ سورت حمد ہے اور اس کی سات آیات ہیں اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے بے شک مثانی کو سنا جاتا ہے دونوں رکعتوں میں۔

﴿۴﴾ ابوحمزہ نے ابوجعفرؑ سے روایت کیا کہ فرمایا اکرم آیت کتاب اللہ میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چوری کر لی گئی۔

﴿۵﴾ صفوان جمال کہتے ہیں ابوعبداللہ نے فرمایا جو نازل ہوا اللہ کی طرف سے آسمان سے کتاب مگر اس کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور بے شک وہ معرفت کرتی ہے سورۃ کے نزول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ابتداء میں بھی آخر میں بھی یعنی شروع ہونے کی اور ختم ہونے کی۔

﴿۶﴾ ابوحمزہ نے کہا ابوجعفرؑ نے فرمایا رسولؐ اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے اور آپ کی آواز بلند ہوتی پس جب اس کو مشرکین سنتے تو خدا نے اس آیت کو ایک مقدمہ بنایا ہے اور وہ اللہ نے نازل کیا ہے۔ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْآنِ اِنْ وَحِدَهٗ وَ لَوْ عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نِفُوْرًا جب آپ پڑھنے میں اپنے واحد پروردگار کا نام لیتے ہیں تو وہ لوگ پیٹھ پھرا کر چلے جاتے ہیں۔

﴿۷﴾ حسن بن خرزاد کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا جب ایک قوم کے شخص کے پاس شیطان آتا ہے شیطان کی طرف سے تو جب وہ امام کے قریب ہوتا ہے تو پس اس سے کہتا ہے یہ اللہ کا ذکر کیا ہے یعنی یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا کیا ہے اگر کہے ہاں اس میں بھاگنے کی جگہ ہے اگر کہے امام کی گردن پر مت سوار ہو تو اس شخص کا دل حیران ہو جاتا ہے۔ پس شیطان کے گرنے کی یہ جگہ نہیں امام قوم پر یہاں تک کہ وہ اس نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔

﴿۸﴾ عبدالملک بن عمر کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا ابلیس چار مرتبہ بلند آواز سے رویا پہلی دفعہ جب اس پر لعنت کی گئی اور دوسری مرتبہ جب زمین پر اتارا گیا اور تیسری مرتبہ جب رسولوں کے رک جانے کے بعد محمدؐ مبعوث ہوئے اور چوتھی مرتبہ جب ام الکتاب الحمد للہ رب العالمین نازل ہوا اور ابلیس نے خوشی سے دو مرتبہ خراٹے لیے ایک اس وقت جب آدمؑ نے درخت سے کچھ کھا لیا اور دوسرے اس وقت جب آدمؑ کو زمین پر اتارا گیا۔ پھر فرمایا اس فعل کی وجہ سے ابلیس پر لعنت کی گئی۔

﴿۹﴾ اسماعیل بن ابان سے روایت ہے کہ اس نے کہا رسولؐ اللہ نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا اے جابر کیا میں تجھے خبر نہ دوں کہ افضل سورۃ کون سی ہے جو اللہ کی کتاب (قرآن) میں نازل ہوئی۔ پس جابر نے عرض کیا ہاں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسولؐ اللہ مجھے اس کی خبر دیں۔ فرمایا وہ سورۃ الحمد للہ ام الکتاب ہے۔ پھر فرمایا اے جابر میں تجھے اس کی فضیلت کی خبر نہ دوں۔ عرض کیا ہاں میرے ماں باپ فدا ہوں اس کی خبر دیں فرمایا وہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے سوائے سام کے یعنی موت کے۔

﴿۱۰﴾ سلمہ بن محرز کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جس کو الحمد نجات نہیں دے سکتی اسے کوئی شے نجات نہیں دے سکتی۔

﴿۱۱﴾ ابو بکر حضرمی کہتے ہیں ابو عبداللہؑ نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو تو سورت مثانی اور دوسری کوئی اور سورت پڑھو اور دو رکعت نماز بھی پڑھو پھر اللہ سے دعا مانگو میں نے عرض کیا اللہ آپ کو حفاظت میں رکھے اور مثانی کیا ہے فرمایا فاتحہ الکتاب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین۔

﴿۱۲﴾ عیسیٰ بن عبداللہ نے اپنے باپ سے اس نے اپنے جد سے روایت کیا کہ علیؑ نے فرمایا تبلیغ میں بے شک لوگوں نے نزع کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں تو فرمایا وہ یہی آیت اللہ کی کتاب میں ہے کہ اسے شیطان نے ان کو بھلا دیا۔

﴿۱۳﴾ سلیمان بن مہران کہتے ہیں ابوالحسن رضاؑ نے فرمایا بے شک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ اسم اعظم کے زیادہ قریب ہے آنکھ کی سیاہی کے اس کی سفیدی کے قریب ہونے سے۔

﴿۱۴﴾ سلیمان بن جعفری کہتے ہیں ابوالحسنؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جب تم اپنے اہل میں سے کسی کو کچھ دو پس مطمئن ہونے سے قبل اس میں ملاطفہ کرو کہ اس میں تمہارا دل کہاں ہے اور سوال کرتا ہے تو ضرور تجھے غصہ آتا ہے اور جب اس کے خیر و شر سے نکلنا ہو اس حاجت سے تو فرمایا تین دفعہ بسم اللہ پڑھ بے شک اس کی قدر سے پڑھو کہ یہ آیت تہذیب اصول قرآن ہے فعل کا اور اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر پڑھو تو اس شخص نے کہا مجلس میں بے شک پڑھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سخت دل آدمی بھی فرمایا ہاں تو اس نے کہا اعظم آیت قرآن کی کون سی ہے۔ تو فرمایا یہ آیت اعظم آیت ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

﴿۱۵﴾ حسن بن خرزاد کہتے ہیں میں نے لکھا امام صادقؑ کو اور اس میں سوال کیا کہ اللہ کے معنیٰ کیا ہیں تو فرمایا ایسا معبود کہ مخلوق اس کی ماہیت دریافت کرنے اور اس کی کیفیت سمجھ لینے سے عاجز و پریشان ہے۔

﴿۱۶﴾ خالد بن مختار کہتے ہیں جعفر بن محمدؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جن لوگوں نے اللہ کی آیت کو جان بوجھ کر قتل کیا ہے کتاب خدا سے جو ان کے خیال میں بدعت ہے جب کہ وہ ظاہر ہے اور وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔

﴿۱۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو عبداللہؑ سے سوال کیا قول خدا کے متعلق وَ لَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعاً مِنَ الْمَثَانِي وَ الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ بے شک ہم نے آپ کو عطا کیا سبع مثانی اور قرآن عظیم پس فرمایا وہ فاتحہ الکتاب ہے دونوں قولوں میں تو رسولؐ اللہ نے فرمایا بے شک اللہ نے فاتحہ الکتاب میں لکھا ہے کہ اس میں جنت کا خزانہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ آیت ہے کہ اس میں اس کا قول وَ إِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُوراً وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ جب آپ قرآن پڑھنے میں اپنے

رب کا نام لیتے ہیں تو وہ لوگ پشت پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ اہل جنت کا دعویٰ ہے یہاں تک کہ شکر کرتا ہے اللہ بہترین ثواب دیتا ہے اور مَـالِکِ یَـوْمِ الدِّیْنَ فرمایا وہ یوم دین کا مالک ہے یعنی قیامت کے دن کا مالک ہے۔ جبرائیلؑ جو اس مسلم سے کہتا ہے کافی ہے مگر اللہ کی راہ میں صدقہ دیا ہوا اور اس کے اہل آسمان کے لیے۔

اِیَّـاکَ نَعۡبُدُ اخلاص عبادت ہے اِیَّـاکَ نَسۡتَعِیۡنَ وہ وہ ہے جس سے بندے حاجتوں کو طلب کرتے ہیں اور ہر حاجت اسی سے طلب کی جاتی ہے۔ اِهۡـدِنَا الصِّـرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھ یہ انبیاء کا راستہ ہے اَنۡـعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ اور وہ وہ ہیں جن پر اللہ نے نعمتیں نازل کی ہیں۔ غَیۡـرِ الۡـمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ نہ ان کا جن پر تو غضب ناک ہوا اس سے مراد یہودی ہیں وَغَیۡرَ الضَّالِّیۡنَ اور نہ ہی گمراہوں کا اس سے مراد نصاریٰ ہیں۔

﴿۱۸﴾ عبداللہ بن سنان نے کہا کہ ابو عبداللہؑ نے تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں فرمایا با سے مراد بھاء اللہ ہے (بلندی) سے مراد سنا اللہ ہے (اللہ کا نور) م سے مراد مجد اللہ ہے (اللہ کی بزرگی)

﴿۱۹﴾ بعض لوگوں نے ملک اللہ (اللہ مالک) روایت کیا ہے اور اللہ سے مراد تمام خلق کا معبود اور الرحمان سے مراد اپنی تمام مخلوقات پر مہربان اور الرحیم خاص مومنین کے لیے ہے۔

﴿۲۰﴾ اور بعض نے اس کے علاوہ روایت کیا اللہ سے مراد تمام اشیاء کا معبود ہے۔

﴿۲۱﴾ محمد بن علی حلبی نے کہا ابو عبداللہؑ بے شک اسے مالک یوم الدین پڑھتے تھے۔

﴿۲۲﴾ داؤد بن فرقد کہتے ہیں ابو عبداللہ سے سنا انہوں نے پڑھا ملک یوم الدین

﴿۲۳﴾ زہری کہتے ہیں علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا اگر موت آ جائے مشرق و مغرب کے درمیان تو میں اس سے وحشت کرتا ہوں اس کے بعد میں قرآن کے ساتھ ہوں گا اور جب مَالِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنَ پڑھتے تھے تو بار بار آپ کو موت قریب دکھائی دیتی تھی۔

﴿۲۴﴾ حسن بن محمد جمال کہتے ہیں بعض ہمارے اصحاب نے کہا کہ ایک گروہ فوج کا عبدالملک بن مروان نے عامل مدینہ کی طرف بھیجا کہ بے شک وہ محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ کے پاس جائے اور نہ فضول باتوں میں لگے اور نہ دیر کرے اس میں اور اس سے اپنی حاجت بیان کرے اور بے شک وہ رد کرے عبدالملک کی طرف کہ اس کے پاس ایک قدر یہ ہے پس تمام حاضر تھے جو شام میں تھے اور وہ آ کر سب پر واضح کریں تو یہ ہے مگر محمد بن علیؑ اس کی طرف آئے پس لکھا صاحب مدینہ کو کہ وہ اس کو قبول کریں یعنی محمدؑ بن علیؑ اس کو قبول کریں پس صاحب مدینہ آیا اس تحریر کے ساتھ تو اس سے ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا میں بوڑھا ہوں اور باہر نکلنے کی قدرت نہیں رکھتا اور یہ جعفرؑ میرا بیٹا ہے جو لوگوں میں ایک مقام رکھتا ہے۔ پس اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر جعفرؑ تشریف لے گئے کہا موی کے آگے آنے

کے لیے چھوٹے اور بہتر ہیں بے شک جمع ہو گئے ان کے درمیان اور قدری کے درمیان وہ ناراض نہ ہوں اگر اس پر غلبہ پائیں گے اور سنیں گے لوگ شام کے جعفرؑ آگے آئے سختی سے قدری سے کہا کیا تم نے کل تمام لوگوں سے سخت اور غصہ سے بات کی تو اموی نے کہا ابوعبداللہ صادقؑ سے بے شک اس قدری کا امر واضح ہے اور بے شک اس نے میری طرف لکھا کہ وہ ان سب اور اس کے درمیان جو ہیں سب کو بلالے پس نہیں پلٹا ہمارے نزدیک کوئی ایک بھی مگر غصہ سے تو فرمایا بے شک ہمارے لیے کافی ہے جب لوگ جمع ہو گئے قدری نے امام صادق ابوعبداللہؑ سے سوال کیا تو مجھ سے جو چاہو پوچھو تو اس سے فرمایا سورۃ الحمد پڑھ تو اس نے پڑھا تو اموی نے کہا اور میں اس کے ساتھ ہوں سورۃ حمد میں کیا ہے ہمارے لیے انا اللہ وانا الیہ راجعون ہم اللہ کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف پلٹیں گے پھر اس قدری نے سورۃ حمد پڑھی جب وہ اللہ کے قول اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں پہنچا تو جعفر صادقؑ نے اس سے کہا ٹھہر جا اس سے استعانت کرتے ہو اور اس سے کون سی حاجت ہے جو اس سے مدد لیتے ہو یہ امر اس پر قائم ہو گیا وہ جواب نہ دے سکا جو مبحث میں کفر کرتے ہیں اللہ ظالمین لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

﴿۲۵﴾ داؤد بن فرقد کہتے ہیں ابوعبداللہؑ نے فرمایا اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی اس سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔

﴿۲۶﴾ محمد بن حلبی کہتے ہیں امام صادقؑ کو بے شمار دفعہ پڑھتے سنا وہ کہتے تھے میں نماز کے بعد بھی اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھتا ہوں۔

﴿۲۷﴾ معویہ بن وہب کہتے ہیں ابوعبداللہؑ سے اس قول خدا کے متعلق سوال کیا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّالِّيْنَ تو فرمایا اس سے مراد وہ یہودی اور نصرانی ہیں۔

﴿۲۸﴾ ایک شخص نے ابن ابوعمیر سے روایت کیا اس قول کے متعلق غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ غَيْرِ الضَّالِّيْنَ کس کے بارے میں نازل ہوا تو کہا الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد فلاں وفلاں وفلاں ہیں اور نصاب بت پرست ہیں اور الضالین سے مراد شک کرنے والے وہ ہیں جو امام کو نہیں پہچانتے۔

سورۃ البقرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سہارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا مہربان ہے

﴿۱﴾ سعد اسکاف کہتے ہیں ابوجعفر علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا مجھے عطا کیا طوال مکان توریت کو اور مجھے عطا کیا مئین مکان انجیل کو اور مجھے عطا کیا مثانی مکان زبور کو اور مجھے دی فضیلت مفصل کے ساتھ ستاسٹھ سورتوں کے ساتھ۔

﴿۲﴾ ابوبصیر کہتے ہیں امام ابوعبداللہؑ نے فرمایا جو کوئی سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا

کہ دوسُورا اس کے سر پر دو بادلوں کی طرح سایہ فگن ہوں گے۔

﴿۳﴾ عمر بن جمیع کہتے ہیں کہ علیؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو کوئی سورۃ بقرہ کی پہلی چار آیتیں اور آیت الکرسی اور اس کے بعد کی آیتیں اور تین آخری آیتیں پڑھے گا تو اس کے مال وعیال میں کوئی ایسی بات پیدا نہیں ہوگی جو اسے تکلیف دے اور نہ شیطان اس کے قریب بھٹکے گا اور نہ وہ قرآن کو بھولے گا۔

قوله الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ. ال م اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔

﴿۱﴾ سعدان بن مسلم نے بعض اصحاب سے انہوں نے ابو عبداللہؑ سے فی قوله الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ کے بارے پوچھا فرمایا کہ وہ کتاب علیؑ ہے۔

لَا رَیْبَ فِیْهِ اس میں شک نہیں ہے هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ متقین کے لیے ہدایت ہے فرمایا متقین ہمارے شیعہ ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں اس کی تفسیر میں فرمایا ہم نے جو علم انہیں عطا کیا اسے دوسروں تک پہنچاتے ہیں اور اس میں وسعت پیدا کرتے ہیں۔

حروف مقطعات کی تفسیر

﴿۲﴾ محمد بن قیس کہتے ہیں ابو جعفرؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا ایک دفعہ اخطب کے دونوں بیٹے حیی اور ابو یاسر اہل خیبر کے یہودیوں کے ساتھ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا جو چیز آپ پر نازل ہوئی ہے جس کا آپ ذکر کرتے ہیں آپ پر نازل کیا ہے آلٓمٓ کو تو فرمایا ہاں انہوں نے کہا کیا یہ آپ پر جبرائیلؑ لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا فرمایا ہاں تو انہوں نے کہا یقیناً آپ سے پہلے انبیاء مبعوث کیے گئے تھے لیکن ہم ان میں کسی نبیؑ کی مدت حکومت اور ان کی امت کی مدت کے متعلق اس کے علاوہ کوئی بات نہیں جانتے جو آپ نے بیان فرمائی۔ امام باقرؑ نے فرمایا پھر حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں کے روبرو آیا اور ان سے کہا الف یعنی ایک لام یعنی تیس اور میم یعنی چالیس تو یہ اکہتر سال ہوگئے تو تعجب ہے ان لوگوں کے بارے میں کہ جو اس کے دین میں داخل ہو رہے ہیں امامؑ نے فرمایا پھر وہ رسولؐ اللہ کے سامنے آیا اور کہا اے محمدؐ کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اس نے کہا پیش کریں فرمایا آلٓمٓصٓ اس نے کہا یہ تو زیادہ بھاری اور زیادہ طویل ہے الف سے ایک لام سے تیس میم سے چالیس اور صاد سے نوے یہ ایک سو اکسٹھ سال ہوگئے (یہاں سے آگے حدیث ختم ہوگئی ہے)

مگر معانی الاخبار میں آگے اس طرح ہے پھر اس نے کہا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے آپؐ نے فرمایا ہاں آلٓرٰ اس نے کہا یہ بھی بھاری اور طویل ہے۔ الف سے ایک لام سے تیس میم کے چالیس اور را کے دوسو پھر اس نے کہا کچھ اور بھی ہے فرمایا ہاں تو انہوں

نے کہا ہم پر آپ کا معاملہ غیر واضح ہوگیا ہے۔ پس ہم نہیں سمجھ پاتے کہ آپ کے سامنے کیا پیش کریں۔ پھر وہاں سے اٹھ گئے پھر ابو یاسر نے اپنے بھائی حیی سے کہا کیا ہاتھ آیا تیرے شاید محمدؐ کے پاس ان تمام باتوں اور اس سے زیادہ کا بھی علم جمع شدہ ہے۔ ابو جعفر باقرؑ نے اس کے بعد ذکر فرمایا کہ یہ آیتیں ان پر نازل کی گئی ہیں جن کے لیے قرآن میں ہے کہ ”مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَ آخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ“ اس قرآن میں کچھ آیات محکمات ہیں جو ام الکتاب ہیں اور دوسری کچھ متشابہات ہیں۔ (آل عمران۔ ۷) فرمایا یہ آیتیں حیی اور ابو یاسر اور ان کے ساتھیوں کی تاویل سے ہٹ کر دوسرے معنی میں جاری ہوئی ہیں۔

پھر امامؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آب شیرین وخوشگوار سے ایک چلو لیا اور اس کو خوب متھا وہ بستہ ہوگیا تو اس سے کہا میں تجھ سے انبیاء مرسلین وعباد صالحین وآئمہ مہتدین اور جنت کی طرف دعوت دینے والوں اور ان کے متبعین کو تا قیامت پیدا کرتا رہوں گا مجھے کسی کی پرواہ نہیں اور جو کچھ میں کروں مجھے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ بلکہ ان ہی لوگوں سے باز پرس کی جائے گی یعنی مخلوقات سے پھر اللہ تعالیٰ نے آب تلخ ونمکین سے ایک چلو لیا اور اسے متھا وہ بستہ ہوگیا تو اس سے فرمایا کہ میں تجھ سے جباروں فرعونوں سرکشوں شیاطین کے بھائیوں اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں اور ان کی پیروی کرنے والوں کو قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں اور جو کچھ میں کروں گا مجھ سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں بلکہ ان ہی سے باز پرس کی جائے گی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بداً کی شرط لگائی مگر اصحاب یمین میں بداً کی شرط نہیں لگائی۔ پھر اللہ نے دونوں پانیوں کو ملا دیا اور ان دونوں کو متھ کر اپنے عرش کے سامنے ڈال دیا اور اب وہ دونوں پانی مٹی کے جوہر تھے پھر شمال وجنوب ومشرق ومغرب چاروں طرف کے ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو ٹھیک کریں، ان پر ہلکی ہلکی ہوائیں چلائیں۔ انہیں ریزہ ریزہ کریں اور انہیں بکھیر دیں اور ان میں چار طرح کے طبائع ڈال دیئے یعنی صفرا، سودا، بلغم اور خون۔ پس شمال جنوب مشرق ومغرب کے ملائکہ اس پر چلے پھرے اور اس میں چاروں طبائع ڈال دیئے پس بدن کے اندر صفرا شمال کے ملائکہ کی طرف سے بلغم مشرق کے ملائکہ کی طرف سے سودا مغرب کے ملائکہ کی طرف سے اور خون جنوب کے ملائکہ کی طرف سے پیدا ہوگیا۔ خلقت تمام ہوئی اور بدن کامل ہوگیا۔ پس صفرا کی وجہ سے اس میں حب حیات اور طول امل (امید) وحرص لازم ہوگیا اور بلغم کی وجہ سے کھانے پینے کی خواہش اور نرمی اور رفق لازم ہوا اور سوداء کی وجہ سے غصہ بے وقوفی شیطنت سرکشی ونافرمانی وعجلت لازم ہوا اور خون کی وجہ سے اس میں عورتوں کی صحبت ولذت افعال حرام وشہوات لازم آئی۔ ابو علی حسن بن محبوب کہتے ہیں کہ عمر نے جابر سے روایت کیا ہے ابو جعفر امام باقرؑ نے فرمایا کہ میں نے یہ حضرت علیؑ کی کتابوں میں سے ایک کتاب میں تحریر ہوا پایا ہے۔ یہاں حاشیہ میں یہ حدیث بھی موجود ہے۔

خلافت آدمؑ کا ذکر

﴿۳﴾ حسن بن محبوب نے عمرو بن ابو مقدام سے انہوں نے ثابت حذا سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے روایت کیا انہوں نے

ابو جعفر محمد بن علی بن حسینؑ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے جد سے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ جب روئے زمین پر جن اور نسناس کو بسے ہوئے سات ہزار سال گزر گئے تو اللہ نے چاہا کہ ایک مخلوق کو اپنے ہاتھ سے خلق فرمائے اور جب مشیت الٰہی یہ ہوئی کہ آدمؑ کو پیدا کرے اور اس تقدیر و تدبیر کا ارادہ کر لیا جو آسمان و زمین کے اندر وہ کرنا چاہتا تھا اور اس کے علم میں تھا تو اس نے آسمانوں کے پردے اٹھا دیئے اور ملائکہ سے کہا تم لوگ روئے زمین پر میری مخلوق جن و نسناس کو دیکھو۔ اب جو ملائکہ نے نظر ڈالی تو یہ دیکھا کہ یہ سب معاصی میں مبتلا ہیں آپس میں خونریزی کر رہے ہیں اور ناحق زمین میں فساد پھیلا رہے ہیں تو یہ بات ان کو گراں گزری وہ غضبناک ہوئے اور اہل زمین کے حال پر افسوس کا اظہار کرنے لگے اور انہوں نے عرض کیا کہ پروردگار تو صاحب قوت و قدرت ہے صاحب جبر و قہر ہے تو عظیم الشان ہے اور یہ تیری مخلوق جو تیری زمین پر بستی ہے وہ کمزور و ذلیل ہے تیرے دیئے ہوئے رزق پر عیش کر رہے ہیں اور ہر طرح کے سامانِ عافیت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اس کے باوجود یہ تیری نافرمانی کر رہے ہیں۔ ایسے ایسے عظیم گناہ کر رہے ہیں تجھے تاسف نہیں آتا۔ یہ لوگ جو کچھ کرتے یا کہتے ہیں اسے دیکھ کر یا سن کر تجھے غصہ نہیں آتا۔ ان کو سزا نہیں دیتا۔ بہر حال تیرے متعلق تو ان لوگوں کی یہ باتیں ہم لوگوں پر بے حد گراں گزری ہیں اللہ نے ملائکہ کی یہ باتیں سن کر فرمایا قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلٌ" فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً کہ میں زمین والوں پر اپنا ایک نائب اور خلیفہ بنانے والا ہوں اور وہ ان لوگوں پر میری مخلوق میں میری حجت ہوگا۔ ملائکہ نے عرض کیا پروردگار اتو اس زمین پر ایسے کو خلیفہ بنائے اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا جو اس میں فساد برپا کرے گا۔ بنو جان کی طرح وَیَسۡفِکُ الدِّمَآءَ اور اس میں بنو جان کی طرح خونریزی کرے گا حالانکہ ہم لوگ تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں اور تیرے تقدس کا اقرار کرتے ہیں۔ پس ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنا۔ ہم لوگ تو نہ زمین میں فساد برپا کریں گے اور نہ خونریزی کریں گے۔ ہم تیری حمد و تسبیح و تقدیس کرتے ہیں تو اللہ نے ارشاد فرمایا اے میرے ملائکہ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ میں سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے ایک مخلوق پیدا کروں جس کی ذریت کو میں انبیاء و مرسلین، صالح بندوں اور ہدایت یافتہ آئمہ قرار دوں گا اور انہیں اپنی زمین پر اپنی مخلوق پر اپنا خلیفہ بناؤں گا جو میرے بندوں کو گناہوں سے منع کریں گے اور انہیں عذاب سے ڈرائیں گے اور میری اطاعت کی ہدایت کریں گے اور میرے راستے پر سب کو چلائیں گے تاکہ حجت قائم ہو اور ان کو ڈرائیں گے اور میں نسناس کی اپنی زمین سے بیخ کنی کر دوں گا اور نافرمان و سرکش جنوں کو اپنی اس مخلوق سے ہٹا کر انہیں ہوا یا زمین کے دور دراز علاقوں میں ساکن کر دوں گا تاکہ وہ ہماری اس مخلوق کے ہمسائے نہ رہیں اور جنوں کے درمیان اور اپنی مخلوق کے درمیان پردہ ڈال دوں گا تاکہ ہماری یہ مخلوق نہ جنوں کو دیکھ سکے نہ ان سے مانوس ہو اور نہ ان سے مخلوط ہو اور نہ ان کے ساتھ اٹھے بیٹھے۔ بس اب میری اس مخلوق کی نسل سے جس کو میں نے منتخب کیا ہے ان نافرمانوں اور سرکشوں کی جگہ ساکن کروں گا اور اگر وہ میری نافرمانی کرے گی تو اس کا حشر بھی وہی ہوگا جو ان نافرمانوں کا کروں گا۔ ملائکہ نے عرض کیا پروردگار اتو جو چاہے وہ کر اس لیے کہ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّکَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ہم لوگوں کو تو بس اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں بتایا ہے بے شک تو ہی صاحب علم و صاحب حکمت ہے۔ اللہ نے ان

کو اس جرأت پر عرش سے پانچ سو سال کی راہ پر دور کر دیا تو ملائکہ عرش کی جانب پناہ لے گئے اور از روئے عجز وانکساری انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے تو اللہ نے ان کی تضرع وزاری مشاہدہ کی اور اپنی رحمت ان کو شامل فرمائی اور بیت المعمور ان کے لئے وضع کیا اور فرمایا کہ اس کے گرد طواف کرو اور عرش کو چھوڑ دو کہ یہی میری خوشنودی کا سبب ہے۔ پس ملائکہ نے اس کے گرد طواف کیا۔ بیت المعمور وہ گھر ہے جس میں ہر روز ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں اور پھر کبھی واپس نہیں ہوتے۔ خدا نے بیت المعمور کو اہل آسمان کے توبہ کے لیے اور کعبہ کو اہل زمین کے توبہ کے لیے مقرر فرمایا۔ اس کے بعد پھر اللہ نے فرمایا اِنِّیْ خَالِقٌ" بَشَراً مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَسْنُوْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ اے ملائکہ میں خلق کرنے والا ہوں ایک بشر کو گیلی مٹی سے تو جب میں اسے درست کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے سامنے سجدہ کے لیے جھک جانا اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم آدمؑ کے متعلق حضرت آدمؑ کی خلقت سے پہلے ہی ملائکہ کو دے دیا تھا تا کہ اللہ کی طرف سے ان پر یہ حجت قائم ہو پھر فرمایا اللہ نے کچھ آب شیریں کے ساتھ خاک کو اپنے دست قدرت سے گوندھا اور کہا تجھ سے اپنے پیغمبروں رسولوں صالح بندوں اور ہدایت یافتہ اماموں کو جو بہشت کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور ان کی پیروی کرنے والوں کو روز قیامت تک پیدا کروں گا اور پرواہ نہ کروں گا اور کوئی مجھ سے سوال نہ کرے گا جو کچھ میں نے کیا ہے پھر اسے پانی میں غوطہ دیا۔

﴿۴﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا یہ جو ملائکہ کا قول تھا کہ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَاءَ آیا زمین میں اسے خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد اور خون ریزی کرے گا فرمایا اگر فرشتوں نے زمین میں فساد اور خون ریزی کرنے والوں کو نہ دیکھا ہوتا تو خدا سے یہ کس طرح کہہ سکتے تھے کہ جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے گا۔

﴿۵﴾ محمد بن مروان کہتے ہیں کہ امام جعفر بن محمدؑ نے فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف جب میرے والد کر رہے تھے تو میں ساتھ تھا تو ایک طویل قامت شخص آیا جس نے میرے والد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا السلام علیکم یا ابن رسول اللہ میرے والد اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں جو آپ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ اس کے کہنے پر آپ خاموش رہے۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو حجر اسود کے پاس پہنچے دو رکعت نماز پڑھی میں بھی ساتھ تھا جب آپ فارغ ہوئے تو پھر اس نے کہا یا جعفرؑ پھر وہ مرد سامنے آیا تو میرے باپ نے پوچھا کیا پوچھنا چاہتے ہو تو اس نے کہا مجھے بتائیں اس طواف کی کیفیت کہ اس کو کیوں فرض کیا گیا ہے تو فرمایا بے شک اللہ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والوں ہوں تو ملائکہ نے کہا کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے گا آخر آیات تک تو وہ سمجھے کہ یہ ہم نے اللہ کی معصیت کی اور اللہ کی ناراضگی کا سبب بن گئی ہے تو وہ ستر ہزار سال عرش کی پناہ میں چلے گئے اور کہتے رہے لبیک ذوالمعارج لبیک یہاں تک کہ ان کی توبہ قبول ہوگئی۔ کہا اے آدمؑ اللہ نے تم کو معاف کر دیا تو کہا میں نے اس سے پہلے اس گھر کا طواف کیا قبل اس کے کہ اس نے حکم دیا ہے کہا کہ آپ نے صحیح

فرمایا مجھے والد پر بڑا تعجب ہوا تھا کہ اللہ کا قول سچ ہے پھر کہا کہ مجھے تفسیر بتائیں نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ نون اور قلم اور جو کچھ اس سے لکھتے ہیں اس کی قسم (سورۃ قلم آیت ا) تو فرمایا نون وہ جنت کی ایک نہر ہے جو برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اللہ نے اس کو حکم دیا کہ روشنائی بن جا وہ روشنائی بن گئی پھر اللہ نے ایک درخت لیا اور اس کو اپنے ہاتھ (قدرت) سے نصب کیا جو مشبہ فرقہ مراد لیتا ہے اس سے کہا تو قلم بن جا تو وہ قلم بن گیا پھر اس کو حکم دیا کہ لکھ اس نے عرض کیا کیا لکھوں حکم ہوا کہ وہ سب کچھ لکھ جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ کہا کہ آپ نے سچ فرمایا مجھے باپ پر تعجب ہوا کہ اللہ کے قول میں۔ آپ نے سچ کہا پھر کہا مجھے بتائیں قول خداوَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ" مَعْلُوْمٌ یہ حق معلوم کیا ہے۔ فرمایا وہ وہ شے ہے کہ آدمی اپنے مال سے نکالتا ہے جو زکوٰۃ ہے جو نائب ہوتی جاتی ہے اور صلہ رحم ہے کہا آپ نے سچ کہا۔ کہا مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا کہ قول خدا سچ ہے پھر وہ مرد اٹھ کر چلا گیا میں نے اپنے باپ سے پوچھا یہ مرد کون ہے فرمایا یہ علم کو طلب کرنے والا ہے۔

﴿۶﴾ محمد بن مروان کہتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا ایک مرتبہ میں اپنے باپ کے ساتھ تھا جب حجر اسود اور مقام مصلّٰی کے درمیان تھے تو ایک مرد نے قریب آ کر کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں جو آپ کے سوا کوئی دوسرا اس کا علم نہیں رکھتا۔ فرمایا وہ کیا ہیں۔ کہا کہ مجھے بتائیں کہ اس چیز کے بارے میں کہ اللہ نے اس گھر کا طواف کس وجہ سے فرض کیا ہے۔ پس فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب ملائکہ کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو ملائکہ نے رد کرتے ہوئے کہا تھا کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے گا حالانکہ ہم تیری تسبیح و تمجید و حمد و تقدیس بیان کرتے ہیں تو اللہ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے تو اللہ ان پر غضب ناک ہوا تو انہوں نے توبہ کا سوال کیا تو انہیں حکم دیا گیا کہ وہ تضرع کے ساتھ اس گھر کا طواف کریں اور وہ بیت المعمور تھا تو اس کے بعد ملائکہ اس گھر کا ستر ہزار سال طواف کرتے رہے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور اس کے بعد ان سے راضی ہوا اور یہی اس کا اوّل طواف تھا تو پھر اللہ نے بیت الحرام کو بنایا اور اسی کے سبب اللہ نے توبہ کے ذریعے گناہوں کو اولاد آدمؑ کے لیے معاف کیا اس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر ذکر کیا دوسرے مسئلوں کا جو حدیث اوّل میں ہیں پھر وہ مرد کھڑا ہو گیا اور چلا گیا میں نے پوچھا اے میرے باپ یہ مرد کون تھا۔ پس فرمایا اے میرے بیٹے یہ خضرؑ تھے۔

﴿۷﴾ علی بن حسینؑ نے قولہ تعالی وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ" فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ اور جب اللہ نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو فساد اور خون ریزی کرے گا تو اسے اللہ کی طرف رد کر کے ملائکہ نے کہا کہ کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے گا۔ یہ انہوں نے اس لیے کہا کہ پہلی مخلوق کا حال دیکھ چکے تھے یعنی جان بن جن اور ہم تو تسبیح و حمد و تقدیس کرتے ہیں ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں پھر ان پر پیش کیا پھر تمام اسماء کا علم آدمؑ کو عطا کیا پھر ملائکہ سے فرمایا کہ تم ان تمام اسماء کے نام بتاؤ تو

انہوں نے کہا ہم اس بارے میں نہیں جانتے فرمایا اے آدمؑ تم ان کے نام بتاؤ تو انہوں نے بتا دیئے۔ پھر ان سے کہا آدمؑ کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا اور انہوں نے کہا اس سجدے کے بارے میں فرشتوں نے اپنے تئیں سوچا کہ ہم نے یہ گمان ہی نہیں کیا تھا کہ اللہ نے کسی ایسی مخلوق کو پیدا کیا ہے جو اس کے نزدیک ہم سے زیادہ بہتر اور عظمت والی ہے حالانکہ ہم اس کے ہمسائے اور اس کی سب سے زیادہ مقرب مخلوق ہیں۔ اور کوئی ایسا نہیں جو ہم سے زیادہ اس کا قرب رکھتا ہو اور بلند مرتبہ اور رئیس ہو۔ اللہ نے ان سے فرمایا کہ آیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو میں اسے بھی جانتا ہوں۔ جو تم نے رد کیا اسے بھی جانتا ہوں وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان سے کوئی مخلوق افضل نہیں۔ اسی وجہ سے ملائکہ یہ سمجھے کہ ہم نے خطا کی ہے اور عرش کی پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور یہ گناہ ان ملائکہ سے ہو گیا تھا اسی لیے وہ عرش کی پناہ میں چلے گئے۔ جبکہ سب ملائکہ کا یہ گمان تھا کہ ان میں بہتر کوئی اور مخلوق نہیں ہے۔ اسی کی طرف اشارہ تھا تو وہ عرش کے نیچے چلے گئے اور قیامت تک رہیں گے۔ پس آدمؑ کی خطاء کے لیے اللہ نے اس گھر کو بنایا پس جو ان کی اولاد سے خطا کرے گا تو اس کے ذریعہ سے اولاد آدمؑ کی خطا معاف کرے گا جس طرح انہوں نے عرش سے کیا۔ پس آدمؑ کو زمین پر اتارا تا کہ وہ اس گھر کا طواف کریں تو انہوں نے اس گھر کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگی اور اس وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا اے میرے رب مجھے معاف کر دے تو آواز دی۔ اے آدمؑ جو بھی تیری اولاد سے گناہ کرے گا اور پھر اس مکان میں آئے گا تو میں اس وجہ سے اسے معاف کر دوں گا اور ضروری ہوگا کہ وہ میرے رسولوں پر اور مجھ پر ایمان رکھتے ہوں گے۔

﴿۸﴾ عیسیٰ بن حمزہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابوعبداللہ امام صادقؑ سے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بے شک دنیا کی عمر ستر ہزار سال ہے۔ فرمایا اس طرح نہیں جس طرح وہ کہتے ہیں بے شک اللہ نے خلق کیا اس کو پچاس ہزار سال پس اسے چھوڑ دیا زمین میں کم مال کے ساتھ تو اس کے اہل سے خالی دس ہزار سال پھر اللہ نے تبدیل کیا اس میں اس کی خلق کو بدلا خلق میں اور وہ جن سے نہیں تھے اور نہ ملائکہ سے اور نہ انس سے تھے اور بے شک اس کو رل میں رکھا دس ہزار سال پھر ان کے لیے ایک مقرر وقت بنایا انہوں نے اس میں فساد کیا پھر اللہ نے ان پر حکم کیا ہلاکت و مصیبت کا پھر ان کو چھوڑ دیا کہ زمین میں کم مال کے ساتھ گزشتہ اور قدیم دس ہزار سال پھر اس میں جن کو خلق کیا اور انہیں ٹھہرایا دس ہزار سال پس جب ان کا وقت مقرر آیا تو انہوں نے فساد کیا اس میں اور خون بہایا اور وہ ملائکہ کا قول ہے **اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَ يَسۡفِكُ الدِّمَآءَ** تو اس میں اسے بنائے گا جو اس میں فساد کرے گا اور اس میں خون بہائے گا جیسا بنو جان نے یہ کیا پس اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا پھر اللہ نے خلق کو تبدیل کیا اور آدمؑ کو خلق کیا اور بے شک اسے رل میں دس ہزار سال رکھا اور بے شک اسے اسی طرح بنایا ستر ہزار سال اور دو سو سال اور وہ آخری زمانہ میں ہوں گے۔

﴿۹﴾ زرارہ کہتے ہیں کہ میں ابوجعفر باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام باقرؑ نے مجھ سے پوچھا کیا تیرے پاس احادیث شیعہ میں سے کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا میرے پاس احادیث شیعہ میں سے بہت کچھ ہے اور میں نے سوچا تھا کہ ان سب کو آگ لگا دوں گا۔ تو

فرمایا کہ انہیں چھپالو اور جو حدیث صحیح نہ لگے اسے بھلا دو۔ امامؑ کی یہ بات سن کر مجھے آدمؑ کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ یاد آ گئیں۔ تو فرمایا کہ فرشتوں کو آدمؑ کے بارے میں کیا علم تھا کہ انہوں نے کہہ دیا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ آیا اسے مقرر کرے گا جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے گا۔

﴿۱۰﴾ زرارہ کہتے ہیں کہ جب امام صادقؑ یہ واقعہ بیان کرتے تو فرمایا کرتے تھے یہ قدریہ کا منہ توڑ جواب ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ انسان کی تقدیر اس کی تخلیق سے پہلے ہی معین ہو چکی تھی پھر امام صادقؑ نے فرمایا کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ آدمؑ کا دوست تھا اور جب آدمؑ آسمان سے زمین پر اترے تو آپ کی جدائی اس فرشتے کو ناگوار خاطر ہوئی اور اس نے خدا کے حضور گلہ کیا اور خدا سے اجازت طلب کی کہ وہ بھی زمین پر اتر جائے چنانچہ فرشتہ زمین پر اترا اور آدمؑ کے پاس پہنچا اس نے دیکھا کہ آدمؑ زمین کی ایک خشک اور بے آب و گیاہ جگہ پر بیٹھے ہیں۔ آدمؑ نے جوں ہی اپنے آسمانی دوست کو دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ کر نہایت زور سے چیخ ماری۔ امام صادقؑ نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ آدمؑ نے اتنے زور سے چیخ ماری کہ تمام مخلوق نے سنی یعنی اس کی آواز فضائے عالم میں گونج اٹھی فرشتے نے آدمؑ کی یہ حالت دیکھی تو ان سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں آپ نے خدا کی نافرمانی کی ہے اور ایک ایسا بوجھ اٹھا لیا ہے جس کی آپ طاقت نہیں رکھتے۔ آیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے بارے میں خدا نے ہم سے کیا کہا اور ہم نے اس کا کیا جواب دیا۔ آدمؑ نے کہا نہیں مجھے معلوم نہیں۔ فرشتے نے کہا خدا نے ہم سے کہا اِنِّیۡ جَاعِلٌ" فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو ہم نے کہا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ آیا اس کو بنائے گا جو زمین میں فساد و خون ریزی کرے گا اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا نے تجھے اس لیے پیدا کیا ہے کہ تو زمین میں رہے تو کیا یہ صحیح ہے کہ آسمان میں رہے۔ امام صادقؑ نے یہ بیان کر کے تین بار فرمایا خدا کی قسم فرشتے کی اس بات سے ہی آدمؑ کے دل کو تسلی ہوئی۔

﴿۱۱﴾ ابو العباس کہتے ہیں امام ابو عبد اللہ صادقؑ سے میں نے پوچھا کہ آیت میں ہے وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا خدا نے آدمؑ کو سب نام پڑھائے تو وہ نام کیا تھے۔ امامؑ نے فرمایا کہ وہ زمینوں پہاڑوں غاروں اور وادیوں کے نام تھے پھر امامؑ نے اپنے نیچے بچھے ہوئے قالین کو دیکھا اور فرمایا کہ یہ قالین بھی انہی چیزوں میں سے ہے جن کے نام خدا نے انہیں پڑھائے تھے۔

﴿۱۲﴾ فضل بن عباس کہتے ہیں کہ امام صادقؑ سے پوچھا کہ خدا کا قول وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا کہ خدا نے آدمؑ کو جو نام تعلیم دیئے تھے وہ کیا تھے تو امامؑ نے فرمایا وہ وادیوں نباتات درختوں اور پہاڑوں کے نام تھے۔

﴿۱۳﴾ داؤد بن سرحان عطار کہتے ہیں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا امامؑ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا ہم نے کھانا کھایا پھر آپ نے ہاتھ دھونے کے لیے طشت اور تولیہ منگوایا میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مولا میری جان آپ پر قربان ہو یہ فرمایئے کہ خدا نے حضرت آدمؑ کو سب نام تعلیم دیئے تو آیا یہ طشت اور تولیہ بھی ان ناموں میں شامل تھے تو امامؑ نے فرمایا کہ ان میں سب کچھ

شامل ہے تمام دریا (پہاڑوں کے درمیان کے تنگ راستے) وادیاں اور بیابان سب شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی امامؑ نے اپنے دستِ مبارک سے بلندیوں اور پستیوں کی طرف اشارہ کیا کہ یہ سب ان میں شامل ہیں۔

﴿۱۴﴾ حریز کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا جب خداوند عالم نے آدمؑ کو پیدا کیا تو فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں فرشتوں نے اپنے تئیں سوچا کہ ہم یہ گمان ہی نہیں کرتے تھے کہ خدا نے کسی ایسی مخلوق کو پیدا کیا ہے جو اس کے نزدیک ہم سے زیادہ بہتر اور عظمت والی ہے۔ جبکہ ہم اس کے ہمسائے اور اس کی سب سے زیادہ مقرب مخلوق ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو ہم سے زیادہ اس کا قرب رکھتا ہو۔ خدا نے ان سے فرمایا کہ آیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں ہر اس چیز کو جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ جو فرشتوں نے بنی نوع جن کے بارے میں یہ بات ظاہر کر دی تھی کہ وہ زمین میں اس سے پہلے فساد برپا کرتے تھے اور یہ بات چھپائی کہ وہ اپنے آپ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔ خدا نے فرمایا کہ میں تمہاری ظاہری اور چھپی ہوئی ہر بات کو بہتر جانتا ہوں یہی وجہ ہے کہ فرشتے اپنے نامناسب بیان کے سبب عرش میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

کیا ابلیس ملائکہ سے تھا

﴿۱۵﴾ جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ امام صادقؑ سے سوال کیا کہ آیا ابلیس ملائکہ سے تھا یا آسمان کے امور میں سے کسی چیز کا متولی تھا۔ فرمایا کہ فرشتہ نہ تھا لیکن ملائکہ سمجھتے تھے کہ انہیں میں سے ہے اور آسمان کے امور میں سے کوئی امر اس کے متعلق نہ تھا اور اسے کوئی خاص بزرگی نہ تھی جمیل نے کہا کہ میں طیار کے پاس گیا اور جو کچھ امامؑ سے سنا تھا بیان کیا۔ انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ کیوں کہ وہ فرشتوں سے نہ تھا حالانکہ خدا نے ملائکہ سے کہا کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ کہ تم آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا تو کہا کہ اگر وہ ملائکہ سے نہ ہوتا تو خدا کی نافرمانی کا الزام اس پر صحیح نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر طیار آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا میں آپ پر فدا ہوں اللہ فرماتا ہے یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جس جگہ اے مومنو کے گروہ مومنین سے مخاطب ہوتا ہے آیا اس میں منافق بھی داخل ہیں۔ فرمایا ہاں اس میں منافقین اور گمراہ اور ہر وہ شخص جو بظاہر ایمان کا اقرار کرتا ہے سب داخل ہیں۔

﴿۱۶﴾ جمیل بن دراج کہتے ہیں امام صادقؑ سے سوال کیا ابلیس کے بارے میں کہ آیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا آسمان کے امور میں سے کسی چیز کا متولی تھا فرمایا ملائکہ سے نہ تھا مگر ملائکہ سمجھتے تھے کہ ان میں سے ہے اور آسمان کے امور میں سے کوئی امر اس کے متعلق نہ تھا اور جنوں میں سے تھا اور ملائکہ کے ساتھ رہتا تھا اور ملائکہ سمجھتے تھے کہ ان میں سے ہے۔ انہوں نے اپنے علم میں یہی سمجھا تھا پس جب سجدہ آدمؑ کا حکم ہوا تو اس سے صادر ہوا جو کچھ صادر ہوا ہے یعنی انکار کر گیا اور سجدہ نہ کیا۔

﴿۱۷﴾ ابو بصیر کہتے ہیں امام صادقؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو کفر خدا کے ساتھ کیا گیا اس وقت تھا جب کہ خدا نے آدمؑ کو خلق کیا تو شیطان کافر ہوا کہ حکم خدا کو رد کر دیا اور سب سے پہلے جو حسد زمین پر کیا گیا ابن آدمؑ کا اپنے بھائی کے ساتھ تھا قابیل کا ہابیل پر حسد

اورسب سے پہلے جو حرص ہوا وہ حرص آدمؑ کا تھا ممنوعہ درخت سے اس نے کھایا اور اس حرص نے انہیں جنت سے نکلوا دیا۔

﴿۱۸﴾ بدر بن خلیل اسدی کہتے ہیں ایک اہل شام کے مرد نے کہا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اوّل زمین کا ٹکڑا جس پر خدا کی عبادت کی گئی پشت کوفہ تھا جو نجف اشرف ہے۔ جب خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے اسی جگہ کوفہ میں سجدہ کیا تھا۔

﴿۱۹﴾ بکیر بن موسیٰ واسطی کہتے ہیں ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ سے میں نے سوال کیا کفر اور شرک ان دونوں میں سے پہلے کون سا ہے پس فرمایا تم سے یہ کس نے کہا کہ اس طرح لوگوں سے مخاطب ہو۔ میں نے عرض کیا یہ ہشام بن حکم نے مجھ سے کہا تھا۔ اس متعلق سوال آپؑ سے کروں تو مجھ سے فرمایا کفر پہلے ہے اور وہ جمود ہے جو ابلیس نے کیا تھا اَبٰی وَ اسۡتَكۡبَرَ وَ كَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

﴿۲۰﴾ سلام بن مستنیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قوله تعالى وَ لَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کہ اس درخت کے نزدیک نہ جانا فرمایا یعنی اس میں سے نہ کھانا۔

قصہ آدمؑ و بیت اللہ

﴿۲۱﴾ عطا کہتے ہیں ابوجعفرؑ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا کہ علیؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا آدمؑ و حواؑ کا قیام جنت میں دنیا کی ساعتوں میں سے سات ساعت (گھنٹے) تھا۔ یہاں تک کہ اس شجرہ (درخت) ممنوعہ سے کھایا اور خدا نے اسی دن ان کو زمین پر بھیج دیا۔ آدمؑ نے اپنے رب سے عرض کیا اے میرے رب اس سے قبل کہ تو نے مجھ کو خلق کیا یہ گناہ اور جو کچھ کہ مجھ پر آئندہ واقع ہوگا کیا تو نے میرے مقدر میں کر دیا تھا یا اس بارے میں مجھ پر شقاوت غالب آ گئی جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے۔ فرمایا اے آدمؑ میں نے تجھے پیدا کیا اور تعلیم دی اور تجھے اور تیری زوجہ کو جنت میں ساکن کیا لیکن میری نعمت اور قوت جوارح کے سبب سے جسے میں نے تجھ کو عطا کیا تو نے میری معصیت پر قدرت پائی حالانکہ تو میری نگاہوں سے پوشیدہ نہ تھا۔ اور میرا علم تیرے فعل کو احاطہ کیے تھا۔ آدمؑ نے کہا اے میرے رب مجھ پر تیری حجت قائم ہے اے رب اللہ نے فرمایا میں نے تجھے پیدا کیا اور تیری صورت بنائی اور جب میں نے تجھ میں اپنی روح پھونک دی تو تیرے سجدے کا ملائکہ کو میں نے حکم دیا اور تیرا نام اپنے آسمانوں میں بلند کیا اور تیری ابتدا بزرگی سے کی اور تجھے اپنی جنت میں ساکن کیا اور یہ سب کام میں نے تجھ سے اپنی خوشنودی کے واسطے اس لیے کیا کہ میں ان نعمتوں کے ذریعے سے تیرا امتحان لوں اور کیونکہ میں نے یہ سب نعمتیں تجھے بغیر کسی عمل کے بدلے میں عطا کی تھیں اس لیے تو نے یہ عمل سرانجام دیا۔ آدمؑ نے کہا اے میرے رب خیر تیری طرف سے ہے اور شر میری طرف سے ہے تو اللہ نے فرمایا اے آدمؑ میں اللہ کریم ہوں میں نے خیر کو شر سے پہلے خلق کیا اور اپنی رحمت کو اپنے غضب سے پہلے خلق کیا اور ذلیل کرنے پر گرامی رکھنے کو مقدم کیا اور عذاب دینے سے قبل حجت تمام کرنے کو لازم قرار دیا اے آدمؑ میں نے اس درخت سے تجھے منع نہیں کیا تھا اور تجھے اس بات سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ

شیطان تیرا اور تیری زوجہ کا دشمن ہے اور کیا تم دونوں کو اس سے قبل کہ جنت میں داخل ہوئے شیطان سے پرہیز کرنے اور بچنے کے لیے نہیں کہا تھا اور کیا یہ نہیں بتا دیا تھا کہ اگر اس درخت سے کھاؤ گے تو اپنے نفس پر ظلم کرو گے اور میرے گناہگار ہو گے۔ اے آدمؑ جنت میں میرا ظالم اور گناہگار ہمسایہ نہیں ہو سکتا۔ عرض کیا ہاں میرے رب ہم پر تیری حجت تمام ہو گئی۔ ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور نافرمانی کی۔ اگر تو نے ہم کو معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ جب انہوں نے اپنے پروردگار سے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اعتراف کیا کہ خدا کی حجت ان پر تمام ہے تو خداوند رحمٰن ورحیم نے ان کو گھیر لیا اور ان کی توبہ قبول فرمالی اور وہ بہترین توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ زمین کی طرف اتر جاؤ اور جب تم اپنے عمل کی اصلاح کرو گے تو میں تمہاری اصلاح کروں گا اور اگر میری خوشنودی کا ارادہ کرو گے تو میں تمہاری خوشنودگی میں جلدی کروں گا اور اگر مجھ سے خائف رہو گے تو میں تم کو اپنے غضب سے بے خوف کر دوں گا۔ آدمؑ وحواؑ یہ سن کر روئے اور عرض کی اے ہمارے رب ہماری مدد فرما تا کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور وہ عمل کریں جو تیری خوشنودی ورضا کا سبب ہو تو خدا نے فرمایا کہ جب کبھی تم سے کوئی بدی سرزد ہو جائے تو توبہ کر لیا کر؛ تا کہ میں تمہاری توبہ قبول کرلوں اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا ہوں اور مہربان ہوں۔ تو آدمؑ نے کہا خداوندا تو ہم کو نیچے اپنی رحمت سے اپنے محبوب ترین قطعہ زمین پر پہنچا دے۔ اللہ نے جبرائیلؑ کو وحی کی کہ انہیں بابرکت شہر مکہ کی طرف لے جاؤ۔ جبرائیلؑ ان کو لے کر آیا اور آدمؑ کو کوہ صفا پر اتارا اور حواؑ کو کوہ مروہ پر اتارا۔ جب دونوں اس جگہ کھڑے ہوئے تو سر کو آسمان کی طرف کر کے گریہ وزاری میں مشغول ہو گئے اور بلند آواز کرنے لگے تو خدا کی طرف سے ان کی طرف آواز آئی کہ کیوں روتے ہو جبکہ میں تم سے راضی ہوں۔ عرض کیا پالنے والے ہم اپنے گناہ کی وجہ سے روتے ہیں جو ہم نے خطا کی ہے اور اسی وجہ سے ہم اپنے رب کے جوار رحمت سے الگ ہو گئے ہیں اور ہم سے ملائکہ کی تسبیح وحمد وتقدیس پوشیدہ ہو گئی ہے۔ ہم پر ہماری شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں۔ ہمارے گناہ نے ہی ہم کو دنیا کی کھیتی باڑی اور کھانے پینے کی تکلیف میں ڈالا ہے۔ ہم سخت وحشت میں داخل ہو گئے ہیں اس جدائی سے جو ہمارے درمیان واقع ہوئی ہے تو خداوند تعالیٰ رحمٰن الرحیم نے ان پر رحم کیا اور جبرائیلؑ کو وحی کہ میں اللہ الرحمٰن الرحیم ہوں اور میں نے آدمؑ وحواؑ پر رحم کیا کیونکہ انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہے اور اپنی تکلیف کی شکایت کی ہے لہٰذا ان کے لیے بہشت سے ایک خیمہ لے جاؤ اور ان کی جنت کے فراق وجدائی میں تعزیت کرو اور صبر کی تلقین کرو اور اس خیمہ میں ان دونوں آدمؑ وحواؑ کو اکٹھا کرو کیونکہ میں نے ان کے رونے کے سبب سے ان پر رحم کیا ہے اور ان کی وحشت وتنہائی پر ترس کھایا اور ان کے لیے اس خیمہ کو اس بلندی پر نصب کرو جو مکہ کے پہاڑوں اور اس کی بنیاد اور اس کے ارکان کے درمیان واقع ہے جس کو اکثر فرشتوں نے بلند کیا ہے جبرائیلؑ خیمہ لائے وہ کعبہ کی بنیاد اور اس کے ارکان کے برابر تھا اس کو اسی جگہ برپا کیا اور آدمؑ کو کوہ صفا اور حواؑ کو کوہ مروہ سے نیچے لائے اور دونوں کو خیمے میں اکٹھا کیا۔ خیمے کا ستون یاقوت سرخ کا تھا جس کے نور وروشنی سے مکہ کی تمام پہاڑیاں اور اس کے قرب وجوار روشن ہو گئے۔ وہ روشنی حرم کی اونچائی کے برابر ہوئی اور حرمت خیمہ اور ستون کے سبب سے آج کے دن حرم محترم ہوا کیونکہ جنت سے یہ لائے گئے تھے اسی وجہ سے

اللہ نے نیکیوں کو حرم میں زیادہ قرار دیا اور اس کے نزدیک گناہوں کو بھی زیادہ سخت قرار دیا ہے اور خیمے کی طنابوں کو اس کے گرد مسجد الحرام کے برابر کھینچا۔ اس کی میخیں جنت کی شاخوں کی تھیں جنت کے طلائے خالص کی تھیں اور اس کی طنابیں جنت کی ارغوانی ڈوریوں کی تھیں۔ اللہ نے جبرائیل کو وحی کی کہ ستر ہزار فرشتوں کو زمین پر لے جاؤ جو سرکش جنوں سے خیمہ کی حفاظت کریں اور آدمؑ وحوّاؑ کے مونس ہوں اور خیمہ کی تعظیم کے لیے اس کے گرد طواف کریں۔ ملائکہ نازل ہوئے اور خیمہ کے نزدیک قیام کیا اور سرکش ومغرور شیاطین سے اس کی حفاظت میں مشغول ہو گئے اور خیمہ اور کعبہ کے گرد ہر رات و دن طواف کرتے رہے۔ جس طرح کہ آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ ارکان کعبہ زمین پر بیت المعمور کے برابر ہیں جو آسمان پر ہے اس کے بعد اللہ نے جبرائیلؑ کو وحی کی کہ آدمؑ و حوّاؑ کے پاس جا کر ان کو میرے گھر کی بنیادوں سے دور کر دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ فرشتوں کے ایک گروہ کو زمین پر بھیج دوں جو میرے گھر کی بنیادوں کو ملائکہ اور اولاد آدمؑ میں سے میری تمام مخلوق کے لیے بلند کریں۔ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور آدمؑ وحوّاؑ کو خیمہ سے باہر لائے اور خانہ کعبہ سے دور آدمؑ کو صفا پر حوّاؑ کو مروہ پر پہنچا دیا اور خیمہ کو آسمان پر لے گئے۔ آدمؑ وحوّاؑ نے کہا اے جبرائیلؑ کیا خدا کی خوشنودی ورضا کے باعث ہم کو اس مکان سے علیحدہ کیا ہے اور ہم میں جدائی ڈالی ہے یا خدا کی خوشنودی ورضا کے باعث ہمارے لیے ایسی مصلحت سمجھی گئی ہے اور ہمارے مقدر میں ہوئی ہے۔ جبرائیلؑ نے کہا غضب وغصہ کی وجہ سے نہیں ہے لیکن خدا جو کچھ کرتا ہے اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔ اے آدمؑ خدا نے جن ستّر ہزار ملائکہ کو زمین پر بھیجا ہے کہ وہ تمہارے مونس ہوں اور بنیاد خانہ وخیمہ کے گرد طواف کریں۔ انہوں نے خدا سے سوال کیا کہ خیمہ کے بجائے ان کے لیے بیت المعمور کے مقابل ایک مکان کی تعمیر فرمائے جس کے گرد طواف کریں۔ جس طرح آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ پس خدا نے مجھ پر وحی کی کہ تم کو اور حوّاؑ کو اس جگہ سے دور کر دوں اور خیمہ کو آسمان پر لے جاؤں تو آدمؑ نے کہا کہ میں تقدیر خدا اور اس کے حکم پر جو ہمارے حق میں جاری ہوا ہے راضی ہوں۔ لہٰذا آدمؑ صفا پر اور حوّاؑ مروہ پر رہتے تھے یہاں تک کہ آدمؑ کو حوّاؑ کی مفارقت سے وحشت اور بے حد تکلیف ہوئی تو کوہ صفا سے نیچے آئے اور کوہ مروہ کی طرف شوق میں متوجہ ہوئے کہ حوّاؑ کو سلام کریں اور اس وادی میں پہنچے جو صفا ومروہ کے درمیان تھی جہاں نشیب تھا۔ آدمؑ کوہ صفا سے حوّاؑ کو دیکھتے تھے جب وادی میں پہنچے تو نظروں سے کوہ مروہ پوشیدہ ہو گیا اور حوّاؑ بھی چھپ گئیں تو آدمؑ اس وادی میں اس خیال سے دوڑے کہ شاید راہ بھول گئے ہیں وادی کے اوپر آئے مروہ پر پہنچے تو دوڑنا ترک کر دیا اور اوپر چڑھ کر حوّاؑ کو سلام کیا پھر دونوں کعبہ کی طرف دیکھنے لگے کہ شاید اس کی بنیادیں بلند ہوئی ہوں پھر خدا سے دعا کی کہ ان کو اپنے مکان محترم میں واپس کر دے۔ پھر آدمؑ مروہ سے نیچے اتر آئے اور صفا پر پہنچ گئے وہاں کھڑے ہو کر پھر کعبہ کی طرف رخ کر کے دعا کی اس کے بعد پھر حوّاؑ کے مشتاق ہوئے اور کوہ صفا سے نیچے آئے اور مروہ کی طرف چلے گئے اس طرح تین مرتبہ گئے اور واپس آئے جب صفا پر پہنچے دعا کی کہ خدا ان کو اور حوّاؑ کو اکٹھا کر دے اور حوّاؑ نے بھی یہی دعا کی خدا نے اسی وقت دونوں کی دعائیں قبول کر لیں وہ زوال آفتاب کا وقت تھا جبرائیل آدمؑ کے پاس آئے اور کہا کوہ صفا سے نیچے آؤ اور حوّاؑ سے ملاقات کرو۔ آدمؑ نیچے آئے اور مروہ کی طرف چلے اور دوڑتے

ہوئے حوّاؑ کے پاس پہنچے اور اسی طرح وہ تین مرتبہ مروہ پر گئے اور واپس آئے۔ جو کچھ جبرائیل نے ان سے کہا تھا اور آگاہ کیا تھا دونوں اس پر بہت خوش ہوئے اور خدا کا شکر اور حمد بجالائے۔ اس وقت سے سعی صفا مروہ کے درمیان جاری ہوگئی ہے۔ کہ سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان آدمؑ کی طرح سعی کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (بقرہ:۱۵۸) صفا و مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو شخص حج بیت اللہ اور عمرہ بجا لائے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ دونوں کا طواف بھی کرے۔ پھر جبرائیلؑ نے ان کو خبر دی کہ خدا نے ملائکہ کو زمین پر بھیجا ہے کہ ایک پتھر صفا سے ایک پتھر مروہ سے ایک پتھر طور سینا اور ایک پتھر جبل سلام (نجف اشرف) سے جو پشت کوفہ پر ہے، لے کر بیت الحرام کی بنیاد رکھیں اور اس کو قائم کریں۔ پھر اللہ نے جبرائیلؑ کو وحی کی کہ اس کی تعمیر مکمل کرو پھر جبرائیلؑ اپنے بازوؤں سے بحکم خدا چار پتھر ان مقام سے کھود کر لے آئے اور جس جگہ پر خدا کا حکم تھا چاروں گوشوں (ارکان) پر رکھ دیا پھر وحی ہوئی کہ اب اس کی تعمیر کوہ ابو قبیس کے پتھروں سے مکمل کرو اور ایک دروازہ اس کا مشرق کی طرف اور ایک دروازہ اس کا مغرب کی طرف رکھو۔ جبرائیلؑ جب حکم الٰہی سے اس کام سے فارغ ہوئے تو ملائکہ نے اس کے گرد طواف کیا آدمؑ و حوّاؑ نے جب فرشتوں کو طواف کرتے دیکھا تو انہوں نے بھی سات مرتبہ طواف کیا پھر وہاں سے چلے گئے تاکہ کچھ چیزیں حاصل کر کے کھائیں۔ یہ اسی روز ہوا جس روز کہ وہ زمین پر آئے تھے۔

﴿۴۲﴾ جابر جعفی کہتے ہیں جعفر بن محمدؑ نے اپنے آباء سے روایت کیا فرمایا بے شک اللہ نے پوری کی پوری زمین سے مکہ کو چنا اور پھر مکہ سے بکہ کو چنا پھر نازل کیا بکہ میں سے ایک خیمہ کو جو نور سے تھا جو در اور یاقوت میں محفوظ تھا پھر اسے نازل کیا خیمہ کے درمیان میں کہ اس کے چار عمود تھے اور بنائے چار عمود کے درمیان لولو سفید تھے اور ان کا طول سات ذراع بیت سے آگے تھا اور اس میں نور بنایا نور خیمہ سے جو قندیلوں کی طرح تھا اور پھر عمود اس کی اصل زمین کی نرمی میں تھی اور اس کی بلندی عرش کے نیچے اور اس کی ایک چوتھائی زمرد سبز کی تھی اور ایک چوتھائی یاقوت احمر کی تھی اور ایک چوتھائی سفید لولو میں سے تھی اور ایک چوتھائی نور ساطع سے تھی اور یہ گھر تھا اس میں نازل کیا زمین کے درمیان بلند جگہ پر اور نور کی قندیلوں سے حرم کی حدود تک پھیل گئیں اور ان سے بڑی قندیل مقام ابراہیمؑ ہے اور تین سو ساٹھ قندیلیں تھیں اور رکن اسود ہے باب رحمت سے رکن شامی تک وہی باب قبولیت ہے اور باب رکن شامی باب توسل ہے اور باب رکن یمانی باب توبہ ہے اور وہ باب آلِ محمد ہے اور ان کے شیعہ اس پتھر کی طرف جاتے ہیں۔ پس یہ بیت اللہ ہے اللہ کی حجت ہے زمین میں اس کی خلق پر پس اتارا آدمؑ کو اس زمین کی طرف اتارا صفا پر اور یہ مشتق ہے اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم آدمؑ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ بے شک اللہ نے اصطفیٰ کیا (چنا) آدمؑ کو اور نازل کیا حوّاؑ کو مروہ پر اور اس سے مشتق کیا اللہ نے اپنے اسماء میں سے اس میں سے اسم مراۃ (عورت) کو اور آدمؑ کو نازل کیا مرا کے ساتھ جنت سے اور نہیں خلق کیا آدمؑ سے پہلے مراۃ کو جب مقام کی طرف اور اس رکن سے ہی اپنے رب سے سوال کیا تھا اور بے شک اس بیت کو اتارا زمین کی طرف اور اتارا پس اتارا الگ کر کے زمین کے چہرے پر پس آدمؑ اس وقت اس رکن کے پاس تھے اور یہ بلند تھا زمین سے سات ذراع اور اس میں چار ابواب ہیں اور اس کا عرض

پچیس ذراع ہے۔ پچیس ذراع چوڑائی میں اور خیمہ سوذراع اور سوذراع میں ہے۔

﴿۲۳﴾ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا ابلیس وہ پہلا شخص ہے جس نے اوّل نوحہ کیا اور جس نے اوّل گانا گایا اور جس نے اوّل نغمہ شتربانی کی۔ یہ تینوں اس کی ایجاد ہیں۔ جب آدمؑ نے درخت (ممنوعہ) کا پھل کھایا تو شیطان نے گانا گایا جب اللہ نے ان کو بہشت سے نکالا تو اس نے شتربانی (حدی) کی تو جب جنت کی نعمتوں کو اس نے یاد کیا اس نے نوحہ کیا۔

توبہ آدمؑ

﴿۲۴﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا بے شک اللہ کے آدمؑ کو زمین کی طرف بھیجنے کے بعد اور کچھ کھا لینے کے بعد جنت سے نکالنے اور نعمتوں کے لینے کے بعد اور اپنے قرب سے ہٹا دینے کے بعد یہ ہوا کہ آدمؑ جنت کے فراق میں دوسو سال تک روتے رہے اس کے بعد اللہ کو سجدہ کیا اور سجدہ سے تین دن ورات کے بعد سر کو اٹھایا پھر کہا اے میرے رب میں تیری مخلوق ہوں۔ اللہ نے فرمایا یہ تیرا عمل ہے عرض کیا تو نے میرے نفخ میں اپنی روح پھونکی۔ فرمایا بے شک یہ تیرا عمل ہے عرض کیا۔ کیا تو نے اپنی جنت میں مجھے مکان نہیں دیا۔ فرمایا بے شک یہ تیرا عمل ہے۔ عرض کیا سبقت رکھتی ہے تیری رحمت تیرے غضب پر اللہ نے فرمایا تیرا عمل ہے۔ پس کیا صبر کرتے ہو یا شکر کرتے ہو۔

آدم نے کہا لَاالٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمَ کوئی معبود نہیں مگر تو ہے تیری ذات پاک ہے میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے معاف کر دے تو بہترین معاف کرنے والا ہے۔ پس اللہ نے ان پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

﴿۲۵﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفرؑ نے فرمایا کہ کچھ کلمات اللہ نے آدم کو تلقین کر دیئے اسی کے ذریعے توبہ کی اور ہدایت پائی۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اِنِّی عَمِلْتُ سُوْاً وَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَ بِحَمْدِکَ اِنِّی عَمِلْتُ سُوْاً ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم. تیری ذات پاک ہے اے میرے رب میں تیری حمد بجالاتا ہوں مجھ سے خطا ہوئی اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے معاف فرما تو بہتر معاف کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیری ذات پاک ہے۔ اے میرے رب میں تیری حمد بجالاتا ہوں مجھ سے خطا ہوئی ہے میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف کر دے تو بہترین معاف کرنے والا ہے۔

﴿۲۶﴾ حسن بن راشد کہتے ہیں کہ ابوعبداللہؑ نے فرمایا بندہ مومن کو چاہیے کہ جب وہ بیدار ہو تو ان کلمات کو کہے جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے تھے اور وہ یہ ہیں سبوح قدوس رب الملئكة و الروح سبقت رحمتک غضبک لا الہ الا انت انی ظلمت نفسی فاغفرلی و ارحمنی انک انت التواب الرحیم الغفور تیری تسبیح تقدیس ہے۔ ملائکہ وروح کے رب تو

پاک و مقدس ہے تیری رحمت تیرے غضب پر سبقت کیے ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری رحمت کا امیدوار ہوں تو بہترین توبہ قبول کرنے والا مہربان و غفور ہے۔

﴿۲۷﴾ عبدالرحمٰن بن کثیر کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے روز میثاق آدمؑ پر اور ان کی ذریت پر ان ہستیوں کو پیش کیا تھا اس وقت حضرت رسولؐ خدا علیؑ کے ساتھ تھے اور ان کی طرف سے گزرے اور فاطمہؑ ان کے پیچھے اور حسنؑ اور حسینؑ ان کے پیچھے تھے۔ اللہ نے فرمایا اے آدمؑ ہرگز ان کی طرف حسد کی نگاہ سے نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے جوار رحمت سے دور کردوں گا۔ جب خدا نے ان کو جنت میں ساکن کیا تو ان کے سامنے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ظاہر ہوئے تو انہوں نے ان کو حسد کی نگاہ سے دیکھا اس وقت ان کی محبت و ولایت آدمؑ پر پیش ہوئی جس کو قبول کرنا مناسب تھا مگر انہوں نے نہ کیا۔ جنت نے اپنی پتیاں ان پر پھینکیں تو انہوں نے اپنے ستر چھپائے جب بارگاہ خدا میں اس حسد سے توبہ کی ان کی ولایت کا پورے طور پر اقرار کیا اور دعا کی بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہ تو اللہ نے ان کو معاف کیا اور یہ ہیں وہ کلمات جو آدمؑ نے اپنے رب سے سیکھے تھے۔

﴿۲۸﴾ محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کیا کہ علیؑ نے فرمایا کہ وہ کلمات جو آدمؑ نے اپنے رب سے سیکھے تھے یہ تھے یارب بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ میری توبہ قبول فرما یا میں ان کے ذریعے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا کہ تو نے محمدؐ کو کس طرح پہچانا تو عرض کی میں نے ان کے نام تیرے بزرگ سراپردہ پر لکھے ہوئے دیکھے جس وقت کہ میں جنت میں تھا۔

﴿۲۹﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفرؑ سے سوال کیا ان آیات کے متعلق جو باطن قرآن میں ہیں۔ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ جب میری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ فرمایا اس کی تفسیر یہ ہے کہ ہدایت سے مراد علیؑ ہیں یعنی ہدایت علیؑ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

﴿۳۰﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں امام صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا فرمایا اوفو سے مراد علیؑ کی ولایت ہے جو اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے اوف یعنی اس کے بدلے میں جنت ہے۔

﴿۳۱﴾ جابر جعفی کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے پوچھا اس آیت کی تفسیر کو جو باطن قرآن میں ہے۔ وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ وَ لَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ میں نے جو کچھ نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ جو تمہارے پاس ہے۔ یہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور تم سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو یعنی فلاں اور اس کا صاحب اور ان کا اتباع کرو اور ان کے دین کا اتباع کرو۔ اللہ فرماتا ہے اس سے مراد کہ اس کے سب سے پہلے منکر نہ بنو یعنی علیؑ کے۔

زکوٰۃ فطرہ

﴿۳۲﴾ اسحق بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ فرمایا وہ فطرہ ہے جو مومنین پر اللہ کی طرف سے فرض ہے۔

﴿۳۳﴾ ابراہیم بن حمید کہتے ہیں ابوالحسنؑ سے سوال کیا آیا صدقہ واجب ہے اور بمنزلہ زکوٰۃ کے ہے تو فرمایا یہ اللہ کے اس فرمان میں ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور یہ واجب ہے۔

﴿۳۴﴾ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا ابوجعفرؑ سے جس وقت کہ سوائے ان کے فرزند جعفرؑ بن محمد صادقؑ کے علاوہ کوئی نہیں تھا زکوٰۃ فطر کے بارے میں فرمایا آدمی اپنی اور اپنے چھوٹے بڑے نر اور مادہ اہل وعیال اور اپنے غلاموں کی طرف سے ہر انسان کی طرف سے صاع خرما یا نصف صاع گندم کا ادا کرے اور یہی وہ زکوٰۃ ہے جو اللہ نے اہل ایمان پر فرض کی ہے۔ غنی اور فقیر پر اور صاحب مال پر لوگوں میں سے میں نے عرض کیا کہ وہ فقیر آدمی جس کو صدقہ دیا جاتا ہے اور وہ لے لیتا ہے آیا اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے۔ فرمایا ہاں اس سے دے جو اسے دیا جاتا ہے۔

﴿۳۵﴾ ہشام بن حکم کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا زکوٰۃ کا حکم اس وقت نازل ہوا جبکہ لوگوں کے پاس کوئی مال نہ تھا تو اس سے مراد فطرہ تھا۔

﴿۳۶﴾ سالم بن مکرم جمال کہتے ہیں امام ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا نماز (عید) ادا کرنے سے پہلے فطرہ ادا کرو اور یہی خدا کا فرمان ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ فرمایا جو شخص زکوٰۃ فطرہ لیتا ہے اسے بھی چاہیے کہ وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا فطرہ ادا کرے اور فرمایا کہ جو نماز سے واپسی تک ادا نہ کرے تو یہ اس کا فطرہ شمار نہ ہوگا۔ (بلکہ صدقہ شمار ہوگا)

﴿۳۷﴾ یعقوب بن شعیب کہتے ہیں میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا اللہ کے قول کے متعلق اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ کیا لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسوں کے لیے بھلاتے ہو۔ فرمایا جیسے دونوں ہاتھوں سے اس کو مارتے ہیں۔ فرمایا جیسا کہ ذبح کرنے والا اس کے نفس کو کرتا ہے۔

﴿۳۸﴾ جمال نے ابن اسحاق سے روایت کیا وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ اپنے لیے اسے ترک کرتے ہیں۔

﴿۳۹﴾ مسمع کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اے مسمع جب منع کیا جائے تو کسی ایک کو جب اس پر دنیا کے غموں کا بوجھ آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ تواضع کے ساتھ مسجد میں داخل ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور اس میں اللہ کو پکارے۔ آپ نے اللہ کے قول کو سنا ہے وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ذریعے سے۔

﴿۴۰﴾ عبداللہ بن طلحہ کہتے ہیں امام صادقؑ نے قولہ تعالی وَ اسْتَعِیْنُوْ بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃ مددطلب کروصبر اور نماز سے کے بارے میں فرمایا اس صبر سے مراد روزہ ہے۔

﴿۴۱﴾ سلمان فرا کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے فرمایا قولہ تعالی وَ اسْتَعِیْنُوْ بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃ صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو اس میں صبر سے مراد روزہ ہے لہٰذا جب کسی شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو یا کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اسْتَعِیْنُوْ بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃ صبر اور نماز کے ذریعے سے مدد طلب کرو۔ صبر سے مراد ہے وہ روزہ رکھے۔

﴿۴۲﴾ ابو معمر کہتے ہیں کہ علیؑ نے فرمایا قول اللّٰہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُلاقُوْا رَبِّھِمْ جو لوگ ظن رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس ضرور پیش ہوں گے فرمایا وہ لوگ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر یقین رکھتے ہیں اور اس میں ظن سے مراد یقین ہے۔

﴿۴۳﴾ ہارون بن محمد حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فرمایا اس میں وہ ہم خاص مراد ہیں۔

﴿۴۴﴾ محمد بن علی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس سوال کے جواب میں کہ قول خدا ہے یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فرمایا اس سے مراد خاص آل محمدؑ ہیں۔

﴿۴۵﴾ ابوداؤد نے رسولؐ خدا سے سنا فرمایا میں عبداللہ ہوں میرا نام احمد ہے اور میں عبداللہ ہوں میرا نام اسرائیل ہے پس جو حکم ان کو دیا ہے بے شک وہ میرے بارے حکم ہے جو اس سے انکار کرتا ہے بے شک وہ میرا انکار کرتا ہے۔

اس اللہ کے قول سے مراد یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَ اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا کی ہیں اور بے شک میں نے تمہیں تمام عالمین پر فضیلت دی ہے اس کا باطن آل محمدؑ ہیں اور اسرائیل کے معنی عبداللہ ہیں اور میں عبداللہ ہوں اور میں عبداللہ ہوں۔ قول خدا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ بڑی پاک ہے وہ ذات جو اپنے عبد کو لے گئی پس یہ سارا خطاب حسن توجہ سے بنی اسرائیل کے ظاہر کے طور پر اور توجہ کے ساتھ نسبت اہل بیتؑ کی طرف ہے جو باطن میں ہے۔

﴿۴۶﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے اس قول خدا کے بارے میں وَاِذْ وَاعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً اور جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا فرمایا علم و تقدیر میں تیس راتیں تھیں لیکن اس کے بعد خدا کو بدا ہوا تو اس نے دس راتوں کا اضافہ کر دیا اس طرح خدا کا پہلا اور دوسرا دونوں وعدے پورے ہو گئے۔

﴿۴۷﴾ سلیمان جعفری کہتے ہیں ابوالحسن رضاؑ سے میں نے سنا قول تعالیٰ وَ قُولُوا حِطَّةٌ" نَغفِرلَکُم خَطَایَاکُم اور کہو ہمارے گناہوں سے درگزر فرماتمہارے گناہ معاف کردیں گے۔ فرمایا کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ ہم تمہاری بخشش کا دروازہ ہیں۔

﴿۴۸﴾ ابن اسحاق نے ذکر کیاو قوله حِطَّه" کا معنی ہے استغفار اور حطہ یعنی ہمارے گناہوں کو معاف کردے۔

﴿۴۹﴾ زید شحام کہتے ہیں کہ ابوجعفرؑ نے فرمایا جبرائیلؑ یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے فَبَدَّلَ الَّذِینَ ظَلَمُوا پس بدل دیا ان ظالموں نے آل محمدؑ کے اس حق کو غَیرَ الَّذِیْ قِیلَ لَهُمْ فَاَنزَلنَا عَلَى الَّذِینَ ظَلَمُوا جوان کے لیے نہ کہی گئی لے آئے تو ہم نے ان ظالموں پر نازل کیا آل محمدؑ کے حق کو جسے بدلہ رِجزاً مِنَ السَّمَاءِ بِمَا کَانُوْ یَفسِقُوْن ہم نے ان پر آل محمدؑ کے حق سے نکلنے اور ان کے فسق و فجور کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا۔

﴿۵۰﴾ صفوان جمال کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اللہ نے قوم موسیٰؑ سے فرمایا اور داخل ہو دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے ہوئے کہ ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ اُدْ خُلُوا لْبَابَ سُجَّدً اوَّ قُوْلُوْ حِطَّةٌ فَبَدَّلَ الَّذِینَ ظَلَمُوا قَوْلاً غَیرَ الَّذِیْ قِیلَ لَهُمْ الایة توان ظالموں نے اسے بدل دیا اس قول سے جوان سے نہ کہا گیا تھا۔

﴿۵۱﴾ اسحق بن عمار نے کہا امام صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانُوا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیَاتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّیْنَ بِغَیْرِ حَقِّ ذَالِکَ بِمَا عَصَوْ وَ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ وہ خدا کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ نافرمانی اور زیادتی کیا کرتے تھے۔ امامؑ نے ان آیات کی تلاوت فرما کر فرمایا خدا کی قسم ان لوگوں نے انبیاء کو اپنے ہاتھوں سے قتل نہیں کیا اور نہ ہی انہیں تلواروں سے شہید کیا بلکہ ان کی باتیں سن کر ان کے دشمنوں کو بتائیں اور ان کے دشمنوں نے ان باتوں کی وجہ سے انبیاء کو قتل کیا اور انہیں اپنے ظلم کا نشانہ بنایا اور یہ قتل حد سے تجاوز تھا یہی اس کا باعث بنے تھے۔

﴿۵۲﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں خُذُوْا مَا آتَیْنَاکُمْ بِقُوَّةٍ جو کچھ ہم نے تم کو دیا اسے طاقت سے پکڑو اس سے مراد بدنوں کی قوت ہے یا دلوں کی قوت ہے تو فرمایا دونوں قوتیں مراد ہیں۔

﴿۵۳﴾ عبیداللہ حلبی کہتے ہیں اُذْکُرُ مَا فِیْهِ اسے یاد کرو جو اس میں ہے انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے جو احکام اس میں ہیں اور ان احکام کے ترک کرنے پر جو سزا مقرر کی گئی ہے اسے یاد کرو۔

﴿۵۴﴾ محمد بن ابوحمزہ نے بعض اصحاب سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ ابوعبداللہؑ نے قول خدا خُذُوْا مَا آتَیْنَاکُمْ بِقُوَّةٍ جو کچھ ہم نے تم کو دیا اسے قوت سے پکڑو تو فرمایا اس سے مراد سجدہ کرنا ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں پر نماز میں ہے اور تم رکوع کرنے والے ہو۔

﴿۵۵﴾ عبدالصمد بن برار کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بندر بننے والی ایک قوم تھی جو ایک قریہ وادی میں رہتی تھی

اور وہ یہودی تھے جو حد سے بڑھ گئے ہفتہ کے دن تو اللہ نے ان قریہ والوں کو مسخ کر دیا بندر کی شکل میں۔

﴿۵۶﴾ زرارہ کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ اور ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ پس ہم نے اس وقت کے لوگوں اور بعد میں آنے والوں کے لیے اس عذاب کو درسِ عبرت قرار دیا اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے نصیحت کا سبب بنایا۔ فرمایا جو بھی ان واقعات کے بارے میں نظر و فکر کرے گا جو اس قریہ والوں سے ہوا بعد میں آنے والوں کے لیے اور ہمارے لیے اور ان کے لیے اس میں نصیحت ہے۔

گائے کا واقعہ

﴿۵۷﴾ احمد بن محمد ابو نصر بزنطی نے کہا کہ میں نے ابوالحسن رضاؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے ایک رشتہ دار کو قتل کر دیا اور اس کی لاش بنی اسرائیل کے ایک مشہور قبیلہ کے راستہ میں پھینک دی پھر خود ہی اس کے مقدمہ کا مدعی بن گیا۔ لوگوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ فلاں قبیلہ کے لوگوں نے فلاں شخص کو قتل کر دیا ہے۔ موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ ایک گائے میرے پاس لے آؤ تا کہ میں تمہیں اس کی پہچان کرواسکوں۔ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ انہوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ اگر وہ لوگ حضرت موسیٰؑ کے کہنے پر گائے لے آتے تو بات ختم ہو جاتی اور ان کی پریشانی دور ہو جاتی مگر انہوں نے خود اپنے آپ کو پریشانی میں مبتلا کر دیا اور گائے کے بارے میں اتنے سوالات کیے کہ گائے کی پہچان میں دشواری کا شکار ہو گئے۔ لہٰذا خدا نے ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ انہوں نے کہا کہ موسیٰؑ اپنے رب سے کہو کہ وہ ہمیں واضح طور پر بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو۔ موسیٰؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے اِنَّهٗ يَقُوْلُ بَقَرَةٌ" لَّا فَارِضٌ" وَّلَا بِكْرٌ" عَوَانٌ" بَيْنَ ذٰلِكَ کہ وہ گائے نہ بہت بڑی اور نہ بہت چھوٹی ہو بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔ اپنے اس سوال سے انہوں نے اپنے لیے پریشانی خرید لی ورنہ اگر وہ گائے لاتے تو بات پوری ہو جاتی لیکن انہوں نے سختی کی تو خدا نے بھی ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا لَوْنُهَا انہوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے کہو کہ وہ ہمیں واضح بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ" صَفْرَآءُ فَاقِعٌ" لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ موسیٰؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ اس گائے کا رنگ زرد ہو کہ جو دیکھنے والوں کو خوش کر دینے والا ہے حالانکہ اگر وہ لوگ ایک گائے لاتے تو بات پوری ہو جاتی لیکن انہوں نے سخت رویہ اختیار کیا تو خدا نے بھی ان سے سخت رویہ اختیار کیا۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ انہوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے کہو کہ ہمیں واضح طور پر بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو کیونکہ اس کے بارے میں ہم اشتباہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم ضرور ہدایت پالیں گے۔ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ" لَّا ذَلُوْلٌ" تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ

لَا شِیَةَ فِیۡهَا قَالُوا الۡئٰنَ جِئۡتَ بِالۡحَقِّ موسیٰؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے اتنی لاغر نہ ہو کہ نہ زمین جوتے اور نہ ہی کھیتی سینچے صحیح و سالم وتندرست صاف ستھری و بے داغ ہو۔ حضرت موسیٰؑ کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا کہ اب آپ نے صحیح بات کی اس کے بعد انہوں نے اس گائے کی تلاش شروع کر دی۔ ان تمام اوصاف ونشانیوں کی حامل گائے بنی اسرائیل کے ایک نوجوان کے پاس تھی۔ انہوں نے اس گائے کی قیمت پوچھی تو اس نے کہا اس کی قیمت سونے کی بھری ہوئی مشک ہے۔ وہ لوگ موسیٰؑ کے پاس آئے اور انہیں گائے کی مطلوبہ قیمت کے بارے میں بتایا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اسے خرید لو۔ چنانچہ انہوں نے وہ گائے خریدی اور اسے لے آئے۔ حضرت موسیٰؑ نے حکم دیا کہ اسے ذبح کریں۔ پھر حکم دیا کہ مقتول کو اس کی دم کے ساتھ مس کریں۔ انہوں نے گائے کو ذبح کیا اور مقتول کو اس کی دم سے مس کیا تو وہ زندہ ہو گیا اور بول اٹھا کہ اے رسولؑ خدا مجھے میرے چچازاد بھائی نے قتل کیا تھا نہ کہ ان لوگوں نے جن پر قتل کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ پس اس طرح قاتل کی پہچان ہو گئی۔ اس وقت موسیٰؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے موسیٰؑ سے کہا اس گائے سے مربوط ایک واقع بھی ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا وہ کیا واقعہ ہے۔ اس نے کہا اس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک نوجوان اپنے باپ کا بے حد احترام کرتا تھا اور اس کے ساتھ نہایت نرمی سے اور نیک سلوک کرتا تھا ایک دن اس نے خرید وفروخت میں معاملہ طے کیا اور اس کی بابت رقم لینے کے لیے اپنے باپ کے پاس آیا۔ اس وقت اس کا باپ سو رہا تھا اور صندوق کی چابیاں اس کے سرہانے کے نیچے تھیں۔ بیٹے نے سوچا کہ باپ کو بیدار کرے لیکن باپ کی بے آرامی کا سوچ کر اس نے معاملہ کو انجام دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ جب اس کا باپ بیدار ہوا تو اس نے سارا حال اسے سنایا۔ بیٹے کی نیک نیتی اور حسن سلوک کے پیش نظر باپ بہت خوش ہوا اور بیٹے کو دعائیں دیں اور یہ گائے اسے دی اور کہا کہ یہ اس نفع کے بدلے میں انعام کے طور پر تجھے دیتا ہوں جو تیرے ہاتھوں سے چلا گیا ہے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت موسیٰؑ نے اس شخص سے کہا غور کرو کہ نیکی کرنے کا صلہ کتنا زیادہ ہوتا ہے۔

﴿۵۸﴾ حسن بن علی بن محبوب نے علی بن یقطین سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ ابوالحسنؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ ایک گائے کو ذبح کرو اور بے شک اس کے ذریعے اس گناہ کا پتا چلے گا تو ان کا رویہ شدید ہو گیا تو اللہ نے بھی ان سے سخت رویہ اختیار کیا۔

﴿۵۹﴾ فضل بن شاذان نے بعض اصحاب میں مرفوعاً روایت کیا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو کوئی زرد رنگ کا جوتا پہنے وہ اس وقت تک خوش ومسرور رہے گا جب تک وہ بوسیدہ نہ ہو جائے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے صَفۡرَآءُ فَاقِعٌ لَّوۡنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیۡنَ کہ اس کا رنگ زرد ہو اور دیکھنے والوں کو خوش لگے۔

﴿۶۰﴾ اور فرمایا جو شخص زرد رنگ کا جوتا پہنے وہ اس وقت تک اسے پرانا نہیں کرے گا جب تک کہ وہ مال اور علم کو حاصل نہ کر لے۔

﴿۶۱﴾ یونس بن یعقوب کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا۔ بے شک اہل مکہ گائے کو ذبح کرتے ہیں پکڑ کر اور وہ اس

کا گوشت کھاتے ہیں امامؑ نے اوپر دیکھا پھر خاموش ہو گئے تھوڑی دیر ٹھہرے پھر فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ پس انہوں نے گائے کو ذبح کیا گو ان سے ایسا کرنے کی توقع نہ تھی نہیں کھایا جاتا مگر وہ جو ذبح کیا ہو ذبحہ ہو۔

﴿۶۲﴾ محمد بن سالم (مسلم خ ل) نے ابو بصیر سے روایت کیا کہ جعفر بن محمدؑ نے فرمایا عبداللہ بن عاص نے عثمان کے پاس امیر المومنین کو صبح کے وقت دیکھا۔ میں نے ان سے کہا اے علیؑ ہمارے گھر میں رات کو ایک امر واقع ہوا۔ انہوں نے کلام کرنا بند کر دیا۔ یہ ثابت ہوتا ہے اس امت میں امیر المومنینؑ نے فرمایا ہرگز پوشیدہ نہیں ہے وہ گھر تمہارا اس میں حرف ہیں۔ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ پس ویل ہے ان کے لیے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ آخر آیت تک وَ مِمَّا يَكْسِبُونَ ان کے لیے اس کے سبب سے ہے جو کچھ وہ کماتے ہیں۔

اچھی بات کرو

﴿۶۳﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفرؑ نے قول خدا کے بارے وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا فرمایا لوگوں سے تم اچھی بات کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو کہ تمہارے بارے میں کی جائے کیونکہ خدا مومنین پر سب و شتم طعن و تشنیع فحش کلامی کرنے اور بے ہودہ باتیں کرنے والے کا سخت دشمن ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں صاحب حیا حلیم و بردبار اور پاک دامن و باکردار شخص سے محبت کرتا ہے۔

﴿۶۴﴾ حریز نے برید سے روایت کی اس نے ابو عبداللہ صادقؑ سے کہا کہ اس کو کچھ نہ دیا جائے جو مرد سائل ہو اور میں نہیں جانتا کہ وہ مسلمان ہے۔ فرمایا ہاں اسے کھانا دو جب تک تمہیں اس کا ولایت کے منکر ہونے کا علم نہ ہو جائے اور نہ ہی عداوت کا علم ہو جائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا لوگوں سے اچھی باتیں کرو ہمارے دشمن اگرچہ ناتواں و بے نواں ہوں کوئی چیز نہ دو اسی طرح جو حق کے منکر ہوں ان سے نیکی نہ کرو ان کے لیے دعا بھی باطل ہے۔

﴿۶۵﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو اور نہیں تحمل کر سکتے لوگ اس اکتفا پر بے شک اللہ فرماتا ہے وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا لوگوں سے اچھی بات کرو۔ فرمایا جو پلٹ آئے اور وہ مریض ہو اور گواہی دو اس کا جنازہ پڑھو اور وہ جو تمہارے ساتھ نماز پڑھے انہی مساجد میں یہاں تک کہ اس کا نفس منقطع ہو جائے اور یہاں تک کہ ہو جائے واضح۔

﴿۶۶﴾ حفص بن غیاث کہتے ہیں جعفر بن محمدؑ نے فرمایا خدا نے حضرت محمدؐ مصطفیٰ کو پانچ تلواریں دے کر مبعوث کیا ان میں سے ایک تلوار اہل ذمہ کے لیے ہے۔ خدا فرماتا ہے وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا لوگوں سے اچھی بات کرو۔ یہ آیت اہل ذمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ پھر اس کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا۔ فرمایا قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ جنگ کرو اس سے جو ایمان نہیں لاتے۔

﴿۶۷﴾ ابو عمرو وزبیری نے کہا ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کفر کتاب خدا میں پانچ ذکر ہوئے ہیں ان میں سے ایک کفر برائت ہے اور وہ قسموں کا ہے۔ دوسرا نعمت اور کفر اللہ کے امر کو ترک کرنا ہے۔ پس کفر جو نقل ہوا ہے امر اللہ سے متعلق وہ کفر گناہ ہے اور اللہ کے امر کو چھوڑنا ہے۔ خدا فرماتا ہے وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَائَكُمْ اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہارے بزرگوں سے عہد لیا تھا کہ تم آپس میں خونریزی نہ کرنا۔ یہ اللہ کے اس قول کی طرف ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کیا تم کتاب خدا کے بعض احکام پر تو ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے ہو پس یہ کفران کا اللہ کے حکم کو چھوڑ دینا ہے اور یہ ان کے مقدر میں ہے ایمان کی طرف اور انکار قبلہ ان کا اور اس میں ان کو کوئی نفع نہیں۔ پس فرمایا فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ" آیت عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک پس اے یہودیو! جو لوگ کہ تم میں سے یہ کام کریں ان کی جزا اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار اور رسوا ہوں گے اور قیامت کے دن ایسے عذاب میں انہیں ڈالا جائے گا جو سب قسم کے عذابوں سے سخت تر ہوگا کیونکہ وہ گناہوں کی کمی اور زیادتی کے موافق کم وبیش اور متفاوت ہوتے ہیں۔ خدا تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

﴿۶۸﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفرؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں اَفَكُلَّمَا جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ" بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمْ آیا جس وقت کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لے کر آیا جس کو تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے۔ تو ابو جعفرؑ نے فرمایا یہ مثال موسیٰؑ اور ان رسولوں کی ہے جو ان کے بعد ہوئے اور عیسیٰؑ اور امت محمدؐ کے لیے بھی ایک مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے فَاِنْ جَآءَكُمْ مُحَمَّدٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمْ بے شک تمہارے پاس آیا محمدؐ تمہارے پاس وہ چیز لے کر جس کو تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ کی دوستی کا ذکر کریں جسے تمہارے دل نہیں چاہتے تو کیا تم تکبر اور ضد ہی کرتے رہو گے اور آل محمدؐ کے گروہ کو جھٹلاؤ گے اور ایک گروہ کو قتل کرو گے یہ اس کی باطنی تفسیر ہے۔

پیغمبرؐ کا انتظار کرنے والوں کا حال

﴿۶۹﴾ ابو بصیر کہتے ہیں امام صادقؑ نے فرمایا وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ جس سے پہلے مدد طلب کرتے تھے ان کے خلاف جنہوں نے انکار کیا، کے بارے فرمایا ان یہودیوں نے اپنی کتاب میں پڑھا تھا کہ محمدؐ کی ہجرت عیر اور احد کے درمیان ہوگی۔ اس لیے وہ اس مقام کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ان کا گزر ایک پہاڑ سے ہوا جسے حداد کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حداد اور احد برابر ہیں پس وہ اس کے نزدیک الگ الگ مختلف راستوں پر چل دیئے۔ ان میں سے بعض تیما میں اترے بعض فدک میں اور بعض خیبر میں اتر پڑے۔ تیما والوں کو اپنے بعض بھائیوں سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ ان سے عرب کا ایک دیہاتی جو قبیلہ بنی قیس سے تھا، گزرا۔ انہوں نے اس سے اونٹ کرایہ پر لیا۔ اس نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اس راستہ سے لے چلوں گا جو عیر اور احد کے درمیان سے گزرتا ہے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ جب تو وہاں سے گزرے تو ہمیں آگاہ کرنا۔ پس جب وہ مدینہ کی سر

زمین پر پہنچے تو اس نے ان سے کہا کہ وہ عیر ہے اور یہ احد ہے۔ پس وہ اس کے اونٹ سے اتر پڑے اور انہوں نے اس سے کہا کہ ہماری حاجت پوری ہوگئی۔ اب ہمیں تیرے اونٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا اور اپنے ان بھائیوں کو جو فدک اور خیبر میں تھے خط لکھے کہ ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں اب تم سب ہمارے پاس چلے آؤ۔ انہوں نے جواب میں لکھا یہاں ہم نے اپنے مکان بنائے ہیں اور مال و متاع بھی حاصل کیا ہے اور ہم تم سے کچھ دور بھی نہیں ہیں۔ جب وہ موقع آئے گا تو ہم جلد تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس ان لوگوں نے مدینہ میں اپنی جائیدادیں بنالیں جب وہ زیادہ مالدار ہوگئے تو عرب کے بادشاہ تبع کو یہ خبر پہنچی وہ ان سے لڑنے کے لیے نکلا اور وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ اس نے ان کا محاصرہ کرلیا۔ پھر اس نے انہیں امان دے دی۔ جب یہ اس سے ملنے آئے تو اس نے ان سے کہا مجھے تمہارا ملک بہت پسند ہے اس لیے میں یہاں سکونت اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ نبی کی ہجرت کا مقام ہے۔ اس لیے یہاں کسی کے لیے رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو خیر میں یہاں اپنے قیدیوں میں کچھ لوگ چھوڑ جاتا ہوں جو اس وقت نبیؐ کی مدد کریں گے پس وہ ان سے قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج چھوڑ گیا۔ جب ان قبیلوں کی تعداد یہاں زیادہ ہوگئی تو انہوں نے یہودیوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ پس یہود ان سے کہتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ محمدؐ کو مبعوث فرمائے گا تو ہم تمہیں اپنے گھروں سے نکال دیں گے اور اپنی جائیدادیں واپس لے لیں گے۔ پس جب اللہ نے محمدؐ کو مبعوث کیا تو انصار آپ پر ایمان لے آئے اور یہودیوں نے آنحضرتؐ کی نبوت کا انکار کیا اور یہ وہی قول خدا ہے۔ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تا فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ اور وہ پہلے سے مدد طلب کرتے تھے ان کے خلاف جنہوں نے انکار کیا تا آخر آیت۔ پس اللہ کی انکار کرنے والوں پر لعنت ہو۔

﴿۷۰﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں قول خدا لَمَّا جَآئَهُمْ مَا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ پس جب ان کے پاس وہ آیا جسے وہ پہچانتے تھے تو اس کا انہوں نے انکار کیا۔ فرمایا اس کی باطنی تفسیر جب ان کے پاس وہ آیا جسے وہ پہچانتے تھے علیؑ ہیں۔ اس سے انہوں نے انکار کیا اور اللہ فرماتا ہے اس میں سے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ پس اللہ کی لعنت ہو انکار کرنے والوں پر جو باطن قرآن میں ہے۔ فرمایا ابو جعفرؑ نے اس میں یعنی بنی امیہ وہ کافر ہوگئے اس باطن قرآن سے فرمایا ابو جعفرؑ نے یہ آیت رسولؐ اللہ پر نازل ہوئی۔ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا کیسی بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کیا کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا اس سے انکار کردیں وہ علیؑ تھے۔ انہوں نے حسد و عناد کی وجہ سے انکار کیا اور اللہ فرماتا ہے۔ اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ یہ بھی علیؑ کی فضیلت کے بارے میں ہے۔ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ پس وہ غضب بالائے غضب کے مستحق ہوئے یعنی بنی امیہ وَلِلْكَافِرِيْنَ وہ انکار کرگئے۔ یعنی بنی امیہ عَذَابٌ" اَلِيْمٌ" ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

﴿۷۱﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفرؑ نے فرمایا یہ آیت محمدؐ پر نازل ہوئی۔ خدا کی قسم وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَا ذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ جب ان سے کہا

جاتا ہے جو نازل ہوا ہے تیرے رب کی طرف سے علیؑ کے بارے میں یعنی بنی امیہ قَالُوْا بِمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا کہتے ہیں تم ایمان لے آ ؤ جو ان پر نازل ہوا ہے۔ یعنی ان کے دلوں پر جو نازل ہوا ہے اللہ کی طرف سے۔ وَ یَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَاءَهٗ جو اس کے علاوہ ہے اس پر ایمان نہیں لاتے یہ علیؑ کے بارے میں نازل ہوا ہے اللہ کی طرف سے وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ حالانکہ وہ حق ہے اور وہ اس کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے۔ یعنی علیؑ کے بارے میں ہے۔

﴿۷۲﴾ ابوعمرو زبیری کہتے ہیں امام صادقؑ نے فرمایا اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا یہودیوں کے اس قول کا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَا اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ بے شک اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم اس وقت کسی رسول پر ایمان نہ لائیں گے جب تک وہ قربانی پیش نہ کرے۔

اور اللہ نے فرمایا فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِیَاءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر تم مومن ہو تو تم اس سے پہلے اللہ کے انبیاء کو کیوں قتل کرتے تھے۔ بے شک یہ نازل ہوا ہے قوم یہود کے بارے میں جو عہد محمدؐ میں تھے تو تمہارے اسلاف انبیاء کو کیوں قتل کرتے تھے تورات میں تو پیغمبر کے قتل کرنے کا کہیں حکم نہیں ہے اور بے شک قتل انہوں نے کیا تھا جو ان سے قبل گزر رہے تھے تو نازل کیا ان کے لیے کہ وہ اس قتل میں شامل ہیں اور وہ اس فعل پر راضی تھے جو ان کے آباؤ اجداد نے کیا تھا۔ یہ بھی ان کے اتباع میں اسی کی طرف متوجہ تھے۔

﴿۷۳﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اس قول خدا کے بارے میں وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت رچ گئی ان کے کفر کی وجہ سے۔ فرمایا جس وقت موسیٰؑ نے اپنے رب سے مناجات کی تو خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ میں تیری قوم کی آزمائش کروں گا۔ عرض کی اے میرے رب کس چیز سے۔ اللہ نے فرمایا سامری سے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا سامری کون ہے؟ فرمایا وہ شخص ہے جو زیورات سے ان کے لیے ایک بچھڑا تیار کرے گا۔ موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے رب یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ زیوروں سے ہرن یا بت یا بچھڑا یا کوئی ایسی چیز بن جائے پھر تو کیونکر آزمائش کرے گا۔ فرمایا کہ اس نے ان کے لیے ڈکارتا ہوا بچھڑا بنالیا ہے۔ عرض کی پروردگارا اس میں آواز کس نے پیدا کردی۔ فرمایا میں نے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ بے شک یہ تیری آزمائش ہے تو جسے چاہے تو فیق ہدایت دے اور جسے چاہے توفیق ہدایت صلب کرے۔ امامؑ نے فرمایا کہ جب موسیٰؑ اپنی قوم میں واپس آئے اور انہیں بچھڑا پوجتے دیکھا تو الواح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیں جو ٹوٹ گئیں۔ پھر بچھڑے کو اس کی ناک سے لے کر اس کی دم تک ریتی سے رگڑا اور بچھڑے کو جلا دیا۔ اس کی راکھ دریا میں پھنکوادی۔ امامؑ نے فرمایا بنی اسرائیل میں سے جو شخص کسی ضرورت سے پانی کے کنارے گیا اور اسے یہ راکھ پانی میں معلوم ہوئی اور وہ اسے پی گیا اور وہ بھی قول خدا ہے وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ تو اسی وجہ سے بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی ان کے کفر کی وجہ سے۔

سحر کی ایجاد

﴿۷۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفرؑ نے فرمایا کہ جب سلیمانؑ کا انتقال ہوگیا تو ابلیس نے علم سحر ایجاد کیا اور ایک کتاب میں اس کو لکھا اور اس کتاب پر یہ لکھ دیا کہ یہ وہ علم کا خزانہ ہے جو سلیمانؑ ابن داؤدؑ بادشاہ کے لیے آصفؑ بن برخیا، ان کے وزیر نے جمع کیا تھا۔ پس جس شخص کو ایسا اور ویسا کرنا منظور ہو وہ یوں اور یوں عمل کرے پھر اس کو تخت کے نیچے دفن کر دیا۔ پھر کسی موقع سے خود ہی اس کو ظاہر کر دیا۔ چنانچہ کفار اس کو پڑھتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ سلیمانؑ اسی علم کی بدولت ہم پر غالب تھے۔ مگر مومنین کہتے تھے وہ اللہ کے بندے تھے اور اس کے نبی تھے جیسا کہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ اور انہوں نے پیروی کی جو وہ پڑھتے تھے شیاطین سلیمانؑ کے زمانے میں کہ یہ جادو وسحر ہے۔

ہاروت و ماروت

﴿۷۵﴾ محمد بن قیس کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سنا جب عطا نے مکہ میں سوال کیا ہاروت ماروت کے بارے میں تو ابوجعفرؑ نے فرمایا بے شک وہ ملائکہ تھے جو ہر دن اور ہر رات فرشتے اہل زمین کے درمیان لوگوں کے اعمال کو آسمان پر لے جانے کے لیے نازل ہوتے تھے اور ان کے اعمال لکھتے تھے۔ جن کو دیکھ کر اہل آسمان اہل زمین کے خدا پر افترا کرتے اور اس کی نافرمانی جیسے شدید گناہوں سے پناہ مانگنے لگے۔ اور وہ خدا کو اہل زمین کے ان افترا و بہتان سے جو وہ اسی کی طرف نسبت کرتے تھے، پاک و منزہ کہتے تھے۔ آخر فرشتوں کے ایک گروہ نے خدا سے عرض کیا کہ پالنے والے تو غضب ناک نہیں ہوتا ان باتوں سے جو تیری مخلوق زمین میں تیرے حق میں افترا کرتی ہے اور تیری طرف نسبت دیتی ہے اور تیری نافرمانی کرتی ہے حالانکہ تو ان کو ان باتوں سے منع فرما چکا ہے۔ معبود تو ان کی سرکشیوں کو برداشت کرتا ہے حالانکہ وہ سب تیرے قبضہ قدرت میں ہیں اور تیری نعمتوں کے سبب چین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ابوجعفرؑ نے فرمایا تو خدا نے چاہا کہ فرشتوں کو اپنی قدرت کاملہ اور اپنے احکام کا اپنی مخلوق میں جاری کرنا دکھلائے اور اپنی نعمتیں ملائکہ کو پہچنوائے۔ کیونکہ ان کو معصوم خلق فرمایا اور ان کی خلقت کو تمام مخلوق سے ممتاز و برتر قرار دیا ہے اور ان کو فرمانبردار پیدا کیا ہے اور گناہوں کی طاقت ان کو دی ہی نہیں ہے۔ اس لیے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت سے دو افراد کو چنو جن کو میں زمین پر بھیجوں ان کو انسانوں کی طبیعت عطا کروں اور ان میں کھانے پینے وغیرہ کی خواہش اور ان کے مزاج میں لالچ اور بڑی بڑی امیدیں پیدا کر دوں جس طرح اولاد آدمؑ میں پیدا کی ہے۔ پھر میں اپنی اطاعت وعبادت کے بارے میں ان کا امتحان کروں گا۔ فرشتوں نے ہاروت و ماروت کو اپنی جماعت سے اختیار کیا جو تمام فرشتوں سے زیادہ انسانوں میں عیب نکالتے اور ان پر نزول عذاب کے خواہش مند تھے۔ خدا نے ان سے فرمایا کہ میں نے تمہاری طبیعت و مزاج میں بھی وہ تمام خواہشیں اور ضرورتیں پیدا کر دیں جو اولاد آدمؑ کی اولاد میں خلق کی ہیں تو میرے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا، زنا نہ کرنا، شراب مت پینا، آسمانوں کے حجابات ہٹا دیئے تاکہ فرشتوں پر اپنی

قدرت ظاہر فرمائے اوران دونوں فرشتوں کو بصورت انسان زمین پر بھیجا اور شہر بابل میں اتارا۔ جب وہ زمین پر آئے ایک حسین و جمیل عورت کو دیکھا جو خوشبو سے معطر اور ہر طرح کی زینتوں سے آراستہ منہ کھولے ہوئے ان کی طرف آرہی ہے۔ جب اس کو دیکھا اور گفتگو کی تو ان خواہشات کے سبب جوان میں (مثل انسانوں کے) موجود تھیں، اس پر عاشق ہو گئے اور اس کے بارے میں دونوں فرشتوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ پھر خدا نے جو ممانعت کی تھی، اس کا خیال آیا اور وہ اس سے درگزرے۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ شہوت ان پر غالب ہوئی جس نے ان کو پلٹایا اور وہ اس کے پاس واپس آئے نہایت بے چین و بے قرار اور اس سے زنا کی خواہش کی۔ اس عورت نے کہا مجھے اپنے دین واعتقاد کے مطابق جائز نہیں ہے کہ تمہارے پاس آؤں جب تک کہ تم میرا دین اختیار نہ کرو۔ انہوں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے۔ اس نے کہا جو شخص میرے خدا کی پرستش کرے اور اس کو سجدہ کرے میں اس کی خواہش منظور کر سکتی ہوں۔ انہوں نے پوچھا تمہارا خدا کون ہے۔ اس نے ایک بت کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ میرا خدا ہے۔ فرشتوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا اب تو دو گناہ سامنے آ گئے جن کی خدا نے ممانعت فرمائی ہے۔ اوّل شرک دوسرے زنا۔ پھر آپس میں مشورہ کیا اور شہوت ان پر غالب آئی تو کہا ہم نے تیری شرط منظور کی۔ اس نے کہا اگر تم دونوں بت کو سجدہ کرنے پر راضی ہو تو پہلے شراب پیو پھر سجدہ کرو ورنہ تمہارا سجدہ قبول نہ ہوگا۔ فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اب تین گناہ ہو گئے جن کی خدا نے ممانعت کی ہے۔ شراب پینا، زنا اور بت کو سجدہ کرنا۔ پھر اس عورت سے کہا تو بلائے عظیم ہمارے واسطے ثابت ہوئی ہے جو کچھ تو کہتی ہے اس کے لیے ہم تیار ہیں۔ غرضیکہ ان دونوں نے شراب پی اور بت کو سجدہ کیا اور جب اس عورت کے ساتھ آمادہ زنا ہوئے ناگاہ ایک سائل دروازہ سے داخل ہوا، ان لوگوں نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے۔ کس لیے آیا ہے۔ اس نے کہا تمہاری وضع اور حالت سے شک ہوتا ہے کہ اس قدر خائف اور ڈرے ہوئے اور ایک حسین وخوبصورت عورت کو خلوت میں لائے ہو یقیناً تم دونوں بدکار ہو۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا۔ پھر تو اس عورت نے کہا میں اپنے خدا کی قسم کھاتی ہوں کہ یہ مرد تمہارے جائے قیام سے واقف ہے، تم کو جانتا ہے۔ اب جا رہا ہے تو تم کو اور مجھ کو ضرور رسوا کرے گا لہٰذا میں تمہارے نزدیک نہیں آؤں گی پہلے اس کو قتل کرو تا کہ یہ ہم کو رسوا نہ کرے۔ اس کے بعد اطمینان سے آؤ اور جو چاہو کرو۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں اس سائل کے پیچھے دوڑے جا کر اسے قتل کر دیا۔ جب واپس آئے تو وہاں اس عورت کو نہ پایا۔ اسی وقت ان کے لباس ان کے بدنوں سے گر گئے اور وہ عریاں ہو گئے اور حسرت وافسوس کے ساتھ اپنی انگلیاں دانتوں میں کاٹنے لگے۔ اس وقت خدا نے ان پر وحی کی کہ میں نے تم کو ایک گھڑی کے واسطے زمین پر بھیجا کہ میرے بندوں کے ساتھ رہو تم نے اسی معمولی سی دیر میں چار گناہ کیے جن سے میں نے تم کو منع کیا تھا۔ تم کو مجھ سے شرم نہ آئی حالانکہ تم ہی تمام فرشتوں سے زیادہ اہل زمین کی نافرمانی کے سبب ان کے خلاف تھے اور ان پر نزول عذاب کے خواہش مند تھے۔ اسی وجہ سے تم کو ایسی خلقت میں نے عطا کی تھی کہ تم میں گناہ کی خواہش نہ تھی اور میں نے تم کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھا تھا۔ اب جبکہ میں نے اپنی عصمت تم سے روک دی اور تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیا تو تم نے ایسا کیا۔ لہٰذا اب تم عذاب دنیا چاہو تو اختیار کرو یا عذاب آخرت کو۔ یہ سن کر ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا ہم چونکہ

دنیا میں آ گئے ہیں لہٰذا اپنی خواہشوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ آخرت کے عذاب کو پہنچیں۔ دوسرے نے کہا عذاب دنیا کی ایک مدت ہے وہ ختم ہو جائے گی لیکن عذاب آخر دائمی ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا۔ لہٰذا عذاب آخرت بہت سخت ہے ہم اسے پسند نہیں کریں گے۔ غرض عذاب دنیا کو اختیار کیا اور مدتوں لوگوں کو جادو سکھاتے رہے بابل کی سرزمین میں۔ جب انہوں نے پورے طور پر تعلیم سحر کی لوگوں کو دے دی تو انہیں زمین سے بلند کر کے ہوا میں الٹا لٹکا دیا گیا اسی طرح ہوا میں الٹے لٹکے ہوئے قیامت تک معذب رہیں گے۔

﴿۷۶﴾ زرارہ نے ابوطفیل سے روایت کیا کہ ایک روز علیؑ مسجد کوفہ میں منبر پر مصروف وعظ تھے کہ عبداللہ بن الکوا نے مسجد کے آخر سے آواز دی اور کہا اے امیر المومنینؑ! مجھے اس ستارہ سرخ یعنی زہرہ کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ ھدیٰ کیا ہے؟ فرمایا خدا کی لعنت ہو جو اس کی تسمیہ کرتے ہیں یہ اندھا پن ہے پھر اس نے کچھ چیزوں کے بارے سوال کیے پھر کہا مجھے بتائیں یہ سرخ ستارہ یعنی زہرہ کیا ہے۔ تو فرمایا ایک مرتبہ خدا نے بنی آدم کے حالات فرشتوں کو دکھائے جو معصیت میں مشغول تھے تو ہاروت و ماروت نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے باپ آدمؑ کو تو نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور فرشتوں کو ان کی جانب سجدہ کرنے کا حکم دیا اور یہ اس طرح تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ خدا نے فرمایا اگر انہی کی طرح میں تم کو بھی گناہوں کے مخزن میں بھیج دوں تو تم بھی اسی طرح میری نافرمانی کرو گے۔ انہوں نے کہا نہیں تیری عزت و جلال کی قسم ہرگز معصیت نہ کریں گے تو خدا نے ان کو شہوتوں اور خواہشوں میں مثل بنی آدم مبتلا کیا اور ان کو ہدایت کی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا، کسی کو ناحق قتل نہ کرنا، زنا مت کرنا اور نہ شراب پینا، زمین پر بھیجا۔ دونوں الگ الگ زمین میں حکم و ہدایت کرنے لگے۔ یہ ستارہ جو ایک عورت تھی جو نہایت حسین و جمیل تھی ان میں سے ایک فرشتے کے پاس کسی فیصلہ کے لیے آئی اس کو دیکھتے ہی وہ فرشتہ اس پر عاشق ہو گیا اور کہا حق تیرے ساتھ ہے (اور فیصلہ تیرے موافق کروں گا) لیکن جب تک تو اپنے اوپر مجھے اختیار نہ دے گی۔ اس عورت نے اس سے وعدہ کیا پھر دوسرے کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ اس سے بھی وعدہ اسی وقت کا کیا۔ وقت مقررہ پر دونوں فرشتے اس کے پاس پہنچے۔ ایک نے دوسرے کو دیکھا اور شرم سے گردنیں جھکا لیں۔ پھر حیا ان کے درمیان سے زائل ہو گئی تو آپس میں کہنے لگے کہ جس غرض سے تم یہاں آئے ہو میں بھی اسی لیے آیا ہوں اور دونوں نے اس عورت سے زنا کی خواہش کی اس نے (بت کو سجدہ کرایا، شراب پلائی اور اسی طرح اس فقیر کو قتل کرایا آخر میں) کہا کہ اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک تم وہ تعلیم نہ کرو گے جس کے ذریعہ سے آسمان پر جاتے ہو، وہ دونوں فرشتے دن کے وقت تو لوگوں کے درمیان (ان کے مقدمات کا) فیصلہ کیا کرتے اور رات کو آسمان پر چلے جایا کرتے تھے۔ فرشتوں نے اس تعلیم سے انکار کیا۔ وہ عورت بھی ان کی خواہش پر راضی نہیں ہوئی۔ آخر وہ راضی ہو گئے اور وہ بھی سکھا دیا۔ اس عورت نے انہی الفاظ کو دہرایا کہ تجربہ کرے کہ وہ صحیح کہتے ہیں یا نہیں۔ غرض ان الفاظ کو زبان پر لاتے ہی آسمان پر پہنچ گئی اور وہ دونوں حسرت سے دیکھتے رہ گئے۔ ان تمام حالات کو آسمان سے فرشتے دیکھتے رہے اور عبرت حاصل کرتے رہے۔ جب وہ عورت آسمان پر پہنچی خدا نے اس کو ستارہ کی شکل میں مسخ کر دیا۔

ھاروت و ماروت کے متعلق ایک وضاحت

ہاروت و ماروت کی بابت یہ واقعہ بے بنیاد اور خود ساختہ ہے اور اس میں بے ہودہ باتیں خدا کی پاک و پاکیزہ مخلوق فرشتوں کی طرف دی گئی ہیں۔ فعل قبیح کی شرک قتل زنا شراب خوری وغیرہ اور پھر ستارہ زہرہ کی بات کی گئی حالانکہ زہرہ ایک پاک پاکیزہ آسمانی ستارہ ہے جسے ابتدائے خلقت سے قرار دیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں علم افلاک و نجوم وکیت اور دیگر صفات و اوصاف کو واضح طور پر اور تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ ان کی طرف ایسی نسبت کی حقیقت واضح ہوگئی کہ یہ بے بنیاد باتیں ہیں۔ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ امام حسن عسکریؑ نے ایسے بے ہودہ باتوں کے جواب میں فرمایا فرشتے معصوم ہیں ایسی حرکات ان سے نہیں ہوتی ہیں۔ خدا فرماتا ہے وہ خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ اس پر عمل کرتے ہیں (تحریم آیت ۶) اور فرماتا ہے اور اسی خدا کے لیے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے جو افراد اس کی بارگاہ میں ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے انکار کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں دن رات اس کی تسبیح کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے (انبیاء: آیت ۱۹،۲۰) یہ ملائکہ ہیں اور فرماتا ہے بلکہ وہ سب اسی کے محترم بندے ہیں جو کسی بات پر اس سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے احکام پر برابر عمل کرتے رہتے ہیں۔ (انبیاء: ۲۸) یہ ملائکہ ہیں فرشتے ہمیشہ پیغام پہنچاتے رہے ہیں۔ خدا فرماتا ہے اور ہم نے آپ سے پہلے انہی مردوں کو رسول بنایا جو آبادیوں میں رہنے والے تھے۔ ہم نے ان کی طرف وحی بھی کی ہے۔ (یوسف: ۱۰۹) جس طرح انبیاء خدا کے پیغام پہنچانے والے ہیں اسی طرح ملائکہ بھی خدا کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ ان سے کفر ممکن نہیں۔ ملائکہ بڑی عزت و شان والی مخلوق ہے۔ ان کا مقام بلند ہے۔ امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ سہیل یا زہرہ و ستارہ، جسے لوگ مسخ شدہ کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں۔ اس طرح برے اور زنا کاروں کو ستارہ بنانا خدا کی توہین ہے۔ وہ اس سے پاک ہے اور نہ ہی ایسا ہوا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اللہ برے زانی وغیرہ کو قیامت تک چمکتا ستارہ بنا دے اور نیکوں کو سزا دے۔ یہ خدا کے عدل کے بھی خلاف ہے۔ یاد رکھیں کہ سہیل اور زہرہ دو جاندار بھی ہیں جو سمندر کی تہہ میں رہتے ہیں وہ بھی مسخ شدہ نہیں ہیں۔ ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے جو جادو کو روکنے کی تعلیم کے لیے آتے تھے نہ کہ وہ برے کام کرتے تھے۔ ملائکہ کو خدا کی طرف سے عصمت عطا ہوئی ہے۔ وہ عذاب اور غضب کے مستحق پر عذاب نازل کرتے ہیں۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہاروت و ماروت لوگوں کی آزمائش کے لیے آئے تھے۔ وہ لوگوں کو بتاتے تھے کہ اگر انسان ایسا کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ اور اگر اس کا علاج فلاں چیز سے کرے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ وہ ہر سیکھنے والے کو یہ کہتے تھے کہ ہم تمہاری آزمائش کے لیے آئے ہیں (یہ نہیں کہا کہ تم ہمارے لیے آزمائش ہو) سائل نے کہا کہ کیا جادوگر اپنے جادو سے انسان کو کتا یا گدھا بنا سکتا ہے۔ تو فرمایا وہ اس سے عاجز ہے۔ اللہ کی دی ہوئی شکل و صورت میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا اگر ایسا کر سکے تو وہ خدا کا شریک بن جائے گا جبکہ خدا اس سے کہیں بلند و بالا ہے۔ (حضرت سلیمانؑ کے بعد شیاطین نے جادو کی تشہیر کی تھی اور اسے سلیمانؑ کی طرف منسوب بھی کیا تھا اور ان کی طرف بھی بے ہودہ باتیں منسوب کر دی ہیں۔) اسی طرح ہاروت و ماروت کی طرف بھی حالانکہ وہ اسی جادو کو روکنے کے لیے آئے تھے کہ جو لوگ جادو کو سلیمانؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ

شیطان ہیں اور ہم تمہیں ان کی شیطانی چال بازیوں سے بچانے کے لیے آئے ہیں۔ اگر وہ جادو کریں تو اس کو رد کرنے کے لیے تم اس طرح کیا کرو جس کے سبب لوگ جادو کی زد میں نہ آتے تھے اور وہ اس شعبدہ بازی سے بچ جاتے تھے۔ لیکن شیطان کب چاہتا ہے کہ لوگ میرے جال میں نہ آئیں اس لیے اس نے اپنی چال بازیوں سے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ وہ ہاروت و ماروت پر اس بات کا الزام لگادیں کہ انہوں نے ایسا ایسا کیا۔ یہ یونانیوں کی اختراع ہے اور اسرائیلیات نے اسے خوب ہوا دی مگر قرآن نے ان لوگوں کی تردید کی ہے اور ان فرشتوں کی عصمت اور پاک دامنی کی گواہی دی کہ ان کی طرف نسبت دینے والے خود عذاب کے مستحق ہیں۔

﴿۷۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفرؑ نے قول تعالیٰ کے متعلق مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں۔ فرمایا ناسخ وہ منسوخ کی جگہ آتی ہے اور وہ بھی غیب کی طرح میں سے ایک قسم ہے۔ خدا فرماتا ہے يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ خدا محو کر دیتا ہے جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے جو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے ام الکتاب (اصل لکھا ہوا) فرمایا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے نہیں کرتا۔ اسی طرح قوم یونس کے متعلق ہے کہ ان کے بارے میں بدا ہوئی۔ عذاب آنے والا تھا توبہ کی وجہ سے ٹل گیا۔ اور قول خدا ہے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ بِمَلُومٍ ان سے روگردانی کرو تم پر کوئی الزام نہیں۔ پھر فرمایا رحمت و مہربانی کے ساتھ ان کی خبر گیری کرو۔

﴿۷۸﴾ عمر بن یزید کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں۔ فرمایا ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں۔ آیت یوں نہیں ہے اگر خدا کسی آیت کو منسوخ کرتا ہے اور ویسی ہی بدلے میں لاتا ہے تو پھر منسوخ ہی کیوں کرتا ہے۔ عرض کیا خدا نے یوں ہی تو فرمایا ہے فرمایا کہ خدا نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا۔ میں نے عرض کیا پھر خدا نے کیوں کر فرمایا فرمایا کہ خدا نے جو کچھ فرمایا اس میں الف واو ہرگز نہیں ہے خدا نے جو فرمایا ہے اور یہ وہ ہے کہ خدا فرماتا ہے مَا نُنسِخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں تو فرمایا کہ جب ایک امام فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرے امام کو لے آتے ہیں یہ نسخ کی ایک قسم ہے۔ خدا کی مراد یہ ہے کہ ہم کسی امام کو اس دنیا سے اس لیے نہیں اٹھاتے کہ اس کا ذکر فراموش نہ ہو جائے بلکہ اٹھانے سے پہلے اس کے صلب سے ایک خیر پیدا کر دیتے ہیں جو اس کے مثل امام ہوتا ہے۔

﴿۷۹﴾ محمد بن یحییٰ کہتے ہیں قول خدا کے بارے میں مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے یعنی ان کا ایمان قبول نہیں مگر یہ کہ تلوار ان کے سروں پر ہو۔

﴿۸۰﴾ حریز کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا یہ آیتیں خاص نافلہ کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ

وَاسِعٌ عَلِیْمٌ" تم جس طرف بھی رخ کرو وہاں اللہ موجود ہے۔ اللہ وسعتوں والا دانا ہے۔ حضورؐ جب خیبر کی طرف جا رہے تھے اور اسی طرح جب مکہ سے واپس تشریف لا رہے تھے اور کعبہ کی سمت حضورؐ کے پس پشت تھی اس وقت آنحضرتؐ اپنی سواری پر سوار تھے لہٰذا جس طرف بھی آپؐ کا رخ تھا اسی طرف آپؐ نے اشارہ کے ساتھ نماز ادا کی۔

﴿۸۱﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا کہ آیا سفر کشتی میں ہو یا کسی اور سواری پر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز کا ایک ہی حکم ہے۔ امامؑ نے فرمایا نافلہ نمازوں کے بارے میں تو ایک ہی حکم ہے کہ جدھر تمہاری سواری اور تمہاری کشتی جا رہی ہو ادھر ہی کو نیت کر کے اشارے سے نماز پڑھ سکتے ہو اور فرض نمازوں کے لیے واجب ہے کہ سواری سے زمین پر اتر کر رکوع و سجود کے ساتھ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ اگر خوف ہو تو اشارے سے پڑھو۔ کشتی میں کوشش کر کے قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ پھر اگر وہ کسی سمت کو پھر جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ حضرت نوحؑ نے کشتی میں رو بقبلہ کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی حالانکہ کشتی ان پر اوپر سے بند تھی۔ میں نے عرض کیا انہیں قبلہ کا کیسے علم ہوتا تھا کیونکر وہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے حالانکہ کشتی اوپر سے بند تھی۔ فرمایا جبرائیلؑ حضرت نوحؑ کو جانب قبلہ کھڑا کر دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا میں ہر تکبیر کے وقت قبلہ کی طرف رخ کر لیا کروں۔ فرمایا نافلہ نمازوں میں قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ آپ نفلی نمازوں میں سواری پر اکثر غیر قبلہ کی سمت رخ کر کے تکبیر کہتے تھے۔ پھر فرمایا وہ نوافل پڑھنے والوں کے لیے قبلہ ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ" تم جس طرف رخ کرو وہاں اللہ موجود ہے اور اللہ وسعتوں والا دانا ہے۔

﴿۸۲﴾ حماد بن عثمان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص سجدہ میں آیت سجدہ پڑھتا ہے اور وہ سواری پر سوار ہوتا ہے تو فرمایا جدھر بھی اس کا رخ ہو وہ سجدہ اسی رخ میں کر سکتا ہے۔ رسولِ خداؐ نماز نافلہ اونٹ کی پشت پر ہوتے ہوئے پڑھتے تھے۔ اس وقت آپ کا رخ مدینہ کی طرف ہوتا تھا۔ اللہ فرماتا ہے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ" پس تم جدھر بھی رخ کرو وہاں اللہ موجود ہے اور بے شک اللہ وسعتوں والا دانا ہے۔

﴿۸۳﴾ ابی ولاد کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا کہ خدا فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ کہ وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت اس شان سے کرتے ہیں جس شان سے تلاوت کرنے کا حق ہے۔ فرمایا اس سے مراد وہ آئمہ ہیں۔

﴿۸۴﴾ منصور نے ابوبصیر سے روایت کیا ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے حق تلاوتہ کے بارے میں فرمایا ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ہے جہاں جنت و نار کا تذکرہ ہوا ہے۔

﴿۸۵﴾ یعقوب احمر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا عدل سے مراد فریضہ ہے۔

﴿۸۶﴾ ابراہیم بن فضیل کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا عدل سے مراد فدیہ ہے۔

﴿۸۷﴾ اسباط زطی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے پوچھا لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفاً وَ لَا عَدْلاً قبول نہ کیا جائے صرف کیا ہوا اور نہ اس کا بدلہ۔ فرمایا صرف کا معنی نافلہ ہے اور عدلا کا معنی فریضہ ہے۔

امامت ابراھیمؑ

﴿۸۸﴾ روایت صفوان کی جمال کی سند سے ہے کہ اس نے کہا مکہ میں بحث ہوئی تھی کہ قول خدا ہے وَاِذَا بْتَلٰی اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ اور جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند کلمات سے آزمایا تو اس نے ان کو پورا کر دیا۔ فرمایا اس نے مکمل کیا کا مطلب یہ ہے کہ محمدؐ و علیؑ اور آئمہؑ ان کی اولاد کے نام تھے۔ خدا فرماتا ہے ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ" بعض بعض کی ذریّت ہیں اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پھر فرمایا اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَاماً قَالَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ اللہ نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں تو کہا میری ذریّت میں بھی۔ اللہ نے فرمایا میرا یہ عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا تو ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب اور میری ذریت میں ظالم ہوں گے۔ فرمایا ہاں فلاں وفلاں وفلاں اور جو ان کا اتباع کریں گے تو ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب محمدؐ و علیؑ کے متعلق جو مجھ سے وعدہ کیا ہے انہیں بنا اور ان کی مدد فرما اور یہ اشارہ ہے اس قول خدا کی طرف وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَ لَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِيْنَ کون ہے جو آئین ابراہیمی سے روگردانی کرے، سوائے اس کے کہ جس نے اپنے آپ کو گمراہ کر لیا ہے (سفیہ ہو گیا) ہم نے تو اسے دنیا میں مصطفیٰ بنایا اور آخر میں وہ صالحین میں سے ہوگا۔

پس ملت وامامت کو میری ذریت سے مکہ میں سکون دے۔ فرمایا رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ اس قول کی طرف مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ اے ہمارے رب میری ذریت کو یہاں سکونت دے یہ وادی غیر آباد ہے تیرے گھر کے قریب ہے اس میں انہیں رزق اور امن دے جو بھی یہاں آجائے اسے خوف سے امن دے بے شک، انہوں نے اس بارے میں بات نہیں کی تھی جیسا کہ انہوں نے پہلی دعا میں کہا ہے۔

وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ میری ذریت میں بھی تو فرمایا میرا یہ عہد ظالمین کو نہ پہنچے گا جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلاً ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ لیکن جو کافر ہوا اسے تھوڑا سا رزق دوں گا پھر اسے جہنم کے عذاب کے لیے مجبور کر دوں گا جو کہ بہت ہی برا انجام ہے۔

فرمایا اے میرے رب ایسے رزق والے کون ہیں، فرمایا وہ لوگ ہیں جو ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں، فلاں وفلاں و فلاں ہیں۔

﴿۸۹﴾ حریز نے ذکر کیا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا قول خدا لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ کہ میرا یہ عہد ظالمین کو نہ ملے گا کے بارے میں فرمایا کہ امام ظالم نہیں ہوگا۔

﴿۹۰﴾ ہشام بن حکم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں، تو فرمایا اگر چہ اللہ کو علم ہے بے شک یہ اسماء ان سے افضل ہیں جیسے نام نائب ہیں۔

﴿۹۱﴾ محمد بن فضل نے ابو صباح سے کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس شخص نے جس نے بیت اللہ کا فرضی طواف تو کیا تھا مگر مقام ابراہیم کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھنا بھول گیا تھا تو امامؑ نے فرمایا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھ لے، اگر چہ حج کے ایام کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ ابھی تم مکہ میں ہی ہو۔ اس لیے خدا فرماتا ہے وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى. مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو اور یہ ظاہر ہے کہ جب مقام ابراہیم کہا جاتا ہے تو اس سے وہ معروف مقام سمجھا جاتا ہے جو مسجد الحرام میں ہے۔ اور اگر شہر مکہ سے کوچ کر چکا ہے تو اسے واپس آنے کا حکم نہیں۔

﴿۹۲﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص حج و عمرہ کے طواف میں ان دو رکعتوں کو پڑھنا بھول جائے جو مقام ابراہیم میں پڑھی جاتی ہیں تو اس کے لیے کیا حکم ہے۔ تو فرمایا کہ دو رکعت نماز ادا کرو اگر چہ وہ بعد کے ایام ہی کیوں نہ ہوں۔ خدا فرماتا ہے وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔

﴿۹۳﴾ منذر ثوری کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے پتھر کے بارے میں سوال کیا پس فرمایا کہ تین پتھر جنت سے نازل ہوئے تھے۔ حجر اسود جسے ابراہیمؑ نے امانت کے طور پر لیا اور مقام ابراہیمؑ اور حجر (پتھر) بنی اسرائیل۔ بے شک ابراہیمؑ نے وہ پتھر حجر الاسود جو امانت کے طور پر لیا تھا، برف سے زیادہ سفید تھا جب اس کو کافروں نے ہاتھ لگائے اور اولاد آدم کے گناہ گاروں نے ہاتھ لگائے تو یہ سیاہ ہوگیا۔

بیت اللہ جائے امن

﴿۹۴﴾ جابر جعفی کہتے ہیں کہ محمد بن علی باقرؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر وہ عظیم قریہ ہے کہ اہل شام یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے آسمان سے اتارا اور ظاہر کیا پتھر بیت المقدس اور وہ پتھر جو عبد کے لیے ظاہر کیا جو اللہ کی عبادت کے لیے ظاہر ہوا اور اللہ نے اس کا حکم دیا کہ اسے جائے نماز بناؤ اے جابر بے شک اللہ کے نزدیک اس کی نظیر جیسا کوئی نہیں اور نہ ہی کوئی اس کے ہم مثل ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس میں بلند صفت ہے واصفین کے لیے اور جلال اوہام رکھنے والے وہم کرنے والوں کے لیے اور پردہ ہے آنکھوں سے دیکھنے والوں کے لیے اسے زائل ہونے والوں کے ساتھ زوال نہیں ہے اور نہ ہی غروب ہونے والوں کے ساتھ اسے غروب ہے۔ اس کی کوئی شے مثل نہیں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

﴿۹۵﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کہ کیا عورتیں بیت اللہ میں غسل کر کے آئیں تو فرمایا ہاں اللہ فرماتا ہے طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ میرے اس گھر کو پاک رکھیں طواف کرنے والوں کے لیے اعتکاف کرنے والوں کے لیے اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے، نجس آدمی اس میں داخل نہیں ہوسکتا مگر وہ جو طاہر ہوگا بے شک غسل ہے پسینہ کا اور ایک دوسرے کے نزدیک ہونے کا اور پاکیزگی کا۔

﴿۹۶﴾ عبداللہ بن غالب نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ایک مرد نے کہا کہ علیؑ بن حسینؑ نے ابراہیمؑ کے قول کے بارے رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَ ارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰهِ ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب اسے امن کا شہر بنا دے اور اس میں رہنے والوں کو اور ان کو پھلوں سے رزق پہنچا جو ان سے اللہ پر ایمان رکھتے ہیں فرمایا اس سے مراد ان کے ولی اور ان کے پیروکار ہیں قَالَ وَ مَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ اور جس نے کفر کیا اسے تھوڑا سا نفع دوں گا پھر اسے مضطر کر دوں گا دوزخ کے عذاب کی طرف فرمایا اس سے مراد ابراہیمؑ کی امت میں سے ہر وہ شخص ہے جس نے اس کے وصی کا انکار کیا اور اس کا اتباع نہ کیا اور یہی اس امت کا حال ہے۔

﴿۹۷﴾ احمد بن محمد کی روایت میں ہے بے شک ابراہیمؑ نے اپنے رب سے دعا کی اَنْ یَرْزُقَ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ اس میں رہنے والوں کے لیے رزق کو پھلوں سے عطا کرنے کی تو اللہ نے رود اردن (شام کا ایک دریا) کے قریب کی اراضی کا ایک قطعہ اپنے درختوں اور پھلوں سمیت اپنے مقام سے حرکت کرتا اور سات دفعہ بیت اللہ کا طواف کرتا ہوا اس مقام پر قائم ہو گیا جو اب تک طائف (طواف کرنے والا) کہلاتا ہے۔

﴿۹۸﴾ ابوسلمہ کہتے ہیں امام صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو آدمؑ کے لیے جنت سے اتارا تھا اور بیت ایک سفید موتی تھا جسے اللہ نے آسمان کی طرف اٹھا لیا تھا اور اس کی بنیادیں باقی رہ گئیں پس وہ اس گھر کے سامنے تھا اور فرمایا کہ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں وہ دوبارہ اس میں داخل ہونے کے لیے نہیں پلٹائے جاتے ہمیشہ کے لیے پھر اللہ نے حکم دیا ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کو کہ وہ اس گھر کی بنیادوں کو بلند کریں تعمیر کریں۔

حج ابتدا سے جاری ہے

﴿۹۹﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا اس گھر کے بارے میں کیا اس کا حج بعثت نبیؐ سے پہلے بھی کیا جاتا تھا فرمایا ہاں اور قرآن میں اس کی تصدیق موجود ہے۔ شعیبؑ کا قول ہے حین قال لموسیٰ حیث تزوج جس وقت موسیٰؑ سے تزویج کے لیے کہا عَلٰی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمَانِیَ حِجَجٍ اس کی اجرت تم پر آٹھ حج ہے اور آٹھ سال حج کیا اور بے شک آدمؑ اور نوحؑ نے حج کیا اور سلیمانؑ ابن داؤدؑ نے اس گھر کا حج کیا جن و انس و پرندوں اور ہوا کے ساتھ اور موسیٰؑ کا حج جمل احمر پر تھا اور کہا لبیک

لبیک میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں بے شک اللہ فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے وہ بکہ میں ہے بابرکت ہے اور عالمین کو ہدایت کرتا ہے اور اللہ فرماتا ہے وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ اس گھر کی بنیادیں ابراہیمؑ بلند کر رہا تھا اور اسماعیلؑ بھی اور اللہ فرماتا ہے اِنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْعٰکِفِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ میرے اس گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لیے۔ بے شک اللہ نے آدمؑ کے ساتھ پتھر کو نازل کیا تھا اور وہی بیت (اللہ) تھا۔

﴿۱۰۰﴾ ابو ورقا کہتے ہیں علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں عرض کیا سب سے پہلے آسمان سے نازل ہونے والی کون سی چیز تھی۔ فرمایا سب سے پہلے آسمان سے نازل ہونے والی چیز زمین پر وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے جسے اللہ نے سرخ یاقوت کی شکل میں نازل کیا جب نوحؑ کی قوم نے زمین میں فسق و فجور کیا تو اسے اٹھالیا گیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ۔ اور جب ابراہیمؑ اس کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور اسماعیلؑ بھی۔

دعائے ابراہیمؑ

﴿۱۰۱﴾ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادق سے عرض کیا کہ بتایئے امت محمدؐ سے کون لوگ مراد ہیں۔ فرمایا امت محمدؐ سے خاص بنی ہاشم مراد ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس کی دلیل کیا ہے کہ امت محمدؐ صرف اہل بیتؑ ہی ہیں کہ جن کا آپ نے تذکرہ کیا نہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور۔ فرمایا خدا فرماتا ہے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ . رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ص وَ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے اور اسماعیلؑ بھی تو انہوں نے کہا ہمارے رب ہمارا یہ عمل قبول فرما کہ تو ہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ ہمیں اپنا مسلمان قرار دے اور ہماری ذرّیت و نسل میں ایک امت بنا جو تیری مسلمان ہو (امت مسلمہ) اور ہمیں ہمارے مناسک و اعمال سے آگاہ فرما اور ہماری توبہ قبول فرما کہ تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ پس خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی ذرّیت میں ایک امت مسلمہ قرار دی اور اس امت میں ایک رسول مبعوث کیا یعنی تلک الامۃ محمدؐ و اہل بیتؑ ہیں۔ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ۔ ان پر آیات کی تلاوت کرتا تھا اور ان کا تزکیہ کیا کرتا تھا اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا تھا اس کے بعد ابراہیمؑ نے ایک اور دعا مانگی اور اس میں انہوں نے سوال کیا کہ انہیں شرک و بت پرستی سے پاک رکھتا کہ ان میں امر الٰہی نافذ ہو سکے اور وہ کسی کا اتباع و پیروی نہ کریں۔ پس فرمایا وَ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے دور رکھ پروردگار انہوں نے بہت لوگوں کو بھٹکا دیا ہے پس جو شخص میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور

جو میری نافرمانی کرے تو پھر تو ہی معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ اور امت مسلمہ کہ جن میں حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا گیا ہے کہ ابراہیمؑ کی نسل سے ہی ہیں، کیونکہ آپؑ نے دعا میں یوں کہا تھا و اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے دور رکھ۔

﴿۱۰۲﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا اس آیت کی تفسیر میں خدا فرماتا ہے اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَکَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِکَ اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْمَاعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اس وقت اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے جو کہ آپ کے آباء ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ کا خدا ہے جو کہ ایک ہے۔ فرمایا یہ قائم آل محمدؐ کے بارے میں ہے۔

﴿۱۰۳﴾ ولید کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا ہے حنیفہ وہ اسلام ہے۔

﴿۱۰۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ حنیفہ سے مراد طہارت بھی ہے اور وہ دس باتیں بھی ہیں جن سے پانچ سر سے متعلق ہیں اور پانچ بدن سے متعلق ہیں۔ جو بدن سے متعلق ہیں یہ ہیں جسم کے بال دور کرنا، ختنہ کرانا، ناخن کٹوانا، غسل جنابت کرنا، پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا ہیں، مونچھیں کاٹنا بھی اس میں ہے اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔

﴿۱۰۵﴾ فضل بن صالح کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے کہا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ تم کہہ دو کہ ہم ایمان لے آئے اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا اور اس پر جو ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ و اسباط پر نازل کیا گیا ہے۔ قول سے مراد ہم آل محمدؐ ہیں اور خدا فرماتا ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا پس اگر وہ بھی تمہاری طرح ایمان لے آئیں جس پر ایمان لے آئے ہو تو وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے اس سے مراد تمام لوگ ہیں۔

﴿۱۰۶﴾ حنان سدیر نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ابوجعفر باقرؑ سے پوچھا کہ یعقوبؑ کی اولاد سے انبیاء تھے، فرمایا نہیں لیکن ان کے اسباط انبیاء کی اولاد سے تھے جب انہوں نے اس دنیا سے انتقال کیا تو وہ نیک تھے اور توبہ بھی کر لی تھی اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا اسے بھی یاد کرتے تھے۔

﴿۱۰۷﴾ سلام کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے فرمایا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلْنَا اللہ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف نازل ہوا اس پر بھی۔ فرمایا اس سے مراد علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ ہیں اور ان کے دیگر آئمہ بھی شامل ہیں۔ پھر رجوع کیا اللہ کے قول کی طرف جو لوگوں کے لیے ہے اور فرماتا ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا یعنی اے لوگو بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ تم بھی ان کی طرح ایمان لے آؤ۔ یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان آئمہ پر جو بعد ان کے ہوں گے۔ لاؤ۔ فَقَدِ اهْتَدَوْا اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ پس انہوں نے ہدایت

پائی ہے اور اگر انہوں نے اعراض کیا تو وہ دشمنی میں ہیں۔

﴿۱۰۸﴾ زرارہ نے ابوجعفر باقرؑ اور حمران نے ابوعبداللہ صادقؑ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا صِبْغَةَ رنگ سے مراد اسلام ہے۔

﴿۱۰۹﴾ عمر بن عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی غلام ابوجعفر باقرؑ نے کہا ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اللہ کا رنگ اور اللہ سے اچھا رنگ کس کا ہوگا فرمایا کہ صِبْغَةَ سے مراد امیر المومنینؑ کی ولایت معرفت ہے جو روز میثاق لی گئی۔

امت وسط

﴿۱۱۰﴾ برید بن معویہ عجلی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے کہا کہ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسطیٰ (درمیانی امت) قرار دیا ہے تاکہ تم ان لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہوں۔ فرمایا ہم ہی امت وسط ہیں اور ہم ہی اللہ کی اس مخلوق پر گواہ ہیں اور ہم اس کی زمین پر اس کی حجت ہیں۔

﴿۱۱۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا ہم حجاز کے راہنما ہیں۔ میں نے کہا حجاز کے رہنماؤں کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا وہ لوگوں سے افضل ہیں بے شک خدا فرماتا ہے و كذلك جعلنا كم امة وسطا اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے۔ پھر فرمایا غالی ہماری طرف رجوع کریں گے اور کوتاہی کرنے والے ہم سے ملیں گے۔

﴿۱۱۲﴾ عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا شہداء سے مراد ہم آئمہ مراد ہیں۔

﴿۱۱۳﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا خدا کا فرمان لتكونوا شهدا على الناس ہے۔ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ تو فرمایا ہم خدا کے حلال و حرام سے واقف ہیں اور جن لوگوں نے ان سے کچھ ضائع کیا اس کی ہم گواہی دیں گے۔

﴿۱۱۴﴾ ابوعمرو زبیری کہتے ہیں امام صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فرمایا و كذلك جعلنا كم امة وسطاً لتكونوا شهدا على الناس و يكون الرسول عليكم شهيدا اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول پر تم گواہ ہو۔ فرمایا اگر تم یہ گمان کرو کہ خدا نے اس آیت میں تمام اہل قبلہ اور توحید پرست مراد لیے ہیں تو یہ خدا پر افترا اور بہتان ہوگا کیونکہ جس شخص کی گواہی اس دنیا میں کھجور کے چند خوشوں کے بارے میں بھی قابل قبول نہیں اسے خدا قیامت کے دن ایک نہایت اہم موضوع میں کیونکہ گواہ قرار دے سکتا ہے اور اس کی گواہی تمام سابقہ امتوں کے سامنے قابل قبول ہو سکتی ہے ہرگز ایسا نہیں ہے خدا اس طرح کی بات کسی صورت میں نہیں کر سکتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس سے مراد وہی ہستیاں ہیں جن کی بات خدا نے ابراہیمؑ کی دعا مستجاب فرما کر فرمایا كنتم خير امة اخوجت للناس اسے بہترامت بنا کر لوگوں سے الگ کیا ہے اور وہی درمیانی امت (وسط)

اور وہی خیر امت ہے جسے اللہ نے لوگوں کے لیے الگ کر لیا ہے۔

ایمان کی تعریف

﴿۱۱۵﴾ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایمان کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں کہ آیا قول و عمل (گفتار و کردار) دونوں کے مجموعہ کو ایمان کہتے ہیں یا صرف قول بغیر عمل کے بھی ایمان کہلاتا ہے تو فرمایا ایمان سراپا عمل ہے اور قول اس عمل کا ایک حصہ ہے اور وہ خدا کی طرف سے فرض و واجب ہے۔ اس کا ذکر واضح طور پر ہوا ہے۔ اس کا نور نمایاں اور اس کی دلیل ثابت و قائم ہے۔ اور کتاب خدا اس کی بھرپور گواہی اور اس کی دعوت دیتی ہے کیونکہ جب خدا نے اپنے نبیؐ کو بیت المقدس سے کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا تو مسلمانوں نے آنحضرتؐ سے کہا ہماری ان نمازوں کا کیا ہوگا جو ہم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہیں اور اسی طرح ہم سے پہلے لوگ جو اس دنیا سے جا چکے ہیں، جو پہلے تھے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے تھے ان کی عبادت کا کیا حکم ہوا۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی وَ مَا كَانَ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ خدا تمہارے ایمان کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا یقیناً خدا لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اس آیت میں نماز کو ایمان کا نام دیا گیا ہے۔ اس بنا پر جو شخص تقویٰ الٰہی اختیار کرے اپنے اعضاء و جوارح کو گناہ و معصیت کے ارتکاب سے محفوظ رکھے اور خدا کی طرف سے فرض کیے گئے تمام امور کو انجام دے وہ قیامت کے دن ایمان کے درجہ کمال کے ساتھ اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوگا اور اہل بہشت میں شمار ہوگا اور جو شخص ان امور میں ذرہ بھر خیانت و معصیت یا احکام الٰہی سے تجاوز و روگردانی کا مرتکب ہوگا وہ قیامت کے دن خدا کے ہاں ناقص الایمان ہو کر جائے گا۔

﴿۱۱۶﴾ حریز کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا قبلہ رخ ہو جاؤ اور قبلہ سے منہ نہ پھیرو ورنہ تمہاری نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ خدا نے یہ حکم اس وقت نازل کیا جب نبیؐ نماز فریضہ ادا کر رہے تھے۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ پس تم اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کر لو اور تم جہاں چاہو اپنا رخ اس کی طرف کر لیا کرو۔

امام مہدیؑ سے متعلق پیش گوئی

﴿۱۱۷﴾ جابر جعفی کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ فرمایا کرتے تھے زمین پکڑے رہنا اور زنہار کبھی اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت میں نہ لانا جب تک وہ علامات نہ دیکھ لو جن کی میں نشاندہی کر رہا ہوں۔ ایک سال تم دیکھو گے کہ دمشق میں ایک منادی ندا دے رہا ہے اور اس کا ایک قریہ زمین میں دھنس گیا ہے اس کی مسجد کا ایک حصہ گر پڑا ہے جب تم دیکھو کہ ترک آگے بڑھ گئے ہیں اور جزیرے میں اترے ہیں اور اہل روم بھی بڑھے ہیں، انہوں نے رملہ میں اپنا پڑاؤ ڈالا ہے اور اس سال سرزمین عرب کے ہر حصہ میں اختلاف ہی اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور یہ اہل شام تین مختلف جھنڈوں تلے ہوں گے۔ ایک جھنڈا تو چت کبرا ہوگا دوسرا سرخ اور تیسرا سفیانی کا اور سفیانی کے ساتھ

بنی کلب کے لوگ ہوں گے اور بنی ذنب الحمار مضر کے ہوں گے سفیانی اور اس کے ساتھی بنی ذنب الحمار پر غالب آئیں گے اور ان کا قتل عام کریں گے کہ ایسا کبھی نہ کیا ہوگا اور بنی ذنب الحمار کا جو شخص دمشق میں آئے گا تو وہ مع اپنے ساتھیوں کے قتل ہو جائے گا۔
چنانچہ قرآن کی یہ آیت ہے جس میں خدا فرماتا ہے **فاختلف الاحزاب من بینھم فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم** (مریم ۳۷) پس گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور حیف ہے ان پر جو یوم عظیم کی پیشی سے انکار کرنے والے ہیں۔ اور سفیانی اور اس کے ساتھی خروج کریں گے اور ان کا مقصد صرف آل محمدؑ اور ان کے شیعہ ہوں گے۔ چنانچہ وہ ایک فوج کوفہ بھیجے گا اور وہاں بہت سے آل محمدؑ کے شیعہ قتل کئے جائیں گے یا سولی پر لٹکائے جائیں گے اور خراسان سے ایک پرچم آئے گا جو ساحل دجلہ پر اترے گا اور فوج کا ایک دستہ مدینے کی جانب بھیجے گا۔ وہاں ایک شخص کو قتل کیا جائے گا تو امام مہدیؑ اور منصور مدینے نکل جائیں گے پھر ان دونوں کی تلاش میں فوج نکلے گی۔ حضرت امام مہدیؑ حضرت موسیٰؑ کی طرح وہاں سے خائف و مترقب وہاں سے نکل کر مکہ کی طرف روانہ ہو گے اور فوج ان کی فکر میں آگے بڑھے گی۔ جب وہ بیابان میں پہنچے گی تو زمین شق ہو جائے گی اور سب اس میں سما جائیں گے سوائے ایک خبر دینے والے کے اور کوئی نہ بچے گا۔ اس وقت امام مہدیؑ رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے اور ان کے ساتھ ان کا وزیر بھی ہوگا۔ پھر آپ مجمع سے خطاب فرمائیں گے۔ اے لوگو! جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہمارے حقوق ہم سے چھین لیے ہیں، ہم ان کے مقابلے میں اللہ کی مدد چاہتے ہیں۔ اب جو شخص اللہ کے بارے میں ہم سے بحث کرنا چاہے وہ آئے ہم ثابت کریں گے کہ اللہ ہمارا ہے اور ہم اس سے زیادہ اللہ کے حق دار ہیں اور جو ہم سے آدمؑ کے لیے بحث کرے گا تو ہم ثابت کریں۔ گے کہ ہم لوگوں سے حضرت آدمؑ کے وارث و حق دار ہیں اور جو شخص ہم سے نوحؑ کے بارے میں بحث کرے گا تو ہم ثابت کریں گے کہ ہم نوحؑ کے سب سے زیادہ وارث و حق دار ہیں اور جو ہم سے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بحث کرے گا تو ہم ثابت کریں گے کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کے سب سے زیادہ وارث و حق دار ہیں اور جو شخص ہم سے حضرت محمدؐ کے بارے بحث کرے گا تو ہم ثابت کریں گے کہ ہم انبیاء کرام کے سب سے زیادہ وارث و حق دار ہیں اور جو شخص ہم سے کتاب خدا کے بارے میں بحث کرے گا تو ہم ثابت کریں گے ہم کتاب خدا کے سب سے زیادہ وارث و حق دار ہیں۔ بے شک ہم گواہی دیتے ہیں اور آج تمام مسلمان گواہی دیں گے کہ ہم لوگوں پر ظلم کیا گیا۔ ہمیں ہمارے حقوق سے محروم کیا گیا ہم سے بغاوت کی گئی ہمیں ہمارے گھروں سے ہمارے اموال سے ہمیں ہمارے اہل خاندان سے جدا کر دیا گیا اور نکال دیا گیا اور قہر و ستم ڈھائے گئے آج ہم اور تمام مسلمان اللہ سے نصرت کے طالب ہیں اور داد خواہ ہیں اور خدا کی قسم تین سو سے کچھ اوپر (۳۱۳) لوگ آئیں گے جن میں پچاس عورتیں ہوں گی جو سب مکہ میں جمع ہوں گے جس طرح بادلوں کے ٹکڑے ایک کے پیچھے ایک موسم خریف یعنی برسات میں جمع ہوا کرتے ہیں اور خدا فرماتا ہے اَيْنَمَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ جہاں کہیں بھی تم ہو گے اللہ تم سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دے گا بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (بقرہ ۱۴۸) پھر آل محمدؐ میں سے ایک شخص کہے گا کہ وہ قریہ ہے جس کے باشندے بڑے ظالم ہیں۔ اس کے بعد وہ (امام مہدیؑ) اور

ان کے ساتھی ۳۱۳ آدمی جنہوں نے رکن ومقام کے درمیان ان سے بیعت کی ہوگی، مکہ سے خروج کریں گے ان کے ساتھ نبی اکرمؐ کے تمام تبرکات اور علم آنحضرتؐ کا اور آپ کے اسلحہ (وغیرہ) ہوں گے اور امام مہدیؑ کے ساتھ ان کا وزیر بھی ہوگا۔ مکہ میں ایک منادی ان کے نام کے ساتھ ان کی امامت کا اعلان کرے گا جس کو تمام اہل زمین سنیں گے ان کا نام ان کے نبی کا نام ہوگا اگر اس میں تم لوگوں کو کوئی اشکال وقباحت درپیش ہو تو نبی اکرمؐ کے تبرکات ان کا علم اور ان کا اسلحہ اور امام حسینؑ کی اولاد سے نفس زکیہ ہیں تو کوئی اشکال و قباحت نہ ہونی چاہیے اور اگر اس کے ماننے میں بھی اشکال وتردد ہو تو ان کے نام کے ساتھ ان کی امامت کا آسمان سے اعلان ہونے میں تو کوئی اشکال نہ ہوگا۔ اور آل محمدؐ میں سے شاذ شاذ لوگوں سے خود کو بچانا کیونکہ محمدؐ وعلیؑ کی آل کا پرچم ایک ہوگا اور ان کے علاوہ دوسروں کے مختلف پرچم ہوں گے لہٰذا تمہیں زمین پکڑے رہنا لازم ہے اور ان میں سے کسی ایک شخص کی بھی اتباع نہ کرنا جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ وہ شخص اولاد امام حسینؑ میں سے ہے اور اس کے پاس نبی اکرمؐ کے تبرکات نبی کا پرچم اور آپؐ کے اسلحے ہیں کیونکہ نبیؐ کے تبرکات علیؑ بن حسینؑ کے پاس رہیں گے پھر ان سے محمدؑ بن علیؑ کو ملیں گے اور اللہ جو چاہے گا کرے گا۔ پھر تم ان حضرات کے دامن سے تمسک کیے رکھنا اور ان لوگوں سے بچنا جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ جب ان میں کوئی ایسا شخص خروج کرے جس کے ساتھ ۳۱۳ آدمی ہوں اور اس کے پاس رسولؐ کے تبرکات ہوں اور وہ مدینے کا قصد کرے اور بیابان سے گزرے اور کہے کہ یہ جگہ اس قوم کی ہے جو زمین میں دھنس جائے گی۔ خدا فرماتا ہے **أفأمن الذين مكروا السيئات ان يخسف الله بهم الارض أو يأتيهم العذاب من حيث لا يشعرون او يأخذهم في تقلبهم فما هم بمعجزين** (نحل،۴۵۔۴۶) کیا وہ لوگ جنہوں نے بری تدبیریں کیں، اپنے آپ کو اس بات سے امان میں خیال کرتے ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر اس کی طرف سے عذاب آ جائے جس کا انہیں شعور بھی نہ ہو۔ یا وہ ان کو چلتے پھرتے اپنی گرفت میں لے ڈالے اور اس کو عاجز نہیں کر سکتے۔ جب وہ مدینہ پہنچیں گے تو محمد بن شجری حضرت یوسفؑ کی سنت کے مطابق نکلے گا پھر آپ کوفہ آئیں گے اور وہاں طویل عرصہ تک جب تک اللہ کا حکم ہوگا، ٹھہریں گے اور اس پر تسلط حاصل کریں گے۔ پھر وہاں سے وہ اور ان کے رفقاء روانہ ہوں گے اور مقام عذرا پر پہنچیں گے (اور یہ دمشق میں وہ مقام ہے جہاں معاویہ نے حجر بن عدی کو قتل کیا تھا) اور بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے اور سفیانی ان دنوں وادی رملہ میں ہوگا اب جب کہ دونوں کی (افواج میں) مڈبھیڑ (لڑائی) ہوگی تو وہ دن ادل بدل کا ہوگا یعنی شیعیان آل محمدؐ سے جو لوگ سفیانی کی فوج ہوں گے وہ اس کی فوج سے نکل کر امام مہدیؑ کی فوج میں آ جائیں گے اور سفیانی کے ماننے والوں میں سے جو لوگ امام مہدی کی فوج میں ہوں گے وہ اس سے نکل کر سفیانی کی فوج میں چلے جائیں گے اور ان لوگوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے پرچم تلے پہنچ جائے گا اور وہی یوم ابدال یعنی ادل بدل کا دن ہوگا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس دن سفیانی اور اس کے سارے ساتھی قتل ہو جائیں گے۔ ان کی خبر دینے والا بھی نہ بچے گا۔ اس دن بنی کلب کے مال غنیمت سے جو محروم رہا وہ واقعی محروم رہا۔ پھر آپؑ وہاں سے کوفہ تشریف لائیں گے اور اسی کو اپنی منزل بنائیں گے۔ پس آپ کسی ایک بھی مسلمان غلام کو نہ چھوڑیں گے سب کو خرید کر آزاد کر دیں

گے اور ہر قرض دار کا قرض ادا کریں گے اور ہر ایک کی گردن پر اگر کسی کا مظلمہ اور بار ہوگا تو اس کو بھی ادا کریں گے کہ اگر کوئی غلام قتل ہوا ہے تو اس کا خون بہا اس کے ورثاء کو ادا کریں گے۔ اگر کوئی مرد آزاد قتل ہوا ہے تو اس کا قرض آپ ادا کریں گے اور اس کے اہل وعیال کو عطا و بخشش سے نوازیں گے یہاں تک کہ زمین عدل وانصاف سے اسی طرح بھر جائے گی جس طرح وہ اس سے ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ پھر آپؑ اور آپ کے اہل بیتؑ مقام رحبہ میں سکونت اختیار کریں گے جو ایک پاک وطیب جگہ ہے اور حضرت نوحؑ کی جائے سکونت تھی۔

﴿۱۱۷﴾ ابوسمینہ غلام ابوالحسن رضاؑ کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ سے پوچھا قول خدا اینما تکونوا یأت بکم اللہ جمیعا تم جہاں کہیں بھی ہو خدا تم سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دے گا تو فرمایا کہ جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو خدا زمین کے ہر علاقے سے ہمارے شیعوں کو اکٹھا کر دے گا۔

﴿۱۱۸﴾ مفضل بن عمر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا ہمارے قائم آل محمدؑ جب ظہور کریں گے عبرانی میں ان کا نام اکبر ہے تو آپ کے اصحاب جو تین سو تیرہ (۳۱۳) ہیں وہ رات کو اپنے اپنے بستر سے غائب ہو جائیں گے۔ صبح ان کی مکہ معظمہ میں ہوگی اور ان میں سے بعض دن کو بادلوں کی سواری پر چلے جائیں گے اور ہم ان میں سے ہر ایک کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کا حسب ونسب جانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ان میں سے ایمان میں کون افضل واعظم ہے فرمایا جو بادلوں میں دن کو سفر کریں گے اور بستروں سے مفقود ہوں گے اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اینما تکونوا یأت بکم اللہ جمیعاً تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دے گا۔

﴿۱۱۹﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ نبیؐ نے فرمایا کہ صبح اوّل نہار اور اوّل شب میں خدا کا ایک فرشتہ ایک کتاب لے کر نازل ہوتا ہے جس میں ابن آدم کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔ پس تم اس کتاب کے اوّل آخر کو نیکیوں سے پُر کرا دو تو بے شک اللہ درمیانی حصہ کو اپنی رحمت سے معاف کر دے گا۔ انشاءاللہ خدا فرماتا ہے اُذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

﴿۱۲۰﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا کیا حد ہے شکر کی کہ اس وقت تک بندہ فعل شکر کرتا رہے فرمایا ہاں میں نے کہا وہ کیا ہے فرمایا الحمدللہ کہنا تمام نعمتوں کے حاصل ہونے پر اور جو اس طرح کرتا ہے اس نے ان نعمتوں کا حق ادا کر دیا ہے اور خدا فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا حمد ہے اس کی جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے۔ آخری آیت تک۔

﴿۱۲۱﴾ ابوعمرو زبیری کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کفر کی کتاب خدا میں پانچ وجہ ہیں اور ان میں ایک کفر نعم ہے جیسا کہ خدا نے حکم دیا اور سلیمانؑ نے فرمایا هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِيَبْلُوَنِیْٓ ءَ اَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ یہ میرے رب کا فضل ہے اس پر میں شکر کروں یا کفر کرو اور خدا فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم شکر ادا کرو تو میں زیادہ عطا کروں گا۔ اور فرماتا ہے فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنَ پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکرادا کرو میری نعمتوں کا کفران نہ کیا کرو۔

﴿۱۲۲﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا تسبیح فاطمہ زہراؑ اللہ کے کثیر ذکر میں سے ہے اذکرونی و اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

﴿۱۲۳﴾ فضیل کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اے فضیل جب تو کبھی ہمارے دوستوں سے ملے تو ہماری طرف سے سلام پہنچا دینا اور ان سے کہہ دینا کہ پارسائی اور تقویٰ کے ساتھ اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اپنے ہاتھوں کو روکو روزہ رکھا کرو بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ صبر اور نماز پڑھتے رہو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

﴿۱۲۴﴾ عبداللہ بن طلحہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا صبر سے مراد روزہ ہے۔

﴿۱۲۵﴾ ثمالی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کسی شے میں بھوک اور خوف سے فرمایا یہ بھوک خاص اور بھوک عام ہے پھر شام کے ساتھ وہ بے شک عام ہے پھر خاص یہ کوفہ کے ساتھ مختص ہے۔ یہ کھانا نہیں ہے اور لیکن کوفہ کے ساتھ مختص ہے کہ آل محمدؐ کے دشمن اس میں ان کو بھوک دے کر ہلاک کرتے ہیں اور خوف وہ شام کے ساتھ عام ہے اور وہ خوف ہمارے قائمؑ آل محمدؐ کا قیام ہے اور پھر بھوک وہ قائمؑ آل محمدؐ کے قیام سے پہلے کی ہے اور یہی قول خدا کا مطلب ہے۔ و لنبلونكم بشيء من الخوف و الجوع ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کسی شے میں بھوک وخوف سے۔

﴿۱۲۶﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں ابوجعفرؑ ایک جگہ گئے ہوئے تھے۔ امام صادقؑ نے بعض مجلس میں کچھ بیان کیا جب لوگوں نے ان سے کہا تھا حدیث کے لیے فرمایا رسول اللہؐ نے فرمایا پھر خاموش ہو گئے۔ ابوعبداللہؑ کافی دیر تک زمین میں دیکھتے رہے اور پھر ہماری طرف رخ کیا پس فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے درمیان دنیا کو ایک مقدار کے مطابق دیتا ہوں۔ جس نے اس دنیا میں قرض طلب کیا تو اس میں سے ہر ایک کو دس سے سات سو گنا تک کرتا ہوں جتنا چاہا میں نے دیا اور جس نے اس دنیا سے قرض نہیں لیا تو میں نے اس سے عہد لیا تو تین خصلتیں عطا کیں کہ اگر فرشتوں کو عطا ہوتیں تو وہ بھی راضی ہو جاتے۔ پھر فرمایا خدا فرماتا الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون اور و اولئك هم المهتدون جب انہیں مصیبت آتی ہے کہتے ہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اسی کی طرف پلٹ جانا ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔

﴿۱۲۷﴾ اسماعیل بن زیاد سکونی کہتے ہیں ابوعبداللہ جعفر بن محمدؑ نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں گی وہ اہل جنت سے ہوگا (۱) اس کے ایمان کی سپر یہ کلمہ ہوگا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (۲) اور جب اسے اللہ کی طرف سے کوئی نعمت عطا ہو تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰه (۳) جب اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰه (۴) جب کوئی مصیبت آ

جائے تو کہتا ہو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

﴿۱۲۸﴾ ابوعلی مہلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جس میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں اس میں اللہ کا عظیم نور ہوگا ایمان کی حفاظت کے لیے کہتا ہو شہادۃ لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) جب کوئی مصیبت اس پر آ جائے تو کہتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے اور جب اسے کوئی خیر ملتا ہے تو کہتا ہے الحمد للہ اور جب اس سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو کہتا ہے استغفر اللہ و اتوب الیہ۔ میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

﴿۱۲۹﴾ عبداللہ بن صالح خثعمی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا میرا مومن بندہ جب چاہتا ہے اسے عطا ہو رزق ملے اور قرض بھی ملے تو اس کا میں قرض معاف کر دیتا ہوں اور عطا کرتا ہوں مکان ایک کے بدلے سو ہزار (ایک لاکھ) اور زیادہ اور اگر مصیبت کے وقت اس سے مال لے لیتا ہوں تو صبر کرتا ہے تو اسے تین خصلتیں عطا کرتا ہوں۔ اگر ان سے فرشتے کو ایک دوں تو وہ اس کو اختیار کر لیں۔ پھر ان آیت کی تلاوت کی الذین اذا اصابتھم اور المھتدون جب ان پر مصیبت آ جاتی ہے تو ہدایت پر رہتے ہیں۔

﴿۱۳۰﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا یہ اللہ سے حاصل کروان کی چیزوں میں سے صبر اور استرجع ہے۔

صفا اور مروہ

﴿۱۳۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا بے شک صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص حج بیت اللہ اور عمرہ بجا لائے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کا (صفا و مروہ) کا طواف کرے تو فرمایا اس کے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۱۳۲﴾ عاصم بن حمید کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ بے شک صفا و مروہ خدا کی نشانیوں سے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس کا طواف کر لیا جائے میں نے کہا وہ خاص ہو یا عام تو فرمایا یہ دو کی بمنزلہ ہے۔ خدا فرماتا ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کتاب کا وارث قرار دیا ہے اپنے بندوں سے جنہیں ہم نے چن لیا ہے جو بھی ان میں داخل ہوگا لوگوں میں سے تو وہ ان ہی کی بمنزلہ ہوگا جیسا خدا نے فرمایا و من یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا اور جو اطاعت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی پس وہ ان انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہوگا جو نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین سے ہیں اور وہ کیسے بہترین ساتھی ہیں۔

﴿۱۳۳﴾ ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ سے پوچھا آیا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے یا سنت۔ فرمایا فرض ہے میں نے عرض کیا خدا تو اس بارے میں یوں فرماتا ہے **فلا جناح علیہ ان یطوف بھما** کہ اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کی سعی کرے۔ فرمایا جو حکم تم سمجھے ہو وہ عمرہ قضا کے متعلق ہے کیونکہ پیغمبر اکرمؐ نے کفار مکہ سے شرط رکھی تھی کہ وہ عمرہ کے بجالانے کے وقت ان بتوں کو ہٹالیں گے تو ایک شخص نے سعی شروع ہی کی تھی کہ انہوں نے بت اپنی جگہ رکھ دیئے تھے۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی تھی **ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت أو اعتمر فلا جناح علیہ أن یطوف بھما.** بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو اس گھر کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اس کا طواف کرے۔ پھر فرمایا بتوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی سعی کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔

﴿۱۳۴﴾ ابن مسکان کہتے ہیں حلبی نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا کس لیے رکھا گیا ہے فرمایا کہ جب اس وادی میں شیطان کو ابراہیمؑ نے دیکھا تو جلدی میں چلے گئے تاکہ وہ شیطان سے کوئی بات نہ کریں کہ اس جگہ شیطان نے منزل بنا رکھی ہے۔

﴿۱۳۵﴾ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا حماد بن عثمان کی خبر میں ہے کہ بے شک صفا و مروہ کے درمیان بت رکھے ہوئے تھے۔ جب لوگ حج کرتے تھے تو کوئی طواف نہ کرتا تھا کہ یہ بت پرستوں کا عمل ہے تو اللہ نے ان آیات کو نازل کیا کہ لوگوں کے لیے ہے سعی کرنا اس حالت میں بھی کہ بت پڑے ہوں جیسا کہ نبیؐ نے حج کیا رمی کے ساتھ۔

﴿۱۳۶﴾ ابن ابوعمیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْھُدٰی بے شک جو لوگ ان روشن دلیلوں اور ہدایت کو جو ہم نے نازل کی ہیں، فرمایا اس سے مراد علیؑ ہیں۔

﴿۱۳۷﴾ حمران کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں **ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات و الھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب** بے شک جو لوگ ان روشن دلیلوں اور ہدایت کو جو ہم نے نازل کی ہیں، اس کے بعد ہم نے کتاب میں بیان کر دیا ہے۔ فرمایا یعنی اس سے ہم مراد ہیں خدا ہی مدد کرے۔

﴿۱۳۸﴾ زید شحام کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا عذاب قبر کے بارے میں فرمایا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ ایک شخص سلمان فارسی کے پاس آیا، پھر خاموش ہو گئے۔ پھر دیکھا پھر خاموش ہو گئے۔ پیچھے سے ایک مرد کو دیکھا اور وہ کہہ رہا تھا پڑھ رہا تھا یہ آیت **ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات و الھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب** بے شک جو لوگ ان روشن دلیلوں اور ہدایت کو جو ہم نے نازل کیں ہیں اس کے بعد کہ ہم نے ان کا ذکر کتاب میں بیان کر دیا۔ تو اس سے کہا سامنے آؤ اگرچہ ہم دیکھ رہے ہیں امین حدیث کے بارے میں اور لیکن منکر و نکیر کے دشمن ہو جب تجھے قبر میں رکھیں گے تو تم سے سوال ہوگا رسولؐ اللہ کے

بارے میں بے شک اگر تم نے شک کیا تو ہی کی تو تیرے سر پر ضرب ماری جائے گی چاروں طرف سے جو اس کے مشابہ ہوگی اسی سے وہ ہلاک ہوگا۔ میں نے کہا پھر خون فرمایا عود کرے گا پھر عذاب کریں گے۔ میں نے کہا منکر و نکیر کون ہیں فرمایا دونوں قبر میں قید کرنے والے ہیں۔ میں نے کہا وہ فرشتے ہیں لوگوں کو عذاب کرنے والے ان کی قبروں میں تو فرمایا ہاں۔

﴿۱۳۹﴾ بعض اصحاب نے کہا ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا ہم نے عرض کیا ہمیں بتائیں قول خدا کے بارے میں ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات و الھدیٰ بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب بے شک جو لوگ ان روشن دلیلوں اور ہدایت کو جو ہم نے نازل کی ہیں اس کے بعد ہم نے ان کا ذکر کتاب میں بیان کر دیا ہے۔ فرمایا ہم ہیں یعنی اس سے مراد اللہ ہی مدد کرے کہ جب ہم میں سے کسی ایک کو مقام ولایت ظاہری حاصل ہو جائے تو ہر صورت پر ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے بعد آنے والے امام کا تعارف لوگوں سے کروادے۔

﴿۱۴۰﴾ محمد بن مسلم کی روایت ہے کہ ابوجعفرؑ نے فرمایا اس سے مراد اہل کتاب ہیں۔

﴿۱۴۱﴾ عبداللہ بن بکر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ وہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں فرمایا اس سے مراد ہم ہیں یعنی ہم ہیں جو ان پر لعنت کرتے ہیں جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حشرات الارض ہیں۔

حسرت و ندامت

﴿۱۴۲﴾ جابر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادق سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو غیر اللہ کو خدا کا شریک بناتے ہیں۔ ان سے اتنی محبت رکھتے ہیں جتنی خدا سے رکھنی چاہیے۔ فرمایا ان سے محبت کرنے والوں سے مراد فلاں اور فلاں اور اس کے دوست ہیں۔ جنہوں نے اس امام کو جسے خدا نے کل آدمیوں کے لیے مقرر کیا تھا، چھوڑ کر ان کو امام بنالیا۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا وَ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ اور کاش ان ظالموں کو وہ اب سمجھائی دیتی جو عذاب دیکھ کر سوجھے گی پوری قوت خدا ہی کی ہے اور یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا الی آخر وَ مَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ اس وقت کو یاد کرو جب کہ پیر اپنے مریدوں سے تبرا کریں گے اور عذاب کو سب دیکھیں گے اور ان کی نجات کے کل اسباب قطع ہو جائیں گے اور مرید کہیں گے کاش ہم کو لوٹ کر جانا ملے تو ہم ان سے اسی طرح تبرا کریں جس طرح انہوں نے اس وقت ہم سے تبرا کیا ہے یوں اللہ ان کے اعمال ان کو حسرت بنا کر دکھلائے گا اور وہ جہنم سے نہ نکلنے پائیں گے۔ پھر ابوجعفرؑ نے فرمایا خدا کی قسم اے جابر ان سے مراد ظالم پیشوا اور امام ہیں اور ان کے پیرو کار ہیں۔

﴿۱۴۳﴾ زرارہ وحمران ومحمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ وابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو غیر خدا کو خدا کا شریک بناتے ہیں وہ ان سے اتنی محبت کرتے ہیں جتنی اللہ سے کرنی چاہیے اور وہ جو ایمان لائے انہیں اللہ سے شدید محبت ہے۔ فرمایا اس سے مراد ہم آل محمدؐ ہیں۔

﴿۱۴۴﴾ عثمان بن عیسیٰ سے اس نے بیان کیا کہ امام ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ اسی طرح اللہ ان پر ان کے اعمال کو حسرت بنا کر دکھائے گا۔ فرمایا اس میں ایسے شخص کا ذکر ہے جو مال چھوڑ جائے گا اور بخل کی وجہ سے اطاعت خدا میں صرف نہ کیا ہوگا اور پھر مرتے وقت ایسے لوگوں کو چھوڑ گیا ہوگا جو یا اس مال کو اطاعت خدا میں صرف کریں گے یا معصیت خدا میں اگر انہوں نے اس کے ذریعے سے اطاعت خدا کی تو یہ اس نیکی کو دوسرے کے میزان اعمال میں دیکھے گا۔ چونکہ مال اس کا تھا اس کو زیادہ حسرت ہوگی اور اگر اس کے ذریعہ معصیت خدا کی گئی تو اس پر الزام عائد کیا جائے گا کہ تو نے اس مال سے اس کو قوت پہنچائی تب تو اس نے اس کے ذریعہ نافرمانی خدا کی۔

﴿۱۴۵﴾ منصور بن حازم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ خدا کے فرمان کے بارے میں وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ وہ عذاب جہنم سے نہ نکلے گا کیونکہ ان کا عذاب دائمی ہے تو فرمایا مراد اس سے علیؑ کے دشمن ہیں وہ ہمیشہ ابداً آبدین اس میں رہیں گے دھر اور دھرین رہیں گے۔

شیطان کے نقش پر نہ چلو

﴿۱۴۶﴾ علا بن رزین نے محمد بن مسلم سے کہا ابوجعفر باقرؑ یا ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا گیا اس عورت کے متعلق جس نے قسم کھائی تھی کہ میں نے اپنی بہن سے کلام کیا تو میں اپنا تمام مال ہدیہ کردوں گی اور اپنے تمام غلام آزاد کردوں گی۔ تو فرمایا کہ یہ کوئی شے نہیں ہے کیونکہ یہ قسم اور اس قسم کی دوسری قسمیں مِنْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ شیطان کے نقش قدم کے باب میں سے ہیں۔

﴿۱۴۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ایک عورت جو آل مختار سے تھی اس نے اپنی بہن سے یا قرابت دار سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتی ہوں کہ تم اے فلاں میرے ساتھ کھانا کھاؤ تو اس نے کہا نہیں۔ پھر اس نے دوسری عورت سے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے آپ کو کہا پھر تجھے بیت اللہ تک پیدل چلنا پڑے گا اور جو کچھ ہے وہ آزاد کرنا پڑے گا یا تو تم اسی مکان کی چھت کے نیچے میرے ساتھ کھانا کھاؤ تو اس نے پھر انکار کیا اس دوسری عورت نے اسی طرح کہا چونکہ اس مسئلہ کو عمر بن حنظلہ ابوجعفرؑ کے پاس لے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم ان دونوں سے جا کر کہہ دو کہ تم اکٹھے بیٹھ کر ایک چھت کے نیچے کھانا کھاؤ پیدل چل کر بیت اللہ تک جانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی غلام

کنیز آزاد کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی باتوں سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شیطان کے نقش قدم کے باب سے ہیں۔

﴿۱۴۸﴾ منصور بن حازم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا تو نے طارق کا واقعہ نہیں سنا۔ طارق مدینہ کا ایک بردہ فروش شخص تھا ایک دفعہ ابو جعفر باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں ہلاک ہو گیا میں نے طلاق عتق (غلام آزاد کرنے) اور نذر کی قسم کھائی اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا اے طارق یہ سب خطوات الشیطان شیطان کے نقش کے باب سے ہے۔

﴿۱۴۹﴾ عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنے لڑکے کو ذبح کروں گا۔ تو فرمایا من خطوات الشیطان یہ شیطان کے نقش قدم کے باب سے ہے۔

﴿۱۵۰﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سنا قول خدا کے بارے میں لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو فرمایا کہ ہر وہ قسم جو خدا کے غیر ہو وہ شیطان کے نقش قدم کے باب میں سے ہے۔

اضطرار میں حکم

﴿۱۵۱﴾ محمد بن اسماعیل نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ زیادتی کرنے والا ہو فرمایا اس سے مراد باغی ظالم ہے اور عادی غاصب ہے۔

﴿۱۵۲﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا اضطرار شراب خمر کو نہ پیئے اور نہ ہی آگے بڑھے مگر شر کی وجہ سے اور اگر شراب کا پینا اسے قتل کرے تو اس شراب میں سے ایک قطرہ بھی نہ پیئے۔

﴿۱۵۳﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے اس عورت یا مرد کے بارے میں پوچھا جو بصرہ سے آیا طبیب کے پاس اور طبیب اسے کہے کہ تیری آنکھوں میں پانی اترتا ہے تو ایک مہینہ یا چالیس راتوں تک مسلسل آرام کرو تو اس حالت میں لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے تو فرمایا خدا فرماتا ہے مَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکلنے والا ہو اور نہ زیادتی کرنے والا ہو۔

﴿۱۵۴﴾ حماد بن عثمان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا فمن اضطر غیر باغ ولا عاد پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا ہو اور نہ زیادتی کرنے والا فرمایا اس سے مراد باغی ہے اور باغی اسے کہتے ہیں جو امام مسلمین سے بغاوت کرے اور عادی سے مراد ڈاکو ہے۔

﴿۱۵۵﴾ ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ایک عورت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا اے امیر المومنین میں نے مجبوراً گناہ کیا ہے۔ مجھ پر اللہ کی حد لگاؤ تو اس نے رجم سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت امیر المومنین علیؑ پاس حاضر تھے فرمایا بھلے مانس آدمی پہلے اس

کی تحقیق تو کرو اس نے کیا کیا ہے اور کس وجہ سے کیا ہے۔ اب جو اس سے پوچھا تو اس عورت نے بیان کیا کہ میں ایک بیابان میں تھی اور وہاں مجھے بڑی سخت پیاس لگی۔ دور سے مجھے ایک خیمہ نظر آیا جیسے کیسے کر کے میں اس کے پاس پہنچی۔ وہاں ایک بدو ملا اس سے میں نے پانی مانگا۔ اس نے پانی پلانے سے انکار کیا سوائے اس صورت کے کہ میں بدکاری پر راضی ہو جاؤں۔ میں اس سے روگردان ہو کر بھاگی مگر پانی ملنے کی اور کوئی صورت نہ نکلی اور پیاس کی شدت سے یہ نوبت پہنچی کہ میری دونوں آنکھیں گڑ گئیں اور زبان میں لکنت پڑ گئی۔ اس حالت میں میں پھر اس کے پاس گئی اس نے مجھے پانی بھی پلایا اور مجھ سے اپنا منہ بھی کالا کیا تو امیر المومنینؑ نے فرمایا یہی فیصلہ اس آیت کا مصداق ہے۔ فمن اضطر باغ و لا عاد جو مجبور ہو نہ نافرمان ہو نہ حد سے گزرنے والا نہ باغیہ ہے نہ عادیہ ہے اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں۔ اس کو چھوڑ دیں۔ چنانچہ عمر نے چھوڑ دیا اور اپنی عام عادت کے مطابق کہا لو لا علی لهلک عمر اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

﴿۱۵۶﴾ عثمان بن حماد کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے فمن اضطر غیر باغ و عاد جو مجبور ہو نہ حد سے بڑھے نہ زیادتی کرنے والا فرمایا باغی سے شکاری ہے اور عادی سے مراد چور ہے ان دونوں کے لیے سفر میں نماز قصر نہیں ہوتی اور اسی طرح حالت مجبوری میں ان کے لیے حرام کھانے کی اجازت نہیں ہے اور جو چیزیں باقی لوگوں کے لیے مجبوری کی حالت میں حلال ہیں، ان کے لیے حرام ہیں۔

﴿۱۵۷﴾ ابن مسکان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ پس وہ آتش جہنم پر کیا ہی صبر کرنے والے ہیں۔ فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ کس طرح کام کو انجام دیتے رہتے ہیں کہ جس کے بارے میں انہیں یقین ہے کہ یہ انہیں آتش جہنم کی طرف لے جائے گا۔

دیت کا حکم

﴿۱۵۸﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى غلام کے بدلے غلام آزاد کے بدلے آزاد مادہ کے بدلے مادہ فرمایا آزاد شخص کو غلام کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے سخت (تازیانے) مارے جائیں گے اور اس عبد (غلام) کی دیت بھی وصول کی جائے گی اور اگر کسی مرد نے عورت کو قتل کیا اور مقتول کے وارث اسے قصاص کے طور پر قتل کرنا چاہیں تو انہیں اس مرد (قاتل) کے وارثوں کو آدھی دیت ادا کرنی پڑے گی۔

﴿۱۵۹﴾ محمد بن خالد برقی کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ اے ایمان والو قصاص تم پر واجب کیا گیا ہے کیا یہ جماعت مسلمین کے بارے میں ہے فرمایا یہ خاص مومنین کے واسطے ہے۔

﴿۱۶۰﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا قول خدا کے بارے میں فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ اَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ پھر جس کو اس کے بھائی کی طرف سے معاف کر دیا جائے تو نیکی کے ساتھ اتباع کرنا چاہیے اور اس کی ادائیگی احسان کے ساتھ ہو۔ تو فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص قصاص کا حق رکھتا ہے اگر وہ دیت لینے پر مصالحت کر لے تو اسے چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کو تنگی و زحمت میں نہ ڈالے اور جس شخص پر حق دیت ادا کرنا واجب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کی ادائیگی میں حتی الامکان کوتاہی و سستی نہ کرے بلکہ نیکی اور اچھے انداز کے ساتھ اس حق کو ادا کر دے۔

﴿۱۶۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں دونوں اماموںؑ میں سے کسی ایک نے قول خدا کے بارے میں فمن عفی له من اخیه شیء پھر جس کو اس کے بھائی کی طرف سے معاف کر دیا جائے اس سے مراد کیا ہے فرمایا کہ وہ شخص کہ جو دیت دینے کا حکم اللہ سے حق رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیکی کے ساتھ ادا کرے اور اس سے تنگ نہ ہو اور اگر اس پر اللہ کی طرف سے دیت واجب ہو گئی ہو تو اسے احسان اور نیکی کے ساتھ ادا کرے۔

﴿۱۶۲﴾ حلبی کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا اس قول خدا کے بارے میں فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پھر اس کے بعد جو زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ فرمایا اس سے وہ شخص مراد ہے جو دیت قبول کرے یا معاف کر دے یا مصالحت کرے اور پھر زیادتی کرتے ہوئے اس شخص کو قتل کر دے تو اس کے لیے خدا فرماتا ہے دردناک عذاب ہے اور دوسری روایت میں ہے جب وہ مصالحت کر چکا ہو اس کے باوجود اسے قتل کر دے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وصیت کا حکم

﴿۱۶۳﴾ عمار بن مروان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا قول خدا کے بارے میں اِنْ تَرَكَ خَيْرًا نِ الْوَصِيَّةُ اگر کوئی جاتے ہوئے کوئی مال چھوڑ جائے تو فرمایا کہ اللہ نے لوگوں کے اموال میں امام وقت کے لیے مقرر کیا ہے میں نے عرض کیا آیا اس کی کوئی حد ہے فرمایا ہاں اس کی حد معین ہے میں نے عرض کیا کتنی فرمایا کم از کم چھٹا ۱/۶ اور زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ ۱/۳ ہے۔

﴿۱۶۴﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا گیا کہ کیا وارث کے لیے وصیت کرنا جائز ہے تو فرمایا ہاں جائز ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اِنْ تَرَكَ خَيْرَا نِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ اگر چھوڑے کچھ مال تو اچھی وصیت کرے اپنے ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لیے۔

﴿۱۶۵﴾ محمد بن قیس کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا جو کوئی اپنی وصیت کرتا ہے غیر وارث کے چھوٹا ہو یا بڑا معروف طریقے سے غیر منکر ہے بے شک اس کی وصیت جائز ہے۔

﴿۱۶۶﴾ سکونی کہتے ہیں جعفر بن محمد صادقؑ نے اپنے اجداد سے روایت کیا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جو شخص مرتے وقت اپنے قریبیوں کے لیے وصیت نہ کرے جو اس سے میراث نہیں پاسکتے تو گویا اس کا خاتمہ معصیت پر ہو۔

﴿۱۶۷﴾ ابن مسکان کہتے ہیں ابوبصیر نے کہا کہ دونوں اماموں سے باقرؑ و صادقؑ سے قول خدا کے بارے پوچھا کُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْأَقْرَبِينَ جب تم سے کسی کو موت آجائے اگر وہ کچھ مال چھوڑے تو اپنے والدین اور رشتہ داروں کے لیے نیکی کے ساتھ وصیت کرے۔ فرمایا یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے اور اس کی ناسخ آیت فرائض وراثت میں یہ نازل ہوئی۔ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا ہو تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا یعنی یہ وصیت ہے۔

﴿۱۶۸﴾ سماعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں ان ترک خیران الوصیة للوالدین و الاقربین بالمعروف حق علی المتقین اگر وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو اپنے والدین اور رشتہ داروں کے لیے نیکی کے ساتھ وصیت کرے۔ متقیوں پر حق ہے۔ فرمایا اس میں جو چیز بھی ہوگی اس میں امام وقت کا حق مقرر ہے میں نے کہا کیا اس کی کوئی حد بھی ہے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اس کی کیا حد ہے فرمایا کم از کم اس کا تیسرا حصہ ہے۔

﴿۱۶۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں جو اپنا مال راہ خدا میں صرف کرنے کی وصیت کر گیا تھا فرمایا وہ جس کو دینے کے لیے جو وصیت کر گیا ہو وہ مال اسے دے دیا جائے خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی کیونکہ خدا فرماتا ہے فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا ہو تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا۔

﴿۱۷۰﴾ ابوسعید کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص وصیت کرتا ہے حجت کی پس اس میں اس کی وصیت بنے گی نام کے ساتھ فرمایا یہ قرض کی ادائیگی کی وصیت ہے اور یہ اس میں دلیل ہوگی جیسا کہ اس نے وصیت کی۔ جیسا کہ وصیت کے بارے میں خدا فرماتا ہے فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا ہو تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا ہے۔

﴿۱۷۱﴾ مثنی بن عبدالسلام کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب ان سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں کہ اس نے وصیت کی اس کی وصیت پس وفات پا گیا اس کو میرے قبضہ میں دینے سے پہلے اس کا کوئی ترکہ پیچھے نہیں ہے۔ فرمایا اس کے وارث کو اور والی کو طلب کیا جائے اور ان سے لیا جائے بے شک اللہ فرماتا ہے فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا ہو تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا ہے۔ میں نے عرض کیا بے شک ایک شخص

اہل فارس سے تھا وہ اسلام میں داخل ہوا اس کا نام نہیں معلوم اور اس کے ولی کو بھی نہیں جانتا فرمایا کوشش کرو اس کے ولی کی پس اگر نہ مل سکے تو اس کا علم اللہ کو ہے کہ اس نے کوشش کی تو یہ صدقہ دے دو۔

﴿۱۷۲﴾ محمد بن سوقہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا فمن بدله ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا ہو تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا ہے۔ فرمایا اس کی ناسخ بعد والی آیت ہے۔ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا پس جس کو وصیت کرنے والے سے طرف داری یا گناہ کا خوف ہو تو فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وصی کی وصیت کرنے والے کی بابت اس بات کا اندیشہ ہو کہ اس نے اپنی اولاد کے لیے جو وصیت کی ہے اس میں وہ ہرگز گناہگار نہ ہو گا۔

﴿۱۷۳﴾ یونس کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا فمن خاف من موص جنفا او اثما فاصلح بینهم فلا اثم علیه پس جس کو وصیت کرنے والے سے طرف داری یا گناہ کا خوف ہوا اور اس نے ان میں صلح کروادی تو اس پر کوئی گناہ نہیں فرمایا کہ جب اس نے وصیت میں غلطی کی ہو اور تیسرے حصہ سے زیادہ کی وصیت کی ہو۔

روزے کا حکم

﴿۱۷۴﴾ برقی کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامَ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں تو فرمایا اس سے خاص متقین مراد ہیں۔

﴿۱۷۵﴾ جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ اور یَاَ یُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامَ تم پر قتال فرض کیا گیا ہے اور اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں تو فرمایا اس سے مراد کل کی کل گمراہی اور منافقین ہیں اور تمام ظاہری چیز کا اقرار کرنا ہے۔

﴿۱۷۶﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ" طَعَامُ مِسْکِیْنٍ اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا اس پر ایک مسکین کا کھانا کھلانا بدلہ ہے۔ فرمایا اس سے مراد وہ بوڑھا شخص ہے جس کو بہت زیادہ پیاس لگی ہو۔

﴿۱۷۷﴾ سماعہ کہتے ہیں ابو بصیر نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا و علی الذین یطعفونه فدیة طعام مسکین اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا اس پر ایک مسکین کا کھانا کھلانا بدلہ ہے۔ فرمایا وہ بوڑھا شخص ہے جو اس کی طاقت نہیں رکھتا اور وہ مریض ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتا۔

﴿۱۷۸﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک ماہ رمضان سے دوسرے ماہ رمضان

تک بیمار رہا ہو اور اس عرصہ میں صحت یاب نہ ہوا ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو فرمایا کہ جس دن اس نے روزہ نہ رکھا ہو اس دن وہ ایک مد طعام صدقہ دے اور اگر اس کے پاس گندم نہ ہو تو خرما دے اور وہ خدا کا فرمان ہے **فدیہ طعام مسکین** اس مسکین کا کھانا بدلہ ہے اور اگر دوسرے ماہ رمضان تک تندرست ہو جائے تو اس کی قضا بجالائے اور اگر وہ تیسرے ماہ رمضان تک تندرست نہ ہو تو وہ ہر روز ایک مد کھانا صدقہ دے اور اگر ماہ رمضان کے درمیان اسے طاقت مل گئی ہو تو وہ اس کی قضا ادا کرے چاہے آخر رمضان ہو اس پر روزہ واجب ہے اور قضا روزوں کا صدقہ ہے اور یہ صدقہ تمام روزوں کا ہے۔

﴿۱۷۹﴾ علا نے محمد سے روایت کیا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا قول خدا کے سوال پر **علی الذین یطیقونہ فدیة طعام مسکین** جو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اس پر ایک مسکین کا کھانا کھلانا بدلہ ہے تو فرمایا اس سے وہ بوڑھا شخص مراد ہے جس کو زیادہ پیاس لگتی ہو۔

﴿۱۸۰﴾ رفاعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں **و علی الذین یطیقونہ فدیة طعام مسکین** اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اس پر ایک مسکین کا کھانا کھلانا بدلہ ہے تو فرمایا اس سے وہ عورت مراد ہے جو روزہ رکھے تو اسے اپنے بیٹے کی ہلاکت کا خوف ہو اور بہت زیادہ بوڑھا۔

﴿۱۸۱﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بوڑھا شخص اور وہ شخص جسے پیاس بہت زیادہ لگتی ہو اگر وہ ماہ رمضان کا روزہ افطار کر دیں تو کوئی حرج نہیں اور ان میں سے ہر شخص ہر دن کے بدلے میں ایک مد کھانا صدقہ دے اور ان پر اس کی قضا واجب نہیں ہے اور اگر طاقت نہ رکھتے ہوں تو پھر ان پر کچھ نہیں ہے۔

﴿۱۸۲﴾ حرث نصری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے آخر شعبان میں فرمایا بے شک وہ ماہ مبارک ہے۔ **اَلَّذِیْ اُنْزِلَتْ فِیْهِ الْقُرْآن** جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے اور اسے بنایا گیا ہے **هُدًی لِلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ** یہ کل لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں کھلی دلیلیں ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کرنے والا ہے بے شک وہ آ گیا ہے اور اس میں ہم لوگوں کو سلامت رکھ اپنی طرف سے آسانی اور عافیت کے ساتھ۔

﴿۱۸۳﴾ عبدوس عطا کہتے ہیں ابو بصیر نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب رمضان آ جائے تو کہو اے میرے اللہ رمضان آ گیا ہے اور بے شک اس میں تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں اور اس میں نازل ہوا قرآن جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور کھلی دلیلیں ہیں اور اس میں ہدایت ہے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والا ہے۔ اے میرے اللہ تو اس میں اعانت عطا کر اور ہماری طرف سے اس کو قبول فرما اور ہم لوگوں کو سلامت رکھ اور ہم لوگوں کی طرف سے سلامت رکھ اپنی طرف سے آسانی دے اور عافیت میں رکھ بے شک تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

﴿۱۸۴﴾ ابراہیم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں پوچھا **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ** اس ماہ

رمضان میں قرآن نازل ہوا کیسے اس میں قرآن نازل ہوا اور بے شک قرآن نازل ہوا بیس سال کے طویل عرصہ میں اوّل سے آخر تک تو فرمایا قرآن نازل ہوا جملہ ایک ہی دفعہ ماہ رمضان میں بیت المعمور پر اور نازل ہوا بیت معمور سے بیس سال کے طویل عرصہ میں پھر فرمایا نبی اکرمؐ نے فرمایا صحف ابراہیم نازل ہوئے ماہ رمضان کی پہلی رات میں اور نازل ہوئی تورات چھ شہر رمضان میں اور انجیل نازل ہوئی تیسری رمضان کی رات اور زبور نازل ہوئی سترہ رمضان کو اور قرآن نازل ہوا چوبیس رمضان کو۔

﴿۱۸۵﴾ ابن سنان نے ذکر کیا کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا القرآن والفرقان قرآن اور فرقان کے بارے میں کیا وہ تمام چیزیں ہے جو ایک شے ہے تو فرمایا قرآن تمام مکمل کتاب ہے اور فرقان محکم ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

﴿۱۸۶﴾ صباح بن سیابہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ کے پاس موجود تھا کہ بے شک ابن ابویعفور نے کہا میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں چند مسائل کے بارے میں تو فرمایا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا جب ماہ رمضان آ جائے میں گھر میں ہوتا ہوں اور سفر پر چلا جاتا ہوں جب رمضان آ جاتا ہے تو میں سفر کا ارادہ کر لیتا ہوں اس کا حکم کیا ہے فرمایا خدا فرماتا ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ تم میں سے جو شخص اس مہینے میں اپنی جگہ پر ہو تو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے جب اس پر ماہ رمضان داخل ہو جائے اس کے لیے یہ سفر جائز نہیں ہے مگر حج یا عمرہ یا طلب مال میں اور اسے خوف ہو اس کے تلف ہو جانے کا۔

﴿۱۸۷﴾ زارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں فمن شهد منكم الشهر فليصمه تم میں سے جو شخص اس مہینے میں اپنی جگہ پر ہو تو اسے چاہیے روزہ رکھے فرمایا جو اس کے درمیان موجود ہے اس کی عقل کے مطابق جو ماہ رمضان میں موجود ہو تو وہ اس کا روزہ رکھے اور جو مسافر ہو وہ افطار کرے۔

﴿۱۸۸﴾ اور فرمایا ابوعبداللہ صادقؑ نے فلیصمه فرمایا روزہ میں کوئی بات نہ کرے مگر جو کرے وہ بہتر ہو۔

﴿۱۸۹﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا گیا مرض کی حد کیا ہے کہ اس میں وہ شخص روزہ افطار کرتا ہے جیسا کہ سفر میں ہے قول خدا ہے وَ مَنْ كَانَ مَرِيضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ پس تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو فرمایا وہ شخص ہی اپنے متعلق بہتر جانتا ہے۔ وہ اس پر ہے کہ اگر وہ اپنے اندر کمزوری پائے تو روزہ نہ رکھے اور اگر اپنے اندر قوت دیکھے تو روزہ رکھے اور مریض کے لیے بھی اسی طرح حکم ہے۔

﴿۱۹۰﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا رسولؐ خدا نے سفر میں نہ تو سنتی روزے رکھے اور فرض روزے رکھے اور جو یہ کہتے ہیں وہ رسولؐ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ یہ آیت رسولؐ خدا پر جب نازل ہوئی تو اس وقت آپؐ مقام کراع غمیم میں تھے۔ (یہ مقام حجاز میں مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے) نماز فجر کے قریب پس رسولؐ خدا نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور پیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ تم بھی افطار کر دو تو کچھ لوگوں نے کہا اب تو سورج نکلنے والا ہے اور اگر ہم روزہ رکھ لیں تو حرج ہی کیا ہے تو رسولؐ خدا نے ان لوگوں کا

نام عصاۃ (نافرمان) رکھا اور وہ لوگ اسی نام سے پکارے جاتے رہے یہاں تک کہ رسولؐ خدا وفات پا گئے۔

﴿۱۹۱﴾ ثمالی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا۔ فرمایا یسر آسانی سے مراد علیؑ ہیں اور فلاں اور فلاں عسر تنگی میں ہیں جو بھی اولاد آدمؑ سے ولایت علیؑ میں داخل ہوا فلاں اور فلاں۔

﴿۱۹۲﴾ زہری کہتے ہیں علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا سفر کے روزے اور مریض کے روزے میں بے شک عامہ نے اختلاف کیا یہ اس قوم کا روزہ ہے فرمایا ان کا روزہ نہیں ہے اور قوم نے کہا اس کی بنیاد صام ہے۔ اس کی بنیاد افطار پر ہے پھر ہم کہتے ہیں ان دونوں حالتوں میں چاہے وہ روزہ سفر کا ہو یا حالت مرض کا ہو تو اس کی قضا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے فمن كان منكم مريضاً او سفر فعده من ايام اخر يريد الله بكم اليسر و لا يريد بكم العسر اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس پر دوسرے دنوں کی گنتی ہے اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا۔

﴿۱۹۳﴾ سعید نقاش کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بے فطر میں تکبیر ہے اور لیکن مسنون ہے نماز مغرب میں فطر کی تکبیر کہے اور پھر فجر کے وقت اور نماز کے لیے اور اللہ فرماتا ہے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ اور چاہیے کہ گنتی پوری کرو اور اللہ کی بزرگی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی ہے۔ اور وہ تکبیر یہ ہے کہ کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد فرمایا دوسری روایت ابو عمرو میں ہے کہ تکبیر آخر میں چار دفعہ ہے۔

﴿۱۹۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ایک شخص نے ابوعبداللہ صادقؑ سے کہا میں آپ پر قربان ہمارے نزدیک تو یہی ہے کہ حضورؐ انتیس روزے رکھتے تھے اور اکثر روزے تیس دن کا حق رکھتے ہیں فرمایا کہ جو اللہ نے خلق کیے ہیں وہ یہی حرف ہیں نبی کا روزہ تیس دن کا ہوتا تھا کہ اللہ فرماتا ہے ولتكملو العدة کہ اس کو کامل کرو۔ کیا رسولؐ خدا نقص کرنے والے تھے۔

﴿۱۹۵﴾ سعید کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک فطر میں تکبیریں ہیں۔ میں نے کہا کیا یوم نحر کی تکبیریں ہیں فرمایا اس میں تکبیر ہے اور لیکن مسنون ہے۔ مغرب وعشاء و فجر وظہر وعصر کے وقت اور نماز عید کی رکعتوں میں۔

﴿۱۹۶﴾ ابن ابی یعفور کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ پس انہیں چاہیے کہ وہ احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ فرمایا کہ وہ جانتے ہیں کہ میں انہیں کچھ دینے پر قادر ہوں جس کا وہ مجھ سے سوال کریں۔

﴿۱۹۷﴾ سماعہ کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے میں پوچھا اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ " الى فَكُلُوْ وَ اشْرَبُوْ روزوں کی رات کو تمہارے لیے اپنی ازواج سے نزدیکی کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لباس ہیں

اورتم اس کے لباس ہوالی اور کھاؤ پیو۔ فرمایا یہ خوات بن جبیر کے بارے میں نازل ہوا کہ وہ رسولؐ خدا کے ساتھ خندق میں تھے اور وہ روزہ کی حالت میں تھا اور وہ بوڑھا تھا۔ ان آیات کے نازل ہونے سے پہلے جب کوئی سوجاتا تھا تو اس پر کھانا حرام ہو جاتا تھا۔ خوات نے اپنی اہلیہ سے کھانا طلب کیا جس وقت کہ وہ تھکا ہوا تھا جب کھانا آیا تو اس سے کہا کہ میں کچھ سو چکا ہوں اور مجھ پر کھانا حرام ہو گیا ہے اور تھکاوٹ کی وجہ سے سو گیا تھا۔ کیا ایسا ہوا ہے ہاں پس اس کے بعد دوسرے دن وہ خندق کی کھدائی کے کام سے چلا گیا تو کام کرتے ہوئے وہ بے ہوش ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے صحابہ کو بھی واقعات پیش آئے رسولؐ نے یہ دیکھ کر پوچھا انہوں نے حالات بیان کیے اور معذرت چاہی تو اس وقت آیات نازل ہوئیں۔ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ هُنَّ لِبَاس " الی فَکُلُوْ وَ اشْرَبُوْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطِ الْابیض مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدَ مِنَ الْفَجْرَ روزوں کی رات کو تمہارے لیے اپنی ازواج سے نزدیکی کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لباس ہیں کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے سفید تاگا فجر کے سیاہ تاگے سے ظاہر ہو جائے۔

(بعض تفاسیر میں خوات کی جگہ مطعم ہے)

﴿۱۹۸﴾ سعدہ نے بعض اصحاب سے روایت کی کہ ایک شخص نے سحر کے بارے میں پوچھا اور وہ فجر کا شک ہے۔ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں و کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من فجر کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے سفید تاگا فجر کے سیاہ تاگے سے ظاہر ہو جائے یہی سحر ہے جس کا شروع میں ذکر ہوا ہے۔

﴿۱۹۹﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا دو آدمیوں نے شہر رمضان کے متعلق ان دونوں نے کہا یہ فجر ہے اور کہا آخر کس چیز سے پہچانیں فرمایا اس وقت تک کھالو جب تک یقین فجر ہو جائے اور بے شک اس وقت تک کھانا حرام ہے جو تم نے خیال کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے و کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم من الاخیط الابیض من الاسود من الفجر ثم اتمو الصیام الی الیل کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے سفید تاگا فجر کے سیاہ تاگے سے ظاہر ہو جائے پھر تمام کرو روزے کو رات تک۔

افطاری کا وقت

﴿۲۰۰﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کہ لوگ ماہ رمضان میں روزہ تمام کرتے ہیں جب سرخی ظاہر ہوتی ہے ان کے خیال میں مغرب شمس ہے بے شک اس کو رات سمجھ کر افطار کرتے ہیں یا بعض افطار کرتے ہیں پھر بے شک سرخی آسمان کی طرف ہوتی ہے جبکہ شمس غروب نہیں ہوتا فرمایا ان پر اس افطار کی قضا ہے یہ دن ہے بے شک خدا فرماتا ہے و اتمو الصیام الی الیل اور تمام کرو روزے کو رات تک پس جو اس سے پہلے کھائے رات کے داخل ہونے سے اس کے اس فعل کی اس پر قضا ہے اور اس نے یہ کھایا جان بوجھ کر۔

﴿۲۰۱﴾ قاسم بن سلیمان نے جراح سے روایت کیا کہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں و اتمو الصیام الی الیل اور

تمام کرو روزہ رات تک یعنی ماہ رمضان کو جو چاند دیکھے شوال کا نہار کے وقت پس اسے روزہ تمام کرنا چاہیے۔

﴿۲۰۲﴾ سماعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس پر اس روزے کے افطار کرنے کی قضا ہے۔ خدا فرماتا ہے اتمو الصیام الی الیل تمام کرو روزے کو رات تک فرمایا جو کوئی رات آنے سے پہلے کھالے گا تو اس پر اس کی قضا ہے اس نے یہ جان بوجھ کر کھایا ہے۔

﴿۲۰۳﴾ عبید اللہ حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا خیط الابیض من الخیط الاسود سفید تاگا سیاہ تاگے میں سے تو فرمایا سفیدی دن کی سیاہی رات کی ہے۔

ناحق مال نہ کھاؤ

﴿۲۰۴﴾ زیاد بن عیسیٰ (عبداللہ رخ ل) کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اور تم اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔ قریش جوا بازی کرتے اور اپنی دولت خرچ کرتے اور عورتوں تک شامل کر جاتے تھے تو اللہ نے انہیں اس سے منع کیا۔

﴿۲۰۵﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے کہا قول خدا کے بارے میں ولا تاکلو اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بھا الی احکام اور نہ کھاؤ اپنے مالوں کو اپنے درمیان باطل کے ساتھ اور نہ لے جاؤ ان کو احکام کی طرف۔ فرمایا اے ابو بصیر بے شک اللہ کو علم تھا کہ اس امت میں حکام جور ہوں گے پس اس سے مراد حکام عدل نہیں ہیں اور لیکن اس سے مراد حکام جور ہیں۔ اے ابو محمد اگر تیرا کسی شخص پر کچھ حق ہو اور تو اس کو حکام عدل کے فیصلہ کی طرف دعوت دے اور وہ تجھے حکام جور کی طرف جانے کے لیے مجبور کریں تو البتہ وہ طاغوت کے فیصلے کو ماننے والا ہے۔

﴿۲۰۶﴾ حسن بن علی کہتے ہیں میں نے پڑھا کتاب ابو اسد میں جو ابوالحسنؑ ثانی کی طرف خط لکھا گیا اور اس کا جواب طلب کیا کہ تفسیر قول خدا و لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلو بھا الی الحکام اور نہ کھاؤ اپنے مالوں کو اپنے درمیان باطل کے ساتھ اور نہ لے جاؤ ان کو حکام کی طرف۔ فرمایا اس کے جواب میں لکھا حکام قضاۃ ہیں پھر اس کے تحت میں لکھا وہ اس مرد کو جانتے ہیں کہ وہ ظالم ہے گناہ گار ہے وہ غیر معذور اس حکم کو اخذ کرنے میں ہے اس میں جبکہ اس کے بارے علم ہے وہ ظالم ہے۔

﴿۲۰۷﴾ سماعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے کہا کہ ہم میں ایک ایسا شخص بھی ہے کہ اس کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ آسائش سے زندگی بسر کر سکے اور اس پر قرض بھی ہوتا ہے تو آیا جائز ہے کہ وہ اپنے بال بچوں کا خرچ اٹھاتا رہے اور ادائے قرض کے لیے اس کا انتظار کرے کہ جب خدا اسے اور زیادہ دے گا تو اس وقت قرض ادا کردے اور پھر اگر تنگی ہو جائے اور کام نہ چلے تو اس قرض پر اور قرض لے لے یا صدقات قبول کرلے تو فرمایا جو کچھ اس کے پاس موجود ہے اس سے پہلے قرض ادا کرے اور جس حالت میں ادا کر سکتا ہے

لوگوں کا مال نہ کھائے خدا فرماتا ہے لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اور تم آپس میں اپنے مال حق ناحق نہ کھاؤ۔

﴿۲۰۸﴾ زید ابو اسامہ کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے الاھلۃ کے بارے سوال کیا فرمایا وہ مہینہ پس جب تم اس کا ہلال (چاند) دیکھو تو روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر ہی افطار کرو۔ میں نے کہا کیا اسے دیکھیں وہ مہینہ انتیس کا ہے اس دن سے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تین عادل گواہی دیں اور بے شک وہ گواہی دیں کہ ہم نے اس دن سے قبل اس کو دیکھا ہے۔

﴿۲۰۹﴾ زیاد بن منذر کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جب لوگ روزہ رکھیں تو روزہ رکھو اور جب لوگ افطار کریں تو افطار کرو۔ اللہ فرماتا ہے فَاِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْاَھِلَّۃَ مَوَاقِیْتَ بے شک وہ اللہ نے پہلی رات کا چاند معین کیا ہے۔

گھروں میں دروازے سے آؤ

﴿۲۱۰﴾ سعد کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَ لٰکِنَّ مَنِ اتَّقٰی وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا اور یہ نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں پیچھے سے آؤ اور نیکی اس کی ہے جو پرہیزگاری کرے اور گھروں میں اس کے دروازوں سے آؤ فرمایا آل محمد اللہ کے ابواب ہیں اور اس کی سبیل ہیں اور جنت کی طرف جلانے والے ہیں اور ان کے قائد ہیں قیامت کے دن تک۔

﴿۲۱۱﴾ جابر بن یزید کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا لیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا اور یہ نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں پیچھے سے آؤ فرمایا یعنی کسی بھی حکم کے لیے جو امور سے متعلق ہو تو سامنے سے آؤ۔

﴿۲۱۲﴾ فرمایا روی سعید بن منخل کی حدیث میں ہے کہ فرمایا البیوت آئمہ ہیں اور ابواب سے مراد یہ اس کے دروازے ہیں۔

﴿۲۱۳﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا واتو البیوت من ابوابھا تم گھروں میں دروازوں میں سے آؤ فرمایا تم اپنے امور و معاملات کے لیے سامنے سے آؤ۔

﴿۲۱۴﴾ حسن بن بیاع ہروی کہتے ہیں دونوں میں سے ایک امامؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں لَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ تو ظالموں کے سوا کسی اور پر زیادتی نہ ہوگی فرمایا مگر یہ کہ وہ ذریت حسینؑ کو قتل کرنے والے ہیں۔

﴿۲۱۵﴾ علا بن فضیل کہتے ہیں کہ سوال کیا مشرکین کے بارے میں کہ مشرکین سے جنگ کی مسلمان پہل کر سکتے ہیں حرمت کے مہینے میں تو فرمایا جب مشرکین ابتدا کرتے ہیں تو تم بھی اسے حلال سمجھو اور مسلمانوں کی رائے ہے اور وہ اس سے ظاہر ہے ان پر اس میں جنگ کر سکتے ہیں۔

خدا فرماتا ہے اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ بِالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ " حرمت والے مہینے حرمت والے کا بدلہ ہیں

اور حرمتیں ایک دوسرے کا بدلہ ہیں۔

خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو

﴿۲۱۶﴾ ابراہیم کہتے ہیں روایت میں ہے کہ دونوں میں سے ایک امامؑ نے فرمایا جب ان سے کہا گیا فلا عدوان الا علی الظالمین تو ظالموں کے سوا کسی سے زیادتی نہ ہوگی فرمایا کسی پر بھی تعدی نہیں ہوگی مگر ان پر کہ جنہوں نے امام حسینؑ کی نسل کو قتل کیا۔

﴿۲۱۷﴾ حماد لحام کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنا سارا مال اپنے ہاتھوں راہ خدا میں صرف کر دے تو گویا اس نے یہ اچھا کام نہیں کیا خدا فرماتا ہے وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اپنے ہاتھوں اور احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انفاق و خرچ میں حد اعتدال اور میانہ روی پر قائم رہو۔

﴿۲۱۸﴾ حذیفہ کہتے ہیں وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو فرمایا اس میں تقیہ ہے۔

حج اور عمرہ

﴿۲۱۹﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک عمرہ واجب ہے حج کی مثل ہے بے شک خدا فرماتا وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ مکمل کر حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے یہ کیا ہے فرمایا واجب ہے حج کی طرح اور بے شک تمتع اس کے اجزاء ہیں اور عمرہ حج کے مہینے میں صحیح ہے۔

﴿۲۲۰﴾ زرارہ کہتے ہیں صادقؑ ابوعبداللہ نے قول خدا کے بارے و اتمو الحج و العمرة لله اور مکمل کرو حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے فرمایا ان دونوں کو مکمل کرنا ہے ان سے بچنا ہے جن سے محرم بچتا ہے۔

﴿۲۲۱﴾ ابوعبیدہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و اتمو الحج و العمرة لله مکمل کرو حج اور عمرہ کو اللہ کے راستے میں فرمایا حج کے جملہ مناسک ہیں اور عمرہ مکہ میں جائز نہیں ہے۔

﴿۲۲۲﴾ یعقوب بن شعیب کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے و اتمو الحج و العمرة لله مکمل کرو حج اور عمرہ کو اللہ کے راستے میں میں نے کہا اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب بندہ تمتع عمرہ کے ساتھ کرے مکان حج کے ساتھ یہ عمرہ مفردہ ہے فرمایا ہاں یہی حکم رسولؐ خدا ہے۔

﴿۲۲۳﴾ معویہ بن عمار دھنی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک عمرہ واجب ہے خلق پر حج کی طرح خدا فرماتا ہے و اتمو الحج و العمرة لله مکمل کرو حج اور عمرہ کو خدا کے لیے اور بے شک یہ نازل ہوا ہے مدینہ میں اور افضل عمرہ رجب کا عمرہ ہے۔

﴿۲۲۴﴾ ابان کہتے ہیں فضل بن ابوالعباس نے قول خدا کے بارے میں و اتمو الحج و العمرة للّٰہ مکمل کرو حج اور عمرہ کو خدا کے لیے فرمایا یہ دونوں فرض ہیں۔

﴿۲۲۵﴾ زرارہ اور حمران ومحمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ اور ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب ان سے سوال کیا ان کے بارے خدا کا قول ہے و اتمو الحج و العمرة للّٰہ مکمل کرو حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے دونوں نے فرمایا تمام کرنا حج اور عمرہ کا ہے اور رفث سے مراد مباشرت ہے اور فسوق سے جھوٹ بولنا گالیاں بکنا اور جدال سے کسی کی بات کرنا بے فائدہ قسمیں کھانا یہ سب ان پر حرام ہیں۔

﴿۲۲۶﴾ عبداللہ فرقد کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا ھدی اونٹ گائے اور دنبہ ہے اس وقت واجب نہیں ہے جب تک مل نہ جائے جب مل جائے تو واجب ہے اور خدا فرماتا ہے وَ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ اور جو بھی میسر آ جائے وہی ھدی ہے بکری وغیرہ۔

﴿۲۲۷﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ پھر اگر تم گھیرے جاؤ جو میسر آ جائے اس کی قربانی کرو وہ جزیہ بکری اور بڑے جانور اور گائے وہ افضل ہیں۔

﴿۲۲۸﴾ زید ابواسامہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کے ساتھ ہدی بھیجی اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ فلاں دن اس ہدی کو قلاوہ ڈالیں اور احرام باندھیں تو فرمایا وہ اپنے اوپر حرام کریں ہر اس چیز کو جو محرم پر حرام ہوتی ہیں اور جب تک ہدی اپنے مقام پر نہیں پہنچ جاتی وہ احرام میں رہیں میں نے عرض کیا کہ اگر وہ اس کے خلاف کریں اور چلنے میں تاخیر کریں (دیر کریں) تو کیا وعدہ کے دن نہ پہنچنے کے دن کا ان پر کوئی کفارہ ہوگا تو فرمایا نہیں۔

﴿۲۲۹﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا رسولؐ خدا حج حجۃ الوداع کے لیے نکلے تو اس وقت ذی القعدہ کے چار دن باقی تھے یہاں تک کہ مقام شجرہ پر پہنچے تو وہاں نماز ادا کی پھر اپنی سواری کھینچ کر بمقام بیدا پہنچے وہاں احرام باندھا اور حج کے لیے تلبیہ کہا اور سو اونٹنیاں اپنے ساتھ ہانکیں اور سب لوگوں نے وہاں سے احرام باندھا حج کا جن کو نہ عمرہ کا کوئی علم تھا اور نہ ہی اس کی نیت کی تھی اور متعہ کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ رسولؐ خدا مکہ پہنچے تو آپؐ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور لوگوں نے بھی طواف کیا پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کی اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر فرمایا میں اس سے ابتدا کرتا ہوں جس سے خدا نے ابتدا کی۔ پھر آپؐ صفا پر پہنچے وہاں سے ابتدا کر کے صفا و مروہ کے سات چکر لگائے پس جب مروہ پر ساتواں چکر ختم کیا تو اصحاب کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے عمرہ (تمتع) قرار دے کر محلل ہو جائیں اور یہ (عمرہ) وہ چیز ہے جس کا خدا نے حکم دیا ہے۔ پس سب لوگ محل ہو گئے۔ (بیدا املسا کی زمین کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے اور وہ مکہ کے زیادہ نزدیک ہے۔)

﴿۲۳۰﴾ اور فرمایا کہ رسولؐ خدا اگر میں اپنے معاملہ کو پہلے سے اس طرح جانتا جس طرح بعد میں جانتا ہوں تو پھر اس طرح کرتا

جس طرح تمام لوگوں نے کیا ہے مگر چونکہ میں قربانی ہمراہ لایا ہوں اور خدا فرماتا ہے وَ لَا تَحْلِقُوْا رُؤُسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ اور تم اپنے سروں کو نہ منڈواؤ یہاں تک کہ پہنچ جاؤ اس کے اترنے کی جگہ سراقہ بن مالک جثم کنانی نے کہا یا رسولؐ اللہ آج تو آپ نے ہمیں دین کے احکام اس طرح سکھلائے جیسے ہم آج ہی شکم مادر سے پیدا ہوئے یہ بتائیں اس چیز کا حکم صرف اسی سال کے لیے یا ہر سال کے لیے ہے فرمایا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

﴿۲۳۱﴾ حریز کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو فرمایا ایک دفعہ رسولؐ خدا کعب بن عجرہ کے پاس سے ہو کر گزرے وہ حالت احرام میں تھے آپؐ نے اسے دیکھا جوؤں نے ان کی بھوؤں اور ان کی آنکھ کی پلکوں کو کھالیا ہے تو فرمایا اس کا سر مونڈ دیا جائے اور اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے میں نے عرض کیا اگرچہ اس سے اسے سخت اذیت ہی کیوں نہ ہو فرمایا ہاں۔ اللہ نے یہ آیتیں نازل کی ہیں فمن کان منکم مریضا او به اذی من راسه ففدیه من صیام او صدقه او نسک پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو وہ روزوں سے فدیہ دے یا خیرات کرے یا قربانی دے رسولؐ اللہ نے حکم دیا بے شک کوئی ضرورت کے تحت سر منڈوائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور یا قربانی کرے جو کم از کم ایک بکری ہو۔

﴿۲۳۲﴾ فرمایا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کل شی فی القرآن ہر شے قرآن میں ہے یا اس کا صاحب جو پسند کرے وہ جو چاہے اختیار کرسکتا ہے اور ہر شے قرآن میں ہے پس اگر وہ اس فعل کو انجام نہیں دینا چاہتا تو اس کے لیے ہے۔

قربانی

﴿۲۳۳﴾ ابوبصیر کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک تمتع عمرہ کے بعد حج کرنے والا جو بھی ہو استطاعت رکھتا ہو اس پر قربانی ہے۔ فما استیسر من الهدی جو اس کی استطاعت رکھتا ہو قربانی دے پھر اسے خریدے اور پھر گائے اور پھر بکری ہے اگر اس پر قدرت نہ رکھتا ہو تو روزہ رکھے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔

﴿۲۳۴﴾ ابوبصیر نے ذکر کیا کہ امامؑ نے فرمایا رسولؐ خدا پر متعہ نازل ہوا اور جب آپ مروہ کی سعی سے فارغ ہوئے اس کے بعد نازل ہوا۔

﴿۲۳۵﴾ معویہ بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ پس جو کوئی عمرہ کو آئے پھر عمرہ پڑھنے کے بعد اسی سال حج پڑھے تو اس پر قربانی لازم ہے فرمایا لیکن مینڈھا موٹا تازہ ہو پس اگر وہ نہ مل سکے تو دبلی گائے سے ہو اور مینڈھا افضل ہے پس اگر یہ نہ مل سکے تو جذع (چھوٹا بچہ) جو بھیڑ کا ہو اور اگر نہ مل سکے تو اسے قربانی جو میسر آ جائے بکری ہو۔

﴿۲۳۶﴾ عبدالرحمٰن بن حجاج کہتے ہیں میں نے نماز ادا کی اور ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ قاعدے کے مطابق آگے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہا عباد بصری آئے انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے اور کہا اے ابوالحسنؑ آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے تمتع کیا ہو اور اس کے پاس قربانی نہ ہو فرمایا ان ایام کے روزے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہا یہ جن کا حکم دیا گیا ہے ان کا نام کیا ہے عباد نے کہا اور یہ کون سے ایام ہیں فرمایا ترویہ سے پہلے اور یوم ترویہ اور یوم عرفہ ہیں عرض کیا مگر یہ رہ جائیں تو کیا کریں فرمایا کوچ کرنے کے دن روزہ رکھے اور دو دن بعد کے عرض کیا کیا اس طرح جیسا کہ عبداللہ بن حسن نے کہا ہے۔ یہ کیا شے ہے فرمایا روزہ ایام تشریق کا ہے بے شک جعفرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے حکم دیا بلال کو کہ منادی کردو کہ بے شک ان دنوں میں کھاؤ اور پیو اور اس میں روزہ نہ رکھے کوئی ایک بھی عرض کیا اے ابوالحسنؑ خدا فرماتا ہے فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ پس تین دن کے روزے رکھو حج کے ایام میں اور سات روزے رکھے جب واپس آئے فرمایا جعفرؑ نے فرمایا تھا ذی القعدہ اور ذوالحجہ یہ دونوں مہینے حج کے ہیں۔

﴿۲۳۷﴾ منصور بن حازم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب تمتع عمرہ کے بعد حج کرے اور اس کے پاس قربانی نہ ہو تو روزہ رکھے یوم ترویہ سے پہلے اور یوم ترویہ میں اور یوم عرفہ میں پس اگر ان دنوں میں روزہ نہ رکھے تو مکہ میں اسی طریقے سے جلدی سے روزے رکھے اور اگر مکہ میں قیام کرے اس قدر کہ جس قدر وہ واپس اپنے گھر پہنچ سکتا ہے تو اس کے بعد وہ سات دنوں کے روزے رکھے۔

﴿۲۳۸﴾ ربعی بن عبداللہ بن جارود کہتے ہیں ابوالحسنؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں **فصیام ثلثة ایام فی الحج** پس تین روزے رکھے حج میں فرمایا ترویہ سے پہلے کا روزہ اور یوم ترویہ کا روزہ اور یوم عرفہ کا روزہ پس جو اس میں ہیں یہ ہیں پس قضا اس میں بقیہ ذی الحجہ ہے جیسا کہ بے شک خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے **الحج اشهر معلومات** حج کے مہینے معلوم ہیں۔

﴿۲۳۹﴾ معویہ بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں **فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ** پس تین روزے رکھے حج کے ایام میں اور واپس آکر سات روزے رکھے۔ فرمایا جب اپنے اہل کے پاس واپس آئے۔

﴿۲۴۰﴾ حفص بن بختری کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا اس میں نہیں ہیں تین دن کے روزے ذی الحجہ میں جب تک چاند نظر نہ آجائے فرمایا اس پر قربانی ہے بے شک اللہ فرماتا ہے **فصیام ثلثة ایام فی الحج** تین روزے رکھے حج کے دنوں میں ذی الحجہ میں ابن ابوعمیر نے کہا ان دنوں میں سات روزے رکھنے ساقط ہیں۔

﴿۲۴۱﴾ علی بن جعفر نے کہا کہ میرے بھائی نے کہا موسیٰؑ بن جعفرؑ سے سوال کیا کہ میں نے پوچھا ان روزوں کے بارے میں **ثلاثة الایام فی الحج** حج کے دنوں میں تین روزے رکھو اور سات کیا اس کے وارث پر ہیں یا اس دنوں میں فرق ہے فرمایا روزے تین ہیں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور اکٹھا کرنا نہیں ہے سات اور تین کا سب لوگوں کے لیے۔

﴿۲۴۲﴾ علی بن جعفر کہتے ہیں میرے بھائی نے کہا کہ ابوالحسنؑ سے سوال کیا فی صیام ثلثة ایام فی الحج حج کے دنوں میں تین روزے رکھو اور سات روزے کیا یہ متوالی کے لیے ہیں یا دوسرے متفرق لوگوں کے لیے۔ فرمایا روزے تین ہیں اور سات ہیں اور اس میں کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نہ ہی سات جمع ہیں اور نہ ہی تین لوگوں کے لیے۔

﴿۲۴۳﴾ عبدالرحمٰن بن محمد بن عزرمی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اپنے آباء سے انہوں نے حضرت علیؑ سے روایت کیا فی صیام ثلثة ایام فی الحج حج کے دنوں میں تین روزے رکھو فرمایا ترویہ سے پہلے دن کا روزہ اور یوم ترویہ کا روزہ اور یوم عرفہ کا روزہ ہے اور اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے تو جانے کی رات سحری کھالے۔

﴿۲۴۴﴾ غیاث بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ علیؑ نے فرمایا صیام ثلثة ایام فی الحج حج کے دنوں میں تین روزے رکھو ترویہ کے دن سے پہلے دن کا روزہ اور یوم ترویہ کا اور یوم عرفہ کا روزہ اور اگر یہ وقت گزر جائے تو جانے کی رات سحری کھالے پس تین دن کے روزے رکھے اور سات جب وہ واپس آئے۔

﴿۲۴۵﴾ اور فرمایا کہ علیؑ نے فرمایا جب ایک شخص روزہ رکھنے سے پہلے مر جائے اس کے روزے نہیں ہیں کوچ کرنے کی رات والے۔

﴿۲۴۶﴾ ابراہیم بن ابویحییٰ نے کہا ابوعبداللہ صادقؑ نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا کہ علیؑ نے فرمایا تمتع کے روزے ترویہ کے دن سے پہلے دن کا روزہ اور یوم ترویہ کا اور یوم عرفہ کا روزہ اگر اسے پائے تو یہ تین روزے حج کے دنوں میں ہیں اور اس میں قربانی روزے دار کے لیے نہیں جب ایام تشریق کا اس سے موقع گزر جائے پس وہ اس کی رات سحری کرلے پھر صبح کو رکھ لے اور دو دن بعد بھی۔

﴿۲۴۷﴾ حریز کہتے ہیں زرارہ نے کہا کہ ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں ذَٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہ اس کے لیے ہے جس کے اہل وعیال مسجد حرام میں نہ ہوں وہ اہل مکہ ہیں ان کے لیے تمتع نہیں ہے اور ان پر عمرہ بھی نہیں ہے میں نے کہا اس کی حد کیا ہے فرمایا اس کے لیے اڑتالیس میل ہے کہ وہ مکہ سے اتنا دور ہوں جیسے ذات عرق وعسفان اور وہ حاضری المسجد الحرام کے قریب رہنے والے ہیں۔

﴿۲۴۸﴾ حماد بن عثمان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے فِي حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد الحرام کے قریب رہنے والوں کے لیے فرمایا جو لوگ مکہ سے باہر تمام مواقیت کے اندر اندر رہتے ہیں وہ سب حاضری مسجد الحرام میں شامل ہیں اور ان پر حج تمتع نہیں ہے۔

﴿۲۴۹﴾ علی بن جعفر نے اپنے بھائی موسیٰؑ سے سوال کیا اہل مکہ کے بارے میں کہ کیا وہ حج تمتع عمرہ حج میں کر سکتے ہیں فرمایا نہیں اہل مکہ حج تمتع نہیں کر سکتے اور یہ اللہ کا قول ہے ذلک لمن لم یکن اهله حاضری المسجد الحرام یہ اس کے لیے ہے کہ

جس کے اہل مسجد الحرام کے قریب رہنے والے نہ ہوں۔

﴿۲۵۰﴾ سعید اعرج کہتے ہیں امامؑ نے فرمایا اہل سرف اہل مرّ اور اہل مکہ کے لیے تمتع نہیں ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام یہ اس کے لیے ہے کہ جس کے اہل مسجد الحرام کے قریب نہ رہتے ہوں۔

﴿۲۵۱﴾ معویہ بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے الحج اشھر معلومات حج کے مہینے معلوم ہیں فرمایا شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں۔

﴿۲۵۲﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا الحج اشھر معلومات حج کے مہینے معلوم ہیں فرمایا شوال اور ذی القعدہ اور ذوالحجہ ہیں ان کے علاوہ کسی مہینے میں حج پڑھنا جائز نہیں ہے۔

﴿۲۵۳﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں الحج اشھر معلومات حج کے مہینے معلوم ہیں پس انہی میں حج فرض ہے فرمایا اس کے اہل پر۔

﴿۲۵۴﴾ معویہ بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں الحج اشھر معلومات حج کے مہینے معلوم ہیں ان ہی میں حج فرض ہے اور حج کے فرضوں سے فرض ہے تلبیہ واشعار تقلید جس نے ان میں سے کوئی کام کرلیا اس پر حج فرض ہے۔ ان مہینوں کے علاوہ حج فرض نہیں ہے۔ خدا فرماتا ہے الحج اشھر معلومات حج کے مہینے معلوم ہیں اور وہ شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں۔

دوران حج جدال

﴿۲۵۵﴾ ابراہیم بن عبدالحمید کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے فرمایا جو حج میں جدال کرے اس کے اس فعل پر چھ مساکین کا کھانا ہے اور ہر مسکین کے لیے نصف صاع ہے اگر وہ سچا ہو یا جھوٹا پھر اگر دوبارہ اس سے یہ فعل صادر ہو تو ایک بکری ہے اور جھوٹے پر گائے خدا فرماتا ہے لَا جِدَالَ فِیْ الْحَجِّ وَ لَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ حج میں جدال نہیں ہے اور نہ رفث ہے نہ فسوق ہے اور رفث سے مراد جماع ہے اور فسوق جھوٹ بولنا گالیاں دینا اور جدال سے مراد مرد کا قول ہے کہ وہ اللہ کی قسم کھاتا ہے اور اس قسم میں بھی فخر کرتا ہے۔

﴿۲۵۶﴾ معاویہ بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث و لا فسوق و لا جدال فی الحج حج کے مہینے معلوم ہیں پس جو شخص ان مہینوں میں حج کرے تو حج کے دوران نہ عورت سے جماع کرے اور نہ حق وصلاح کے راستے سے ہٹے اور نہ جھگڑا کرے رفث سے مراد جماع ہے اور فسوق سے مراد جھوٹ بولنا اور گالیاں ہیں اور جدال سے مراد مرد کا قسم کھاتا پھرے اور اپنے قول میں فخر بھی کرے۔

﴿۲۵۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں فمن فرض فیھن الحج فلا رفث و لا فسوق و لا جدال فی الحج پس جو شخص ان مہینوں میں حج کرے تو اس دوران نہ عورت سے مقاربت کرے نہ حق وصلاح کے راستے سے ہٹے اور نہ جھگڑا کرے فرمایا اے محمد بے شک اللہ کی طرف سے اس کی شرطیں لوگوں پر ہیں اور یہ شرط ان میں سے ہے اس میں اللہ کی شرط ہے اس میں کون سی شرطیں ہیں جن میں یہ شرط بھی ہے۔ فرمایا اس میں ان شرطوں میں سے ہے پس جو اور اللہ کے لیے اس میں ہو اور وہ اللہ کے لیے اس میں ہے میں نے عرض کیا پس وہ کون سی شرطیں اس پر ہیں اور کون سی شرط اس کے لیے ہے فرمایا اس کی شرط میں سے یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث و لا فسوق و لا جدال فی الحج حج کے مہینے معلوم ہیں پس جو شخص ان مہینوں میں حج کرے تو اس کے دوران نہ عورت سے مقاربت کرے اور نہ حق وصلاح کے راستے سے ہٹے اور نہ جھگڑا کرے اس میں سے یہ شرط بھی ہے خدا فرماتا ہے فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى جو کوئی دو دنوں میں جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو کوئی تاخیر کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اس کے لیے ہے جو پرہیز گار ہو فرمایا جو رجوع کرے اس کے لیے کوئی گناہ نہیں ہے۔

﴿۲۵۸﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب حلف اٹھائے تین دن ایمان کی مطابقت کے ساتھ تو سچا ہے بے شک جادل نے یہ کام انجام دیا تو اس پر قربانی ہے اور جب حلف اٹھائے ایک دفعہ تو وہ جھوٹا ہے بے شک جادل پر اس فعل کی قربانی ہے۔

﴿۲۵۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں دونوں اماموںؑ سے ایک نے فرمایا احرام والے شخص کے بارے میں ایک شخص کہتا ہے نہیں ہے عمر کی قسم فرمایا یہ جدال میں نہیں آتا بے شک جدال لا و اللّٰہ و بلی اللّٰہ ہے۔

﴿۲۶۰﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث و لا فسوق و لا جدال فی الحج حج کے مہینے معلوم ہیں پس جو شخص ان مہینوں میں حج کرے تو اس دوران اس کے لیے عورت سے جماع منع ہے اور جھوٹ اور گالی منع ہیں اور جھگڑا منع ہے۔ فرمایا اے محمد بے شک اللہ کی اس میں شرطیں ہیں لوگوں پر اور اس میں بھی یہ اللہ کی شرط ہے اور اس میں اللہ کی شرط میں نے کہا کون سی شرطیں ہیں اور اس میں کون سی شرط ہے۔ فرمایا اس میں شرط ہے حج کرنے کے لیے خدا فرماتا ہے الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث و لا فسوق و لا جدال فی الحج حج کے مہینے معلوم ہیں جو بھی اس میں حج کرے اس کے لیے رفث نہیں ہے فسوق نہیں ہے اور جدال نہیں ہے ان ہی شرطوں میں ایک شرط یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه و من تاخر فلا اثم علیه لمن اتقی جو کوئی دو دنوں میں جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو کوئی تاخیر کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اس کے لیے یہ جو پرہیز گار ہو، جو واپس پلٹے اس کے لیے گناہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا میں نے دیکھا کہ لوگ رفث میں مبتلا ہوتے ہیں اور رفث وہ جماع ہے ان پر

کیا چیز ہے تو فرمایا اس کے لیے قربانی کرنا ہے اور فرق ہے اس کے درمیان اور اہل کے درمیان یہاں تک کہ تمام مناسک حج بجالائے اور یہاں تک کہ اپنے مکان پر واپس آئے وہ اس میں صحیح ہے کیا صحیح ہے میں نے عرض کیا ہم دیکھتے ہیں کہ ارادہ کے ساتھ رجوع کرتے ہیں اسے غیر طریقے سے وہ اس میں مبتلا ہوتے ہیں فرمایا پس وہ اجتماعی طور پر جب مناسک حج ادا کرے میں نے عرض کیا پس جو فسوق میں مبتلا ہو اور فسوق جھوٹ ہے تو اس میں کوئی حد نہیں ہے فرمایا وہ استغفار کرے اور تلبیہ کہے میں نے عرض کیا جو جدال (جھگڑے) میں مبتلا ہو جائے اور جدال ایک شخص کا قول ہے لا و اللّٰہ و بلی و اللّٰہ اس پر کیا ہے۔ فرمایا جب جدال کرنے والا دو دفعہ اس کا مرتکب ہو تو اس پر ایک بکری ذبح کرنا ہے جب وہ حق پر ہو اور اس نے خطا کی ہے تو وہ گائے ذبح کرے گا۔

﴿۲۶۱﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے مرد کے احرام کے بارے میں فرمایا اس کا بھائی ہے اپنی زندگی میں قسم نہیں ہے فرمایا یہ نہیں ہے جدال بے شک جدال لا و اللہ و بلی و اللہ کا نام ہے نہیں ہے اللہ کی قسم اور بلکہ اللہ کی قسم۔

﴿۲۶۲﴾ عمرو بن یزید بیاع سابر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اپنے رب سے فضل کو طلب کرو یعنی اس سے مراد رزق ہے جس وقت جو شخص اپنے احرام کھول دے اور مناسک حج سے فارغ ہو اور اس کے موسم میں خرید و فروخت کرے۔

افاضہ کیا ھے

﴿۲۶۳﴾ زید شحام کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وہاں سے واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آئیں فرمایا وہ قریش ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں سے زیادہ اولیٰ ہیں اس گھر کے وہ یہاں نہ ٹھہریں مگر مزدلفہ اور اللہ نے انہیں عرفات میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔

﴿۲۶۴﴾ رفاعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں ثم افیضوا من حیث افاض الناس پھر تم وہاں سے واپس آؤ جہاں سے لوگ آتے ہیں فرمایا بے شک یہ اہل حرام ہیں وہ مشعر الحرام میں وقوف کرتے تھے اور لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے اور وہاں سے کوچ نہ کرتے جب تک وہ اہل عرفہ سے مطلع نہ ہو جاتے تھے چنانچہ ایک شخص جس کا نام ابوسیار تھا اور اس کا گدھا تیز رفتار تھا وہ اہل عرفہ سے سبق کر جاتا اور ان پر سب سے پہلے نظر آتا تو کہتے یہ ابوسیار ہے پھر وہ چل پڑتے پس اللہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ عرفہ میں وقوف کریں اور یہاں سے ہی کوچ کریں جیسے لوگ کرتے ہیں۔

﴿۲۶۵﴾ معاویہ بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے متعلق ثم افیضوا من حیث افاض الناس پھر وہاں سے واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آئیں فرمایا اس سے مراد ابراہیمؑ و اسماعیلؑ ہیں۔

﴿۲۶۶﴾ علی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں ثم افیضوا من حیث افاض الناس پھر وہاں سے واپس آ ؤ جہاں سے لوگ واپس آئیں فرمایا قریش مزدلفہ میں آتے تھے جاہلیت میں اور کہتے تھے کہ ہم زیادہ حق رکھتے ہیں لوگوں سے اس گھر کا تو اللہ نے حکم دیا وہاں سے واپس آئیں جہاں سے لوگ آتے ہیں عرفہ میں۔

﴿۲۶۷﴾ روایت کے آخر میں ہے کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک سارے کے سارے اکٹھے کوچ کرتے تھے اور مضر و ربیعہ عرفات سے کوچ کرتے تھے۔

﴿۲۶۸﴾ ابوصباح کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ بے شک ابراہیمؑ و اسماعیلؑ وقوف سے خروج کرتے تھے پھر بے شک لوگ یہاں سے کوچ کرتے تھے یہاں تک کہ اکثر قریش کہتے تھے کہ ہم لوگوں کی طرح یہاں سے کوچ نہ کریں گے اور قریش مزدلفہ سے کوچ کرتے تھے اور لوگوں کو منع کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ کوچ نہ کریں وہ عرفات سے کوچ کریں پس اللہ نے ان کی طرف محمدؐ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بھی لوگوں کی طرح کوچ کریں اور اس میں ناس سے مراد حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ ہیں۔

﴿۲۶۹﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے ثم افیضوا من حیث افاض الناس پھر وہاں سے واپس آ ؤ جہاں سے لوگ واپس آئیں، فرمایا وہ اہل یمن ہیں۔

ذکر فقط اللہ کا

﴿۲۷۰﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اُذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَائَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو فرمایا لوگ جاہلیت میں کہتے تھے میرے باپ یہ تھے اور میرے باپ یہ تھے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿۲۷۱﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ اور حسین اور فضالہ بن ایوب نے علا سے نقل کیا کہ محمد بن مسلم نے کہا کہ ابوجعفر باقرؑ سے قول خدا کے بارے میں جو اوپر ذکر ہوا ہے کہ وہ اپنے باپ کے بارے فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے باپ نے یہ کیا اور اس نے قتل کیا یہ اور یہ جب وہ منیٰ میں کھڑے ہوتے تھے نحر کے بعد تو کہتے تھے اسی طرح جو ذکر ہوا اپنے باپوں کے حلفوں کو نہیں اور میرے باپ نہیں اور میرے باپ۔

﴿۲۷۲﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے متعلق اذکروا اللہ کذکرکم آبائکم او اشد ذکرا اللہ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو فرمایا بے شک اہل جاہلیت میں ان کا قول یہ تھا ہرگز نہیں اور تیرا باپ ہاں اور تیرے باپ اور حکم کرتے کہتے مگر خدا کی قسم ہاں اللہ کی قسم۔

﴿۲۷۳﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے اذکروا اللّٰہ کذکرکم آبائکم او اشد ذکرا اورذکر کرو اللہ کا جس طرح تم اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو فرمایا لوگ کہتے تھے میرے باپ اور میرے باپ اس وقت ان کے بارے یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿۲۷۴﴾ عبدالاعلی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے سوال کیا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا کر اور آخرت میں بھی نیکی عطا کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے فرمایا رضوان اللہ اور آخر میں جنت اور معیشت میں وسعت اور حسن خلق دنیا میں مراد ہیں۔

﴿۲۷۵﴾ عبدالاعلی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اللہ کی رضا اور معیشت میں وسعت اور حسن محبت اور آخرت میں جنت ہے۔

﴿۲۷۶﴾ رفاعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اَلْاَیَّامِ مَعْدُوْدٰتٍ گنتی کے دنوں میں فرمایا وہ تشریق کے دن ہیں یعنی قربانی کے دن دس گیارہ بارہ ذی الحجہ۔

﴿۲۷۷﴾ زید شحام کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا المعدودات و معلومات گنتی کے دن اور معلوم دن فرمایا وہ واحد ایام تشریق ہیں۔

﴿۲۷۸﴾ حماد بن عیسیٰ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادق سے سنا کہ علیؑ نے قول خدا کے بارے وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ اللہ کا ذکر کرو گنتی کے دنوں میں فرمایا وہ تشریق کے دن ہیں۔

﴿۲۷۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا قول خدا کے بارے میں و اذکرو اللّٰہ فی الایام معدودات اللہ کا ذکر کرو گنتی کے دنوں میں فرمایا وہ تکبیر جو ایام تشریق میں نماز کے بعد کہی جاتی ہے۔

جلدی یا تاخیر

﴿۲۸۰﴾ سلام بن مستنیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ جو دو دنوں میں جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ لِمَنِ اتَّقٰی اور جو کوئی تاخیر کرے اس پر کوئی گناہ نہیں اس کے لیے ہے جو پرہیز گار ہو فرمایا اس میں شکار ہے اور رفث سے بچتا ہے اور فسوق گالی جھوٹ اور جدال سے بچتا ہے اور جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے احرام کی حالت میں۔

﴿۲۸۱﴾ معویہ بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه و من تاخر فلا اثم علیه جو دو دنوں میں جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے فرمایا جب واپس پلٹے گا مغفور

ہوگا اور اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔

﴿۲۸۲﴾ ابوایوب خزاز کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا ہم نے جلد سفر کرنا ہے فرمایا دوسرے روز سفر نہ کرو جب تک زوال نہ ہوجائے ہاں جب تیسرے دن سورج چمک جائے تو برکت کے ساتھ روانہ ہو۔ خدا فرماتا ہے **فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه** جو دو دنوں میں جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں پس اگر ٹھہرے اور پھر جلدی میں ہو اور لیکن خدا فرماتا ہے **و من تاخر فلا اثم علیه** اور جو تاخیر کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

﴿۲۸۳﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک مومن بندہ جب اپنے گھر سے نکلتا ہے حج کے لیے تو اس راستے میں اسے کوئی خوف نہیں اور رحلت کا بھی کوئی خوف نہیں مگر یہ کہ اللہ اس کے لیے اس میں نیکیاں لکھتا ہے اور برائیاں محو کرتا ہے اور اس میں اس کے درجے بلند کرتا ہے۔ پس جب عرفات میں وقوف کرتا ہے تو اس کے گناہ تحت الثریٰ کے برابر معاف ہوجاتے ہیں اور ایسے ہوتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ پس فرمایا اس کے لیے اس قدر عمل ہے۔ خدا فرماتا ہے **فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه و من تاخر فلا اثم علیه لمن اتقی** جو دو دنوں میں جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے اس کے لیے کوئی گناہ نہیں جو بچتا رہے۔

﴿۲۸۴﴾ ابوبصیر نے دوسری روایت میں آخر پر کہا کہ پس جب انسان اپنے سر کو منڈواتا ہے تو ابھی اس کے بال نہیں گرتے کہ اللہ اس کے لیے قیامت کے دن کے لیے ایک نور روشن کردیتا ہے اور جو اپنے مال کو خرچ کرے گا اسی طرح لکھا ہے کہ قیامت کے دن اس کے لیے بھی نور پیدا کرے گا پس جب بیت اللہ کا طواف کرکے واپس آئے گا تو گویا وہ اس طرح ہوگا کہ اسے ابھی اس کی ماں نے جنا ہے اور اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے۔

﴿۲۸۵﴾ ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں **فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه** پس جو جلدی کرے دو دنوں میں اس پر گناہ نہیں ہے اور خدا کی قسم بے شک رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ولایت علیؑ ثبت نہیں ہوتی مگر متقیوں کے لیے۔

﴿۲۸۶﴾ حماد کہتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے **لمن اتقی** جو بچتا رہے شکار سے جو شکار کرنے میں مبتلا رہے اس کے لیے فدیہ ہے یہ اس کے لیے نہیں جو ان دو دنوں میں کرے۔

حرث و نسل

﴿۲۸۷﴾ حسین بن بشار کہتے ہیں ابوالحسنؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے **وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا** اور لوگوں میں سے وہ شخص ہے جس کی باتیں زندگانی دنیا میں تجھ کو خوش کرتی ہیں فرمایا فلاں اور فلاں **وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ**

النَّسْلَ نسل سے مراد ذریت ہے اور حرث سے مراد زراعت ہے۔

﴿۲۸۸﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ اور ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا ان سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ آخر آیت تک اور جب وہ پیٹھ پھیرے تو یہ کوشش کرتا ہے زمین میں فساد پھیلائے فرمایا نسل سے مراد اولاد ہے اور حرث سے مراد زمین ہے۔

﴿۲۸۹﴾ اور ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا حرث سے مراد ذریت ہے۔

﴿۲۹۰﴾ ابو اسحاق سبیعی کہتے ہیں امیر المومنین علیؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِکَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ اور جب وہ پیٹھ پھیرتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد کرے اور زراعت و نسل کو تباہ کرے۔ فرمایا ظلم کرے اور برا کردار خدا کی قسم لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْفَسَادَ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿۲۹۱﴾ سعد اسکاف کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور وہ بہت جھگڑالو ہے بلکہ وہ جھگڑتے ہی رہتے ہیں میں نے عرض کیا اَلَدُّ کیا ہے فرمایا سخت ترین جھگڑا کرنے والا۔

بستر رسولؐ پر علیؑ

﴿۲۹۲﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ رَؤُفٌ" بِالْعِبَادِ اور آدمیوں میں سے ایسا ہے جو خدا کی رضا طلب کرنے کے لیے اپنے نفس کو بیچ دیتا ہے اور اللہ تمام لوگوں پر بہت مہربان ہے۔ یہ علی بن ابی طالبؑ کے حق میں نازل ہوا جس وقت بطور نفس اللہ و رسول بن کر رسولؐ خدا کے بستر پر سوئے اور کفار قریش ان کی طلب میں تھے۔

﴿۲۹۳﴾ ابن عباس کہتے ہیں کہ علیؑ کا اپنے نفس کو بیچنا اور نبی کا لباس اور چادر اوڑھنا پھر ان کے نام و مکان میں ہونا کہ اس وقت مشرکین علیؑ پر رسولؐ اللہ سمجھ کر پتھر برسا رہے تھے کہا کہ اس وقت ابو بکر آئے اور علیؑ سوئے ہوئے تھے اور ابو بکر نے رسولؐ اللہ سمجھ کر کہا یا رسولؐ اللہ تو علیؑ نے جواب دیا کہ وہ نہیں ہیں تو ابو بکر نے کہا نبیؐ اللہ کہاں ہیں تو علیؑ نے فرمایا کہ بے شک نبیؐ اللہ بئر میمون چلے گئے ہیں (بئر میمون مکہ سے منسوب میمون بن خالد بن عامر حضرمی کی طرف ہے) تم بھی جا کر مل جاؤ ابو بکر ادھر روانہ ہوئے اور حضرتؐ کے ساتھ غار میں داخل ہوئے اور انہوں نے علیؑ پر ایسے پتھر پھینکنے کا مشرکین کا ذکر کیا جیسا کہ رسولؐ اللہ پر پتھر پھینکتے ہیں اور وہ کمزور نظر آتے اور سر کو پکڑتے تھے۔ انہوں نے کہا بے شک وہ لیکن وہ ان کے ساتھی تھے اور کمزور نہ تھے بے شک انہوں نے خوف کیا اور رونے کی آواز نکالی تھی۔

وضاحت: اس سے واضح ہوتا ہے کہ ابوبکر رسولؐ خدا کے ساتھ اکٹھے نہیں گئے بلکہ جب وہ آئے تو بستر پر علیؑ سوئے ہوئے تھے ان سے پوچھ کر پیچھے سے گئے تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ابوبکر کو ہجرت کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اور نہ ہی رسولؐ اللہ نے ان سے کوئی مشورہ کیا تھا بلکہ وہ حکم الٰہی کے تابع تھے ان کا رسولؐ اللہ کے نام سے پکارنا بھی واضح کرتا ہے کہ ان کو ہجرت کا کوئی علم نہ تھا۔ حضورؐ جب غار کے قریب تھے تو اس وقت یہ پہنچے اور رسولؐ نے آہٹ محسوس کی پھر ان کو ساتھ ملا کر غار میں داخل ہوئے۔ ہجرت سے دو تین دن پہلے جو مشورے کا ذکر ہوتا ہے اس سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ پھر حضورؐ نے ابوبکر کے پیچھے سے آنے کی آواز سنی تو دوڑ پڑے تو نعلین کا آگے والا بند ٹوٹ گیا اور انگوٹھا سے خون جاری ہوگیا پھر بھی دوڑ رہے تھے تو پھر ابوبکر نے دیکھا کہ کہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف نہ ہو تو آواز دی تب حضور کھڑے ہوئے بہر حال اتنی تکلیف مشرکین کا گھیراؤ پانچ قبیلوں کے بے رحم قاتل منتخب تھے اور رسولؐ کے گھر کا محاصرہ بھی تھا تو اس وقت ہی حکم ہجرت آیا۔ ایسے حالات میں حضورؐ کو فرصت ہی کہاں تھی کہ وہ ابوبکر کے گھر جاتے اور وہاں سے اطمینان کے ساتھ سفر کرتے۔ ابوبکر کا یہاں آنا واضح کرتا ہے کہ حضورؐ ان کے گھر نہیں گئے۔ حضورؐ نے حکم خدا سے ایک مٹھی مٹی کی لی اور اسے ان مشرکین کی طرف پھینک دیا جس کی وجہ سے وہ حضورؐ کو دیکھ ہی نہ سکے اور حضورؐ یہاں سے تشریف لے گئے۔ اگر حضورؐ کو ہجرت کا پہلے حکم ہوتا تو حضورؐ ان لوگوں کو جو آپ کے اصحاب تھے اور ابوبکر کو بتاتے کہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنا ہے جبکہ اس کا ذکر نہیں ہے اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ابوبکر سے کوئی مشورہ نہیں ہوا تھا۔ حضورؐ نے علیؑ کو اپنا قائم مقام بنایا جو امانتیں حضورؐ کے پاس تھیں ان کو ادا کریں، کیونکہ حضورؐ امین کے نام سے معروف تھے اور لوگ امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے۔ یہ مشرک علیؑ کا پہرہ دے رہے تھے اور اللہ کا نبی سمجھ رہے تھے۔ صبح ہوئی تو علیؑ کے پاس آئے چادر ہٹائی تو علیؑ نظر آئے انہوں نے علیؑ سے کوئی لڑائی نہیں کی پھر ان سے یہ بھی نہیں کہا کہ حضورؐ کیا ابوبکر کے گھر گئے ہیں یا وہ خود ہی ابوبکر کے گھر چلے جاتے اور پتہ کرتے کہ حضورؐ اکثر ان سے مشورہ کرتے تھے کہ ان کو معلوم ہوگا مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اس سے بھی واضح ہے کہ حضورؐ ابوبکر کے گھر مشورہ کے لیے نہیں جاتے تھے اور نہ ہی ہجرت کا منصوبہ ان کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔ صاحبانِ تاریخ کا اس واقعہ کے متعلق من پسند ذکر کرنا صرف اس لیے ہے کہ علیؑ کی اس جانثاری و دلیری کو پوشیدہ رکھا جائے کہ کوئی واقف ہو کر ان کی شان قبول نہ کرلے اور اس واقعہ کی حقیقت سے آگاہ نہ ہو جائے کہ علیؑ ہی حضور کی امانتوں کے امین ہیں۔ وہی ان کو ان کے مالکوں تک پہنچا سکتے ہیں اور یہ بھی تحریر کیا گیا ہے کہ ابوبکر نے دو اونٹ خریدے تھے کہ ان پر سوار ہو کر ہجرت کریں گے اور حضورؐ سے بھی ذکر کیا تھا تو کم از کم حضورؐ کو بھی یہ خیال آنا چاہیے تھا کہ جب ابوبکر کے پاس اونٹ ہیں تو ان اونٹوں پر ہی کیوں سفر نہ کیا جائے جو ان کو پیدل چلنے کی تکلیف سے محفوظ رکھتے اور حضورؐ تھکتے بھی نہ اور آرام سے چلے بھی جاتے پھر غار میں جانے کی نوبت ہی نہ آتی تو اس سہولت سے بھی فائدہ نہ اٹھانا واضح کرتا ہے کہ ایسی کوئی بات ہی نہ تھی اور نہ ہی کوئی اونٹ خریدے گئے تھے جو اس مقصد کے لیے ہوتے پھر حضورؐ نے وہ اونٹ قیمت دے کر خرید کیا تو کم از کم اس پر ہی سوار ہو کر چلے جاتے اور علیؑ سے ذکر کرتے کہ میں نے اونٹ خریدا ہے اس پر سوار ہو کر چلا جاؤں اور نہ ہی ابوبکر اونٹ لے کر پیچھے سے

گئے واضح ہوا کہ اونٹ وغیرہ کی کہانی بھی جعلی ہے۔

خطوت شیطان

﴿۲۹۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا قول خدا کے بارے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِیْ السِّلْمِ کَافَّۃً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اے ایمان والوتم سب اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی مت کرو فرمایا کیا مسلم جانتے ہو کیا ہے میں نے عرض کیا آپ بہتر جانتے ہیں فرمایا وہ ولایت علیؑ اور آئمہ اوصیا بعد میں آنے والے ہیں مراد ہے اور فرمایا اور خطوات الشیطان شیطان کے نقش سے مراد خدا کی قسم فلاں وفلاں کی ولایت ہے۔

﴿۲۹۵﴾ زرارہ وحمران ومحمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ وابوعبداللہ صادقؑ سے ہم نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں یا ایھا الذین آمنو ادخلو فی السلم کافۃ اے ایمان والوسب اسلام میں داخل ہو جاؤ فرمایا اس سے مراد ہماری معرفت کا امر ہے۔

﴿۲۹۶﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں یا ایھا الذین آمنو ادخلو فی السلم کافۃ و لا تتبعوا خطوات الشیطان اے ایمان والو اسلام میں سب داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو فرمایا سلم سے مراد ہم آل محمد ہیں اللہ نے اس میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔

﴿۲۹۷﴾ ابوبکر کلبی کہتے ہیں جعفر صادقؑ نے اپنے باپ باقرؑ سے نقل کیا قول خدا کے بارے میں ادخلوا فی السلم کافۃ تم سب اسلام میں داخل ہو جاؤ فرمایا وہ ہماری ولایت ہے۔

﴿۲۹۸﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں سلم سے مراد ہم آل محمد ہیں۔ اللہ نے اس میں داخل ہونے کا حکم دیا اور ہم اللہ کی وہ رسی ہیں جسے پکڑنے کا حکم ہے۔ خدا فرماتا ہے وَ اعْتَصِمُوْ بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَ لَا تَفَرَّقُوْا تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور گروہ گروہ نہ ہو جاؤ۔

﴿۲۹۹﴾ روایت ابوبصیر میں ہے کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و لا تتبعوا خطوات الشیطان شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو فرمایا اس سے مراد ولایت ثانی اور اوّل ہے۔

﴿۳۰۰﴾ مسعدہ بن صدقہ نے جعفر بن محمد صادقؑ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا وہ علم جس کو لے کر آدمؑ زمین پر اترے تھے اور جس کی بدولت تمام انبیاء کو خاتم النبیین تک فضیلت دی گئی وہ تمام کا تمام خاتم النبیین والمرسلین کی عترت واولاد میں موجود ہے تم کہاں سرگرداں ہو اور تم کہاں جا رہے ہو اے لوگو تم میں میری اولاد موجود ہے جو اصحاب سفینہ ہے اس کی مثل تم میں موجود ہے جو ہلاکت سے نجات دلاتے ہیں اور اسی طرح اس میں بھی ہے جو نجات دلاتے

ہیں میرا رہن اور میری ضمانت ہیں ویل ہے ان کے لیے جو ان سے تخلف کرے یہ ایسے ہیں جو اصحاب کہف (اپنی قوم میں) اور میری مثل اور باب حطہ ہیں اور وہ سلامتی کا دروازہ ہیں اور یہ تمام باتیں اس قول خدا میں موجود ہیں۔ فادخلوا فی السلم کافة لا تتبعوا خطوات الشیطان تم تمام کے تمام سلامتی کے دروازہ میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو۔

﴿۳۰۱﴾ جابر کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ بادلوں کے سائے میں ان کے پاس آئے اور فرشتے آئیں اور کل معاملات طے کیے جائیں فرمایا سات قبہ نازل ہوں گے نور کے اس بارے انہیں علم نہیں ہے وہ جب نازل ہوں گے کوفہ میں ظاہر یہ اس کا نزول ہے۔

﴿۳۰۲﴾ ابوحمزہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اے ابوحمزہ جب ہم اہل بیتؑ سے قائمؑ آئے گا وہ نجف میں ہوگا پس جب وہ نجف کے اوپر ہوگا تو اس کے پاس رسول اللہؐ کا جھنڈا ہوگا تو اس وقت کے ساتھ نشر ہونے والے ملائکہ بدر کے برابر ہوں گے۔

﴿۳۰۳﴾ اور فرمایا ابوجعفر باقرؑ نے بے شک اس میں نازل ہوں گے قبے نور سے یہ نازل ہوں گے ظاہر کوفہ میں حق اور باطل میں فرق کرتے ہوئے اور پھر قُضِيَ الْاَمْرُ تو ان سے معاملات طے ہوں گے پس ان کو نشان لگائے جائیں گے ہاتھی کی سونڈھ سے اور یہ دن وسم کا (نشان لگانے کا) کافروں کے لیے ہے۔

﴿۳۰۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ بنی اسرائیل سے سوال کر کہ ہم نے ان کو کتنی ظاہر نشانیاں دیں فرمایا بعض ان میں سے ایمان لائے بعض ان کے منکر تھے بعض ان کے مقر تھے بعض جان بوجھ کر انکار کرنے والے تھے بعض نے اللہ کی نعمتوں کو بدل ڈالا۔

سبیل سکینہ

سب ایک امت تھے

حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸۔ C1

﴿۳۰۵﴾ زرارہ وحمران ومحمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ وابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے وَ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ وَ النَّبِيّٖنَ لوگ ایک ہی امت (حال) پر تھے پھر اللہ نے انبیاء کو بھیجا فرمایا وہ لوگ گمراہی میں مبتلا تھے تو اللہ نے ان میں انبیاء بھیجے اور اگرچہ لوگوں سے سوال کریں کہ وہ کہتے ہیں بے شک امر سے فارغ تھے۔

﴿۳۰۶﴾ یعقوب بن شعیب کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً سب لوگ ایک ہی امت (حال) پر تھے فرمایا یہ نوحؑ سے قبل تک ایک امت (حال) پر تھے پھر اللہ نے تبدیل کیا پس رسول کو بھیجا نوحؑ سے پہلے میں نے عرض کیا کیا وہ ہدایت یافتہ تھے یا گمراہ تھے فرمایا کہ وہ گمراہی میں تھے نہ مومنین تھے نہ کافرین تھے نہ مشرکین تھے۔

﴿۳۰۷﴾ یعقوب بن شعیب کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں کان الناس امة واحدة سب

لوگ ایک امت (حال) میں تھے فرمایا زمانہ آدمؑ سے لے کر اور نوحؑ کے بعد تک یہ گمراہی میں تھے پھر اللہ نے تبدیل کیا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ پس اللہ نے انبیاء بھیجے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے پھر وہ ان کو اس گمراہی سے نکالیں بے شک یہ نہیں زوال اور جھوٹے ہیں بے شک وہ چیز اللہ نے تبدیل کی اس کے لیے۔

﴿۳۰۸﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں کان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مشرين و منذرين سب لوگ ایک امت (حال) پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے تھے۔ فرمایا یہ نوحؑ کے زمانے سے پہلے تھے اور گمراہی میں تھے تو اللہ نے انبیاء بھیجے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے۔

﴿۳۰۹﴾ مسعدہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں کان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين و منذرين لوگ ایک ہی امت (حال) میں تھے پس اللہ نے انبیاء بھیجے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے فرمایا یہ نوحؑ سے پہلے کے لوگ تھے۔ میں نے کہا یہ ہدایت والے کام کرتے تھے فرمایا ہاں گمراہ تھے یہ سب کے سب اور جب حضرت آدمؑ کی رحلت ہوئی اور ان کی ذریت میں شیثؑ ان کے وصی اور جانشین تھے تو وہ دین خدا کے اظہار پر قدرت نہ رکھتے تھے کہ آدمؑ اور صالح ذریت کا اظہار کریں کیونکہ قابیل نے ان کو قتل کر دینے کی دھمکی دی تھی جیسا کہ اس نے ہابیل بھائی کو قتل کیا تھا۔ وہ اس وجہ سے تقیہ کی زندگی بسر کرتے تھے اور کتمان کی ان دنوں گمراہی بڑھتی ہی چلی گئی یہاں تک کہ ان کے ساتھ کچھ بھی زمین پر ان کے ساتھ نہ تھا مگر جو سلف سے ملا اور وصی کا حق تو وہ ایک جزیرہ میں ایک بحر کے پاس اللہ کی عبادت کرتے تھے پس اللہ نے تبدیل کیا ان میں رسولوں کی بعثت کو اور اگر ان جہلوں سے سوال کرو تو وہ کہیں گے کہ وہ اس حکم سے فارغ ہیں اور بے شک انہی نے جھٹلایا اس چیز کو جس کا اللہ نے انہیں حکم عام دیا تھا پھر یہ پڑھا فيها يفرق كل امر حكيم انہوں نے تفریق کی حکم رب کی پس ان کو حکم تھا جو ہو جائے اس کی سنت میں سختی یا آسانی میں یا بارش یا خشک سالی یا اس کے علاوہ میں نے کہا نبیوں کے آنے سے پہلے یہ افضل تھے یا ہدایت پر تھے فرمایا ہدایت پر نہ تھے فطرة الله التى فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله وہ اللہ کی اس فطرت پر تھے جس کی تبدیلی نہیں کرتا اللہ اپنی خلق پر اور نہیں ہدایت پاسکتا جب تک کہ اللہ انہیں ہدایت نہ کرے۔ پھر تسمیہ کیا قول ابراہیم کا لئن لم يهدنى ربى لا كونن من القوم الضالين اب یہ ہدایت نہیں لیتے میرے رب مجھے ضالین (گمراہ) قوم میں سے نہ کر دینا یہ وہی میثاق ہے۔

ولید شرابی کا قتل

﴿۳۱۰﴾ محمد بن سنان کہتے ہیں کہ معافی بن اسماعیل نے بیان کیا کہ جب ولید کو قتل کیا گیا (اور وہ ولید بن یزید بن عبدالملک اموی تھا وہ فاسق اور شراب پینے والا احرمات اللہ کی اہانت کرنے والا تھا جب اس نے بیت اللہ کے حج کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے بیت اللہ کی چھت پر شراب پی، لوگوں کے سامنے اپنے فسق کا اظہار کیا اور جب حرم کعبہ سے باہر نکلا تو اس کو قتل کر دیا گیا) اور لوگوں کی جماعت

سے ایک شخص باہر آیا اور قوم سے اس حیثیت سے بیان کیا اور کہا کہ جب ہم ابوعبداللہ صادقؑ کی خدمت میں داخل ہوئے پس فرمایا کون ہے وہ جس نے تم کو حج اور عمرہ کے علاوہ باہر نکالا ہے۔ پس کہنے والوں نے کہا کہ اہل شام اللہ کے کلمہ سے متفرق ہو گئے اور انہوں نے اپنے خلیفہ کو قتل کر دیا اور انہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے ان کو پایا۔ پس حالات تمہارے سامنے آگئے ہیں، تم میں سے کوئی مرد نہیں ہے جو اپنے گھر سے بازار کی طرف نکلتا ہے پس اپنی حاجات کو پورا کرتے ہیں پھر لوٹ کر جاتے ہیں جو ان سے پہلے بھی ان سے اختلاف نہیں کرتے اس شخص کی مثل کہ تم ایک شخص کو پکڑتے ہو اور ہاتھ پاؤں کاٹ دیتے ہو نخل کھجور پر لٹکاؤ اور اس طرح نہیں پھر یہ بات ختم کی پھر اس آیت کو کتاب خدا سے پڑھا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَ الضَّرَّاءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ" کیا تم نے اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے جبکہ ابھی تک تمہارے لیے سابقہ امتوں جیسے حالات پیدا ہی نہیں ہوئے۔ انہیں فقر و فاقہ اور تکالیف نے گھیر لیا تھا اور انہیں اتنے جھٹکے دیئے گئے کہ خود رسول اور اس کے ساتھیوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ آخر خدا کی امداد کب آئے گی آگاہ رہو کہ خدا کی امداد قریب ہے۔

شراب جوا حرام ہے

﴿۳۱۱﴾ حمدویہ نے محمد بن عیسیٰ سے سنا اس قول کو کہ لکھا ابراہیم بن عنبسہ نے علیؑ بن محمدؑ کی طرف اے میرے سید و سردار و آقا مجھے اطلاع دیں قول خدا کے بارے میں يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ لوگ تم سے شراب اور قمار بازی کے بارے سوال کرتے ہیں اس آیت میں میسر سے مراد کیا ہے میں آپ پر قربان ہو جاؤں تحریر کریں تمام کی تمام کہ اس میں کیا ہے آپ نے لکھا کہ وہ میسر قمار بازی اور کل مسکر تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں۔

﴿۳۱۲﴾ حسین نے موسیٰ بن قاسم بجلی سے اس نے محمد بن علی بن جعفر بن محمدؑ سے انہوں نے باپ سے انہوں نے اپنے بھائی موسیٰؑ سے انہوں نے اپنے باپ جعفرؑ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا نرد گھوٹ چوسر و شطرنج میسر قمار بازی کی قسموں سے ہیں۔

﴿۳۱۳﴾ عامر بن سمط کہتے ہیں علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا خمر شراب کی چھ چیزیں ہیں انگور، کھجور، دراکھ، شہد، گندم، جو اور مکئی ہیں۔

خرچ کی مقدار

﴿۳۱۴﴾ جمیل بن دراج کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ کتنا خرچ کریں تو کہو جو ضرورت سے زیادہ ہو فرمایا جو ضرورت سے بچ جائے یہی وسط ہے۔

﴿۳۱۵﴾ عبدالرحمٰن کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ یہ تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ کتنا

خرچ کریں، تو کہو جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اَلَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا وَ کَانَ بَیۡنَ ذٰلِکَ قَوَامًا یہ لوگ اتنا خرچ کریں کہ نہ اسراف ہو اور نہ کم ہو اس کے درمیان میں قائم رکھیں یہ اس کے بعد ہے فرمایا یہی وسط درمیانہ ہے۔

﴿۳۱۶﴾ یوسف کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے یا ابوجعفر باقرؑ سے قول خدا کے بارے میں یسئلونک ماذا ینفقون قال العفو یہ پوچھتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں، تو کہو جو ضرورت سے زیادہ ہو، فرمایا جو کفالت سے زیادہ ہو۔

﴿۳۱۷﴾ روایت ابوبصیر میں ہے اعتدال ہو۔

یتیم کے مال کا حکم

﴿۳۱۸﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ اِنۡ تُخَالِطُوۡهُمۡ فَاِخۡوَانُكُمۡ اور اگر تم ان سے ملو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ فرمایا ضرورت کے مطابق اپنے مال سے نکالو جو کفالت کے لیے کافی ہو اور ضرورت کے مطابق مالک کے مال سے جو کفالت کے لیے کافی ہو میں نے عرض کیا ہم دیکھتے ہیں کہ یتیم چھوٹے بھی ہیں اور بڑے بھی بعض کے لباس کا خرچ زیادہ اور بعض کا کم فرمایا لباس کے لیے سب کا حساب جدا جدا ہے لیکن کھانے میں برابر کی نسبت سب کے لیے ہے۔ کیونکہ ممکن ہے چھوٹا بڑے سے زیادہ کھانا کھا جائے۔

﴿۳۱۹﴾ سماعہ کہتے ہیں ابوعبداللہؑ اور ابوالحسنؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و ان تخالطوھم جب تم ان سے ملو فرمایا یعنی اس سے مراد یتیم ہے جب ایک شخص یتیم جو اس کے گھر میں رہتا ہے کچھ مال حسب قدر ضرورت ہو اس سے لے لو اور کچھ مال اپنے سے ضرورت کے مطابق لے لو اور اسے آپس میں ملا دو اور پھر سب مل کر کھالو۔ اس کو کھالو اور حد سے آگے نہ بڑھو اس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے ورنہ وہ آگ بن جائے گا۔

﴿۳۲۰﴾ کاہلی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کہ ہم کبھی ایک شخص کو ملنے جاتے ہیں بعض دفعہ اپنے بھائی کو ملنے جاتے ہیں تو اس کا یتیم اس کے ساتھ ہوتا ہے وہ اس کا خادم ہوتا ہے اور ہم ان کے بستروں پر بیٹھتے ہیں اور بعض دفعہ وہاں پیتے ہیں اور کھاتے بھی ہیں کھانا اس گھر والا بھی ساتھ ہوتا ہے اور یتیم بھی ساتھ ہوتا ہے اس کھانے کی صورت کیا ہے اللہ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِهٖ بَصِیۡرَۃٌ" بلکہ انسان اپنی حالت خود ہی جانتا ہے اور تم پر وہ چیز پوشیدہ نہیں ہے خدا فرماتا ہے و ان تخالطوھم فاخوانکم جب تم اپنے بھائیوں سے ملو آخر تک تم نے ان کو مشقت میں ڈالا پھر فرمایا اگر تمہارا جانا ان کی مصلحت وفائدہ کے لیے ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر ان کے نقصان کا سبب بنے تو پھر درست نہیں ہے۔

﴿۳۲۱﴾ ابوحمزہ کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا ایک شخص نبیؐ کے پاس اور کہا یا رسول اللہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے اور اس کا ترکہ

یتیم ہیں اس سے میں کس قدر لے لوں، رسولؐ خدا نے فرمایا تو لوگوں نے یتیموں کے مال کو اپنے خرچ میں ملا جلا رکھنے کو برا سمجھا اور کھانے پینے کو برا سمجھا۔ جو کھانا بچا ہوتا وہ یا خراب ہو جاتا یا کوئی نہ کھاتا اگر وہ دوسرے لوگ کھالیں جو اس کے غیر ہیں تو اس لڑکے کے لیے کوئی نقصان نہیں ہے۔ و اللّٰہ یعلم المفسد من المصلح اللہ مفسد کو مصلح سے جانتا ہے۔

(۳۲۲) محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے امام باقرؑ سے سوال کیا میرے پاس کچھ مال ہے میرے بھائی کا یتیم بیٹا ہے جو میرے گھر میں ہے میں کس قدر اس کا مال ملالوں جب کہ مجھے ان کی معیشت کی حفاظت سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اگر تم مویشیوں کے لیے بنے ہوئے حوض کھودتے ہو اور اونٹنیوں کی حفاظت کرتے ہو اور اس کے مال مویشی کا خیال بھی کرتے ہو تو تم دودھ پی سکتے ہو مگر جانوروں کا اتنا دودھ نہ دوھنا کہ ان کے بچوں کو نقصان پہنچے۔ پھر فرمایا جو غنی ہے وہ اس سے کم کھائے اور جو فقیر ہے وہ اس سے اچھے طریقے سے کھا سکتا ہے۔ خدا فرماتا ہے و اللّٰہ یعلم المفسد من المصلح اور اللہ مفسد کو مصلح سے جانتا ہے۔

پھر فرمایا من کان غنیا فلیستعف و من کان فقیرا فلیاکل بالمعروف جو غنی ہیں ان کے لیے نہیں ہے اور جو فقیر ہیں معروف طریقہ سے کھالیں و اللّٰہ یعلم المفسد من المصلح اللہ جانتا ہے مفسد کو مصلح سے۔

(۳۲۳) محمد حلبی کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں پوچھا و ان تخالطوھم فاخوانکم و اللّٰہ یعلم المفسد من المصلح جب تم اپنے بھائیوں سے ملو اور اللہ مفسد کو مصلح سے جانتا ہے فرمایا اپنے مال سے ضرورت کے مطابق لے لو اور اس کے مال سے بھی ضرورت کے مطابق لے لو جو کفالت کے لیے کافی ہے پھر یہی کھانا کھالو۔ محمد بن مسلم نے ابو جعفرؑ سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

(۳۲۴) علی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں جو یتیم کے بارے میں ہے و ان تخالطوھم فاخوانکم اور تم جب اپنے بھائیوں سے ملے فرمایا خشک کھجور اور دودھ لے لو اور اسی کی مثل خود اپنے سے لو جو تمہاری کفالت کے لیے کافی ہو اور یہی تمہارے لیے کافی ہے اور تم پر مخفی نہیں اللہ یعلم المفسد من المصلح اللہ مفسد کو مصلح سے جانتا ہے۔

(۳۲۵) عبدالرحمٰن بن حجاج کہتے ہیں ابوالحسنؑ رضا سے میں نے عرض کیا میرے پاس یتیم ہے میں اس کے مال سے کچھ لیتا ہوں اور وہ میرے گھر میں رہتا ہے وہ اس پر خرچ کرتا ہوں اور خود پر بھی اور اسی سے اس کے کھانے کا اور اپنے کھانے کا انتظام کر کے کھاتا ہوں۔ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں خدا کا قول ہے ان اللّٰہ یعلم المفسد من المصلح بے شک اللہ جانتا ہے مفسد کو مصلح سے۔

توبہ کا طریقہ

(۳۲۶) جمیل کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا لوگ استنجا کرتے تھے پتھروں سے اور روئی سے پھر پانی سے

دھوتے پھر وضو کا حکم آیا اور وہ اچھا طریقہ ہے اسی کا امر رسولؐ خدا کو ہوا اور بنایا گیا اور اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

﴿۳۲۷﴾ سلام کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ کے پاس حمران بن اعین آئے کہ وہ کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے تھے پھر حمران کھڑے ہو گئے اور عرض کیا ابوجعفر باقرؑ سے جب وہ رخصت ہونے لگے اللہ آپ کو لمبی عمر عطا کرے اور آپ کے ذریعے ہمیں اپنی عطا سے نوازتا رہے ہم جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو ہمارے دلوں میں نرمی اور ہمارے اندر دنیا سے بے رغبتی اور لوگوں کے پاس جو کچھ دنیاوی مال و ثروت ہے اس سے بے توجہی پیدا ہوتی ہے اور جب آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ معاشرت اور میل جول میں مصروف ہو جاتے ہیں اور تجارت کے معاملات انجام دیتے ہیں تو ہم دنیا کی محبت کے قیدی ہو جاتے ہیں یہ سن کر ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا دل کبھی سخت ہوتے ہیں اور کبھی نرم ہوتے ہیں کسی نہ کسی حکم پر پھر ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک رسولؐ اللہ کے اصحاب نے رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کیا اے رسولؐ خدا ہمیں اپنے بارے میں نفاق کا خوف کھائے جا رہا ہے تو رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا تم اس طرح کا خوف کیوں رکھتے ہو تو انہوں نے کہا جب ہم آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو آپ ہمیں یاد دہانی کرواتے ہیں اور دنیا کے بجائے آخرت کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو ڈر جاتے ہیں اور دنیا کو بھول کر اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور ہمارے زہد کا عالم یہ ہوتا ہے کہ گویا آخرت کو دیکھ رہے ہیں اور جنت و جہنم ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور جب ہم یہاں سے باہر چلے جاتے ہیں اور اپنے گھروں اور اپنی اولاد و اہل و عیال کے ساتھ گھل مل جاتے ہیں تو وہ روحانی کیفیت اور احساس جو آپ کے پاس رہ کر پیدا ہوتا ہے، باقی نہیں رہتا بلکہ اس میں تبدیلی آ جاتی ہے اور ایسے لگتا ہے جیسے ہم پر کوئی کیفیت طاری ہی نہیں ہوئی تھی تو آپ کو ہمارے بارے میں نفاق کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ تو رسولؐ اللہ نے ان سے فرمایا ہرگز ایسی بات نہیں دراصل یہ سب کچھ شیطان کی کارگزاری ہے وہ تمہارے دلوں میں دنیا کی طرف توجہ و التفات کے جذبات پیدا کرتا رہتا ہے۔ خدا کی قسم اگر تم اسی روحانی کیفیت پر باقی رہو تو فرشتے تمہارے ساتھ مصافحہ کریں گے اور تم پانی پر چلو گے اگر ایسا نہ ہوتا کہ تم گناہ کے مرتکب ہو اور پھر خدا سے طلب مغفرت کرو تو خدا ایسی مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کے مرتکب ہو کر خدا سے استغفار کرتے اور خدا انہیں معاف کر دیتا، مومن گناہ کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے کیا تو نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا ان اللّٰہ یحب التوبین بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور فرماتا ہے استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ تم اپنے رب کے حضور استغفار کرو پھر توبہ کرو۔

طہارت پانی سے کرنا

﴿۳۲۸﴾ ابوخدیجہ کہتے ہیں ابوعبداللہ نے فرمایا لوگ تین پتھروں سے استنجا کرتے تھے اور اسی حالت میں کچے چھوارے کھاتے تھے اور اونٹ بکری اسی طرح کھاتے تھے ایک انصار کے شخص نے خشک کدو کھایا، اس کا پیٹ نرم ہوا اور اس نے استنجا پانی کے ساتھ کیا تو وہ

شخص نبیؐ کے پاس آیا۔ جب وہ مرد آیا تو وہ خائف تھا کہ اس بارے میں آیت نازل نہ ہو جائے اس نے استنجا پانی سے کیا ہے کہا رسولؐ خدا نے فرمایا کیا تمہارا عمل اس دن میں ایسا ہی تھا کہا ہاں یا رسولؐ اللہ ہاں میں نے واللہ آج استنجا پانی سے کیا مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے کدو سے کھانا کھایا تو میرا پیٹ نرم ہو گیا میں نے سوچا کہ پتھروں سے کام نہیں چلے گا تو میں نے استنجا پانی سے کیا ہے تو رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تجھے مبارک ہو کہ اللہ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی ان اللّٰہ یحب التوابین و یحب المتطھرین بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور طاہر لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ پس اس معاملہ میں تم سب سے پہلے توبہ کرنے والوں سے ہو اور پہلے طہارت کرنے والوں سے ہو۔

عورت تمہاری کھیتی

﴿۳۲۹﴾ عیسیٰ بن عبداللہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا عورت حالت حیض میں شوہر پر حرام ہے اور اسی طرح فرج بھی۔ خدا فرماتا ہے وَ لَا تَقْرَبُوْ هُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور ان کے نزدیک مت جاؤ جب تک وہ طاہر نہ ہو جائیں پس جب خون جاری ہو تو مرد عورت کے نزدیک مت جائے اور یہ حائض ہے اور یہ فرج سے ہی جاری ہے۔

﴿۳۳۰﴾ عبداللہ بن یعفور کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا عورتوں سے ان کے چوتڑوں میں کرنے کے بارے میں فرمایا کوئی حرج نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، پس تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔

﴿۳۳۱﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں نساؤ کم حرث لکم فاتو حرثکم انی شئتم تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ، فرمایا اسی طرح ہے۔

﴿۳۳۲﴾ صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں نساؤ کم حرث لکم فاتوا حرثکم ان شئتم تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ فرمایا چاہے آگے سے اور چاہے پیچھے سے قبل میں۔

﴿۳۳۳﴾ معمر بن خلاد کہتے ہیں ابوالحسن رضاؑ نے فرمایا جس طرح تمہارا جی چاہے مباشرت کرلو میں نے عرض کیا اہل مدینہ کی زبان میں یہ مشہور ہے کہ اس طرح نہ کیا کرو اس میں حرج ہے۔ فرمایا کہ یہودی کہتے تھے کہ جو شخص اپنی زوجہ سے اس کے قبل میں اس کے پیچھے سے جماع کرے گا تو بچہ بھینگا مجنون احول پیدا ہوگا تو اللہ نے نازل کیا نساؤ کم حرث لکم فاتو حرثکم انی شئتم تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم جس طرح چاہو آؤ یعنی آگے سے یا پیچھے سے قول یہود کے خلاف اور نہیں ہے اس میں ادبار

میں کرنا حسن بن علی نے ابوعبداللہ صادقؑ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

﴿۳۳۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں نساؤ کم حرث لکم فاتو حرثکم انی شئتم تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں اور تم جس طرح چاہو آؤ فرمایا قبل میں۔

﴿۳۳۵﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس مرد کے بارے میں جو اپنی اہلیہ سے دبر کی فکر میں ہو فرمایا وہ تمہارے لیے اور وہ مکروہ ہے عورت سے اور فرمایا اسی کے معنی نساؤ کم حرث لکم فاتو حرثکم انی شئتم تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں اس میں جس طرح تم چاہو آؤ یہ اس وقت ہے جب مجبور ہو جس طرح چاہو آؤ ہے۔

﴿۳۳۶﴾ فتح بن یزید جرجانی کہتے ہیں امام رضاؑ کو لکھا اس کی مثل تو اس کے رد میں جواب آیا سوال کا وطی دبر کے بارے میں کہ عورت کھلونا ہے اسے اذیت نہ دو اور وہ کھیتی ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

قسمیں کھانا

﴿۳۳۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے۔ وَ لَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَ تَتَّقُوۡا اور اپنا مقصد نہ بناؤ تم اپنی قسموں کے لیے تم نیکی کرو اور متقی بن جاؤ۔ فرمایا وہ اس بندے کا قول ہے وہ و اللہ بلی و اللہ کہتا ہے قسمیں کھاتا ہے۔

﴿۳۳۸﴾ زرارہ و حمران و محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ اور ابوعبداللہ صادقؑ نے ولا تجعلو اللہ عرضہ لایمانکم اور نہ بناؤ اپنا مقصد قسمیں کھانا فرمایا وہ شخص جو لوگوں کے درمیان صلح کے لیے قسمیں کھاتا ہے ان کے درمیان یہ گناہ نہیں ہے۔

﴿۳۳۹﴾ منصور بن حازم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اور محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں ولا تجعلو اللہ عرضہ لایمانکم اور نہ بناؤ اپنا مقصد قسمیں کھانا فرمایا یعنی اس شخص کا قول کہ میں اپنے بھائی سے کلام نہ کروں گا اور اس میں اشتبہ کرتا ہے اور پہلی بات اپنی ماں سے کرتا ہے۔

﴿۳۴۰﴾ ایوب کہتے ہیں میں امام باقرؑ سے سنا نہ جھوٹا حلف اٹھاؤ نہ سچا حلف اٹھاؤ بے شک خدا فرماتا ہے ولا تجعلو اللہ عرضہ لایمانکم اور نہ بناؤ اپنا مقصد قسمیں کھانا جب تمہیں دو آدمیوں کے درمیان صلح کے لیے حکم بنایا جائے تو یہ کبھی نہ کہو میں نے قسم کھائی ہے میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اور وہ اللہ کا قول ہے ولا تجعلو اللہ عرضہ لایمانکم ان تبرو او تتقوا تصلحوا بین الناس تم نہ بناؤ اپنا مقصد قسمیں کھانا تم نیکی کرو اور پرہیزگار بنو اور لوگوں کے درمیان صلح کرا دو۔

﴿۳۴۱﴾ ابوصباح کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں لا یؤ اخذ کم باللغو فی ایمانکم اللہ تم

سے مواخذہ نہیں کرے گا تمہاری بے ہودہ لغو قسموں کا فرمایا وہ لا واللہ وبلی واللہ و کلا واللہ ہے اس پر کوئی گرہ نہیں گرہ کسی چیز میں ہوتی ہے۔

ایلا کیا ھے

﴿۳۴۲﴾ یزید بن معاویہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا ایلا کے بارے میں جب مرد اپنی عورت سے قریب نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے مس کرتا ہے اور نہ جماع کرتا ہے اور نہ سر سے سر ملاتا ہے اسی طرح چار ماہ گزر جائیں جب اس طرح چار ماہ گزر جائیں اس میں اس کا حل نہ نکل سکے تو اس سے حق طلب کرے چار ماہ کے بعد پھر چار ماہ کے بعد بھی وہ ایسا ہی رہا تو اس سے طلاق کا عزم کرے حتی کہ وہ اس کی طہارت ہو حیض سے اس کو طلاق ہو طلیقہ جامعت سے قبل گواہ ہوں گے دو عادل اس کے پھر وہ حق رجعت نہیں رکھتا تین دفعہ کے اقرار کے بعد۔

﴿۳۴۳﴾ حلبی کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص ہو جو اپنی زوجہ سے ایلا کرے وہ کہے کہ اللہ کی قسم میں تجھ سے مجامعت نہ کروں گا اور یہ (نہیں کروں گا) اور اللہ کی قسم میں تجھے اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناؤں گا پھر وہ اسے اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناتا رہا اور اس سے مجامعت نہ کی تو اس کا چار ماہ تک انتظار کیا جائے گا اگر اس میں اس نے اپنی زوجہ سے صلح کر لی تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے اور اگر وہ اس طرح نہیں کرتا تو اسے طلاق پر مجبور کیا جائے گا اور یہ طلاق اس وقت تک واقع نہ ہوگی جب تک توقف نہ کیا جائے اور عزم طلاق کرے تو یہ طلاق ہوگی۔

﴿۳۴۴﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے چار ماہ تک مجامعت نہیں کی فرمایا انتظار کرے اور عزم طلاق سے عورت کترائے جیسا کہ مطلقہ ہونے سے کتراتی ہے اور اگر وہ اس کو مس کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۳۴۵﴾ منصور بن حازم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس مرد کے بارے میں جس نے اپنی عورت سے چار ماہ مجامعت نہیں کی فرمایا انتظار کرے اس میں عزم طلاق ہو اس کے لیے اس میں اور اس پر عدہ طلاق ہے اور مگر کفر اس کے یمین ہوگا اور اس کو مس کرنا۔

﴿۳۴۶﴾ عباس بن ہلال کہتے ہیں امام رضاؑ نے فرمایا اس ذکر میں کہ ایک شخص اپنی عورت سے ایلا کرتا ہے چار ماہ کے بعد اس کو سلطان کے پاس لائے اور جب اسی طرح چار ماہ گزر جائیں پھر اس پر راضی ہو جائے اور طلاق ہو جائے اور مگر وہ اس سے جدا ہو جائے۔

﴿۳۴۷﴾ ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا جب اس کی عورت اس سے کہتی ہے یہ کیا خطاب ہے خطاب کے ساتھ فرمایا یہ خطاب اس کو ہے دو طلاقوں کا اور اس سے قریب نہیں ہوتا یہاں تک کہ کفارہ میں آ جاتا ہے جس کا کفارہ واجب ہوتا ہے۔

﴿۳۴۸﴾ صفوان کہتے ہیں بعض ہمارے اصحاب نے ابو عبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ مولا جب طلاق دیتا ہے فرمایا علیؑ تھے انہوں

نے بتایا کہ جب اس کے لیے ایک احاطہ بناتا ہے جو مثل قلم میں سے ہو اور اس میں تدبیریں کرتا ہے اور منع کرتا ہے کھانے پینے کو یہاں تک کہ طلاق دیتا ہے۔

﴿۳۴۹﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب ایک شخص اپنی عورت سے چار ماہ تک اس کے نزدیک نہیں جاتا اور نہیں بلند ہوتا پس یہ مطلقہ ہے پھر انتظار کرے اس کے بعد یہ اس کے دو طلاقیں ہیں اور اس کے بعد عزم کرتا ہے تو یہ بائن ہو گی۔

قرأ کیا ھے

﴿۳۵۰﴾ محمد بن مسلم وزرارہ نے کہا کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا القراء دو حیضوں کے درمیان ہے۔

﴿۳۵۱﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ربیعہ کی رائے سنی وہ کہتا ہے کہ میری رائے ہے کہ بے شک الاقراء وہ ہے جس کا اللہ نے قرآن میں نام لیا ہے وہ طہر ہے دو حیضوں کے درمیان اور وہ حیض کے ساتھ نہیں ہے میں ابوجعفر باقرؑ کے پاس گیا اور ربیعہ کے اس قول کو بیان کیا فرمایا جھوٹ ہے اور اس میں کوئی رائے نہیں ہے اور بے شک تبلیغ ہے علیؑ کی میں نے کہا اللہ آپ کی اصلح کرے علیؑ اس طرح فرماتے تھے فرمایا ہاں وہ کہتے تھے بے شک القر طہر اس میں قرأ ہے کہ جمع ہوا خون دیکھے پس جب وہ حیض ہو یہ اس پر قذف ہے میں نے عرض کیا اللہ آپ کی اصلح کرے ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے طاہر حالت میں غیر جماع سے دو عادل گواہوں کے سامنے فرمایا جب تیسرا حیض داخل ہو جاتا ہے بے شک اس کی عدت پوری ہو جائے گی اور اس کے لیے حلت ازواج۔ میں نے عرض کیا بے شک اہل عراق کی رائے ہے کہ علیؑ نے اس طرح کہا تھا اس کا یہ حق ہے وہ رجوع کرے تیسرے حیض کے بعد جب تک وہ غسل نہیں کر لیتی فرمایا جھوٹ بولتے ہیں علیؑ نے فرمایا تھا جب تیسرے حیض میں خون دیکھ لے تو اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔

﴿۳۵۲﴾ اور روایت ربیعہ رائے میں اس میں کوئی سبیل نہیں ہے اس پر اور بے شک القرء دو حیضوں کے درمیان ہے اور نہیں ہے اس میں اس کے لیے زوجہ جب تک کہ تیسرے حیض کے بعد غسل نہیں کر لیتی بے شک میں نظر سے دیکھتا ہوں۔ نہیں ہے اقرأ مگر تین مہینے جب درست نہیں ہے اس میں مہینے میں حیض اور مہینے میں عورت کا تو یہ عدت ہے عدت مستحاضہ کی تین مہینے کی اور جب درست حیض ہے تو وہ سب مہینے میں حیضہ ہے اور سب مہینوں کا حیض درمیان میں ہے اور القروَ ہے۔

﴿۳۵۳﴾ ابن مسکان کہتے ہیں ابوبصیر نے کہا حیض کی عدت ہے اور درست حیض تین اقروٗ ہے اور وہ تین حیض ہیں۔

﴿۳۵۴﴾ اور فرمایا احمد بن محمد نے کہا کہ القروٗ وہ طہر ہے بے شک اس میں قروٗ ہے خون دیکھنا یہاں تک کہ حیض آ جائے اور چلا جائے۔

طلاق کے احکام

﴿۳۵۵﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں کہ اس کی عورت کب بائن ہوتی ہے فرمایا جس

وقت ظاہر ہو خون حیض میں تین دفعہ۔

﴿۳۵۶﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ الْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَ لَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْۤ اَرْحَامِهِنَّ اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہے وہ اپنے آپ کو تین طہر تک روکیں اور ان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اس کو چھپائیں جو کچھ اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے۔ یعنی ان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ حمل کو چھپائیں جب ان کو طلاق ہو اور وہ پیٹ والی عورت ہے حاملہ اور زوج کو اس حمل کا علم نہیں ہے پس اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ اپنے حمل کو چھپائے اور وہ اس کا حق ہے اس حمل میں اور اس کو ضائع کرتا نہیں ہے۔

﴿۳۵۷﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا مطلقہ بائن ہوتی ہے اس وقت جب وہ پہلا قطرہ تیسرے حیض کا دیکھ لیتی ہے۔

﴿۳۵۸﴾ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ کہتے ہیں جب عورت مطلقہ ہوتی ہے زوجہ سے تو کب وہ اپنے نفس کی مالک ہوتی ہے فرمایا جب وہ خون دیکھتی ہے حیض کا تیسری دفعہ پس وہ بائن ہو جاتی ہے۔

﴿۳۵۹﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اقراء وہ طہار ہے اور فرمایا القرؤ دو حیضوں کے درمیان ہے۔

﴿۳۶۰﴾ عبدالرحمٰن کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سنا فرمایا اس مرد کے بارے میں کہ جب وہ عورت سے تزویج کرتا ہے فرمایا اس کا اقرار اس میثاق کا جو اس نے اللہ سے اخذ کیا اَمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ رخصت کر دینا ہے۔

﴿۳۶۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا عورت اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ کسی دوسرے سے تزویج نہ کرے۔ یہ طلاق ہے پھر رجوع کرے پھر طلاق دے پھر رجوع کرے پھر طلاق دے تیسری پس اب اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک کہ کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر لیتی ہے بے شک اللہ فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے پھر یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ رخصت کر دینا ہے۔ اور رخصت کر دینا یہی تیسری طلاق ہے۔

دوبارہ نکاح کی شرط

﴿۳۶۲﴾ کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ پس اگر وہ عورت کو طلاق (تیسری) دے دے تو وہ اس کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے یہ اس کے لیے تیسری طلاق ہے۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا پھر اگر وہ طلاق دے دے مگر خیر کے ساتھ کہ اگر وہ دونوں رجوع کر لیں تو نئی تزویج کر

سکتے ہیں۔

﴿۳۶۳﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ" بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ" بِاِحْسَانٍ طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے پھر یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ رخصت کر دینا ہے۔ فرمایا نیکی کے ساتھ رخصت کر دینا تیسری طلاق ہے۔

﴿۳۶۴﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا اس عورت کے بارے میں لا تحل لزوجها اس وقت اس کے لیے زوجہ حلال نہیں ہوتی حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ جب تک وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر لیتی۔ فرمایا یہ طلاق ہے پھر رجوع کرے پھر طلاق دے پھر رجوع کرے پھر طلاق تیسری دے پس یہ ہے کہ اس کے لیے اس کی زوجہ حلال نہیں ہوتی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے اور لذت جماع کا مزہ نہ چکھے اور جماع کا مزہ چکھنا اس کے لیے ہے اور وہ قول خدا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ" بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ" بِاِحْسَانٍ طلاق (رجعی) دو دفعہ ہے پھر یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ رخصت کر دینا ہے۔ احسان کے ساتھ رخصت کرنا تیسری طلاق ہے۔

﴿۳۶۵﴾ ابو قاسم فارسی کہتے ہیں میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان بے شک اللہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں فامسک بمعروف او تسریح باحسان پھر یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ رخصت کر دینا اور اس میں قصد نہیں ہے فرمایا پھر نیکی کے ساتھ روکنا ہے ہاتھ کی تکلیف سے واجب ہے اس کا نفقہ ہے اور پھر احسان کے ساتھ رخصت وہ اس کے لیے طلاق ہے جو اس کتاب میں نازل کیا گیا ہے۔

﴿۳۶۶﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کچھ بھی نہ دے جو عطیہ وغیرہ کسی چیز کا ہو اس میں اور روا نہیں ہے اللہ کا عطیہ اللہ کے لیے اس میں ہے جو اس میں رجوع کرتا ہے وہ مہر کا دینا اس کو دینا تھا یا ہبہ اس کا مہر یا نہیں ہے مال اور اس پر اس میں مرد کے لیے رجوع کرنا نہیں ہے اس کے لیے مال اور نہیں ہے اس میں عورت کے لیے اس میں مال زوجیت کے لیے مہر کا ادا کرنا یا مال کا حصہ دینا اللہ فرماتا ہے فَلَا تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا پس تمہارے لیے حلال نہیں ہے جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو ان میں سے کوئی چیز واپس لو اور فرماتا ہے اِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَکُلُوْهُ هَنِیْٓئًا مَّرِیْٓئًا اور اگر عورتیں رضامندی سے کچھ دیں تم اسے بہتر سمجھ کر رکھ لو۔

﴿۳۶۷﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا خلع کی مختلف کیفیت کا فرمایا خلع حلال نہیں ہے جب تک عورت یہ نہ کہے کہ میں تیرے لیے قسم کو پوری نہیں کروں گی اور تیرا حکم نہیں مانوں گی اور نہ ہی تیرے لیے بستر بچھاؤں گی اور نہ ہی کسی کو داخل کروں گی۔ تیری اجازت کے بغیر پس جب یہ عورت اس طرح کہے تو یہ حلال خلع ہے کہ اس کی طرف رجوع نہیں اور اس میں یہ حلال کہ جو

اس عورت سے مہر جو اس نے اس کو دیا ہے یا اس سے زیادہ اور وہ قول خدا ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تو اگر عورت مرد کو کچھ دے کر پیچھا چھڑائے (خلع کرائے) تو اس میں دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور جب یہ عمل مکمل ہو جائے تو وہ بائن ہے اس میں طلاق ہوگئی اور وہ اپنے نفس کی مالک ہے اور اگر چاہتی ہے نکاح اور کرنا فلانوں سے نکاح پس وہ اپنے پاس رکھتا ہے دو کا یعنی دو طلاق کا حق باقی۔

﴿۳۶۸﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان سے تجاوز نہ کرو اور جن لوگوں نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو وہ ظلم کرنے والے ہیں فرمایا بے شک اللہ غضب ناک ہوتا ہے زانی پر اور سو کوڑے ہیں جو اس پر غضب ناک ہو اور زیادہ بے شک اللہ کی طرف سے وہ بری ہے یہ اس کا قول ہے تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا یہ اس کی حدود ہیں اس سے تجاوز نہ کرو۔

﴿۳۶۹﴾ عبداللہ بن فضال کہتے ہیں عبدالصالحؑ نے فرمایا اس سوال پر کہ ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے قروءھا طھر سے طہر کے درمیان پھر اس سے رجوع نہیں کرتا پھر طلاق دیتا ہے اس کے نزدیک قروھا تیسری پس اس میں بائن ہوگئی۔ کیا اس میں رجوع ہے فرمایا ہاں میں نے کہا اس سے قبل کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اس میں ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے طلاق دینا پھر اس میں رجوع کرتا ہے پھر طلاق دیتا ہے پھر رجوع کرتا ہے پھر طلاق دیتا ہے فرمایا اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک کہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

﴿۳۷۰﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا اس طلاق کے بارے میں کہ وہ حلال نہیں ہوتی جب تک کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے فرمایا اس کے لیے ہے جب کوئی آدمی ارادہ کرے کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے تو وہ اس کو اس کے طہر کے زمانے میں طلاق دے جس میں اس سے مجامعت نہ کی ہو دو عادل گواہوں کے سامنے پھر اسے ترک کر دیتا ہے پھر اس دن کے بعد اس کے حائض ہونے سے پہلے رجوع کرتا ہے عدت تک پھر وہ حیض سے نکلے اور وہ پاک ہو جائے پھر طلاق دے مجامعت کیے بغیر اس پر دو گواہ بنائے پھر اس کے حیض آنے سے پہلے جب اس سے رجوع کرے پھر وہ حیض سے نکلے اور پاک ہو تو پھر اسے طہر کی حالت میں بغیر جماع کیے ہوئے طلاق دے اور اس پر گواہ بنائے اور بے شک جب وہ اس طرح کرے گا تو وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور اس کی حاجت کے لیے نہیں رہے گی۔

﴿۳۷۱﴾ حسن بن زیاد کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا ایک عورت کو ایک شخص طلاق دیتا ہے وہ عورت متعہ کر لیتی ہے تو کیا وہ پہلے شوہر پر حلال ہوگی فرمایا نہیں اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ دائمی نکاح نہیں کرتی اور پھر طلاق کی عدت پوری کرے جیسا کہ خدا فرماتا ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا

اَنْ یُقِیمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ پس اگر وہ عورت کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ اس کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ کسی دوسرے مرد اس کے علاوہ کے ساتھ نکاح نہ کرے پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ اگر وہ دونوں رجوع کر لیں اور ان دونوں کا خیال ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھیں گے۔ متعہ اس میں نہیں ہے طلاق شرط ہے۔

(۳۷۲) ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ سے سوال کیا اس طلاق کے بارے میں کہ لا تحل له حتی تنكح زوجا غیره اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کہ وہ اس کے غیر سے نکاح نہ کرے فرمایا وہ طلاق ہے پھر رجوع ہے اور یہ رجوع اس کا جماع ہے پھر وہ طلاق دے پھر رجوع کرے پھر طلاق تیسری دے فلا تحل له حتی تنكح زوجا غیره پس اس پر حلال نہ ہوگی جب تک کہ اس کے غیر سے وہ نکاح نہ کرے اور فرمایا یہ رجوع جماع سے متعلق ہے اور مگر وہ ایک ہی دفعہ کیوں نہ ہو۔

(۳۷۳) عمر بن حنظلہ کہتے ہیں صادقؑ نے فرمایا جب ایک شخص اپنی عورت سے کہتا ہے میں نے تجھے طلاق دی پھر رجوع کرتا ہے پھر کہتا ہے میں نے تجھے طلاق دی پھر رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے تجھے طلاق دی لم تحل له حتی تنكح زوجا غیره تو اس کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک اس کے غیر سے نکاح نہ کرے اور وہ اسے طلاق دے دے اور اس کا گواہ نہیں وہ تزویج کر سکتی ہے اس سے پہلے کی طرح۔

(۳۷۴) محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں جو اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے پھر چھوڑ دیتا ہے پھر حیض کی مدت پوری ہونے پر طلاق دیتا ہے تین دفعہ عدت پوری ہو جائے پھر وہ نکاح کرے پھر وہ بھی اسے طلاق دے اس کے غیر سے اور اس میں دخول کیا ہو یہاں تک کہ یہ فعل اس سے ہوا ہو طلاق کا تین دفعہ فرمایا لا تحل له حتی تنكح زوجا غیره وہ اس وقت تک اس پر حلال نہ ہوگی جب تک اس کے غیر سے نکاح نہ کرے یہ مراد ہے۔

(۳۷۵) اسحاق بن عمار کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ سے سوال کیا ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے پوری طلاق لا تحل له حتی تنكح زوجا غیره اس وقت تک اس کے لیے حلال نہیں جب تک اس کے غیر سے نکاح نہ کرے پس وہ غلام سے نکاح کرتی ہے پھر وہ بھی طلاق دے دیتا ہے کیا یہ مہدوم طلاق ہے فرمایا ہاں اللہ کا قول ہے حتی تنكح زوجا غیره اس کے غیر سے جب تک نکاح نہ کرے وہ ایک کی زوجہ ہے۔

(۳۷۶) عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا جب ایک شخص طلاق کا ارادہ کر لیتا ہے حیض سے پہلے جو اس کی عدت ہے طلاق دیتا ہے جماع کیے بغیر پس بے شک یہ اس کی پہلی طلاق ہے پھر اسے چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ داخل ہو جاتی ہے اور اس کا وقت آتا ہے اور اگر خطاب کر کے اس کو یہ خطاب کرتا ہے اس فعل کا اور اگر رجوع کا ہوتا ہے اس کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے پھر وقت آ جائے یا عدت آ جائے وہ اس کے نزدیک طلاق ہے اور اگر طلاق دوسری ہو پھر ا[illegible] رجوع ہو

جیسا ذکر ہوا اور خطیب خطاب کرتا ہے اس کے ساتھ اگر اسے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ اس کا وقت آ گیا تو وہ چلا گیا ہو اور اگر اس سے رجوع کرے اس حیض کی حالت میں اور پھر وقت آ جائے اور اس کا فعل یہ اس کے نزدیک طلاق کا ہے تو یہ دوسری طلاق ہے پھر تیسری طلاق ہے فلا تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ تو اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک اس کے غیر سے نکاح نہ کرے اور یہ ارث و تو راث نہیں تھی دو طلاقوں پہلوں میں خون دیکھنے سے۔

عورتوں کو نقصان نہ پہنچائو

﴿۳۷۷﴾ زرارہ وحمران ابن اعین ومحمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ وابو عبداللہ صادقؑ سے ہم نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا اور ضرر پہنچانے کے لیے ان کو نہ روکو کہ تم زیادتی کرو انہوں نے فرمایا وہ شخص ہے جو اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے طلاق واحد پھر اس کی عدت آتی ہے یہاں تک کہ اس کی آخری عدت آتی ہے تو رجوع کرتا ہے پھر آخر میں طلاق دیتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے جیسے اس نے پہلے کیا ہے۔

﴿۳۷۸﴾ حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و لا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا تم ان کو مت روکو نقصان پہنچانے کے لیے کہ تم ظلم کرو۔ فرمایا جب ایک شخص طلاق دیتا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت آ جاتا ہے تو وہ رجوع کرتا ہے پھر طلاق دیتا ہے پھر رجوع کرتا ہے پھر یہ فعل تین دفعہ کرتا ہے اس کی اللہ نے نہی کی ہے۔

غنی کی تواضع

﴿۳۷۹﴾ عمرو بن جمیع کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا تورات میں لکھا ہے کہ جو صبح کرتا ہے دنیا میں وہ حزین ہے پس اگلی صبح اس کے لیے اللہ قضا بناتا ہے اور اگر صبح وہ اپنی مصیبت کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے جو اس پر نازل ہوئی پھر صبح کو اللہ سے شکوہ کرتا ہے اور جو شخص کسی غنی سے ملے اور اس کے غنی ہونے کی وجہ سے اس کے سامنے تواضع کرے تو اس نے دو تہائی دین ضائع کر دیا اور اس امت میں جو شخص قرآن پڑھنے کے باوجود جہنم میں جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یَتَّخِذُوْ آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا کہ وہ اللہ کی آیات کی بے قدری کرتا تھا۔ پشیمانی اور فقر لمبی مدت تک اس کا سبب بنے گی۔

مائیں دو سال دودھ پلائیں

﴿۳۸۰﴾ داؤد بن حصین کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ اس کے لیے ہے جو شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے۔ فرمایا کہ جب تک بچہ دودھ پی رہا ہے وہ ماں و باپ دونوں کے درمیان برابر ہے اور جب اس نے دودھ چھوڑ دیا تو ماں سے زیادہ اس کا حق دار باپ ہے اور جب

باپ مر جائے تو خاندان میں سے زیادہ حق دار ماں ہے اور اگر باپ کو کوئی ایسی عورت مل جائے جو بچہ کو چار درہم میں دودھ پلائے اور ماں یہ کہے کہ میں تو پانچ درہم سے کم میں نہیں پلاؤں گی تو باپ کا یہ حق ہے کہ وہ بچہ اس سے چھین لے لیکن بہتر اور نرمی کا راستہ ہے کہ وہ اس کو ماں کے ساتھ چھوڑ دے۔

بچے کو نقصان نہ پہنچاؤ

(۳۸۱) جمیل بن دراج کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں لَا تُضَارَّ وٰلِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ نہ ماں کو اس کے بچے کے سبب ضرر پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کے بچے کے سبب ضرر پہنچایا جائے۔ فرمایا اس سے مراد جماع ہے۔

(۳۸۲) حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں لا تضار ولدہ بولدھا و لا مولود لہ بوالدہ نہ ماں کو اس کے بچے کے سبب ضرر پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے ضرر پہنچایا جائے جب عورت ہاتھ بلند کرتی ہے مرد کی طرف اور جب ارادہ بن جائے کہ مجامعت کی جائے تو کہے کہ نہیں کرتی کہ اس حمل کا مجھے خوف ہے اس بچے کا اور مرد عورت سے کہے کہ میں مجامعت نہیں کرتا مجھے خوف ہے کہ اس تعلق سے یہ بچہ قتل ہو جائے اللہ نے اس سے منع کیا اور یہ ضرر مرد کا عورت سے اور عورت کا مرد سے ہے۔

وارث پر نفقہ ہے

(۳۸۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے امام باقرؑ یا امام صادقؑ ایک سے روایت کیا کہ سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ اور وارث پر اسی طرح ہے فرمایا وہ نفقہ ہے وارث پر اس طرح جو والد پر ہے جمیل نے سورہ سے اس نے ابوجعفر باقرؑ سے اس کی مثل بیان کیا۔

(۳۸۴) ابوصباح کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و علی الوارث مثل ذالک اور وارث پر اسی طرح ہے فرمایا وارث کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ عورت کو تکلیف پہنچائے اور یہ کہے کہ میں اس کے پاس بچے کو آنے کے لیے نہیں کہوں گا اور وارث کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بچے کو نقصان پہنچائے اگر ان کی کوئی چیز ان کے پاس ہو تو اس کو جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے پاس خاموش رہے۔

(۳۸۵) حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ حاملہ عورت جسے طلاق ہوگئی ہو اسے وضع حمل تک خرچ دیا جائے اور اس کو دودھ پلانے کا زیادہ حق ہے کسی دوسری عورت کے مقابلے میں خدا فرماتا ہے لا تضار ولادۃ بولدھا و لا مولود لہ بولدہ و

علی الوارث مثل ذلک نہ ماں کا اس کے بچہ کی وجہ سے نقصان گوارہ کیا جائے اور نہ باپ کا اگر باپ نہ ہو تو اسی طرح اس کے وارث کا بھی رضایت کے سلسلہ میں نہ بچے کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ اس کی ماں کو اور اس کو حق نہیں کہ بچے کے دودھ پلانے میں دو سال کامل سے اوپر کے لیے کچھ لے اور جب دودھ چھڑانے کا ارادہ کرے تو اگر دونوں کی رضامندی سے ہو تو بہتر ہے اور فصال ہی فطام ہے یعنی دودھ چھڑانا ہی بچے کا جدا کرنا ہے۔

عدت متوفی

﴿۳۸۶﴾ ابو بکر حضرمی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور ازواج چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکیں۔ تو فرمایا کہ کچھ عورتیں رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں ہم اس پر صبر نہیں کر سکتیں تو ان عورتوں سے رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم قبل از اسلام ایک سال تک صبر کر لیتی تھیں اور اب اس حکم کے آنے کے بعد تم اس پر صبر نہیں کر سکتیں، حالانکہ اللہ نے تمہیں آٹھ مہینے معاف کر دیئے ہیں نکاح کرنے کے لیے اور حلال کیا ہے نکاح کو۔

﴿۳۸۷﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے سنا فرمایا اس عورت کے بارے میں جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو کب نکاح کرے فرمایا اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتی جب تک عدت چار مہینے دس پورے نہیں ہوتے متوفی کی زوجہ کے لیے یہ عدت ہے۔

﴿۳۸۸﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں مَتَاعاً اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ایک سال تک مال متاع دیں وہ اس کو نہ نکالیں فرمایا یہ منسوخ ہو گئی اس کی نسخ یہ آیت ہے یتربص بانفسهن اربعه اشهر و عشرا چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکیں اور اس کی نسخ آیت میراث ہے۔

عدت طلاق

﴿۳۸۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں اس عورت کی کیفیت جس کی عدت طلاق تین حیض ہے یا تین مہینے اور متوفی کی عدت اس کی زوجہ کے لیے چار مہینے اور دس دن ہے بتائیں ایسا کیوں ہے تو فرمایا مطلقہ کی عدت تین قروء ہے تاکہ عورت کے رحم کا استبراء ہو جائے اور پھر عدت متوفی کی اس میں اس کی زوجہ کی ہے بے شک اللہ نے عورتوں کی شرطوں میں شرط رکھی ہے اور یہ شرط ان پر لاگو ہے پس اس میں اس شرط کا جاری ہونا نہیں اور نہ ہی اس میں یہ شرط ان پر ہے پھر اس میں شرط نہیں کہ اس میں ایلا چار ماہ ہیں خدا فرماتا ہے و الذین یؤلون من نسائهم تربص اربعه اشهر اگر وہ اپنی عورتوں سے ترک جماع کا عہد کریں تو ان پر اس کی عدت چار ماہ ہے اس طرح ہرگز نہیں ہے ایک کے لیے اکثر چار ماہ ایلا میں ہے بے شک اللہ کو معلوم ہے اس

مسئلے میں ایک عورت اپنے شوہر کے بغیر اتنا ہی عرصہ صبر کرسکتی ہے اور پھر یہ شرط اس پر رکھی ہے اور بے شک اسی کا حکم اس کو دیا ہے کہ جب اس کا شوہر وفات پا جائے تو اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے اور یہ اسی سے حاصل ہوا ہے اس میں سے کہ جب وہ فوت ہو گیا اور یہ حاصل نہیں ہوتا اس میں کہ جبکہ وہ زندہ ہو۔

پوشیدہ وعدہ نہ کرو

﴿۳۹۰﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَلاَ تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْ اقَوْلاً مَعْرُوْفًا اس سے وعدے پوشیدہ نہ کرو مگر یہ کہ کہو تو نیک بات کہو فرمایا وہ طلب حلال ہے وَلاَ تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ اور قصد نہ کرو نکاح کرنے کا عدت گزرنے تک یہاں تک کہ عدت وقت پر پہنچ جائے یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو عورت کو عدت مکمل ہونے سے پہلے نکاح کے لیے کہتے ہیں آل فلاں کا گھر پھر اس کو طلب کرتے ہیں اس پر سبقت نہ کی جائے جب تک عدت پوری نہ ہو جائے میں نے عرض کیا خدا فرماتا ہے اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلاً مَعْرُوْفًا مگر ان کے ساتھ نیکی کے ساتھ بات کرو۔ فرمایا وہ طلب حلال ہے اس کے بغیر کہ اس کا ارادہ کیا ہو جو عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله نکاح کی عدت یہاں تک کہ وہ عدت اپنے وقت کو پہنچ جائے۔

﴿۳۹۱﴾ رفاعہ کی حدیث میں ہے قولا معروفا نیک بات کے ساتھ فرمایا نیک بات کرنا۔

﴿۳۹۲﴾ اور دوسری روایت میں ہے ابو بصیر نے کہا کہ فرمایا لا تواعدهن سر ان سے پوشیدہ وعدے نہ کرو فرمایا وہ شخص کہ جو عورت سے کہتا ہے اس سے پہلے کہ اس کی عدت ختم ہو یا تیری عدت ختم ہو تو کہنا آل فلاں کے گھر جماع کے لیے اور اس کا جماع اس کے ساتھ ہوگا۔

﴿۳۹۳﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ وہ اس شخص کا قول ہے کہ جو عورت سے کہتا ہے اس سے قبل کہ اس کی عدت پوری ہو جب تیری عدت پوری ہو آل فلاں کے گھر پھر اس کو طلب کرتا ہے اس میں اس کے نفس پر سبقت کرنا نہیں ہے جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔

﴿۳۹۴﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے و لا تواعدهن سرا الا ان تقولوا قولا معروفا اور ان سے پوشیدہ وعدے نہ کرو مگر ان سے نیکی سے بات کرو فرمایا یہ عورت کی عدت ہے اس سے کہا جائے کہے اچھی بات اس کے نفس کی ترغیب کے لیے اور نہیں ان کا قول اس طرح کرو اور اس طرح کرو یہ امر قبیح ہے یہ گوشت کا ٹنا اور سب امر قبیح ہیں۔

﴿۳۹۵﴾ مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں الا ان تقولوا قولا معروفا مگر یہ کہ ان سے

نیکی سے بات کرو فرمایا کہ ایک شخص عورت سے کہتا ہے اور وہ اس عدت میں ہے اے تو میں تجھ سے محبت کرتا ہوں مگر تم اس کو پوشیدہ رکھو اور اگر تیری عدت پوری ہوتی ابھی پوری نہیں ہے اگر اللہ نے چاہا اور نہیں ہے میری سبقت تیرے نفس پر اور یہ سب کا سب غیر عزم کے کہتا ہے عقد نکاح کے لیے۔

﴿۳۹۶﴾ حفص بن بختری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے دے تو وہ اسے کچھ فائدہ بھی دے تو فرمایا اگر پسند کرے تو اتنا دے کہ محسنین میں اس کا شمار ہو جائے نہیں تو اتنا تو دو کہ وہ متقین میں شمار ہو۔

قبل از دخول طلاق

﴿۳۹۷﴾ ابو صباح کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب مرد عورت کو طلاق دے دے اس سے پہلے کہ اس نے مجامعت کی ہو تو مقدر شدہ مہر سے نصف اس کو دے دے اور اگر مہر متعین نہیں کیا گیا تو کچھ عطیے دیے جائیں اچھے طریقے سے علی الموسع قدرہ و علی المقتر قدرہ مال دار پر اس کی حیثیت کے موافق اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے موافق ہے اور اس پر عدت نہیں ہے اور وہ نیا نکاح کر سکتی ہے اس وقت۔

﴿۳۹۸﴾ حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا غنی ایک غلام یا کنیز دے اور تنگ دست گندم، انگور، کپڑا، درہم میں سے جس پر قدرت رکھتا ہے وہ دے۔

﴿۳۹۹﴾ اور کہا کہ بے شک حسینؑ (حسنؑ) بن علیؑ نے فرمایا اس عورت کو کچھ دیا جائے جسے طلاق دی گئی ہے یا طلاق والی عورت کے لیے کچھ نہیں ہے مگر اس کو کوئی شے دی جائے۔

﴿۴۰۰﴾ ابن بکیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے پوچھا قول خدا کے بارے میں وَ مَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اور انہیں فائدہ پہنچاؤ مال دار پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔ یہ غنی اور تنگ دست کے لیے کیا ہے فرمایا علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا اسے سواری دے یعنی جو اس کے مال کو اٹھا کر لے جا سکے۔

﴿۴۰۱﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں امامؑ سے سوال کیا اس مرد کے بارے میں جو اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے فرمایا اسے طلاق دینے سے پہلے اسے کچھ دیا جائے۔ خدا فرماتا ہے ومتعو هن علی الموسع قدره و علی المقتر قدره اور انہیں فائدہ پہنچاؤ مال دار پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔

﴿۴۰۲﴾ اسامہ بن حفص قیم کہتے ہیں موسیٰ بن جعفرؑ سے میں نے عرض کیا اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ایک عورت سے تزویج کرتا ہے اور اس کا مہر مقرر نہیں کرتا فرمایا اس کے لیے میراث ہے اور اس پر عدت ہے اور اس عورت کے لیے مہر نہیں ہے فرمایا

پھر پڑھا کہ خدا فرماتا ہے اپنی کتاب میں ان طلقتمو ھن من قبل ان تمسوھن و قدر فرضتم لھن فریضه فنصف ما فرضتم اور اگر تم ان کو طلاق دو اس سے پہلے کہ تم ان سے خلوت کرو اور ان کے لیے مقرر کر چکے ہو تو مہر کا نصف حصہ جو تم نے مقرر کیا ہے وہ ہے۔

﴿۴۰۳﴾ منصور بن حازم کہتے ہیں میں نے امامؑ سے عرض کیا ایک شخص ایک عورت سے نکاح کرتا ہے اور حصہ مقرر کرتا ہے صداق (مہر) کا پھر وہ فوت ہو جاتا ہے اور اس نے دخول نہیں کیا ہوتا فرمایا اس کے لیے سارا مہر ہے اور اس کے لیے میراث ہے میں نے عرض کیا بے شک ہم نے دیکھا کہ اس میں نصف مہر ہے فرمایا اس میں اس کی حفاظت نہیں یہ بے شک مطلقہ کے لیے مقرر ہے۔

ولی کون ہے؟

﴿۴۰۴﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا وہ ہے جس کے ہاتھ میں اس کا عقد نکاح ہے وہ اس کا ولی امر ہے۔

﴿۴۰۵﴾ زرارہ و حمران و محمد بن مسلم نے ابوجعفر باقرؑ و امام صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں اِلَّا اَنْ يَعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِیْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ مگر یہ کہ معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے فرمایا وہ اس کا ولی ہے جو اس کے صداق کا حق دار ہے یا وہ اس میں سے کچھ یا سارا لے لے۔

﴿۴۰۶﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے قول خدا کے بارے میں او یعفو الذی بیده عقدة النکاح وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے فرمایا وہ اس کا باپ اور اس کا بھائی ہے اور اس کا وصی ہے اور وہی اس کے لینے کا مجاز ہے اس امر میں جو عورت کا مال ہے اس میں سے اور خریدتا ہے یہ اس کے لیے ہے پاک دامنی بے شک حفاظت کے ساتھ۔

ولی کا اختیار

﴿۴۰۷﴾ رفاعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا الذی بیده عقدة النکاح جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ ولی ہے جس نے نکاح کیا کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے اور اس میں چھوڑ دینا نہیں ہے۔

﴿۴۰۸﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں او یعفو الذی بیده عقدة النکاح یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے فرمایا وہ اس کا باپ اور بھائی ہے اور وہ شخص ہے جو اس کی طرف سے وصی ہے اور جو اس کے مال کی قیمت کا مجاز ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کیا دیکھا اس عورت کو اس کا مجاز نہیں ہے فرمایا اس میں نہیں ہے کیا اس کے مال کے بیچ کرنے کا مجاز ہے اور اس کا بھی مجاز نہیں ہے۔

﴿۴۰۹﴾ رفاعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس سوال پر کہ وہ وہ ہے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے فرمایا وہ وہ ہے جو

نکاح کرتا ہے کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے اور یہ اس کی مرضی ہے کہ سب کا سب چھوڑ دے۔

﴿۴۱۰﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں الا ان یعفون اگر وہ معاف کردیں فرمایا عورت معاف کردے نصف مہر کو میں نے عرض کیا او یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح وہ معاف کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے فرمایا اس کا باپ ہے جبکہ وہ اس کی عفت کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا بھائی ہے جبکہ وہ اس کا قائم مقام ہے وہی اس کا قائم مقام ہو گا پس وہ باپ کی طرح ہے اس کی حفاظت کے لیے اور جب اس کا بھی قائم مقام نہیں اس کے لیے اور کوئی قائم مقام نہیں ہے تو نہیں ہے اس کی حفاظت اس امر میں ان پر۔

﴿۴۱۱﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے قول خدا کے بارے الا ان یعفون او یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح مگر وہ معاف کردے یا وہ معاف کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے فرمایا وہ معاف کرنا مہر کا ہے یا کچھ معاف کرے یا سب معاف کرے۔

﴿۴۱۲﴾ ساعہ کہتے ہیں جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے فرمایا وہ اس کا باپ ہے اور اس کا بھائی ہے اور وہ مرد ہے جو اس کی طرف سے وصی ہے اور وہ شخص ہے جو عورت کے مال میں مجاز ہو فروخت کرنے میں اس کی جائیداد کا وصی اس کا بھی مجاز ہے۔ میں نے عرض کیا کیا اس میں اس کا وہ مجاز نہیں جو مقرر ہوا فرمایا اس میں نہیں ہے یہ کیا مجاز ہے اس کے مال کے فروخت کرنے میں اور اس میں بھی وہ مجاز نہیں ہوگا۔

ایک دوسرے سے فضل کرو

﴿۴۱۳﴾ بعض بنی عطیہ نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے مال یتیم کے متعلق کہ یہ شخص اس سے مال لیتا ہے فرمایا وہ اس میں سے لے سکتا ہے۔ خدا فرماتا ہے وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ تم ایک دوسرے کے ساتھ فضل کرنا نہ بھولو۔

﴿۴۱۴﴾ ابن ابوحمزہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آنے والا ہے جب ہر شخص اپنی دولت کو اپنے ہاتھوں سمیٹ رکھے گا اور وہ ایک دوسرے سے فضل کرنا بھول جائیں گے۔ خدا فرماتا ہے۔ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ تم ایک دوسرے کے درمیان فضل کرنے کو نہ بھولو۔

صلات وسطی کی حفاظت

﴿۴۱۵﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے صلوٰۃ وسط کے بارے میں عرض کیا فرمایا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حفاظت کرو وسط نماز کی اور نماز عصر کی وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ اور اللہ کے ہاں فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور وسطی یہی ظہر ہے اور اسی طرح رسولؐ خدا پڑھتے تھے۔

﴿۴۱۶﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے حافظوا علی الصلوات و الصلوة الوسطی حفاظت کرو نمازاور نماز وسطیٰ کی اور وسط یہ پہلی نماز ہے نمازوں سے جسے رسولؐ اللہ نے پڑھا اور یہی دو نمازوں کے درمیان ہے دن نکلنے سے پہلے نماز صبح اور نماز عصر کے درمیان ہے۔ قوموا اللہ قانتین اور اللہ کے ہاں فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ نماز وسط میں اور فرمایا نازل ہوئی یہ آیت جمعہ کے دن اور سولؐ اللہ اس وقت سفر میں تھے۔ پس آپ نے اس میں قنوت پڑھی۔ پھر اس کو سفر اور حضر دونوں حالتوں میں شامل رکھا جو اپنے گھر میں مقیم ہے۔ اس کے لیے دو رکعتوں کا اضافہ کیا اور یہ دو رکعتیں جن کا آپ نے اضافہ کیا یہ یوم جمعہ مقیم کے لیے رکھ دیا ان دو خطبوں کے بدلے میں جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے میں وہ سنتا ہے پس جو شخص جمعہ کے دن بغیر جماعت کے نماز پڑھے گا تو چار رکعتیں پڑھے گا جس طرح عام دنوں میں ظہر کی چار رکعت پڑھتا ہے۔ فرمایا قول خدا ہے وَ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قانتین اور اللہ کے حضور قنوت پڑھو فرمایا وہ اطاعت کرنے والے اور رغبت کرنے والے ہیں۔

﴿۴۱۷﴾ زرارہ و محمد بن مسلم ان دونوں نے ابوجعفر باقرؑ سے قول خدا کے بارے سوال کیا حافظوا علی الصلوات و الصلوة الوسطی حفاظت کرو نماز کی اور نماز وسط کی فرمایا اس سے مراد نماز ظہر ہے اور اس میں جمعہ اللہ نے فرض کیا اور اس کے وقت میں ہے جو عبد مسلم اس میں وقفہ نہیں کرتا پس خیر کا سوال کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ اسے عطا کرتا ہے۔

﴿۴۱۸﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا الصلوة الوسطی نماز وسط ظہر ہے و قوموا للہ قانتین اس شخص کا نماز پر اقبال ہے اور اس کی حفاظت اس کے وقتوں کی ہے یہاں تک کہ اس میں رعایت نہ کرے اور نہ ہی کسی شے میں بے پرواہ ہو۔

﴿۴۱۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا نماز وسط وہ وسط نماز دن کی ہے اور وہ ظہر ہے اور بے شک ہمارے اصحاب اس کی حفاظت کرتے ہیں زوال جب آجاتا ہے۔

قنوت کا حکم

﴿۴۲۰﴾ سماعہ کی روایت میں ہے و قوموا للہ قانتین اور اللہ کے حضور کھڑے ہو کر قنوت پڑھو فرمایا وہ دعا ہے۔

﴿۴۲۱﴾ زرارہ نے عبدالرحمٰن بن کثیر سے اس نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں حافظوا علی الصلوات و الصلوة وسطیٰ و قوموا للہ قانتین حفاظت کرو نماز کی اور نماز وسط کی اور اللہ کے حضور قنوت پڑھو۔ فرمایا صلوة سے مراد رسولؐ اللہ و امیر المومنینؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں اور وسطیٰ سے مراد امیر المومنینؑ ہیں و قوموا للہ قانتین اللہ کے حضور قنوت پڑھو اس سے مراد آئمہ کی اطاعت کرنے والے ہیں اور اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اللہ کی رضا کے لیے۔

نماز خوف

﴿۴۲۲﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے عرض کیا کہ نماز خوف مواقفہ کے بارے میں بتائیں تو فرمایا کہ جب تم اپنے دشمن

کی صفوں میں ہو تو تم ایماء و اشارہ سے نماز پڑھ لو اگر پیدل ہو اور اگر تم سواری پر ہو تو اس پر بھی پڑھ سکتے ہو۔ بے شک خدا فرماتا ہے فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا پس اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل چلتے چلتے یا سواری کی حالت میں نماز پڑھ لو نماز میں رکوع کا اشارہ کرے یہ رکوع ہے اور تو میرا رب ہے۔ اور سجدے کا اشارہ کرے یہ تیرا سجدہ ہے اور تو میرا رب ہے اور اس کی طرف متوجہ رہے یعنی قبلہ رخ ہو پھر جدھر گھومتا رہے۔ بے شک یہ پہلی توجہ قبلہ رخ کی تکبیر ہے اور یہ پہلی تکبیرۃ الاحرام ہی قبلہ رخ ہے۔

﴿۴۲۳﴾ ابان بن منصور کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ لوگوں کی فوت ہو گئیں صفین کے دن یعنی نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء تو علیؑ نے انہیں حکم دیا وہ تسبیح پڑھیں سبحان اللہ اور تکبیر کہیں اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھیں فرمایا خدا فرماتا ہے فان خفتم فرجالا او رکبانا اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہو یا سوار ہو نماز پڑھ لو اور علیؑ نے حکم دیا سواروں کو بھی اور پیدل چلنے والوں کو بھی اس کا۔ اور روایت حلبی میں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ لوگوں کی نمازیں فوت ہو گئیں علیؑ کے ساتھ صفین کے دن آخر تک اسی طرح ہے۔

﴿۴۲۴﴾ عبدالرحمن بن ابو عبداللہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں فان خفتم فرجالا او رکبانا اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہو یا سوار ہو نماز پڑھ لو اس کی کیفیت کیسی ہے اور کہا کہ اور جب ہمیں درندوں کا خوف ہو یا کسی چوری کا تو نماز کس طرح ادا کریں۔ فرمایا اور تکبیر کہو اور اپنے سر کے اشارے سے پڑھو۔

﴿۴۲۵﴾ عبدالرحمن کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے تیر نشانے پر لگنے والی نماز میں فرمایا تکبیر کہو اور تہلیل کہو اور کہو اللہ اکبر خدا فرماتا ہے فان خفتم فرجالا او رکبانا اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہو یا سوار (نماز پڑھ لو)۔

جو وفات پا جائے

﴿۴۲۶﴾ ابن ابو عمیر کہتے ہیں معویہ نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنی ازواج کے لیے ایک سال تک نفقہ دینے اور گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کر جائیں فرمایا یہ منسوخ ہو گئی ہے اور اس کی ناسخ آیت یتربص بانفسهن اربعه اشهر و عشره وہ اپنے آپ کو روکے رہیں چار ماہ اور دس دن اور اس کی ناسخ آیت میراث ہے۔

﴿۴۲۷﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و الذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا وصیة لازواجهم متاع الی الحول غیر ازواج اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنی ازواج کے لیے ایک سال تک نفقہ دینے اور گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کر جائیں۔ فرمایا یہ منسوخ شدہ ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کیسے فرمایا کہ پہلے یہ دستور تھا کہ جب ایک شخص مر جاتا تھا تو اس کی بیوی پر ایک سال تک اسی متوفی کے مال سے خرچ کیا جاتا تھا اور پھر میراث دیئے

بغیر اس کو گھر سے نکال دیا جاتا تھا پس اس حکم کو چوتھائی یا آٹھواں حصہ کی میراث والی آیت نے منسوخ کر دیا پس اب عورت کا خرچ اپنے حصہ میراث سے ہوگا۔

مطلقات سے نیکی کرو

﴿۴۲۸﴾ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے عرض کیا وَ لِلْمُطَلَّقَاتُ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ اور طلاق دی ہوئی عورت کے لیے نیکی کے ساتھ فائدہ پہنچانا پرہیز گاروں کے ذمہ ایک حق ہے یہ کون سا حق ہے جبکہ ان کو مرد نے مس کیا ہے اس کے لیے نہیں ہے۔ فرمایا سر پر اوڑھنے والی اوڑھنی جو عورت سر پر رکھتی ہے اور موتی وغیرہ ہیں۔

﴿۴۲۹﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و للمطلقات متاع بالمعروف حقا علی المومنین اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہے ان کو فائدہ پہنچانا مومنین کے ذمہ ایک حق ہے۔ فرمایا خدا فرماتا ہے انہیں کچھ دینا ان کی عدت کی مدت کے بعد علی الموسع قدرہ و علی المقتر قدرہ مال دار پر اس کی حیثیت کے موافق لازم ہے اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔ پھر اس کی عدت میں کیسا مال ہے اور وہ اس کا رجوع اور اس کا رجوع ہے اور اسے اللہ نے جاری کیا ہے ان دونوں کے درمیان جو چاہا پھر غنی مرد اس کو غلام اور سواری دے اور فقیر اسے انگور گندم کپڑا اور ہم جو بھی دے اور بے شک حسنؑ بن علیؑ نے مال دیا عورت اپنی کو کنیز کے ساتھ اور طلاق والی عورت کے لیے کچھ مال کے سوا کچھ نہیں ہے۔

﴿۴۳۰﴾ اور حلبی کہتے ہیں امام صادقؑ نے فرمایا اس کی عدت کے بعد اسے کچھ دینا ہے علی الموسع قدرہ و علی المقتر قدرہ امیر کے لیے اس کی حیثیت سے دینا اور غریب کے لیے اس کی حیثیت سے دینا لازم ہے۔

﴿۴۳۱﴾ ابو عبداللہ صادقؑ اور ابوالحسن موسیٰؑ میں سے ایک سے سوال کیا گیا طلاق والی عورت کا کچھ مال دینے کے بارے میں فرمایا جس کی وہ قدرت رکھتا ہے مال کے دینے کی وہ دے۔

﴿۴۳۲﴾ حسن بن زیاد کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو شخص عورت کو دخول سے پہلے طلاق دیتا ہے فرمایا اگر اس کا مہر مقرر کیا گیا ہے تو اس کا نصف دینا ہے اور اس پر کوئی عدت نہیں ہے اور اگر مہر مقرر نہیں کیا گیا تو اس کا کوئی مہر نہیں ہے اور لیکن اس کے لیے کچھ مال ہے خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے و للمطلقات متاع بالمعروف حقا علی المومنین جس عورت کو طلاق دی گئی ہو اس کو فائدہ پہنچاؤ مومنین کے ذمے یہ ایک حق ہے۔ اور احمد بن محمد نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کیا بے شک مطلقہ کو کچھ فائدہ پہنچانا فرض ہے۔

موت سے بھاگنے والے

﴿۴۳۳﴾ حمران بن اعین کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے قول خدا کے بارے میں پوچھا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ

دِيَارِهِمْ اُلُوف" حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَهُمْ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو کہ موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اللہ نے انہیں کہا مر جاؤ وہ مر گئے پھر انہیں زندہ کر دیا میں نے عرض کیا کیا یہ لوگ زندہ ہوئے اور لوگوں کے دیکھ لینے کے بعد مار دیئے گئے یا دنیا میں پلٹ کر دوبارہ آباد بھی ہوئے تو فرمایا نہیں بلکہ وہ گھروں میں کھاتے پیتے رہے شادیاں کیں اور ایک وقت تک زندہ رہے پھر ان کو وقت مقرر پر موت آئی۔

وضاحت: ابوجعفر باقرؑ اور ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ شام کے شہروں میں سے ایک شہر کے رہنے والے تھے اور وہ ستر ہزار گھرانے تھے اور ان میں طاعون کی وبا پڑتی تھی پس غنی لوگ شہر چھوڑ کر باہر چلے جاتے اور غریب اپنی غربت کی وجہ سے کہیں نہ جا سکتے تھے پس یہ لوگ طاعون کا شکار ہو جاتے اور ان پر موت واقع ہو جاتی تھی اور اس پر غنی لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے شہر نہ چھوڑا ہوتا تو ہم میں بھی موت زیادہ واقع ہوتی اور غریب کہتے تھے کہ اگر ہم بھی باہر چلے گئے ہوتے تو موت سے بچ جاتے پس انہوں نے مشورہ کیا کہ اگر اب طاعون آیا تو ہم سب شہر چھوڑ کر چلے جائیں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سفر کی حالت میں وہ ایک اجڑی ہوئی بستی میں پہنچے جس کو طاعون نے ہی برباد کر دیا تھا پس وہ لوگ وہیں مقیم ہو گئے اور اللہ نے ان پر موت بھیج دی پس وہ سب کے سب مر گئے وہ چونکہ ایک بڑے راستہ کے قریب تھے لہٰذا گزرنے والوں نے ان کی لاشوں کو رستہ سے دور علیحدہ ایک جگہ پر جمع کر دیا۔ اسی دور ان بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت حزقیلؑ کا وہاں سے گزر ہوا تو ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھ کر رو دیئے اور عرض کی اے اللہ جس طرح تو نے ان کو موت دی ہے اسی طرح تو ان کو زندہ کر سکتا ہے پس وہ تیرے شہروں کو آباد کریں گے، تیری مخلوق بڑھے گی تیرے دوسرے عبادت گزاروں کی طرح یہ بھی عبادت کریں گے اللہ نے ان کو وحی کی کہ کیا تو یہی چاہتا ہے عرض کیا ہاں اے پالنے والے تو اللہ نے انہیں زندہ کر دیا۔ ان کو وحی کی کہ تم اس طرح یہ اور یہ پڑھو اس کا اللہ نے ان کو حکم دیا تھا ابوعبداللہ صادقؑ کہتے ہیں کہ وہ اسم اعظم تھا جو حضرت حزقیلؑ نے ان پر پڑھا تھا پس ان کے سامنے ان کی ہڈیاں، گوشت پوست وغیرہ آپس میں ملنے لگ گئے اور وہ زندہ ہو گئے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر انہوں نے خدا کی تسبیح و تکبیر و تہلیل زبان پر جاری کی پس حزقیلؑ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ راوی کہتا ہے ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

قرض حسنہ کا بدلہ

﴿۴۳۴﴾ علی بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا جو نیکی کرے پس اس کو اس کی بہتر جزا ملے گی تو رسولؐ خدا نے عرض کی اے میرے رب اس میں اضافہ فرما تو اللہ نے یہ آیت نازل کی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جو نیکی کرے گا اس کو دس گنا جزا ملے گی رسولؐ خدا نے عرض کیا میرے رب اس میں مزید اضافہ فرما تو اللہ نے یہ نازل کیا مَنْ ذَا الَّذِیْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً جو بھی اللہ کو قرض دے یعنی راہ

خدا میں صدقہ وخیرات کرے گا تو اللہ اس کو اس کی بہت زیادہ جزا بڑھا کر دے گا آپؑ نے فرمایا بہت زیادہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اس کی جزا اتنی ملے گی کہ وہ حساب کتاب سے باہر ہوگی۔

﴿۴۳۵﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں میں نے ابوالحسن رضاؑ سے قول خدا کے بارے میں عرض کیا من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا تو فرمایا یہ امام کا صلہ ہے۔

﴿۴۳۶﴾ محمد بن عیسیٰ بن زیاد کہتے ہیں میں نے دیوان ابن عباد میں دیکھا لکھا ہوا یہ نسخہ انہوں نے سوال کیا تو کہا کہ امام رضاؑ نے لکھا یہ اپنے بیٹے کی طرف خراسان سے میں نے سوال کیا یہ خط مجھے پڑھنے کے لیے دیتے ہیں تو اس نے دے دیا تو اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحیم اللہ آپ کو طویل عمر تک بقا دے اور آپ کو آپ کے دشمنوں سے محفوظ رکھے اے میرے بیٹے آپ پر آپ کا باپ قربان ہو اور میں نے اس خط میں تمام معاملات کی وضاحت کر دی ہے۔ یہ قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا خاص طور سے موسیٰؑ اور جعفرؑ کی اولاد کے بارے میں پھر جہاں تک سعیدہ کا تعلق ہے وہ ایک طاقتور اور پابار کاب اور سمجھدار خاتون ہے۔ اس کے بارے میں یہی کہوں گا کہ جس طرح اللہ فرماتا ہے من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضا عفه له اضعافا کثیرہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تا کہ اللہ اسے بڑھا کر کئی گنا اسے واپس کرے اور خدا فرماتا ہے لینفق ذو سعة من سعته و من قدر علیه رزقه فلینفق مـا آیتـه اللـه جو صاحب وسعت اپنی وسعت کے مطابق مال خرچ کرے گا تو خدا اسے اسی مقدار کے برابر مزید رزق عطا فرمائے گا پس جو خرچ کرے گا اس پر اللہ کی نشانیاں کھل جائیں گی اور اللہ اپنی وسعت کے مطابق تم پر مزید اضافہ کرے گا اے میرے بیٹے تیرا باپ تجھ پر قربان ہو کہ تم اپنے امور کو اپنے گمان کے مطابق پوشیدہ رکھو ورنہ تمہارا حصہ کم ہو جائے گا۔

طالوت و جالوت کا واقعہ

﴿۴۳۷﴾ محمد حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں اَلَمْ تَرَا اِلَی الْمَلَاءِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کیا تو نے موسیٰؑ کے بعد آنے والے بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی طرف نہیں دیکھا کہ جب انہوں نے اپنے نبیؑ سے کہا ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دو تا کہ ہم اللہ کے راستے میں لڑیں اور یہ ملک اس زمانے میں تھا وہ وہ تھے جو لشکروں کی صورت میں تھے اور نبیؑ ان کو کھڑے ہونے کے لیے ان کو متنبہ کرتے تھے اس خبر سے جو ان کے رب کی ہوتی لیکن وہ اس نبیؑ کی اطاعت نہ کرتے تھے اور اس سے دفانہ کرتے تھے اور کچھ نہ دیتے تھے اور جہاد کی طرف رغبت نہیں کرتے تھے تو انہوں نے ان سے کہا کہ کہیں خدا تم پر جہاد فرض نہ کر دے پس جب انہیں اپنے وطن اور گھروں سے نکالا گیا اور ان کے بیٹوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو قید کیا اور انہوں نے جہاد کو تبدیل نہ کیا تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم اطاعت کریں گے جہاد کریں گے یہ ہمارے دشمن ہیں۔ فرمایا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا بے شک اللہ نے تم پر طالوت کو تمہارے لیے

بادشاہ مقرر کیا ہے تو انہوں نے کہا وہ بنی اسرائیل سے ہے اور ہم پر تو نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا اور وہ نہ بیت نبوت سے ہے اور نہ بادشاہت سے ہے اور بے شک وہ معروف تھے کہ خاندان نبوت اور بادشاہت آل لادی اور یہودا سے تھے اور طالوت سبط ابن یامین بن یعقوبؑ سے تھے۔ تو ان سے کہا گیا خدا فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ بے شک اللہ نے اسے تم میں سے منتخب کیا اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کیا ہے۔ بادشاہت اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے بناتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیوں اسے منتخب کیا ہے خدا فرماتا ہے اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ بے شک اس کی نشانی یہ ہے بادشاہ ہونے کی کہ تمہارے پاس وہ تابوت (صندوق) آئے گا اس سے پہلے تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ملائکہ اسے اٹھائے ہوں گے فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسکین ہوگی اور آل موسیٰ اور آل ہارون کے ترکہ کا بقیہ موجود ہے وہ وہ تھے جو اس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے اور کھیلا کرتے تھے انہوں نے کہا اگر تابوت آئے گا تو ہم راضی ہیں اور اطاعت بھی کرتے ہیں۔

جب قتال فرض ہوا

﴿۴۳۸﴾ ابوبصیر کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ پس جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان سے قلیل کے سوا سب پھر گئے فرمایا وہ قلیل بھی ساٹھ ہزار تھے۔

بقیہ موسیٰؑ و ہارونؑ

﴿۴۳۹﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا بادشاہ ہوگا اور ہم اس بادشاہت میں زیادہ حق رکھتے ہیں فرمایا انہوں نے کہا کہ وہ خاندان نبوت سے نہیں ہے اور نہ ہی آل بادشاہ سے ہے۔ اللہ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ اللہ نے اسی کو تمہارے لیے چنا ہے اور فرماتا ہے اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اس کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسکین ہے اور آل موسیٰؑ و آل ہارونؑ کے ترکے کا بقیہ موجود ہے۔ فرشتے اس کو اٹھائے ہوں گے اور فرمایا جب وہ آیا تو اس کو ملائکہ اٹھائے تھے۔

﴿۴۴۰﴾ حریز نے ایک صحابی سے اس نے ابوجعفر باقرؑ سے نقل کیا قول خدا کے بارے میں ان یاتی کم التابوت فیه سکینه من ربکم و بقیه مما ترک آل موسی و آل هارون تحمله الملائکة تمہارے پاس وہ تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسکین ہے اور آل موسیٰؑ اور آل ہارونؑ کے ترکے کا بقیہ موجود ہے اور فرشتے اس کو اٹھائے ہوں گے۔ فرمایا یہ راضی ہوئے اس میں الواح موسیٰؑ تھیں جن میں وہ علم درج تھا اور حکمت جو موسیٰؑ پر آسمان سے نازل ہوئی تھی اور اس میں لکھی ہوئی الواح

تھیں اوراس کے لیے تابوت بنایا گیا۔

سکینہ کیا ھے

﴿۴۴۱﴾ ابوالحسن کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و بقیة مما ترک آل موسی و آل هارون تحمله الملائکة اور بقیہ ترکہ آل موسیؑ وآل ہارونؑ ہے اوراس کو ملائکہ اٹھائے ہوں گے، فرمایا انبیاء کی ذریت کا بقیہ مراد ہے۔

﴿۴۴۲﴾ عباس بن ہلال کہتے ہیں ابوالحسن رضاؑ سے میں نے سنا اورانہوں نے حسن سے کہا وہ کیا شے ہے سکینہ ان کے پاس اور پڑھا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ پس اللہ نے نازل کیا سکینہ اپنے رسولؐ پر تو حسن نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں مجھے اس شے کا کوئی علم نہیں ہے فرمایا وہ ایک ہوا ہے جو جنت سے آتی ہے پاک وطیب اس کی صورت انسان کی صورت کی طرح ہے پس وہی انبیاء کے ساتھ ہوتی ہے ان سے علی بن اسباط نے کہا کیا وہ انبیاء واوصیاء پر نازل ہوتی ہے فرمایا ہاں وہ انبیاء واوصیاء پر نازل ہوتی ہے۔ فرمایا اور یہ وہی ہے جو ابراہیمؑ پر نازل ہوئی اس وقت جب وہ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے وہ خانہ کعبہ کے بتوں کی جگہ پر حرکت کرتی جاتی تھی اور ابراہیمؑ کعبہ کی بنیاد اس کے پیچھے پیچھے رکھتے جاتے تھے۔ محمد بن علی نے قول خدا کے بارے میں پوچھا فیه سکینه من ربکم اس میں تسکین ان کے رب کی طرف سے ہے فرمایا وہ یہی تو ہے پھر علی وحسن آگے بڑھے اور کہا تابوت میں کیا چیز تھی اسلحے تھے فرمایا ہاں اس تابوت میں عرض کیا کوئی اور چیز بھی اس تابوت میں تھی جو بنی اسرائیل کے پاس تھا فرمایا اس میں الواح موسیؑ تھیں اور وہ طشت بھی تابوت میں تھا جس میں پیغمبروں کے قلوب دھوئے گئے تھے۔

نھر سے پینے والے

﴿۴۴۳﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ بے شک اللہ تمہاری آزمائش کرنے والا ہے پس جو کوئی اس میں سے پی لے گا وہ میرا نہیں اور جو اسے نہیں پیئے گا وہ میرا ہے فرمایا جنہوں نے پیا وہ تین سو تیرہ آدمی تھے ان سے کچھ نے تھوڑا پیا اور کچھ نے بالکل نہ پیا جنہوں نے تھوڑا پیا ان کے لیے یہی کافی ہو گیا۔ خدا فرماتا ہے لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ آج تو ہم میں جالوت سے اوراس کی فوج سے لڑنے کی طاقت نہیں یہ انہوں نے کہا تھا جنہوں نے نہیں پیا تھا خدا فرماتا ہے كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ بعض اوقات چھوٹے گروہ بڑے گروہوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ گئے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

﴿۴۴۴﴾ حماد بن عثمان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا ہمارا قائمؑ نہیں خروج کرے گا مگر یہ کہ ایک گروہ اس سے پی نہ لے اور ایک گروہ نہیں کھائے پیئے گا جس کی تعداد دس ہزار ہے۔ فئہ دس ہزار سے کم نہیں ہوگا۔

داؤدؑ کی فتح و بہادری

(۴۴۵) محمد بن حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا حضرت داؤدؑ تھے اور ان کے چار بھائی اپنے باپ کے ساتھ تھے، ان کا باپ بوڑھا تھا اور حضرت داؤدؑ کو کمزور سمجھ کر ساتھ نہ لیا اس کے باپ نے اور یہ لشکر طالوت کے ساتھ چلے اور باپ نے داؤد کو ساتھ نہ لیا اور وہ ان سے چھوٹے تھے ان سے فرمایا اے میرے بیٹے جب گھر واپس آئے کہ تم اپنے بھائیوں کے لیے کھانا لے جاؤ تاکہ انہیں دشمن سے مقابلہ کرنے میں قوت میسر ہو حضرت داؤدؑ چھوٹے قد والے تھے نہایت پاک دل اور پاکیزہ اخلاق تھے وہ کھانا لے کر اس وقت روانہ ہوئے جس وقت دونوں لشکر مقابلے کے لیے ایک دوسرے کے سامنے پہنچ گئے تھے اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر کھڑا ہو چکا تھا۔ ابو بصیر نے ذکر کیا کہ امامؑ سے میں نے سنا کہ حضرت داؤدؑ ایک پتھر کے پاس سے گزرے تو اس پتھر نے بلند آواز سے پکارا اے داؤد مجھ کو اٹھا لو اور مجھ سے جالوت کو قتل کرو کیونکہ میں اس کو قتل کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ داؤدؑ نے وہ پتھر اٹھا لیا اور اسے اپنے تھیلے میں رکھ لیا جس میں اپنے گوپھن کے پتھروں کو گوسفند چرانے کے لیے رکھا کرتے تھے۔ جب (بنی اسرائیل) کے لشکر میں داخل ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ ان لشکر والوں پر جالوت کا معاملہ بہت سخت ہو گیا ہے۔ تو ان سے داؤدؑ نے کہا کہ اس کو کیا بڑا سخت سمجھتے ہو، خدا کی قسم اگر میں اسے دیکھوں تو فوراً قتل کر دوں گا۔ آپ کی بات لشکر میں مشہور ہوئی یہاں تک کہ طالوت نے بھی سنا اور ان کو بلایا اور کہا اے جوان تجھ میں کتنی طاقت ہے فرمایا ایک دفعہ شیر میرے گوسفند کے گلہ میں جھپٹ پڑا اور ایک گوسفند لے کر چلا گیا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کی گردن مروڑ کر اس کے منہ سے گوسفند چھین لیا، خدا نے طالوت کو بذریعہ وحی اطلاع دی تھی کہ جس شخص کو تمہاری زرہ ٹھیک ہو جائے اور اس طرح کہ گویا اسی کے جسم کے لیے بنی تھی تو وہی شخص جالوت کو قتل کرے گا۔ زرہ داؤدؑ نے پہنی تو درست و ٹھیک ثابت ہوئی تو طالوت اور بنی اسرائیل ان سے خائف ہوئے اور ان کے مرتبہ کی بلندی کو سمجھے۔ طالوت نے کہا امید ہے کہ جالوت کو یہ جوان قتل کرے گا دوسرے دن صبح جب دونوں طرف سے لشکر مقابلہ کے لیے آمادہ ہوئے تو داؤدؑ نے طالوت سے کہا کہ جالوت کو مجھے دکھا دیجیے، لوگوں نے جالوت کو پہچنوایا حضرت داؤدؑ نے اسی پتھر کو جس کو راستہ میں سے اٹھا کر اپنے تھیلے میں ڈال رکھا تھا نکالا اور گوپھن (غلیل) میں رکھ کر جالوت کی طرف پھینکا وہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا اور اس کے سر سے مغز تک پہنچ گیا وہ گھوڑے (دابہ) سے زمین پر گر پڑا اور لشکر میں مشہور ہو گیا کہ داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا ہے ان کو ان لوگوں نے اپنا بادشاہ بنا لیا پھر اس کے بعد کسی نے طالوت کی فرمانبرداری نہ کی اور بنی اسرائیل ان کے پاس جمع ہوئے اور ان کی اطاعت کی۔ خدا نے زبور ان پر نازل کی اور زرہ بنانا ان کو سکھایا اور لوہے کو ان کے ہاتھوں پر موم کی طرح نرم کیا اور خدا نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ تسبیح و تہلیل کیا کریں اور وہ لحن عطا کیا کہ ان سے پہلے کسی نے ویسا لحن (آواز) نہ سنا تھا اور ان کو عبادت کی کمال طاقت عطا کی تھی وہ بنی اسرائیل میں پیغمبری اور خلافت کے ساتھ قائم رہے۔

بُروں پر عذاب کیوں نہیں آتا

﴿۴۴۶﴾ یونس بن ظبیان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک خدا ہمارے نماز گزار شیعوں کی وجہ سے بے نماز شیعوں سے درگزر کرتا ہے اگر سب کے سب بے نماز ہوتے تو ضرور ہلاک ہو جاتے اور ہمارے روزہ دار شیعوں کی وجہ سے بے روزہ دار شیعوں سے درگذر کرتا ہے اگر سب کے سب روزہ نہ رکھتے تو ہلاک ہو جاتے اور ہمارے شیعہ زکوٰۃ دے کر تزکیہ کرنے والے شیعوں کی وجہ سے زکوٰۃ نہ دے کر تزکیہ نہ کرنے والوں سے درگذر کرتا ہے اگر سب کے سب زکوٰۃ نہ دیتے تو ضرور ہلاک ہو جاتے اور بے شک اللہ ہمارے شیعوں کے حج کرنے کی وجہ سے حج نہ کرنے والے شیعوں سے درگذر کرتا ہے اگر سب کے سب حج نہ کرتے تو ضرور ہلاک ہو جاتے خدا فرماتا ہے وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ اور اگر اللہ بعض لوگوں کی وجہ سے بعض دوسرے لوگوں کے ذریعے دفع نہ کرتا تو روئے زمین پر فساد پھیل جاتا اور اللہ تمام عالموں پر فضل کرنے والا ہے خدا کی قسم یہ آیت تمہارے ہی حق میں اتری ہے اور اس سے تم ہی مراد ہو اور تمہارے غیر اس سے مراد نہیں ہیں۔

بعض کی بعض پر فضیلت

﴿۴۴۷﴾ ابوعمرو زبیری کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اللہ اضافہ کرتا ہے ایمان والوں کے لیے ان کی فضیلت میں جو مومنین کے لیے درجات اللہ کے ہاں ہیں میں نے عرض کیا اور بے شک ایمان کے درجات اور منازل سے فضیلت دیتا ہے مومنوں کو جو اللہ کے ہاں ہیں فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اس کی صفت کیا ہے اللہ آپ پر رحم کرے تا کہ ہم اس کو سمجھ لیں فرمایا اللہ کا وہ فضل ہے جو اللہ نے بعض اولیاء کو بعض پر دیا ہے خدا فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور ان سے بعض کو درجات کے لحاظ سے بلند کیا ہے۔ اور خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ اور بے شک ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور فرماتا ہے انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض و الاخرة اگر درجات دیکھو کہ کیسے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑے درجات ہیں اور خدا فرماتا ہے هم درجات عند الله اور اللہ کے ہاں وہ درجات ہیں فرمایا ان ہی میں درجات ایمان اور ان کی منازل ہیں جو اللہ کے پاس ہیں ان ہی کا اللہ نے ذکر کیا ہے۔

﴿۴۴۸﴾ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ میں امیر المومنین علی بن ابی طالب کے ساتھ روز جمل فیصلہ کے دن موجود تھا پس ایک شخص آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے کہا اے امیر المومنینؑ جن لوگوں کے ساتھ ہم لڑ رہے ہیں ہمارا اور ان کا دین ایک ہے رسولؐ ایک نماز ایک حج ایک ہے اور دوست ایک ہے ان کے بارے میں ہم کیا عقیدہ رکھیں تو یہ آیت پڑھی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَ آتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَ اَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ لَوْ

شَاءَ اللّٰہُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِ ہم نے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ان میں سے بعض کے ساتھ اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجات بلند کیے اور عیسیٰؑ بن مریم کو ہم نے کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے ان کی مدد کی اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرتے الذین من بعد ھم سے مراد ہم ہیں مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَ لَوْ شَاءَ اللّٰہُ مَا اقْتَتَلُوْا وَ لٰكِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں ان کے بعد اور لیکن ان لوگوں نے اختلاف کیا پس ان میں سے کوئی ایمان لایا اور کوئی کافر ہو گیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ باہم نہ لڑتے اور لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الذین آمنوا کے ہم مصداق ہیں اور وہ الذین کے مصداق ہیں۔ پس ان لوگوں سے لڑنا مشیت وارادہ خدا سے ہے ایک شخص نے سوال کیا رب کعبہ کی قسم کہ وہ لوگ یقیناً کافر ہیں یہ کہہ کر میدان کارزار میں کود پڑے اور لڑ کر درجہ شہادت پر فائز ہوا۔

﴿۴۴۹﴾ عبدالجید بن فرقد کہتے ہیں جعفر بن محمد صادقؑ سے میں نے عرض کیا الجن سے کیا مراد ہے فرمایا بے شک تمام چیزیں ذروہ ہیں اور ذروہ قرآن آیت الکرسی ہے۔

آیت الکرسی کی فضیلت

﴿۴۵۰﴾ معاویہ بن عمار کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وہ کون ہے جو اس کے حکم کے بغیر اس کے حضور میں شفاعت کرے اور وہ لوگوں کے آئندہ اور گذشتہ کا حال جانتا ہے فرمایا ہم وہ ہیں جو شفاعت کرنے والے ہیں۔

﴿۴۵۱﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک ہر چیز کی ایک بلندی ہے قرآن کی بلندی آیت الکرسی ہے جو شخص ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھے خدا اس کو ایک ہزار دنیاوی اور ایک ہزار اخروی تکالیف سے محفوظ رکھے گا اور دنیا کی تکلیف سے سب سے چھوٹی تکلیف تنگ دستی ہے اور آخرت کی تکالیف میں سب سے چھوٹی تکلیف عذاب قبر ہے۔ بے شک اس کی میں مدد کرتا ہوں اس کے درجات کی بلندی میں۔

اسے نیند نہیں آتی

﴿۴۵۲﴾ حماد کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ کے جلسے میں کسی شخص کو اس طرح بیٹھے دیکھا کہ وہ اپنا ایک پاؤں دوسری ران پر رکھے ہوئے تھا۔ تو ایک شخص نے قریب سے کہا میں آپ پر فدا ہوں اس طریقہ سے بیٹھنا مکروہ ہے تو فرمایا کہ تم یہ اس لیے کہتے ہو کہ یہودی کہتے تھے کہ جب خدا آسمانوں اور زمین کی خلقت سے فارغ ہوا تو وہ آرام کرنے کے لیے کرسی پر اسی طرح بیٹھا تھا تو اللہ نے ان یہودیوں کی تردید کے لیے یہ آیت نازل کی اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ اللہ جس کے سوا کوئی

معبود نہیں زندہ قائم ہے نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ اسے نیند آتی ہے۔

﴿۴۵۳﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اس کی کرسی زمین وآسمان پر حاوی ہے تو فرمایا آسمان اور زمین اور تمام چیزیں جو خلق کی گئی ہیں وہ اس کرسی میں ہیں۔

﴿۴۵۴﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اس کی کرسی زمین وآسمان پر حاوی ہے کیا آسمان وزمین کی کرسی سے زیادہ وسعت ہے یا کرسی کی آسمان وزمیں پر زیادہ وسعت ہے فرمایا عرش وزمین وآسمان سے وسیع ہے اور ہر چیز اس کرسی میں ہے۔

کرسی کی وسعت

﴿۴۵۵﴾ محسن بن مثنیٰ میثمی کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ ابوذر نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ وہ کون سی چیز ہے جو آپ پر افضل نازل ہوئی فرمایا آیت الکرسی جو سات آسمانوں اور جو سات زمینوں میں ہے وہ سب کرسی میں ہے مگر اس حلقہ کی طرح ہے جو بے بالوں کی طرح ہو زمین کو گھیرے ہے بادلوں والی ہوا کی طرح اور بے شک یہ اس کی فضیلت عرش پر ہے جیسا کہ وہ زمین جس پر گھاس تک نہ ہو اس کو بھی گھیرے ہے۔

﴿۴۵۶﴾ زرارہ کہتے ہیں دونوں ابوجعفر باقرؑ وابوعبداللہ صادقؑ میں سے ایک سے پوچھا قول خدا کے بارے میں وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کرسی زمین وآسمان پر حاوی ہے۔ ان دونوں کی وسعت آخر تک ہے فرمایا تمام زمینوں اور تمام آسمانوں اور ان سب میں جو کچھ بھی اللہ نے خلق کیا وہ سب کرسی میں ہے۔

﴿۴۵۷﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کرسی زمین وآسمان پر حاوی ہے کرسی وسیع ہے یا کرسی کی وسعت سے زمین وآسمان وسیع ہیں فرمایا نہیں بلکہ کرسی وسیع ہے زمین وآسمان سے اور عرش اور ہر وہ چیز جو اللہ نے خلق کی ہے وہ کرسی میں ہے۔

﴿۴۵۸﴾ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں میں نے امیر المومنینؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کرسی زمین وآسمان کو گھیرے ہے پس فرمایا بے شک آسمان وزمین اور جو کچھ اس میں جو خلق شدہ مخلوق ہے کرسی کے ظرف میں ہے اور اس کو چار ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں حکم خدا سے۔

عروہ وثقیٰ

﴿۴۵۹﴾ زرارہ وحمران ومحمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ اور ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں اَلْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى مضبوط

گرفت و مضبوط کڑا اور حلقہ فرمایا وہ ایمان ہے اللہ پر اور ایمان رکھنا اللہ پر کہ وہ واحد ہے۔

ظلمت و نور

﴿۴۶۰﴾ عبداللہ بن ابو یعفور کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ میں بہت لوگوں سے ملتا جلتا ہوں تو مجھے اس سے تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے تولا نہیں رکھتے اور فلاں و فلاں کے دوست دار ہیں ان میں امانت و سچائی اور وفا پائی جاتی ہے اور وہ لوگ جو آپ کے دوست دار ہیں ان میں نہ امانت ہے نہ وفا ہے نہ سچائی پس ابو عبداللہ صادقؑ سیدھے ہو کر بیٹھے اور لوگوں کی طرف غضب ناک ہو کر دیکھا اور فرمایا جو شخص امام ظالم کی بیعت کا قائل ہو اور ایسے امام کو مانتا ہو جس کا تقرر خدا کی طرف سے نہیں ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے اور جو امام عادل کی ولایت کا قائل ہے جس کا تقرر خدا کی طرف سے ہے تو اس پر کوئی عتاب نہ ہونا چاہیے میں نے عرض کیا ان کا کوئی دین ہی نہیں اور ان پر عتاب بھی نہیں ہے۔ فرمایا ہاں ان کا کوئی دین نہیں اور ان پر عتاب بھی نہیں کیا تم نے خدا کا کلام نہیں سنا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ جو لوگ ایمان لائے اللہ ان کا ولی ہے ان کو ظلمات کی تاریکیوں سے نکال کر نور کی روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ یعنی گناہوں کی تاریکیوں سے توبہ و مغفرت کی روشنی کی طرف بوجہ ولایت امام عادل اور اللہ کی طرف سے منصوص ہونے سے منتقل کر دیتا ہے پھر خدا فرماتا ہے وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْلِیَآؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمَاتِ اور جو کافر ہو گئے ان کے دوست طاغوت ہیں وہ ان کو نور سے تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کیا وہ پہلے کفار میں نہ تھے تو فرمایا و الذین کفروا اور جو کافر ہو گئے فرمایا نہیں ہرگز نہیں یوں کہ کافروں کے پاس پہلے نور ہی کون سا تھا جس سے نکال کر طاغوت ان کو ظلمات کی طرف لے گئے۔ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وہ نور اسلام میں تھے جب امام ظالم کی اطاعت کی جو خدا کی طرف سے نہ تھے تو ایسے کو ولایت تاریکی کفر کی طرف لے گئی نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے کفار کے ساتھ ان کے لیے بھی جہنم واجب کر دیا خدا فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ وہی لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

ولایت کے انکاری کون ہیں

﴿۴۶۱﴾ مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں قصہ ولایت کے بارے ابو عبداللہ صادقؑ سے پوچھا قصہ ولایت جمیع فریقین کا میثاق میں ہوا یہاں تک کہ پہنچانے میں استثنا ہوا اللہ کی طرف سے فریقین میں فرمایا بے شک خیر و شر خلقوں پر اللہ کے طرف سے خلق ہونے والے میں ان پر ہے اس میں مشیت ہے تحویل کرنے میں جو وہ چاہے اس میں قدر ہے اس کے حال میں جس حال میں وہ ہو اور مشیت ان دونوں میں اس کی خلق میں ہے جو اس نے خلق کیا اسی پر ختم ہوتا ہے قسم نہیں ہے اس میں جو خیر و شر سے ہو اور وہ اللہ کا قول ہے اس کی کتاب میں اللّٰہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور و الذین کفروا اولیاؤ ھم الطاغوت

یخرجونھم من النور الی الظلمات اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو ظلم کی تاریکیوں سے نکال کر نور کی روشنی میں لاتا ہے اور جو کافر ہو گئے ان کے دوست طاغوت ہیں وہ ان کو نور سے تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں فرمایا نور سے مراد ہم آل محمدؐ ہیں اور ظلمات سے مراد ہمارے دشمن ہیں ہم ان کے دشمن ہیں۔

﴿۴۶۲﴾ مہزم اسدی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا خدا فرماتا ہے کہ وہ عذاب نہیں کرے گا تمام رعیت کو جو نہیں جانتے کہ امام اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور بے شک وہ رعیت اس کے مطابق اعمال کرتی ہے۔ برات تقیہ سے ہے اور نہیں معاف کرتا تمام رعیت کو جو جانتے ہیں کہ کل امام اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور ان کی رعیت بُرے اعمال کرتی ہے میں نے عرض کیا کیا ان کو معاف کرے گا اور ان کو عذاب کرے گا فرمایا ہاں بے شک خدا فرماتا ہے اللّٰہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور بے شک اللہ ولی ہے ایمان والوں کا اور وہ انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ پھر ذکر حدیث اوّل ابن ابو یعفور کا ذکر اور روایت محمد بن حسین کی ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے علیؑ کے دشمن ھم الخالدون فی النار وہ جہنم میں جائیں گے خواہ وہ اپنے نزدیک انتہائی متقی زاہد اور عبادت گزار ہی کیوں نہ ہو اور علیؑ کے مومنین ہمیشہ جنت میں رہیں گے چاہے ان کے اعمال برے ہی کیوں نہ ہوں ان کی ضد میں۔

ابراھیمؑ و نمرود

﴿۴۶۴﴾ ابان بن حجر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا ابراہیمؑ کی مخالفت اور انہیں متہم کرنے والی قوم میں نمرود آ کر داخل ہوا اور اس نے مناظرہ کیا پس ابراہیم نے کہا رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرُوا اَللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ جس وقت ابراہیمؑ نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے تو اس نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور موت دیتا ہوں۔ تو ابراہیمؑ نے کہا بے شک میرا خدا سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور تو اس کو مغرب کی طرف سے نکال پس وہ کافر حیران و پریشان ہو گیا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت و رہنمائی نہیں کرتا ہے۔

﴿۴۶۵﴾ حنان بن سدیر کہتے ہیں ایک شخص ہمارے اصحاب سے نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا بے شک لوگوں میں سے سات آدمیوں کو بروز قیامت سخت ترین عذاب ہوگا ان کا پہلا ابن آدم ہے کہ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اور نمرود بن کنعان ہے کہ جس نے ابراہیمؑ سے اس کے رب کے بارے میں مناظرہ کیا۔

سو سال بعد زندہ ہونا

﴿۴۶۶﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا یا مانند اس شخص کے جو ایک بستی کے پاس سے گزرا اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی

ہوئی تھی کہا کہ اللہ اس کے اجاڑنے کے بعد اسے کیسے زندہ کرے گا ان کی موت کے بعد فرمایا بے شک اللہ نے مبعوث کیا بنی اسرائیل میں اپنے ایک نبیؑ کو جس کا نام ارمیاؑ تھا فرمایا اس بستی کے لوگ خدا کی بہت نافرمانی کرتے ہیں تو اللہ نے ان پر ایک ایسے شخص کے مسلط کرنے کا ارادہ کیا جو ان کو ذلیل بھی کرے گا اور قتل بھی کرے گا اللہ نے ان کو وحی کی وہ کون سا شہر ہے جس کو میں نے منتخب کیا پھر اس میں بہترین درخت لگایا اور وہ ایسا برا نکلا کہ اس سے خونوب پیدا ہوا تو وہ اس پر ہنستے تھے اور مذاق کرتے تھے اور اللہ نے ان کو وحی کی کہ بے شک وہ شہر بیت المقدس ہے کہ جس میں میں نے بنو اسرائیل کو آباد کیا اور شہر آباد کیے مگر انہوں نے میری نافرمانی کی اور میری نعمت کے احسان کے بدلے کفر کے مرتکب ہوئے میں نے ارادہ کیا کہ ان کی نافرمانی اور گناہوں کی وجہ سے میں ان پر ایک ایسا حکمران مسلط کروں گا جو ان کو قتل کرے گا اور ان کے اموال لوٹ لے گا اور ان کی عورتوں کو قید کرے گا جس پر انہیں غرور ہے اسے وہ برباد کرے گا اور جس پتھر کی وجہ سے وہ تمام بنی نوع انسان پر فخر کرے گا اسے وہ گھوڑے پر ڈال دے گا اور وہ سو سال وہیں پڑا رہے گا اس کی خبر ان کے علماء و نیک لوگوں کو دی گئی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے کون سے گناہ کیے ہیں اور مسکینوں غریبوں اور کمزوروں کا کون سا قصور ہے اس کے بعد انہوں نے سات روزے رکھے مگر کوئی کسی شے کی ان کو وحی نہ آئی پھر کھایا پیا پھر سات روزے رکھے اور اکیسواں روزہ مکمل کیا تو اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ تم اس معاملہ میں سکوت کرو ورنہ میں تمہارا چہرہ پشت کی طرف پھیر دوں گا پھر اللہ نے وحی کی کہ تم ان مساکین و فقراء و نیک لوگوں سے کہو کہ مجھے اللہ نے اطلاع دی ہے کہ تم نے بدی کو دیکھا اور ان کو تم نے نہیں روکا پس اللہ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا تو جب وہ اس طرف بڑھا تو ارمیا ایک گدھے پر سوار ہو کر بخت نصر کے استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ اس وقت ان کے پاس اس کا لکھا ہوا امان نامہ موجود تھا۔ ارمیا ان تک پہنچ گئے تو انہوں نے اس امان نامہ کو ایک لکڑی سے بلند کیا ان سب کو امان دے دی گئی خدا فرماتا ہے اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ اللہ انہیں موت دینے اور اجاڑنے کے بعد کیسے زندہ کرے تو اللہ نے اسے سو سال کے لیے موت دے دی سو سال کے بعد اسے دوبارہ زندگی دی اس وقت سورج غروب نہیں ہوا تھا اور پہلی چیز جو اس میں خلق کی تھی وہ آنکھیں جو سفیدی کی طرح چمکتی تھیں پھر ان سے کہا کَمۡ لَبِثۡتَ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا تم کتنے دن رہے ہو انہوں نے جواب دیا ایک دن انہوں نے سورج کو دیکھا کہ ابھی غروب نہیں ہوا فرمایا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰی طَعَامِکَ وَ شَرَابِکَ لَمۡ یَتَسَنَّهۡ وَ انۡظُرۡ اِلٰی حِمَارِکَ وَلِنَجۡعَلَکَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انۡظُرۡ اِلَی الۡعِظَامِ کَیۡفَ نُنۡشِزُهَا ثُمَّ نَکۡسُوۡهَا لَحۡمًا یا ایک دن سے کم فرمایا بلکہ تم ایک سو سال رہے ہو پس تم اپنے کھانے اور اپنے پینے کی چیزوں کی طرف دیکھو کہ وہ متغیر نہیں ہوئیں اور اپنے گدھے کی طرف دیکھو اور تا کہ تمہیں لوگوں کے لیے نشانی بنائیں اور ہڈیوں کی طرف کس طرح ہم انہیں جوڑتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں پس ہم بناتے ہیں دیکھو ان ہڈیوں کی طرف کیسے بعض حصے بعض کے ساتھ ملتے ہیں اور جسم کی صورت میں کیسے جوڑتے ہیں اور ان پر کیسے گوشت چڑھاتے ہیں اور وہ ان کے اجزاء ایک جگہ جمع ہو گئے وہ کھڑا ہو گیا خدا نے فرمایا اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ " میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت

رکھنے والا ہے اور ہارون کی روایت میں ہے وہ کھانا انگور کا نچوڑا ہوا شربت اور دودھ تھا۔

اپنے گدھے کو دیکھو

﴿۴۶۷﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا یہ آیت رسول پر اسی طرح نازل ہوئی الم تر الی العظم کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ کیا تو اس طرف نہیں دیکھتا اپنے گدھے کو کہ ہم اس پر کیسے گوشت چڑھاتے ہیں فرمایا تم دیکھتے ہو رسول خدا آسمانوں میں ان کو رسولؐ خدا نے فرمایا، اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے رسول اللہ نے اسے تسلیم کیا پھر اپنے رب پر اور اللہ کے فرمان پر ایمان لائے جو وہ نشانیاں دیکھ رہے تھے عرض کیا میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

بیٹا بڑا باپ چھوٹا

﴿۴۶۸﴾ ابو طاہر علوی کہتے ہیں علی بن محمد علوی نے کہا وہ کہتے ہیں کہ علی بن مرزوق نے کہا وہ کہتے ہیں ابراہیم بن محمد نے ذکر کیا کہ اہل علم کی ایک جماعت سے ابن الکوا نے علیؑ سے کہا کہ اے امیر المومنینؑ اہل دنیا میں سے کوئی ایسا بیٹا بھی ہے جو اپنے باپ سے بڑا ہو فرمایا ہاں وہ حضرت عزیزؑ کا بیٹا ہے جبکہ ان کا گزر ایک اُجڑی ہوئی بستی سے ہوا تھا تو اسی وقت ان کا ایک ان کی عورت سے بیٹا پیدا ہوا تھا یہ اس وقت گدھے پر سوار تھے ان کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں انجیر تھے اور ایک کوزہ تھا جس میں خمیرہ بھرا ہوا تھا جب اس اجڑی ہوئی بستی کے پاس سے گزرے تو فرمایا انی یحیی ھذا اللہ بعد موتھا کہ اللہ اس بستی کو اجڑنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا تو اللہ نے اسے سو سال تک موت دے دی یہاں تک کہ اس کا بیٹا پیدا ہوا اور اس سے اولاد پیدا ہوئی بلکہ اولاد در اولاد پھر خدا نے ان کو زندہ کیا تو پلٹ کر اپنے گھر آئے تو یہ بیٹا ان سے سن میں بڑا تھا پس خدا کی نشانیوں میں سے یہ ایک نشانی ہے۔

کیسے زندہ کرے گا

﴿۴۶۹﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول ابراہیمؑ کے بارے رب ارنی کیف تحیی الموتی میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے جب ابراہیمؑ آسمانوں و زمین کی نشانیاں دیکھ رہے تھے تو ان کی نظر ایک سمندر کے کنارے ایک مردہ جانور پر پڑی تو آدھا تو پانی میں تھا آدھا خشکی میں سمندر کے جانور وہ پانی میں جو حصہ تھا اسے کھائے جاتے تھے پھر وہاں سے ہٹ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے اور کھا جاتے تھے اور خشکی کے جانور آ کر خشکی والے حصہ کو کھا جاتے تھے اور پلٹ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے اور ایک دوسرے کو کھا جاتے تھے۔ ابراہیمؑ کو اس معاملے میں بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کی رب ارنی کیف تحیی الموتی میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے اور مقصد یہ تھا کہ ایک نے دوسرے کو اور دوسرے نے تیسرے

کو ملا لیا تو اجزاء اس قدر مخلوط ہو گئے ان کا پھر اپنی جگہ پلٹنا بڑا تعجب خیز ہے قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ اللہ نے فرمایا تم ایمان نہیں لائے عرض کیا کہ ایمان میں تو فرق نہیں بلکہ دل کے اطمینان کے لیے چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کو بھی اسی طرح دیکھ لوں جیسے اور سب کو چیزوں کو دیکھتا ہوں حکم ہوا کہ تم چار پرندے لے کر ان کے ٹکڑے کر ڈالو اور ان کے ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے خوب ملا دو پھر ان ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں پر رکھ دو پھر ان کو بلاؤ اور دیکھو کہ وہ کس طرح دوڑے چلے آتے ہیں۔ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھ لو پھر ان کو بلاؤ وہ تمہارے پاس جلد آئیں گے پھر ان کو بلاؤ اور دیکھو کہ وہ تمہارے پاس کیسے چلے آتے ہیں۔

چار پرندے

﴿۴۷۰﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جن کو انہوں نے دس پہاڑوں پر رکھا تھا وہ شتر مرغ بطخ اور مور اور کوا اور گدھ سیاہ پہاڑی تھے انہوں نے یہ چار پرندے لیے اور ان کو ٹکڑے کر دیا اور ان کے گوشت کو ایک دوسرے سے ملا دیا اور قیمہ کر دیا اور دس پہاڑوں پر اس کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا اور ان کی چونچ اپنی انگلیوں میں محفوظ رکھی اور اس کے بعد باری باری سے ایک ایک کو بلایا پس خدا کی قدرت سے ان کے اجزاء ہوا میں پرواز کرنے لگے اور ہر پرندہ کی جزئیں علیحدہ علیحدہ اکٹھی ہونے لگیں اور جب ان کے جسم مکمل ہو گئے اور ان میں روح داخل ہو گئی تو دوڑ کر ابراہیمؑ کی طرف بڑھے بطور امتحان ایک کی چونچ دوسرے کی طرف کرتے تو وہ اسے قبول نہ کرتا اپنی چونچ آتی تو قبول کرتا پس اس طرح ان کے جسم مکمل ہوئے پس وہ اڑ گئے اور اپنے کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔

﴿۴۷۱﴾ معروف بن خربوذ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا اللہ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ تم چار پرندے لے لو ابراہیمؑ نے چار پرندے لیے وہ گدھ طاؤس سبز بطخ سیاہ کوا تھے ان کو ذبح کیا اور ان کا قیمہ بنا دیا ان کے سر پاس رکھ لیے پھر انہوں نے ان کے سر اور ان کے دس پہاڑوں پر جو اس علاقے میں تھے رکھ دیئے پھر ان کو ان کے نام سے پکارا تو بڑھتے ہوئے آئے اور ان کے اجزاء مل گئے اور پرواز کر گئے پس ابراہیمؑ نے جب اس طرح دیکھا تو کہا کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

﴿۴۷۲﴾ علی بن اسباط کہتے ہیں میں نے ابوالحسن رضاؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں قال بل و لکن لیطمئن قلبی ایمان تو رکھتا ہوں مگر دل کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں کیا ان کے دل میں شک تھا فرمایا نہیں اور لیکن ان کو یقین تھا مگر وہ اس میں مزید اپنے یقین میں اضافہ کرنا چاہتے تھے اور یہ حصہ دسویں حصے میں سے ایک حصہ تھا۔

جزو کیا ہے

﴿۴۷۳﴾ عبدالصمد بن بشیر کہتے ہیں ابو جعفر منصور نے قاضیوں کو جمع کیا اور ان سے کہا ایک شخص نے وصیت کی تھی جزو کی کہ میرے

مال سے خرچ کیا جائے میری موت کے بعد اس میں جزو سے مراد کیا ہے انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کتنا جزو ہے اور اسے اس میں شک ہی رہا اس کے بعد اس نے اپنے غلام کو مدینہ کے والی کے پاس بھیجا کہ وہ جعفر بن محمد صادقؑ سے سوال کرے کہ ایک شخص نے وصیت کی تھی جزو کی کہ میرے مال سے خرچ کیا جائے میری موت کے بعد بے شک اس کا فیصلہ مشکل ہو گیا قاضیوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ جزو کیا ہے پس یہ خبر لے کر غلام سوار ہو کر گیا اور اس کی وجہ کو بیان کیا مدینہ کے والی نے ابوعبداللہ صادقؑ سے اجازت طلب کی تو ان سے عرض کیا کہ ابوجعفر نے ہماری طرف خط لکھ کر بھیجا ہے اس نے سوال کیا کہ ایک شخص نے وصیت کی تھی جزو کی کہ میرے مال سے خرچ کیا جائے میری موت کے بعد اور میں نے اس سے پہلے قاضیوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم اس خبر کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے اور بے شک میری طرف لکھا کہ اس کی تفسیر کیا ہے یہ لے کر میرے پاس غلام آیا ہے پس ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا یہ کتاب خدا میں موجود ہے بے شک اللہ فرماتا ہے جب ابراہیمؑ نے کہا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی میرے رب مجھے دکھلا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے اور فرمایا کُلِّ جَبَلٍ مِنْھُنَّ جُزْءً سب پہاڑوں پر ایک ایک حصہ رکھ دو تو انہوں نے چار پرندے لیے اور دس پہاڑ تھے اس میں سے ایک حصہ لیا اور کل دس پر جزو جزو کر کے ایک ایک حصہ رکھ دیا اور بے شک ابراہیمؑ نے دعا مانگی تو سب کے سب پرندے ان کے پاس آ جائیں اور انہوں نے ان کے سروں کو اپنے پاس رکھا پھر ان کو بلند آواز دی تو وہ ان کے حکم سے ان کے بدن اڑ اڑ کر ان کے پاس آنے لگے جو قیمہ کی طرح ٹکڑے ہو گئے تھے یہاں تک کہ وہ ابراہیمؑ کے پاس آئے ابراہیمؑ نے بعض کے آگے دوسرے کا سر کیا کہ اس سے مل جائے مگر وہ نہ ملا اور کسی بھی دوسرے کے سر کے ساتھ بدن نہ ملا اور غیر سے ہونا قبول نہ کیا اس کا اپنا سر آیا تو اس کے ساتھ مل گیا اور بدن مکمل ہو گیا۔ چنانچہ اس سے واضح ہو گیا کہ جزو سے مراد دسواں حصہ ہے۔

جزو دسواں حصہ ہے

﴿۴۷۴﴾ عبدالرحمٰن بن سیابہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے تیسرا حصہ میرے چچا کے بیٹے کو دینا اور اس میں سے جزو فلاں کو دینا اس کے بارے میں ابن ابولیلیٰ سے سوال کیا تو اس نے کہا اس چیز کے بارے میں کوئی رائے نہیں ہے اور کیا معلوم کہ جزو کتنا ہے تو یہی سوال ابوعبداللہ صادقؑ سے کیا کہ اس کی ہمیں اطلاع دیں کہ اس کی کیا کیفیت ہے یہ اس عورت کی وصیت کے متعلق اور جو ابن ابولیلیٰ نے کہا بیان کیا پس فرمایا جھوٹا ہے ابن ابولیلیٰ اس میں دس حصے ہیں بے شک اللہ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا تھا اللہ فرماتا ہے اَجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِنْھُنَّ جُزْءً ا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو اور اس دن پہاڑ دس تھے اور وہ اس چیز کا دسواں حصہ ہے۔

﴿۴۷۵﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو اپنے مال سے جزو کی وصیت کرے فرمایا جزو دسواں حصہ ہے وہ دس پہاڑ تھے اور وہ پرندے مور، فاختہ، مرغ اور ہدہد تھے تو اللہ نے حکم دیا تو ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے قیمہ بنا کر ایک

دوسرے کے ساتھ ملا دیا تو سب کے سب کا ایک ایک جزو کر کے ہر پہاڑ پر رکھ دیا اور سب پرندوں کے سروں کو اپنے ہاتھ میں رکھ لیا پھر جب پرندے کو آواز دیتے تو ایک ایک کا سر اس کے سامنے کرتے تو وہ اسی کی طرف آتا اور مل جاتا یہاں تک کہ وہ مکمل پرندے بن گئے اور پھر پرواز کر گئے۔

﴿۴۷۶﴾ محمد بن اسماعیل کہتے ہیں عبداللہ بن عبداللہ نے کہا کہ ابوجعفر بن سلیمان خراسانی آئے اور انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ ہمارے پاس ایک خراسان سے آنے والے حاجیوں میں ایک حاجی نے بیان کیا کہ ہمارا ایک بھائی مرو میں وفات پا گیا اور اس نے سو ہزار درہم (ایک لاکھ) کی وصیت کی کہ تم ان میں سے ایک جزو لے کر ابوحنیفہ کو دے دینا اور جزو کی مقدار نہ بتائی کہ اس کے ترکہ میں وہ کتنا حصہ ہے۔ اس کے بعد میں کوفہ گیا اور ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور ان سے جزو کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ چوتھا حصہ ہے یہ بات میرے دل نے قبول نہ کی میں نے ان سے کہا میں اس پر عمل نہیں کروں گا جب تک کہ میں حج نہ کرلوں اور اس کی تحقیق نہ کرلوں پس میں کوفہ کے کئی لوگوں (علماء) کے پاس گیا تو سب نے کہا چوتھا حصہ ہے میں نے ابوحنیفہ سے کہا یہ نہیں دیتا جو تیرے لیے وصیت کی گئی اے ابوحنیفہ اور لیکن حج کرتا ہوں اور اس مسئلہ کی تحقیق کرتا ہوں تو ابوحنیفہ نے کہا کہ میں بھی اس سال حج پر جا رہا ہوں پھر ہم وہاں سے مکہ روانہ ہو گئے اور جب ہم بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو میں نے ایک بزرگ کو بیٹھا ہوا دیکھا وہ طواف سے فارغ ہو گیا اور وہ سب کو بلاتا تھا اور لوگوں نے اس کو گھیرا ہوا تھا جب اس طرف توجہ کی ابوحنیفہ نے اور اس طرح دیکھا کہ لوگ ان سے سوال کرتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے اور خدا کی تسبیح و تمجید بھی کر رہے ہیں ان سے سوال کرلو ان کے مقابلہ کا کوئی بھی نہیں ہے میں نے ان سے کہا یہ کون ہیں کہا جعفر بن محمدؑ ہیں میں ان کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور ابوحنیفہ جعفر بن محمدؑ کی پشت کی طرف آ کر بیٹھ گئے ان کے قریب میں نے ان کو سلام کیا اور ان کی بہت زیادہ تعظیم کی اور اکیلا مسلمین کے درمیان آیا اور بیٹھ گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ ان کی بہت زیادہ تعظیم کر رہے ہیں انہوں نے دیکھا کہ پیچھے سے تو ابوحنیفہ ان سے کچھ کہنا چاہتے ہیں میں نے ان سے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں ہمارا ایک آدمی اہل خراسان سے تھا وہ شخص وفات پا گیا اور اس نے سو ہزار درہم (ایک لاکھ) کی وصیت کی اور کہا کہ اس میں سے جزو اور اس کا نام لیا کہ اس مرد کا کتنا حصہ جزو ہے مجھے اللہ آپ پر فدا کرے جعفر بن محمد صادقؑ نے فرمایا اے ابوحنیفہ تم بتاؤ اس میں کتنا ہے اس نے کہا چوتھا حصہ جعفرؑ نے فرمایا تم نے اپنے قول میں چوتھا کہاں سے لیا انہوں نے کہا قول خدا سے فخذ اربعة من الطير فصرهن اليک ثم اجعل علي کل جبل منهن جزءا چار پرندے لو اور ان کو ٹکڑے کر دو پھر ان میں سے ہر ایک کا ایک حصہ ہر ایک پہاڑ پر رکھ لو ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس سے اور میں نے یہ سنا بے شک تمہیں علم ہے کہ پرندے چار تھے پہاڑ کتنے تھے بے شک اگر جزو پہاڑ پر رکھو پرندوں کے مطابق نہیں انہوں نے کہا کہ ہمارا اس میں خیال تھا کہ وہ چار ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اور لیکن پہاڑ دس تھے۔

﴿۴۷۷﴾ صالح بن سہل ہمدانی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فخذ اربعة من الطير فصرهن

الیک ثم اجعل علی جبل منھن جزأ چار پرندے لو پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرلو پھر ان میں سے ہر ایک کا ٹکڑا پہاڑ پر رکھ دو فرمایا وہ پرندے ہدہد، لٹورہ، مور اور جنگلی کوا تھے اور ان کو ذبح کر دیا اور ان کے سروں کو جدا کر دیا اور ہاون میں رکھ کر اور ان کا بدن مع ہڈیوں پروں کے کوٹ ڈالا کہ ان کے اجزاء ایک دوسرے سے مل گئے پھر ان کے اجزاء کے دس حصے کیے اور دس پہاڑوں پر رکھ دیا پھر اپنے پاس آب ودانا رکھ لیا اور ان کی چونچیں اپنی انگلیوں میں رکھ لیں پھر کہا اے پرندو خدا کے حکم سے میرے پاس آؤ تو گوشت ہڈیوں اور پروں میں سے بعض نے بعض کی طرف پرواز کی یہاں تک کہ جسم درست ہو گئے جس طرح پہلے تھے اور ہر بدن اپنی گردن سے آ کر مل گیا ابراہیمؑ ایک قریہ کے پاس سے گزرے وہاں پانی کے جانور ایک جانور کھا رہے تھے اور پھر اس طرح کیا تھا پھر انہوں نے کہا اے نبی اللہ آپ نے ہمیں زندہ کیا اللہ آپ کو زندہ رکھے تو ابراہیمؑ نے فرمایا مگر اللہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے یہ اس کی ظاہری تفسیر ہے اور اس کی باطنی تفسیر قرآن میں یہ ہے کہ تم چار پرندوں (مردوں) کو اختیار کرو کہ بات سمجھے اور ضبط کرنے کی گنجائش رکھتے ہوں اور اپنا علم ان کے سپرد کرو پھر ان کو زمین کے چاروں طرف بھیج دو تا کہ لوگوں پر تمہاری حجت ہوں اور جس وقت تم چاہو تمہارے پاس وہ لوگ آ سکیں لہذا ان کو خدائے بزرگ کے نام سے بلاؤ تا کہ اس کے حکم سے وہ جلد آ جائیں۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنا

﴿۴۷۸﴾ عمر بن یونس کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جب مومن جو بھی نیکی کرتا ہے تو خدا اس کو سات سو گنا جزاء عطا کرے گا خدا فرماتا ہے و اللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے پس ثواب کے حصول کے لیے نیک اعمال بجالاؤ میں نے عرض کیا احسان نیکی بجالانا کیا ہے تو فرمایا کہ جب تم نماز ادا کرو تو رکوع وسجود میں احتیاط کرو تا کہ وہ صحیح ہو جب روزہ رکھو تو اسے فاسد کرنے والی چیزوں سے بچو جب حج وعمرہ بجالاؤ تو احرام کی حالت میں جو چیزیں حرام ہیں ان سے بچو اور ہر وہ عمل جو خدا کی رضا وخوشنودی کے لیے ہو اسے بجالاؤ گے تو بدی وکثافت تم سے دور ہو گی۔

﴿۴۷۹﴾ حمران کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے عرض کیا مومن کو مسلم پر کسی شے میں فضیلت ہے میراث وقضایا واحکام میں یہاں تک کہ مومن اکثر ہوتا ہے جو مسلم کے لیے میراث میں ہوتا ہے یا اس کے علاوہ ہے فرمایا نہیں ان چیزوں میں دونوں برابر ہیں جب کہ حکم امام ان دونوں کے لیے ہے اور لیکن مومن کو مسلم پر فضیلت ہے ان دونوں کے اعمال کے لحاظ سے اللہ کے تقرب کے حصول میں میں نے عرض کیا کیا اللہ کا فرمانا ان دونوں کے لیے نہیں ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جو کوئی نیکی کرے اس کی مثل اسے دس ملیں گی اور ان کی زحمتیں برابر ہیں نماز وزکوٰۃ وروزہ وحج کی مومن کے ساتھ فرمایا کہ کیا خدا یہ نہیں فرماتا وَ اللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً اور اللہ اضافہ کرتا ہے جو چاہتا ہے کثیر اضافہ پس وہ مومنین ہیں جن کے لیے اضافہ کرتا ہے ان نیکیوں میں ہر نیکی کے بدلے ستر کا اضافہ پس یہ ان کی فضیلت ہے اور اللہ زیادہ کرتا ہے مومنین کی نیکیوں کو اس کے صحت ایمان کی قدر سے زیادہ کرتا ہے

زیادہ کثیر اور یہ اللہ کا کام مومنین کے لیے ہے جو چاہتا ہے۔

﴿۴۸۰﴾ مفضل بن محمد جعفی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں سوال کیا کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ اس دانے کی مثال ہے جو سات بالیں خوشے بال خوشہ اس نے اگائے ہیں فرمایا حَبَّةٍ دانے سے مراد فاطمہ زہراؑ ہیں اور سبع سنابل سات بالیوں سے مراد ان کی اولاد سابع ہے اسی سے ان کا قائمؑ ہے میں نے عرض کیا حسنؑ فرمایا بے شک وہ امام ہیں جو اللہ کی طرف سے ہیں اور ان کی اطاعت فرض ہے اور لیکن سنابل سبع میں سے اس کے اوّل حسینؑ ہیں اور اس کے آخر قائمؑ ہیں میں نے عرض کیا خدا فرماتا ہے فِیۡ کُلِّ سُنۡبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ کہ ہر بالی میں سو دانے ہوں گے فرمایا وہ اس شخص کی اولاد سے ہے جو کوفہ میں ہے اس کی صلب سے ہیں اور جیسا کہ یہ مگر یہ سبع سات ہیں۔

﴿۴۸۱﴾ محمد واشی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب بندہ مومن نیک عمل بجالاتا ہے تو خدا اس کی ہر نیکی کے بدلے میں سو کا اضافہ کرتا ہے اور یہی خدا کا قول ہے یضاعف لمن یشا اور اللہ جس کے لیے چاہے اضافہ کرتا ہے۔

احسان جتلانے سے نیکی باطل

﴿۴۸۲﴾ مفضل بن صالح کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ جعفر بن محمدؑ اور ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں یَا اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقَاتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَ الۡاَذٰی آخر تک آیت اے ایمان والو تم صدقات احسان جتانے سے اور ایذا دینے سے باطل نہ کرو فرمایا یہ آیت عثمان اور معاویہ اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوئی۔

﴿۴۸۳﴾ سلام بن مستنیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں یا ایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن و الاذی اے ایمان والو تم اپنے صدقات احسان جتانے سے اور ایذا دینے سے باطل نہ کرو فرمایا اس سے مراد محمدؐ و آل محمدؐ ہیں یہ اس کی تاویل ہے اور فرمایا یہ آیت عثمان کے بارے میں نازل ہوئی۔

﴿۴۸۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں یا ایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن و الاذی اے ایمان والو اپنے صدقات احسان جتانے سے اور ایذا دینے سے باطل نہ کرو لَا یَقۡدِرُوۡنَ عَلٰی شَیۡءٍ مِّمَّا کَسَبُوۡا جو کچھ انہوں نے کیا کچھ بھی اس میں نہ پائیں گے فرمایا وہ صفوان پتھر ہے جو بالکل صاف سفید ہوتا ہے اور وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں لوگوں کے دکھلاوے کے لیے وہ فلاں وفلاں وفلاں اور معاویہ ہیں اور ان کی اشیاء ہیں۔

اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرنے والے علیؑ ہیں

﴿۴۸۵﴾ سلام بن مستنیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ

جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں فرمایا یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

﴿۴۸۶﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں فرمایا اس سے مراد علی امیر المومنینؑ ان سب سے افضل ہیں اور وہ جو مال خرچ کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔

آگ کا بگولا

﴿۴۸۷﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے اِعْصَار "فِیْهِ نَار" اس میں آگ کا بگولا ہے فرمایا سخت ہوا ہے۔

اچھی چیز خرچ کرو

﴿۴۸۸﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَ مِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ اے ایمان والو جو کچھ تم نے پاکیزہ کمائی کی ہے اور جو کچھ ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو اور خراب چیزوں کا قصد نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو فرمایا کہ رسولؐ خدا کے زمانے میں لوگوں کو رسولؐ خدا نے جس وقت ان کو کھجوروں سے صدقات وزکوۃ دینے کا حکم دیا تو لوگ صدقات وزکوۃ کی کچھ ایسی کھجوریں لے آتے جن کا گودا کم ہوتا اور گٹھلی بڑی ہوتی تھی ان کو معافارہ کہتے ہیں تو اس وقت اللہ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی و لا تیمموا الخبیث منه تنفقون اور تم خراب چیزوں کو خرچ کرنے کا قصد نہ کرو۔

﴿۴۸۹﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا وَ مِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ اور اس چیز میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہیں فرمایا کہ جب رسولؐ خدا نے لوگوں کو کھجوروں سے زکوۃ نکالنے کے لیے حکم دیا تو لوگ زکوۃ ادا کرنے کے لیے ایسی کھجوریں لائے جن کو جعرود اور معافارہ کہتے تھے جن میں گودا کم ہوتا اور گٹھلی بڑی ہوتی تھی ان میں کچھ خراب اور کچھ کھرا نیک ہوتی تھیں تو رسولؐ خدا نے ان سے کہا کہ ان دونوں قسموں کو اس سے خارج کردو جو آپ لائے ہو ان سے کچھ نہ لاؤ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا انفقو من طیبات ما کسبتم سے قول خدا اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ اے ایمان والو جو کچھ تم نے پاکیزہ کمائی کی ہے اس سے خرچ کرو خدا فرماتا ہے مگر تم اس کے بارے میں چشم پوشی کرو مگر وہ چشم پوشی کے بجائے وہ ان ہی دونوں قسموں میں سے کھجور لائے تو فرمایا اللہ کی طرف سے اس صدقہ کا کوئی صلہ نہیں جو حرام کی کمائی سے لاتا ہے۔

گندی چیز خرچ نہ کرو

﴿۴۹۰﴾ رفاعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ مگر اس سے تم چشم پوشی کرو فرمایا رسولؐ

خدا کے پاس عبداللہ بن رواحہ نے ایسا مال بھیجا تو فرمایا جعر ور اور معافازہ نہ بھیجو اور لوگ گندی اور بری کھجوریں لائے تو یہ آیت نازل ہوئی وَ لَسۡتُم بِاٰخِذِیۡهِ اِلَّآ اَن تُغۡمِضُوۡا فِیۡهِ اور تم خود اس کے لینے والے نہ ہو مگر تم چشم پوشی کر و اس کے بارے میں اور ذکر کیا عبداللہ کا کہ وہ بڑی سخت کھجوریں لائے تو رسولؐ خدا نے فرمایا اے عبداللہ جعر ور اور معافازہ کھجوریں نہ نکال لاؤ۔

﴿۴۹۱﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون گندی اور حرام چیز دینے کا قصد مت کرو اسلام سے قبل لوگ سود کا کاروبار کرتے تھے اور اس سے گندا اور حرام مال حاصل کرتے تھے اور اسی مال سے صدقہ دیتے تھے اور اسی مال کے خرچ کرنے کا ارادہ کیا کرتے تھے اسی مال کے خرچ کرنے سے اللہ نے انہیں منع کیا اور حلال مال دینے کا حکم دیا۔

﴿۴۹۲﴾ ابو صباح کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و لا تیمموا الخبیث منه تنفقون گندی حرام چیز دینے کا قصد مت کرو تو فرمایا کہ لوگ اسلام کے آنے سے پہلے سود کا کاروبار کرتے تھے اور اسی حرام میں لگے ہوئے تھے جب اسلام آ گیا تو لوگوں نے جان بوجھ کر اسی مال سے صدقہ دینا شروع کیا تو ان کو اللہ نے اس سے منع کیا کہ بے شک تمہارا یہ صدقہ دینا بہتر نہیں ہے تم حلال مال کی کمائی سے صدقہ دو۔

﴿۴۹۳﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں جعفر بن محمد صادقؑ نے فرمایا کہ اہل مدینہ صدقہ فطر کی کھجوریں مسجد میں رسولؐ خدا کے پاس لائے تھے اور اس میں خراب کھجوریں تھیں جن کو جعر ود کہتے ہیں اور عذق اس کو معافازہ کہتے ہیں ان کی گٹھلی موٹی ہوتی تھی اور اوپر کا حصہ بہت کم اور کھانے میں سخت کڑوی تو رسولؐ خدا نے فرمایا اچھی الگ کر دو باقی انہیں ہم نہیں لیں گے تا کہ دینے والے کو شرم آئے اور ایسی وہ نہ لایا کریں تو اللہ کی طرف سے نازل ہوا یَآ اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ تا تُنۡفِقُوۡنَ اے ایمان والو جو کچھ تم نے پاکیزہ کمائی کی ہے اس سے خرچ کرو آخر تک تم خرچ کرو۔

چرخہ کاتنا

﴿۴۹۴﴾ محمد بن خالد ضبی کہتے ہیں ایک دفعہ ابراہیم نخعی کا گزر ایک بوڑھی عورت کے پاس سے ہوا جو صبح سویرے اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھی چرخہ کات رہی تھی اس کا نام ام بکر تھا ابراہیم نے اس سے کہا اے ام بکر تم اتنی بوڑھی ہو چکی ہو مگر پھر بھی تم چرخہ کاتنے سے باز نہیں آئی ہو اس نے جواب میں کہا کہ میں اس کام کو کس طرح چھوڑ دوں حالانکہ میں علیؑ بن ابی طالب امیر المومنینؑ سے سن چکی ہوں کہ چرخہ کاتنا پاکیزہ و حلال رزق ہے۔

غم و خوشی بے محل کیوں

﴿۴۹۵﴾ ہارون بن خارجہ کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کبھی کبھی میں ایک دم خوش ہو جاتا ہوں جبکہ مجھے اپنے اور

اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا اور کبھی کبھی میں ایک دم غمگین و پریشان ہو جاتا ہوں حالانکہ میں تندرست ہوتا ہوں اور مجھے اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع کے بارے میں کوئی پتہ نہیں ہوتا فرمایا ہاں شیطان دل میں وسوسہ پیدا کرتا ہے اور کہتا ہے اگر تیرے لیے خدا کے نزدیک کوئی اچھائی ہے تو تمہیں اس کا کیا علم ہے تیرا دشمن ہے اور تیرے لیے اس کو کچھ نہیں بناتا جو تیری ضرورت کے لیے ہو تم کس کا انتظار کرتے ہو مگر اس کی مثل تم انتظار کرتے ہو جو پہلے انتظار کر کے گزر گئے ہیں کیا کہتے ہو کسی چیز کے بارے میں پس یہ اس وجہ سے غمگین ہوتا ہے بغیر موقع غم کے اور پھر خوشی کے وقت ایک فرشتہ دل میں خیال پیدا کرتا ہے اور کہتا ہے بے شک اللہ اسے پاتا ہے تیرے لیے اور وہ تیرا دشمن ہے اور اس نے تیرے لیے ضرورت پیدا کی ہے پس اسی میں ہے یہ قلائل کے دنوں کے لیے بشارت ہو تجھے کہ اللہ نے تجھے بخش دیا اور یہ اس کا فضل ہے اور وہ خدا کا قول ہے اَلشَّیطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَ اللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلاً شیطان تمہیں تنگ دستی سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ اپنی طرف سے تم سے مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔

حکمت و خیر کثیر

﴿۴۹۶﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا جو بھی حکم دیا جائے تو پس اسے خیر کثیر دیا گیا ہے فرمایا اس سے مراد اللہ کی اطاعت اور امام کی معرفت ہے۔

﴿۴۹۷﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سنا قول خدا کے بارے میں و من یوتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا جو بھی حکم دیا جائے تو پس اسے خیر کثیر دیا گیا ہے فرمایا اس سے مراد معرفت امام اور ان گناہوں سے بچنا ہے جن گناہوں کی وجہ سے اللہ نے جہنم کو واجب کیا ہے۔

﴿۴۹۸﴾ سلیمان بن خالد کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے قول خدا کے بارے میں سوال کیا و من یوتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا جو بھی حکمت دیا جائے تو بس اسے خیر کثیر دیا گیا ہے فرمایا بے شک حکمت معرفت ہے اور دین میں فقہ حاصل کرنا ہے پس جس نے تم سے علم فقہ حاصل کیا وہی حکیم ہے اور مومنین میں سے فقیہ کی موت پر ابلیس سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔

پوشیدہ محتاجوں کو دو

﴿۴۹۹﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ اور اگر تم انہیں چھپاؤ اور انہیں محتاجوں کو دو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ فرمایا اس سے مراد تمہارا زکوٰۃ دینا ہے اور لیکن ایک شخص کا خفیہ صدقہ اور زکوٰۃ دینا اعلانیہ دینے سے بہتر ہے۔

﴿۵۰۰﴾ جابر جعفی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک بغض رکھنے والے کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

﴿۵۰۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا قول خدا کے بارے میں اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَ عَلَانِیَةً جولوگ اپنے مال کو رات کو اور دن کو پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں فرمایا اس سے زکوۃ مراد نہیں ہے۔

علیؑ کا صدقہ

﴿۵۰۲﴾ ابواسحاق کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے مجھ سے بیان کیا تھا فرمایا کہ حضرت علیؑ کے پاس چار درہم تھے جو ان کی واحد ملکیت تھے پس آپؑ نے ایک درہم رات کو صدقہ کیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ طور پر ایک درہم اعلانیہ طور پر پس یہ بات رسولؐ کے پاس پہنچ گئی فرمایا اے علیؑ اس عمل میں تم کو کس چیز نے ابھارا عرض کیا اللہ کا وعدہ پورا کرنے نے ابھارا تو اللہ نے یہ آیت نازل کی الذین ینفقون اموالهم بالیل و النهار سرا و علانیه وہ لوگ جو اپنے اموال سے رات کو اور دن کو اور پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔

سود اور شیطان کا چھونا

﴿۵۰۳﴾ شہاب بن عبدربہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا اٰکِلُ الرِّبوٰا جو سود کھاتے ہیں وہ دنیا سے نہیں نکالا جاتا یہاں تک کہ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ اسے شیطان چھوکر دیوانہ کر دیتا ہے۔

﴿۵۰۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کوئی سود نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں حساب کتاب اور ناپ تول ہوگا۔

توبہ نصوح

﴿۵۰۵﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ پھر جس کو اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز رہا جو کچھ پہلے گزر گیا وہ اس کے لیے ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے فرمایا اس سے مراد نصیحت کی توبہ ہے۔

﴿۵۰۶﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص سود کا کاروبار کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے بہت زیادہ مال حاصل کر لیا اس کے بعد اس نے فقہاء سے سوال کیا تو انہوں نے اس سے کہا اس وقت تک تیرا کوئی عمل قبول نہیں جب تک کہ تو اسے اس کے اصل مالک تک نہیں پہنچاتا۔ یعنی اصل مالک کی طرف پلٹا تو اس نے یہ قصہ ابوجعفر باقرؑ سے بیان کیا تو ابوجعفر باقرؑ نے اس سے فرمایا اور کتاب خدا سے اس آیت کو نکالا کہ خدا فرماتا ہے فمن جائه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف و امره الى الله پس جس کو اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز رہا اور جو کچھ پہلے گزر چکا وہ اس کے لیے ہے اور اس کا

معاملہ خدا کے سپرد ہے کہ اس سے مراد نصیحت کی توبہ ہے۔

صدقہ آئے گا

﴿۵۰۷﴾ سالم بن ابوحفصہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں نے ہر چیز کے وصول کرنے کے لیے کچھ مخلوق مقرر کر رکھی ہے جو سوائے صدقہ کے کہ اسے میں خود اپنے دست قدرت سے وصول کرتا ہوں یہاں تک کہ ایک آدمی ایک دانہ دے فرمایا ایک حصہ صدقہ کرتا ہے اور میں اس کے لیے اس طرح پاتا ہوں جس طرح کوئی آدمی اپنا بچھیرا اور ناقہ کا بچہ پالتا ہے پس وہ صدقہ قیامت کے دن آئے گا۔ پس یہ احد کی مثل کی طرح آئے گا یا احد سے بھی بڑا ہوگا۔

﴿۵۰۸﴾ محمد قمام کہتے ہیں علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا اس کی پرورش کرتا ہے جو یہ صدقہ دیتا ہے جیسا کہ باپ بیٹے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ یوم قیامت سے ملحق ہوگا تو وہ مثل کوہ احد کی طرح ہوگا۔

﴿۵۰۹﴾ ابوحمزہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہر چیز کا خالق ہوں اور تمہاری تمام اشیاء میرے علاوہ ہیں مگر صدقہ کہ اسے میں خود اپنے دست قدرت سے وصول کرتا ہوں یہاں تک کہ ایک آدمی مرد یا عورت ایک دانہ کھجور کا صدقہ کرتے ہیں اور میں اس کے لیے اس طرح پالتا ہوں جس طرح کوئی آدمی اپنا بچھیرا اور اونٹنی کا بچہ پالتا ہے پس وہ قیامت کے دن آئے گا جو چھوڑا گیا ہے تو وہ کوہ احد سے بڑا ہوگا۔

﴿۵۱۰﴾ علی بن جعفر نے اپنے بھائی موسیٰؑ سے انہوں نے کہا ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ہر چیز پر فرشتے مامور ہیں صدقہ کے علاوہ جسے خدا خود اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے جس طرح تم اپنی اولاد کی پرورش کرتے ہو اور قیامت کے دن جب تمہیں دیا جائے گا تو وہ مثل کوہ احد کے ہوگا۔

قرض دار کو مہلت دو

﴿۵۱۱﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کسی سے قرض لیا اور اس کا وقت آ گیا تو اس سے قرض دینے والا اس کے پاس لینے کے لیے آ گیا تو اس تنگ دست نے پھر اس سے کہا مجھ سے رقم نہ لو اس نے کہا کہ اتنی مجھے مہلت دو پھر تو سیع کرتا ہوں تو امام نے فرمایا اس میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی کوئی حرج ہے جبکہ اصل مال میں اضافہ نہ کیا جائے۔ اللہ فرماتا ہے فَلَكُمْ رُؤُسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ پس تمہارے لیے اصل مال تمہارا ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم ظلم کیے جاؤ۔

سود چھوڑ دو

﴿۵۱۲﴾ ابوعمرو زبیری کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک پاکیزہ توبہ ہے گندے گناہ کی خطاؤں سے فرمایا خدا فرماتا ہے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور لَا تُظْلِمُوْنَ تک اے ایمان والواللہ سے ڈرو اور چھوڑ دووہ کچھ جو سود میں سے باقی ہے اگر تم مومن ہو اگلی آیت کے آخر تک کہ تم پر ظلم نہ کیا جائے پس یہ ہے جو اللہ سے اس کی دعا کرتا ہے توبہ کی عبادت میں تو اس پر اس کے ثواب کا وعدہ ہے پس جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرے گا اس توبہ میں تو اللہ اس سے ناخوش ہو گا تو اس کے لیے جہنم ہے اور اس کے لیے اولیٰ ہے اور اس کا حق ہے۔

﴿۵۱۳﴾ معویہ بن عمار دھنی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جو شخص بروز محشر عرش خدا کے سایہ کا امیدوار ہو کہ جس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا اس کو چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے اور اس پر سے اپنا حق اٹھائے۔

﴿۵۱۴﴾ ابوجارود کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص جہنم کے تیز شعلوں سے بچنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے اور اس سے اپنا حق اٹھالے۔

﴿۵۱۵﴾ قاسم بن سلیمان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک ابوبسر مرد انصاری بنی سلیمہ سے تھے ان سے رسولؐ خدا نے فرمایا تم پسند کرتے ہو کہ تم جہنم سے دور رہو اس قوم نے عرض کیا ہم اے رسولؐ خدا تو فرمایا تنگ دست کو مہلت دو یا اسے قرض معاف کردو۔

﴿۵۱۶﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا کہ ایک شخص کب غربت سے فراخی میں آتا ہے فرمایا نہیں فراخی میں آتا ہے جب اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو تو اسے معاف کردیا جائے۔

عرش کے نیچے سائے

﴿۵۱۷﴾ ابان کہتے ہیں ہمیں خبر ملی کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص قیامت کے دن کی گرمی کی شدت سے بچنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اللہ کے سائے میں اس کے عرش کے سائے میں آئے اس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے اس سائے کے پس تنگ دست کو مہلت دو یا اسے معاف کردو یا حق اٹھالو۔

﴿۵۱۸﴾ حنان بن سدیر نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا قیامت کے دن چند لوگوں کو اللہ اپنے عرش کے نیچے جگہ دے گا جن کے چہرے نورانی ہوں گے ان کے لباس نورانی ہوں گے اور وہ نورانی کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے پس باقی مخلوق ان کی کرامت وعزت دیکھ کر عرض کرے گی کیا یہ لوگ انبیاء ہیں تو عرش کے نیچے سے منادی ندا کرے گا یہ انبیاء نہیں ہیں پھر وہ لوگ کہیں گے کیا یہ شہداء ہیں تو پھر عرش کے نیچے سے منادی ندا کرے گا یہ شہداء نہیں ہیں اور لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مومنین کو دنیا میں خوشحال کیا تھا اور تنگ دستوں کو مہلت دی تھی تا کہ وہ خوشحال ہو جائیں۔

﴿۵۱۹﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابو حمزہ نے کہا قیامت کے دن اللہ کے تین سائے ہوں گے اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ایک شخص ایک عورت کو دھکیل دیتا ہے جب وہ خوبصورتی سے اسے اپنی طرف بلاتی ہے پس وہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے مجھے خوف اللہ رب العالمین کا ہے اور ایک شخص فراخی رکھتا ہے قرض دینے کی اور اسے ترک کرتا ہے جو اس کا حق ہے اور وہ شخص کہ جو معلق ہوتا ہے اپنے دل سے مساجد کی محبت کی طرف۔ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ " لَکُمْ اور اگر تم بخش دو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ یعنی اگر تم وہ قرض جو تنگ دست مقروض کے ذمہ ہے اسے بخش دو تو تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔ پس اگر تم تنگ دست کو مہلت دو یا معاف کردو اور اپنا حق اس سے اٹھا لو کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جو شخص کسی تنگ دست مقروض کو مہلت دے گا تو اللہ اس کے لیے ہر روز صدقہ دینا اپنے مال میں سے کی مثل شمار کرے گا یہاں تک کہ وہ خوشحال ہو جائے۔

﴿۵۲۰﴾ عمر بن سلیمان کہتے ہیں ایک شخص اہل جزیرہ سے تھا امام رضاؑ سے اس شخص نے کہا میں آپ پر قربان اور فدا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَنَظِرَةٌ " اِلٰى مَیْسَرَةٍ خوشحال ہونے تک مہلت دو مجھے بتائیں کہ یہ مہلت دینے کا جو ذکر اللہ نے اس میں کیا اس کی حد کیا ہے جب جانتا ہو کہ یہ قرض ادا نہیں کر سکتا جو اگر اسے مہلت دے مال کے لینے میں یہ شخص جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اس کے پاس کوئی غلہ نہیں ہے اسے مہلت دیتا اور اسے سمجھتا ہے اور نہیں دیتا مہلت کے باوجود محال ہے اور اس کا مال پوشیدہ نہیں ہے تو پیشوا کے سامنے پیش کرے فرمایا ہاں جب اس قدر انتہا ہو تو اس کی اطلاع امام کو دو اور وہ اس کو ادا کرے بیت المال سے جو غارمین سے ہے جبکہ وہ اللہ کی اطاعت میں خرچ کرے اگر وہ معصیت خدا میں خرچ کرے تو اسے مت دو اس میں اس کا حصہ نہیں ہے امام پر میں نے عرض کیا پس اس شخص کے لیے مال جو تمنا کرتا ہے اور وہ اس میں علم نہیں رکھتا کہ وہ اسے اطاعت خدا میں خرچ کرے گا یا معصیت میں فرمایا اس کی کوشش کرو اس مال کے بارے میں تو اسے پلٹا لو اور وہ صاغر ہے۔

بالغ ہونے کی حد

﴿۵۲۱﴾ ابن سنان کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کب غلام کی طرف مال پلٹایا جائے فرمایا جب وہ بالغ ہو اور یا وہ رشد کی حد کو پہنچ جائے اور نہیں ہوگا نادان یا کمزور میں نے عرض کیا پس اگر اس میں بالغ ہو پندرہ سال اور سولہ سال ہیں اس میں بالغ نہیں ہے فرمایا جبکہ بالغ تیرہ سال کا ہو تو اس کے لیے حکم جائز ہے مگر اگر وہ نادان اور ضعیف ہو میں نے عرض کیا کون نادان اور کمزور ہے فرمایا نادان جو شراب پیتا ہے اور ضعیف جو دو کا ایک لیتا ہو۔

گواہی دو

﴿۵۲۲﴾ یزید بن اسامہ کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا اور انکار کریں گواہ جب وہ بلائے جائیں۔ فرمایا کہ کسی ایک کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ جب اسے گواہی کے لیے بلایا جائے کہ

اس کی گواہی دو تو وہ کہے کہ میں اس کی گواہی تیرے لیے نہیں دیتا۔

﴿۵۲۳﴾ محمد بن فضیل کہتے ہیں ابوالحسن موسیٰؑ نے قول خدا کے بارے و لا یاب الشھداء اذا ما دعوا اور انکار نہ کریں جب وہ گواہی کے لیے بلایا جائے فرمایا کہ جب تجھے کوئی آدمی بلائے کہ تو اس کے لیے گواہی دے کسی قرض کی یا حق کی تو تیرے لیے سزاوار نہیں کہ تو دوری اور سستی کرے۔

﴿۵۲۴﴾ ابوصباح کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے و لا یاب الشھداء اذا ما دعوا اور انکار نہ کرو جب تمہیں گواہی کے لیے بلایا جائے فرمایا گواہ بننے سے پہلے فرمایا کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ جب اسے گواہی کے لیے بلایا جائے تاکہ وہ اس کی گواہی دے یوں جواب دے کہ میں تمہارے لیے گواہی نہیں دیتا ہوں اور یہ تحریر کرنے سے پہلے ہے۔

﴿۵۲۵﴾ محمد بن عیسیٰ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کوئی رہن نہیں ہے مگر وہ جس پر قبضہ ہو ورنہ جائز نہیں ہے۔

گواہی نہ چھپاؤ

﴿۵۲۶﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں وَ لَا تَكْتُمُوْا الشَّهَادَةَ اور گواہی کو مت چھپاؤ فرمایا گواہ بننے کے بعد اسے مت چھپاؤ۔

﴿۵۲۷﴾ ہشام کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے و لا یاب الشھداء گواہی دینے سے انکار نہ کرو فرمایا جب گواہی دینے سے پہلے بلایا جائے۔

جو بھی چھپاؤ حساب ہو گا

﴿۵۲۸﴾ سعدان کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ اس کا تم سے حساب لے گا پھر جسے چاہے گا معاف کر دے اور جسے چاہے گا عذاب کرے گا فرمایا خدا ہر گز ہر گز اسے جنت میں داخل نہیں کرے گا جس کے دل میں رائی کے برابر ان دو شخصوں کی محبت ہو گی۔

ایمان دل کا بھی ہے

﴿۵۲۹﴾ ابوعمرو زبیری کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے ایمان کو اعضاء و جوارح بنی آدم پر فرض کیا اور ان کے مختلف حصوں پر اور ان میں فرق ہے پس جوارح پر یہ جاری نہیں ہے مگر اور بے شک ان تمام پر ایمان کے بغیر نہیں ہے اور سب کے

سب اسی کے ساتھ جڑے ہیں اور انہیں میں ان کا دل ہے اسی سے عقل کو راہنمائی ہوتی ہے اور اسی سے فقہ ملتا ہے اور اسی سے سمجھا جاتا ہے اور وہ اس کے تمام بدن کا امیر ہے کوئی جوارح اس کو نہیں پلٹاتا اور نہ ہی دل مگر اس کی رائے اور اس کے حکم سے پھر جو چیز قلب پر فرض ہے ایمان میں سے وہ اس کا اقرار اور معرفت اور عقیدہ اور رضا اور تسلیم ہے بے شک اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ واحد اللہ ہے نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد بیٹا ہے اور بے شک محمدؐ اس کے عبد اور رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آنے والے تمام انبیاء اور اس کی کتابوں کا اقرار کرنا ہے پس یہی اللہ نے دل پر فرض کیا ہے اقرار کرنا اور اس کی معرفت اور اس پر عمل اور خدا فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا اگر کوئی مجبوری کی حالت میں ہو اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو اور لیکن اس کے دل میں کفر کی رضامندی ہو اور خدا فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یاد رکھو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں اور خدا فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے وہ یہ افواہ پھیلاتے ہیں حالانکہ وہ دل سے ایمان نہیں لائے ہیں اور خدا فرماتا ہے و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء تم اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اس کا تم سے اللہ حساب لے گا پھر وہ جسے چاہے معاف کرے اور جسے چاہے عذاب کرے یہ ہے جو اللہ نے دل پر فرض کیا ہے اقرار کرنا اور معرفت حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا اور وہ ایمان کا سر ہے بنیاد ہے۔

اذان سے متعلق ذکر

﴿۵۳۰﴾ عبدالصمد بن بشیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ کے پاس اذان کے متعلق ذکر ہوا فرمایا کیا کہتے ہیں عرض کیا کہتے ہیں کہ ایک انصاری شخص جو سویا ہوا تھا اسے خواب آیا اذان کے متعلق تو اس نے یہ قصہ رسولؐ اللہ سے بیان کیا تو رسولؐ اللہ نے حکم دیا کہ اس پر عمل کیا جائے اور بلال کو یہی حکم دیا ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا یہ جھوٹ ہے بے شک رسولؐ خدا کعبہ کے سائے میں سوئے ہوئے تھے کہ جبرائیل تشریف لائے اور ان کے ساتھ ایک طشت (برتن) تھا جس میں جنت کا پانی تھا اور انہیں دیا اور حکم دیا کہ اس میں غسل کریں انہوں نے غسل کیا پھر ایک محمل ظاہر ہوا کہ اس کے ہزار ہزار کنگرے نور کے تھے پھر بلندی کی طرف گئے یہاں تک کہ ابواب آسمان پر پہنچے پس ملائکہ نے ان کو آسمان کے ابواب پر دیکھا اور ان سے کہا گیا کہ زمین سے آسمان پر آئے ہیں پس اللہ نے جبرائیل کو حکم دیا انہوں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر یہ سن کر ملائکہ ٹھہر گئے اور آسمان کے دروازے کھل گئے تو ان کو علم ہوا کہ یہ مخلوق ہے جس کے لیے دروازے کھل گئے ہیں رسولؐ خدا داخل ہوئے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے تو یہاں ملائکہ جمع ہو گئے آسمان کے دروازوں پر ان سے کہا گیا یہ زمین سے آسمان پر آئے ہیں پس جبرائیل نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ تو ملائکہ یہاں ٹھہر گئے اور انہیں علم ہوا اس مخلوق کا پھر دروازہ کھل گیا تو اس میں رسولؐ خدا داخل ہوئے پھر یہاں سے چلے یہاں تک کہ تیسرے آسمان پر پہنچے تو

یہاں ملائکہ جمع ہو گئے آسمان کے دروازوں کے پاس پس جرائیل نے کہا اشھدان محمداً رسول اللہ اشھد ان محمداً رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں یہاں پر ملائکہ ٹھہر گئے اور دروازہ کھل گیا پھر یہاں سے چلے یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے اور یہاں ایک فرشتے کو دیکھا اور وہ سریر پر کہ اس کے ماتحت تین سو ہزار (تین لاکھ) ملائکہ ہیں اور ہر ایک ملک کے ماتحت تین سو ہزار (تین لاکھ) ملائکہ ہیں پس وہ نبیؐ کے لیے سجود میں چلے گئے اس خیال میں ان کو آواز دی گئی تم کھڑے ہو جاؤ فرشتے کھڑے ہو گئے اس کے سامنے فرمایا پس وہ نبیؐ کے بارے میں جانتے کہ یہ عبد مخلوق ہیں فرمایا ان کو ہرگز زوال نہ ہوگا اور قائم رہیں گے یوم قیامت تک۔ پھر دروازہ کھل گیا اور اس دفعہ نبیؐ چلے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے ان سے کہا گیا یہ سدرہ ہے ان سے قبل یہاں تک کوئی مخلوق نہیں گئی پھر وہ اور قریب ہوئے اور معلق ہو گیا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اللّٰهُ اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى پھر دو کمان کا فاصلہ رہا یا کچھ کم پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف وحی کہ جو کچھ بھی وحی کی فرمایا پھر ان کے سامنے کتابیں کھول دی گئیں دائیں والوں کی تحریر اس میں دائیں والوں کا ذکر ہے اور شمال والوں کی کتاب اس میں شمال والوں کا ذکر ہے پھر دائیں والوں کی کتاب لی جس میں دائیں والوں کا ذکر ہے اور اسے کھولا اور اس میں دیکھا کہ اس میں اہل جنت والوں کے نام درج ہیں اور ان کے آباؤ اجداد کے نام درج ہیں اور ان کے قبیلوں کا ذکر ہے پھر اللہ نے فرمایا خدا فرماتا ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ رسول پر ایمان لایا جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا رسولؐ نے عرض کیا وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور مومنین رسولؐ خدا نے عرض کیا كُلٌّ " اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ سب کے سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اللہ فرماتا ہے وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی رسولؐ اللہ نے عرض کیا غفرانک رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اے ہمارے رب ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری طرف ہی پلٹ کے آنا ہے اللہ فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو کچھ اس نے اچھا کیا اس کا نفع اس کے لیے ہے اگر اس نے برا کیا تو اس کا اسے ہی نقصان ہے۔ رسولؐ خدا نے عرض کیا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہمارا مواخذہ نہ کر اللہ نے فرمایا بے شک تم اس پر عمل کرو رسولؐ خدا نے عرض کیا رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا اے ہمارے رب اور ہم پر بوجھ نہ ڈال جس طرح ان پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں اللہ نے فرمایا بے شک اس پر عمل کرو رسولؐ خدا نے عرض کیا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اے ہمارے رب ہم سے نہ اٹھوا وہ جس کی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہمیں معاف کر دے اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافر لوگوں کے خلاف مدد دے یہ سب کا سب اللہ نے فرمایا بے شک اس پر عمل کرو پھر خوشی سے اس صحیفہ کو مس کیا جو دائیں والوں کا تھا پھر دوسرے صحیفہ کو کھولا جو شمال والوں کا تھا اس میں

اہل جہنم کے نام تھے اوران کے آباؤ اجداد کے نام تھے اور ان کے قبیلوں کے نام تھے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا بے شک یہ مومنین قوم سے نہیں ہیں تو اللہ نے فرمایا اے محمدؐ پس یہ بالکل صاف ہے اور کہو سلامتی ہو عنقریب جان لیں گے پس جب اپنے رب سے مناجات سے فارغ ہوئے تو پھر بیت المعمور کی طرف گئے اور وہ ساتواں آسمان ہے کعبہ اس کی بالکل سیدھ میں برابر ہے۔ فرمایا پس جمع ہو گئے یہاں تمام انبیاء اور مرسلین اور ملائکہ پھر جبرائیل کو حکم دیا پس اذان مکمل کی اور نماز کے لیے اقامت کہی اور رسولؐ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ نماز ادا کی پس جب اس سے فارغ ہوئے اس طرف ملتفت ہوئے پس اللہ نے ان سے فرمایا پھر نکالی وہ کتابیں جو پڑھی گئی ان سے پہلے بے شک تمہارے پاس حق آ گیا تمہارے رب کی طرف سے اور تم ممترین میں سے نہ ہو جانا پس اس کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اس دن اس نبیؐ کا پھر جو نازل کیا اور اس کے ساتھ صحیفوں کو پھر اس کو امیر المومنینؑ کی طرف کیا ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا یہ اذان کا سبب ہے۔

رسولوں پر ایمان

﴿۵۳۱﴾ عبدالصمد بن بشیر کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جبرائیلؑ رسولؐ خدا کے پاس براق لائے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اس کے اردگرد ہزار ہزار کنگرے سورج کے نور کے تھے جس وقت اس پر سوار ہونے لگے تو وہ کود پڑا جبرائیل نے دیکھا کہ کودنے سے براق کا پسینہ نکل آیا پھر فرمایا ٹھہر جاؤ پس بے شک یہ محمدؐ ہیں پس وہ رک گیا پھر سوار ہوئے اور بیت المقدس سے آسمان کی طرف گیا کہ وہاں ملائکہ پرواز کر رہے تھے آسمان کے دروازوں کے پاس پہنچے تو جبرائیل نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو ملائکہ نے کہا عبد مخلوق پھر جبرائیل کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا اے جبرائیلؑ یہ کون ہیں، فرمایا یہ محمدؐ ہیں وہ ان کے پاس جھک گئے پھر دوسرے آسمان کی طرف پرواز کی وہاں بھی ملائکہ پرواز کرتے تھے تو جبرائیلؑ نے کہا اشھد ان لا اللہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس ملائکہ نے کہا عبد مخلوق جبرائیلؑ تیسرے آسمان کی طرف گئے وہاں ان سے کہا یہ کون ہیں پس کہا محمدؐ پس وہ جھک گئے ابھی آسمان ختم نہیں ہوئے تھے کہ آسمان میں اذان مکمل ہو گئی پھر نماز پڑھی ان کے ساتھ رسولؐ خدا نے ساتویں آسمان پر اور اس کے بعد رسولؐ خدا پھر جبرائیل کے ساتھ گئے یہاں تک کہ اس مکان پر کہ جس سے آگے کوئی نہ گیا پھر آگے بڑھے ان سے کہا اے محمدؐ میں آگے نہیں بڑھ سکتا فرمایا ان سے اے جبرائیل تم اس مقام سے آگے نہیں آتے ہو فرمایا ان سے کہ اے محمدؐ میں اس مقام سے تجاوز نہیں کر سکتا اور بے شک آپ سے قبل بھی کوئی اس سے آگے نہیں گیا اور نہ ہی بعد میں کوئی آگے جائے گا پس اللہ نے اس کو کھول دیا عظیم سے جو اللہ نے چاہا فرمایا پس یہ اللہ کا کلمہ ہے آمن الرسول بما انزل الیه من ربه رسول اس پر ایمان لایا جو اس پر اس کے رب کی طرف سے نازل ہوا۔ عرض کیا ہاں میرے رب و المومنون کل امن باللّٰہ و ملائکة و کتبه و رسله لا نفرق بین احد من رسله اور مومنین سب کے سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے

رسولوں پر ایمان لائے اور ہم اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ہم اس کے رسولوں میں کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے و قالوا سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اے ہمارے رب ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری طرف ہی پلٹ کے آنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت اللہ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو کچھ اس نے اچھا کیا یا برا کیا اس کا نفع یا نقصان اس کے لیے ہے۔ رسولؐ خدا نے عرض کیا ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او خطانا و لا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا و لا تحملنا ما لا طاقة لنا به و اعف عنا و اغفرلنا و ارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہمارا مواخذہ نہ کر اے ہمارے رب اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جیسا کہ ان پر ڈالا گیا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں اے ہمارے رب اور نہ اٹھوا ہم سے وہ جس کی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہمیں معاف کر دے اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مالک ہے اور ہماری کافروں کے مقابلے میں مدد فرما۔ اللہ نے فرمایا اے محمدؐ یہ تیری امت ہے تیرے بعد فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے علی امیر المومنینؑ ہے ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا خدا کی قسم یہ ہے اللہ کی طرف سے مشافہ محمدؐ کے ساتھ۔

﴿۵۳۲﴾ قتادہ کہتے ہیں رسولؐ خدا ان آیات کی قرأت کرتے تھے آمن الرسول بما انزل الیه من ربه ایمان لایا رسول اس پر جو اس کے رب کی طرف سے نازل ہوا یہاں تک کہ یہ ختم ہو جائیں فرمایا اور یہ اللہ کا حق ہے بے شک اللہ نے اسے تحریر کیا اس سے پہلے کہ زمین و آسمان خلق ہوتے دو ہزار سال پہلے عرش کی بلندی کے پاس پس یہ آیات نازل کیں اور سورہ بقرہ کے آخر پر ختم ہو گئیں اور جو کوئی ان آیات کو اپنے گھر پڑھے گا تو اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہو سکے گا۔

﴿۵۳۳﴾ زرارہ و حمران و محمد بن مسلم کہتے ہیں دونوں میں سے ایک باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا جو دعا کرو میں قبول کروں گا۔ لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ فرمایا اللہ نے ان پر کوئی ایسی چیز فرض نہیں کی جو کچھ اس نے اچھا کیا اور جو کچھ اس نے برا کیا نفع و نقصان اس کے لیے ہے اور خدا فرماتا ہے لا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ہم پر بوجھ نہ ڈال جیسا کہ ان پر ڈالا گیا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں۔

رسولؐ کی دعا

﴿۵۳۴﴾ عمرو بن مروان خراز کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا میری امت سے چار باتیں اٹھا لی گئی ہیں جس سے کوئی خطا ہو جائے اور جس سے کوئی بھول ہو جائے کسی کے ساتھ زبردستی کی جائے اور جس کام کے کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اور یہ کتاب خدا میں ہے خدا فرماتا ہے ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا و لا تحمل علینا اصرا

کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا و لا تحملنا ما لا طاقة لنا به اے ہمارے رب اور ہم پر بوجھ نہ ڈال جیسا ان پر ڈالا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں خدا فرماتا ہے الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان مگر وہ جو مجبور ہوا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔

﴿۵۳۵﴾ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھے گا تو قیامت کے دن یہ دونوں سورتیں اس کے سر پر دو بادلوں کی شکل سایہ کیے ہوں گی۔

سورۃ آل عمران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سہارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا مہربان ہے

فرقان کیا ھے

﴿۱﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں الٓمٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ نَزَّلَ عَلَیْکَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ا۔ل۔م اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ و قائم ہے اس نے تم پر کتاب حق کے ساتھ نازل کی جو تصدیق کرتی ہے ان کی جو پہلے کتابیں نازل ہوئی ہیں لوگوں کی ہدایت کے لیے انجیل و توریت ہیں جو پہلے لوگوں کی ہدایت کرتی تھیں اور فرقان کو نازل کیا فرمایا وہ ہر محکم امر ہے اور کتاب سارا قرآن ہے وہ تصدیق کرتی ہے ان انبیاء کی جو آپؐ سے پہلے گزرے ہیں ان کا ذکر اس کتاب میں ہے۔

محکم و متشابہ

﴿۲﴾ عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ "مُّحْكَمٰتٌ" وہ وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی کچھ آیات محکم ہیں فرمایا اس سے مراد امیر المومنینؑ اور آئمہ ہیں وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ" اور کچھ متشابہ ہیں اس سے مراد فلاں وفلاں ہیں فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ" پس وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں کجی ہے اس سے مراد فلاں وفلاں کے ساتھی ہیں اور اس کے اہل اور وہ لوگ ہیں جو ان کی ولایت کو مانتے ہیں فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وہ کفر اور گمراہی پھیلانے کی نیت سے اپنا مطلب نکالنے والے اور متشابہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔

﴿۳﴾ ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا گیا محکم اور متشابہ کے بارے میں تو فرمایا محکم وہ ہے جس پر عمل کیا جائے اور متشابہ وہ ہے جو اس کے جاننے والے کو شک وشبہ میں ڈال دے۔

﴿۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک قرآن محکم اور متشابہ ہے اور پھر محکم وہ ہے کہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اور پھر متشابہ وہ ہیں کہ جس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ کا فرمان ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ " فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَا تَاوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهٖ کُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا پس وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ کی تلاش میں اپنا مطلب نکالنے کے لیے متشابہ آیتوں کی پیروی کرتے ہیں مگر اس کی تاویل اللہ اور جو علم میں راسخ ہیں ان کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں کہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور راسخون فی العلم ہم آل محمدؐ ہیں۔

علم میں راسخ آئمہؑ ہیں

﴿۵﴾ سعدہ بن صدقہ کہتے ہیں جعفر بن محمدؑ نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ بے شک ایک شخص نے امیر المومنینؑ سے کہا کہ کیا آپ اللہ کی تعریف اس طرح کریں گے کہ ایسے معلوم ہو کہ وہ ہمارے نزدیک ہے اور ہمیں دنیا میں معلوم ہو اور اس کی معرفت ہو سکے پس آپ غضب ناک ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا فرمایا اس میں تمہارے لیے نصیحت ہے اے عبداللہ دیکھ قرآن مجید نے اس کی جن صفتوں کی رہبری کی ہے اور مجھ سے پہلے تمہیں اس کی رسولؐ خدا معرفت کرا چکے ہیں اس کی پیروی کرو اور اس کے نور ہدایت سے روشنی حاصل کرو پس بے شک یہ نعمت اور حکمت ہے جو تمہیں عطا کی گئی ہے اسے حاصل کرو جو تمہیں دی گئی ہے اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اور صرف اس نے ان کے جاننے کی تمہیں تکلیف دی ہے جو چیزیں نہ تو اللہ کی کتاب میں ہیں جو فرض ہوں اور نہ ہی رسولؐ خدا کی سنت میں ہیں اور آئمہ ھدیٰ میں ان کے اثرات باقی ہیں اس کا سارا علم خدا کی طرف ہی جانے والا اور اسی کی قدرت ہے کہ اللہ کی عظمت کو اپنی قدرت سے تمہاری عقل سمجھنے لگے تو تم ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جاؤ گے تمہیں جان لینا چاہیے اے عبداللہ کہ علم میں وہی لوگ راسخ ہیں جنہیں غیب کے پردوں میں درانہ گھسنے سے بے نیاز بنا دیا گیا ہے ان کے اجمال کے طور پر اقرار نے ان تمام باتوں کے ساتھ جن کے غیب کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں تفصیلات وہ نہیں جانتے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس سب پر جو ہمارے رب کا نازل کردہ ہے اور بے شک خدا نے ان کی مداح کی ہے اس بات پر کہ وہ جن چیزوں کے علم پر حاوی نہیں ہیں ان تک رسائی سے عاجزی کا اقرار کرتے ہیں اور جن چیزوں کی کھوج پر انہیں امور نہیں کیا ہے اس میں گہرائی تک پہنچنے کی کوشش نہ کرنے ہی کا نام اللہ نے علم میں راسخ ہونا قرار دیا ہے۔

﴿۶﴾ یزید بن معاویہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں وَ مَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اور کوئی اس کی تاویل نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ لوگ جو علم میں راسخ ہیں فرمایا یعنی تمام قرآن کی تاویل کو جانتے ہیں اللہ اور وہ لوگ جو علم میں راسخ ہیں پس رسولؐ خدا راسخون میں افضل ہیں بے شک انہیں اس کا علم ہے جو اللہ نے ان پر نازل کیا

ہے چاہے وہ تنزیل سے ہے یا تاویل سے ہے اور کوئی چیز خدا نے ایسی نازل نہیں کی جس کا علم رسول اللہ کو نہ ہو اور ان کے بعد ان کے اوصیائؑ اس کا سارا کا سارا علم رکھتے ہیں فرمایا وہ لوگ جو اس کا علم نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی تاویل کا علم نہیں رکھتے جو اللہ کی طرف سے ان کے پاس آیا۔ یقولون آمنا به کل من عند ربنا وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو سب کا سب ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اور قرآن میں خاص بھی ہے اور عام بھی ہے ناسخ بھی ہے منسوخ بھی ہے محکم بھی ہے متشابہ بھی ہے پس راسخون جو علم میں ہیں وہ اس کا تمام علم رکھتے ہیں۔

﴿۷﴾ فضیل بن یسار کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا و ما یعلم تاویله الا الله و الرسخون فی العلم کوئی بھی اس کی تاویل کو نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ لوگ جو علم میں راسخ ہیں۔ فرمایا اس سے مراد ہم ہیں کہ ہم اس کا علم رکھتے ہیں۔

﴿۸﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا ہم علم میں راسخ ہیں اور ہم ہی اس کی تاویل کا علم رکھتے ہیں۔

ہمیں ہدایت پر رکھ

﴿۹﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ تم بہت زیادہ پڑھا کرو رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا اے ہمارے رب تو ہمارے دلوں کو نہ پھیر اس کے بعد کہ تو ہمیں ہدایت کر چکا ہے یعنی ہمارے ایمان میں ہرگز کجی نہ ڈال اور ہمیں اس سے الگ نہ کر۔

﴿۱۰﴾ جمیل بن دراج کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا دنیا اور آخرت کی لذتوں میں سے آدمیوں کے لیے کوئی لذت منکوحہ عورتوں سے زیادہ نہیں ہے خدا فرماتا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ آخر تک آیت۔ لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت عورتوں سے بچوں سے سونے اور چاندی سے ہے۔ پھر فرمایا بے شک اہل جنت جنت میں عورتوں کی صحبت (نکاح) سے زیادہ کسی اور چیز کے خواہش مند نہ ہوں گے نہ کھانے کے نہ پینے کے۔

پاک بیویاں

﴿۱۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور اس میں پاکیزہ ازواج ہوں گی فرمایا نہ انہیں حیض آئے گا اور نہ ہی بول و براز (پیشاب و پاخانہ) کرنے والی ہوں اس سے وہ پاک ہوں گی۔

صبح کے وقت استغفار

﴿۱۲﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا جو ہمیشہ نماز شب اور وتر پڑھتا ہے اور ہر وتر میں استغفر اللہ ستر مرتبہ پڑھتا ہے پھر اسی طرح ایک سال تک پڑھتا ہے تو وہ مُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ صبح کو استغفار کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔

﴿۱۳﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں پوچھا مُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ اور وہ صبح کو استغفار کرنے والے ہیں فرمایا رسولؐ خدا وتر میں ستر دفعہ استغفار کرتے تھے۔

﴿۱۴﴾ عمر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو صبح کے وقت آخر وتر میں استغفر اللّٰہ و اتوب علیه ستر مرتبہ کہے اور ایک سال تک کہتا رہے تو اللہ اسے مُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صبح کو استغفار کرنے والوں میں لکھے گا۔

﴿۱۵﴾ اور دوسری میں یہ بھی ہے کہ اس کی مغفرت واجب ہو چکی ہے۔

﴿۱۶﴾ عمر بن یزید کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جو شخص استغفر اللہ ستر دفعہ وتر میں رکوع کے بعد پڑھے گا اور اسی طرح ایک سال تک پڑھتا رہے گا تو وہ صبح کو استغفار کرنے والوں میں سے ہوگا۔

﴿۱۷﴾ مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھ سے نماز شب قضا ہو جاتی ہے اور میں نماز فجر ادا کرتا ہوں میں اس نماز کو نماز فجر کے ساتھ ادا کر سکتا ہوں جو مجھ سے قضا ہو گئی ہے اور اس میں اس نماز کو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ادا کر سکتا ہوں تو فرمایا ہاں لیکن تم اپنے گھر والوں کو اس کی تعلیم نہ دینا ورنہ وہ سال بھر اس کو عادت بنا لیں گے اور یہ باطل ہو جائے گی۔ خدا فرماتا ہے وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ اور صبح کے وقت استغفار کرتے ہو۔

اللہ اپنا گواہ ہے

﴿۱۸﴾ جابر کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے پوچھا اس آیت کے متعلق شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں نے اور صاحبان علم نے جو عدل پر قائم ہیں سوائے اس زبردست حکمت والے کے تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ اللہ نے اس کی گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک اللہ نے اس کی خود گواہی دی ہے جیسا کہ کوئی دوسرا گواہی دیتا ہے یہ اس کا قول ہے اور ملائکہ بھی کہ وہ ملائکہ بھی اس کی گواہی دیتے ہیں تسلیم کرتے ہوئے اپنے رب کی اور تصدیق کی اور گواہی دی جیسا کہ اس نے خود گواہی دی اور صاحبان علم جو عدل کو قائم کرتے ہیں انہوں نے گواہی دی ہے۔ بے شک صاحبان علم انبیاء ہیں اور اوصیاء ہیں اور وہ جو عدل کو قائم کرتے ہیں اور قسط وہی عدل ہے جو ظاہر ہے اور عدل باطن میں امیر المومنینؑ ہیں۔

﴿۱۹﴾ مرزبان قمی کہتے ہیں ابوالحسنؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں شهد الله انه لا اله الا هو و الملائكة و اولو العلم قائما بالقسط اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں اور صاحبان علم نے جو عدل پر قائم ہیں فرمایا کہ اس سے مراد امام ہے۔

﴿۲۰﴾ اسماعیل کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ کعبہ میں کل تین سو ساٹھ بت تھے اور سب کے سب عرب والوں نے بنائے تھے ایک اور دو پس یہ آیت نازل ہوئی شھد اللّٰہ انہ لا الہ الا ھو خدا نے اپنے معبود ہونے کی گواہی دی کہ وہ معبود ہے آخر آیت تک۔ العزیز الحکیم غالب حکمت والا ہے جب یہ آیت اتری تو تمام کے تمام بت خانہ کعبہ میں سرنگوں ہو گئے جیسے سجدہ کی حالت میں ہیں۔

دین اسلام کیا ھے

﴿۲۱﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا اس قول خدا کے بارے میں اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامَ بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے فرمایا دین میں ایمان شامل ہے۔

﴿۲۲﴾ محمد بن مسلم نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا ان الدین عند اللّٰہ الاسلام اللہ کے نزدیک دین فقط اسلام ہے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ دین میں ایمان شامل ہے۔

اللّٰہ مالک ھے

﴿۲۳﴾ داؤد بن فرقد کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ تم کہہ دو اے اللہ ملک کے مالک جو جس کو چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے بے شک بنی امیہ کو ملک دیا گیا کیا یہ نہیں فرمایا اس طرح نہیں ہے کہ جیسے لوگ سمجھے ہیں بے شک اللہ نے ملک تو ہمیں عطا کیا ہے اور بنو امیہ نے ہم سے چھین لیا اس طرح سے کہ اس شخص کے پاس کپڑا ہوتا ہے اور اس سے لے لیا جاتا ہے آخر میں فرمایا یہ نہیں کہ اس نے دیا بلکہ اس سے چھین لیا گیا۔

تقیہ

﴿۲۴﴾ حسین بن زید بن علی کہتے ہیں کہ جعفر بن محمدؑ نے اپنے والد سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا اس کا ایمان نہیں ہے جو تقیہ نہیں کرتا اور کہا کہ خدا فرماتا ہے اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً مگر یہ کہ تم ان سے خوف رکھتے ہو۔

اطاعت رسولؐ اللّٰہ سے محبت

﴿۲۵﴾ زیاد کہتے ہیں ابو عبیداللہ حذا نے کہا کہ میں ابو جعفر باقرؑ کے پاس گیا اور میں نے ان سے عرض کیا میں اور میرے ماں باپ آپ پر قربان کبھی کبھی مجھ پر شیطان غالب ہو جاتا ہے اور میں گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہوں پھر یہ خیال آتا ہے کہ میں آپ کا محب ہوں تو اس وجہ سے میرا نفس پھر مطمئن ہو جاتا ہے پس فرمایا اے زیاد بہت افسوس تجھ پر وہ دین ہی کیا ہے مگر محبت والا اگر قول خدا کو

دیکھتے ہو خدا فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

﴿۲۶﴾ بشیر بن دہان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک کبھی تم ہمارے منکرین کو بہت زیادہ محبت کرنے والا دیکھو جو ہم سے بہت زیادہ بغض رکھتے ہوں اور بے شک ہوں گے اللہ کے لیے محبت کرنے والے وہ اللہ اور رسول کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی وہ محبت دنیا کے لیے ہوگی وہ بھی اس میں اللہ اور رسولؐ کی وجہ سے ہوگی تو اس کا ثواب بھی اللہ کے ذمہ ہوگا۔ وہ بھی دنیا کے لیے ہی ہوگی اور کسی چیز میں نہ ہوگی پھر انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا پھر فرمایا بے شک یہ مرجئہ ہیں اور یہ قدریہ ہیں اور یہ خوارج ہیں ان کے لیے اس میں کچھ نہیں ہے یہ سب کے سب خود کو حق پر سمجھتے ہیں ان میں ہماری محبت نہیں ہے اور جب کہ اللہ نے تم کو یہ چیز عطا کی ہے کہ تم اللہ کے لیے ان سے محبت کرتے ہو پھر یہ آیت پڑھی اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور اولی الامر کی جو تم ہی ہیں۔ وَ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اور جو کچھ رسولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری اطاعت کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

﴿۲۷﴾ یزید بن معاویہ عجلی کہتے ہیں میں ابو جعفر باقرؑ کے پاس آیا جب ان کے پاس داخل ہوا تو مجھ سے پہلے خراسان سے ایک شخص حاضر تھا اور جو چیز اس کے پاس تھی اس نکال دی اور بے شک وہ پوشیدہ تھی اور عرض کیا خدا کی قسم جو بھی کوئی آپ کے لیے اس طرح آیا جس طرح میں آیا ہوں تو ان کے دل میں آپ اہل بیتؑ کی محبت ہوگی تو ابو جعفرؑ نے فرمایا خدا کی قسم اگر کوئی پتھر بھی ہم سے محبت کرے گا تو خدا اسے بھی ہمارے ساتھ محشور کرے گا دین محبت کے سوا کچھ اور نہیں ہے بے شک اللہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ آپ کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو تو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور اللہ فرماتا ہے یحبون من ھاجر الیھم وہ ہجرت کر کے اپنے پاس آنے والوں سے محبت کرتے ہیں دین محبت کے سوا کچھ نہیں اسی کا دوسرا نام ہے۔

﴿۲۸﴾ ربعی بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان ہم اپنی اولاد کے نام آپؐ کے ناموں پر اور آپ کے آباء کے ناموں پر رکھتے ہیں کیا اس سے ہمیں فائدہ ہوگا فرمایا جی ہاں خدا کی قسم دین محبت کا ہی تو نام ہے خدا فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور خدا تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

اللہ کا چناؤ

﴿۲۹﴾ حنان بن سدیر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا کہ قول خدا کے بارے میں اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَ نُوحاً وَ آلَ اِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ کو اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو عالمین میں سے بعض ایک دوسرے کی نسل سے ہیں تو فرمایا اس سے مراد ہم ہیں اور ہم اس کا بقیہ ہیں اور اس کی عترت ہیں۔

﴿۳۰﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں ان اللّٰہ اصطفی آدم و نوحاً بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ کو اور نوحؑ پس فرمایا وہ آل ابراہیمؑ ہے اور آل محمدؐ ہیں عالمین پر اور یہ ظاہری نام ہیں اس مکان کے نام سے۔

میراث علم و آثار علم نبوت کے وارث

﴿۳۱﴾ ابوحمزہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا جب محمدؐ کی موت کا وقت قریب آیا ان کی نبوت اور ان کے ایام مکمل ہو گئے تو اللہ نے ان کو وحی کی کہ اے محمدؐ تمہاری نبوت کے ایام مکمل ہو گئے اور آپ کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے وہ علم جو آپؐ کے پاس موجود ہے ایمان واسم اکبر و میراث وعلم و آثار علم نبوت تیرے بعد تیری ذریت میں رکھنا چاہتا ہوں اور اسے منقطع نہیں کرنا چاہتا علم ایمان واسم اکبر و میراث وعلم و آثار علم نبوت کو تیرے بعد تیری ذریت سے جیسا کہ اس سے منقطع نہیں کیا انبیاء کے گھروں سے وہ جو تمہارے درمیان اور تمہارے باپ آدمؑ کے درمیان گزرے ہیں اور خدا فرماتا ہے ان اللّٰہ اصطفی آدم و نوحاً و آل ابراهیم و آل عمران العالمین ذریة بعضها من بعض و الله سمیع علیم بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو عالمین میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ بے شک اللہ نے علم کو جہل قرار نہیں دیا اور اپنے دین کو کسی ملک مقرب اور کسی پیغمبر مرسل پر کبھی نہیں چھوڑا بلکہ ملائکہ میں سے ایک رسول کو ان باتوں کا حکم دے کر جن کو وہ پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کرے جن کو پسند نہیں کرتا اپنے پیغمبروں کی طرف بھیجا اور اس پیغمبر کو اسی ملک کے ذریعے علم گزشتہ اور علم آئندہ سے آگاہ کرتا ہے پس علم انبیاء کو اور برگزیدہ (چنے) لوگوں سے جو انبیاء سے ہیں اور اوصیاء اور ان کی ذریت سے سیکھا جو بعض بعض کی اولاد اور ذریت سے تھے۔ خدا فرماتا ہے فَقَدْ آتَيْنَا آلَ اِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً بے شک ہم نے ابراہیمؑ کے خاندان میں کتاب اور حکمت دی ہے اور ان کو عطا کی ہے ایک بڑی سلطنت۔ پھر کتاب سے مراد نبوت ہے اور حکمت سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ حکماء اور دانا اور انبیاء سے اور برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں۔ اور پھر ملک عظیم سے مراد آئمہ ہدایت ہیں برگزیدہ میں سے اور وہ سب کے سب ان کی ذریت سے ہیں بعض بعض کی ذریت ہیں اور ہم نے اسی میں بقیہ رکھا ہے اور ان میں

نیک عافیت اور عہد کی حفاظت کرنے والے مقرر کر رکھے ہیں یہاں تک کہ دنیا ختم ہو جائے پس وہ لوگ دانا علماء اور داعی امر خدا اور علم الٰہی کے استنباط کرنے والے اور لوگوں کو ہدایت کرنے والے ہیں۔

﴿۳۲﴾ احمد بن محمد نے رضاؑ سے انہوں نے ابو جعفر باقرؑ سے روایت کیا کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تمام قسم کے امر سے فارغ ہو گیا ہے تو وہ جھوٹا ہے جبکہ خدا کی مشیت و ارادہ اس کی خلق میں جاری ہے جو چاہتا ہے اور وہ فضل انجام دیتا ہے جو چاہے اللہ فرماتا ہے ذریة بعضها من بعض و الله سميع عليم بعض بعض کی ذریت ہیں اور اللہ وسعت والا علم رکھنے والا ہے اس ذریت کے آخری فرد کا تعلق پہلے سے ہے اور پہلے کا تعلق آخری سے ہے لہٰذا تمہیں خبر دی جائے اور وہ اسی طرح پوری ہوگی اور اگر اس میں واقع نہ ہو جس کی خبر تمہیں دی گئی تو پھر وہ اس کی اولاد میں ہوگی وہ خبر درست رہے گی۔

﴿۳۳﴾ عبدالرحمٰن کہتے ہیں ابو کلدہ نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا روح راحت اور رحمت اور نصرت اور نرمی اور تونگری رضا اور رضوان نکلنا اور پھاڑنا اور قرب اور محبت اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے۔ علیؑ سے محبت کرنا اور وہ اوصیاء ہیں جو میرے بعد ہوں گے ان پر حق ہے جو اس میں داخل ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کا حق میرے رب پر ہے کہ وہ میری اس دعا کو قبول کرے اس میں ہے اور ان کے لیے ہے جو میرا اتباع کرے اور جو میرا اتباع کرتا ہے پس وہ مجھ سے ہے ابراہیم کی مثل جاری ہے ان کی ولایت میں وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اس کا دین میرا دین اور میرا دین اس کا دین ہے اور اس کی سنت میری سنت ہے اور میری سنت اس کی سنت ہے اور میرا فضل اس کا فضل ہے اور میں ان میں سے افضل ہوں اور میرا فضل ان کا فضل ہے اور اس کی تصدیق میرے رب کا قول کرتا ہے ذریة بعضها من بعض و الله واسع عليم بعض بعض کی ذریت ہیں اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

﴿۳۴﴾ ایوب کہتے ہیں میں نے سنا ابو عبداللہ صادقؑ سے اور میں نے پڑھا ان الله اصطفى آدم و نوحاً و آل ابراهيم و آل عمران على العالمين بے شک اللہ نے چن لیا ہے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ کو اور آل عمرانؑ کو عالمین میں سے تو مجھ سے فرمایا میں اور آل محمدؐ ان سے ہیں اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کا چھوڑا ہوا ترکہ ہیں۔

﴿۳۵﴾ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا کون سی حجت اللہ کی کتاب میں ہے وہ آل محمدؐ ہیں وہ اہل بیتؑ ہیں فرمایا خدا فرماتا ہے ان الله اصطفى آدم و نوحاً و آل ابراهيم و آل عمران بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ میں اور آل عمرانؑ کو اور آل محمدؐ کو چنا اسی کے متعلق نازل ہوا على العالمين عالمین میں سے ذرية بعضها من بعض بعض بعض کی ذریت ہیں و الله واسع عليم اور اللہ وسعت والا علم رکھنے والا ہے اور کوئی ذریت کسی قوم میں نہیں ہوئی مگر یہ کہ اس کی نسل اس کے اصلاب میں سے ہوئی ہے خدا فرماتا ہے اعملوا آل داؤد شكرا و قليل من عبادى الشكور عمل کرو

آل داؤد شکر کے ساتھ اور تھوڑے ہی بندوں میں شکر کرنے والے ہیں اور آل عمران سے عمران کی اولاد مراد ہے اور آل محمدؐ سے بھی محمدؐ کی اولاد مراد ہے ابو خالد قماط کی روایت میں یوں ہی ہے۔

حضرت مریمؑ کا ذکر

﴿۳۶﴾ اسماعیل جعفی کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا اِنِ امْرَاَةُ عِمْرٰنَ لِمَا نَذَرْتُ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا عمران کی زوجہ نے نذر مانی کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں اسے محرر بنا کر تیرے حوالے کرتی ہوں اور محرر وہ ہوتا ہے جو مسجد کے لیے وقف ہو یا مسجد میں داخل ہو اور مسجد سے باہر نہ نکلے کسی بھی حالت میں ہمیشہ جب مریم پیدا ہوئی قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مریم کی والدہ نے کہا پروردگار میں نے تو بچی جنی ہے جبکہ اللہ کو تو علم تھا کہ اس نے کیا جنا ہے کیونکہ لڑکا لڑکی کی مانند نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور بے شک میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے بچانے کے لیے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پس پیغمبروں نے قرعہ ڈالا قرعہ زکریاؑ کے نام نکلا اور وہ ان کی بہن کے شوہر تھے اور وہ ان کے متکفل اور محافظ قرار پائے اور مریم کو مسجد میں لے گئے جب وہ کچھ بڑی ہو گئیں تو وہ پیغمبروں اور عبادت گزاروں کی خدمت کرنے لگیں جب وہ نماز پڑھتی تھیں تو ان کے نور سے محراب روشن ہو جاتا جب زکریاؑ ان کے پاس آتے تھے تو گرمی کے میوے سردیوں میں اور سردیوں کے میوے گرمیوں میں دیکھتے اور پوچھتے یہ کہاں سے آئے تو وہ کہتیں اللہ کے پاس سے تو اس وقت زکریاؑ نے اپنے لیے فرزند کی دعا کی فَهُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ قَالَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ اس کا ذکر قصہ زکریاؑ و یحییٰؑ میں بیان ہوگا۔

﴿۳۷﴾ حفص بختری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فرمایا اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا میں نے نذر مانی ہے اس کی کہ جو کچھ میرے شکم میں ہے وہ محرر کرتی ہوں اور محرر اس شخص کو کہتے ہیں جو کنیسہ کی خدمت کے لیے وقف ہو اور اس سے کسی صورت باہر نہ نکلے جب وہ لڑکی پیدا ہوئی تھی قالت ربی انی وضعتها انثی اس نے کہا کہ میں تو لڑکی جنی ہوں اور اللہ اس کا بہتر علم رکھتا ہے اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں ہوتا بے شک لڑکی حیض کی حالت میں مسجد سے باہر نکل جاتی ہے اور محرر باہر نہیں نکلتا۔

﴿۳۸﴾ روایت حریز نے دونوں میں سے ایک امام سے نقل کیا باقرؑ سے یا صادقؑ سے کہ مریم کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ جو کچھ میرے شکم میں ہے وہ کنیسہ کے لیے وقف ہوگا اور عبادت گزاروں کی خدمت کرے گا اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا خدمت کے سلسلے میں فرمایا وہ یہاں خدمت کرتی رہیں اور کھاتی پیتی رہیں یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو زکریا کو حکم ہوا کہ اس کے لیے پردے کا انتظام کریں تاکہ وہ عبادت کے لیے الگ ہو جائے جب وہ ان کے پاس داخل ہوتے تو ان کے پاس پھل دیکھتے گرمیوں کے سردیوں میں اور سردیوں کے موسم میں گرمیوں میں تو اس وقت انہوں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ نے انہیں یحییٰؑ عطا کیا۔

﴿۳۹﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے سنا فرمایا اللہ نے عمران کو وحی کی کہ میں تمہیں ایک ایسا فرزند عطا کروں گا جو اندھوں کو آنکھیں دے گا کوڑھی کو شفا دے گا اور مردوں کو حکم خدا سے زندہ کرے گا میں اس کو بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجوں گا تو عمران نے اپنی زوجہ حنا کو اس کی خبر دی پس وہ حاملہ ہوئی تو مریم پیدا ہوئی تو کہا رب انی وضعتها انثی و الانثی لا تكون رسول خدایا میں تو لڑکی جنی ہوں اور لڑکی پیغمبر نہیں ہوسکتی تو اس نے عمران سے کہا بے شک اس کا تم نے ذکر کیا تھا اس سے نبی ہوگا کہا کہ تم یہ دیکھ رہے ہو کیا کہوں تو اللہ نے فرمایا اور اس کا قول حق ہے۔ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ اللہ اس کے بارے میں بہتر جانتا ہے جو ظاہر ہوا ہے ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا یہ عیسیٰؑ بن مریم کے لیے تھا بے شک وہ کہنے لگے یہ ہے وہ حکم جو اس بارے میں ہوا وہ اس بیٹی سے ہونے والا اس کا بیٹا ہے بے شک یہ اسی سے ہے اس سے انکار نہ کرنا یہ وہی ہے جو اس نے کہا تھا۔

﴿۴۰﴾ سعد اسکاف کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا ایک دفعہ ابلیس عیسیٰ بن مریمؑ کے سامنے ظاہر ہوا تو عیسیٰؑ نے اس سے کہا کیا تمہارا کسی چیز میں جال میرے لیے بھی ہوسکتا ہے۔ ابلیس نے کہا تیری جدہ نے کہا تھا رب انی وضعتها انثی میں تو لڑکی جنی ہوں تا آخر انی اعوذ بک و ذریتها من الشیطان الرجیم میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی ذریت کو شیطان رجیم کے شر سے۔

فاطمہؑ کے لیے آسمانی کھانا

﴿۴۱﴾ سیف نے نجم سے روایت کی کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک فاطمہؑ ضامن ہوئی علیؑ کے لیے کہ گھر کا سب کام انجام دیں گی آٹا گوندھنا روٹی پکانا اور دیگر گھر کے کام کریں گی اور علیؑ اس کے ضامن ہوئے کہ گھر سے باہر کے کام وہ کریں گے اور دیگر گھر کے کام کریں گے لکڑیاں لانا غلہ لانا کھانے کے لیے یہ ان کے ذمہ تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ علیؑ نے کہا اے فاطمہؑ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے تو انہوں نے کہا نہیں میرے پاس اس سے کچھ نہیں جس نے تیرے حق کو عظیم بنایا تین دن سے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ علیؑ نے کہا تو پھر تو نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہ دی تو فاطمہؑ نے کہا رسولؐ خدا نے مجھے منع کیا تھا کہ میں آپ سے کسی چیز کا سوال کروں اور یہ کہا تھا کہ تم میرے چچا کے بیٹے سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا اگر وہ کچھ لائیں تو ٹھیک ورنہ ان سے سوال نہ کرنا اس کے بعد امامؑ باہر نکلے اور ایک شخص سے ملاقات ہوئی تو اس سے ایک دینار قرض لیا پھر وہ آرہے تھے کہ آگے سے ان کی ملاقات مقداد بن اسود سے ہوئی تو انہوں نے مقداد سے کہا اس وقت تم گھر سے باہر کس لیے آئے ہو اس نے عرض کیا بھوک کی وجہ سے، اس کی قسم جس نے آپ کے حق کو عظیم کیا ہے میں نے عرض کیا ابو جعفر باقرؑ سے اور رسولؐ اللہ اس وقت موجود تھے فرمایا اور رسولؐ اللہ موجود تھے وہ باہر نکلے اور بے شک انہوں نے ایک دینار قرض لیا اور کچھ کھانا ایک برتن میں ان کے پاس تھا اس سے کپڑا ہٹایا اس کو رسولؐ اللہ نے دیکھا اور بیٹھ گئے اور فاطمہؑ اس وقت نماز ادا کر رہی تھیں اور اس کے پاس پڑی ہوئی چیزوں سے خوشبو آرہی تھی جب وہ فارغ ہوئیں تو اس چیز کو لائیں جس میں گوشت اور روٹی تھی تو رسولؐ خدا نے فرمایا اے فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے تو انہوں نے کہا وہ میرے رب کی طرف سے آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔ پس رسولؐ خدا نے فرمایا مگر یہ اس کی محدثہ کے لیے ہے اور اس کی مثل کے لیے ہے اور یہ اس کی مثل ہے۔ عرض کیا ہاں کہا یہ زکریا کی مثال ہے کہ جس وقت وہ محراب مریمؑ میں داخل ہوئے تو ان کے پاس رزق کو دیکھا تو کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا تو اس نے عرض کیا یہ میرے رب کے پاس سے آیا ہے ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے اور اس سے ایک ماہ تک کھاتے رہے اور یہ وہ خوراک ہے کہ اس میں سے قائمؑ بھی کھائیں گے اور وہ ان کے پاس ہے۔

﴿۴۲﴾ اسماعیل بن عبدالرحمٰن جعفی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا مغیرہ بن عمر کہتے ہیں بے شک حائضہ کے لیے نماز کی قضا ہے جس طرح روزوں کی قضا ہوتی ہے تو فرمایا اس طرح نہیں ہے جس طرح اس نے کہا اور نہ ہی اللہ کے قول کے موافق ہے بے شک امراۃ عمران نذرت ما فی بطنها محررا عمران کی زوجہ نے اللہ کے لیے نذر مانی تھی کہ جو میرے شکم میں ہے میں اسے محرر بنا کر تیری نذر کرتی ہوں۔ اور محررہ ہے جو مسجد سے کبھی بھی باہر نہ نکلے جب مریم پیدا ہوئی تو ان کی والدہ نے کہا قالت رب انی وضعتها انثی و لیس الذکر کالانثی تو کہا پروردگارا میں تو لڑکی جنی ہوں اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا پس ولادت کے بعد اس نے اس کو مسجد میں داخل کر دیا۔ یہاں تک کہ مریم جوان ہو گئیں تو اسے مسجد سے نکال دیا گیا اگر چہ یہ ایام ان کی قضا کے لیے تھے اور وہ اس پر لاگو ہوئے اور یہ نہ ہوتے تو پورا زمانہ ہی مسجد میں رہتیں۔

یحییٰؑ کی زکریاؑ کو بشارت

﴿۴۳﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک زکریا نے اپنے رب سے ایک بیٹے کی دعا مانگی اللہ نے اسے قبول کیا تو ملائکہ نے انہیں آواز دی تو یہ آواز ان کو بشارت دینے کی تھی انہوں نے یہ جاننے کے لیے یہ آواز اللہ کی طرف سے آئی ہے اور ان کی طرف وحی کی کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ تمہاری زبان بند ہو جائے گی اور تین دن تک کلام نہ کرسکو گے اور جب ان کی زبان بند ہوگئی اور وہ بات نہ کر سکتے تھے اس علم کے بارے میں اور نہ ہی قدرت رکھتے تھے اس بات کی مگر اللہ جانتا ہے اور اللہ کا قول ہے رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا اس نے عرض کیا میرے رب میرے لیے کوئی علامت مقرر کر فرمایا تیری علامت یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے کلام نہ کرسکو گے یہ اس کی علامت ہے۔

﴿۴۴﴾ حماد کہتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک نے باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا جس وقت زکریاؑ نے اپنے رب سے بیٹے کے لیے دعا کی تھی تو اللہ کی طرف سے ان کو یحییٰؑ کی بشارت دی گئی تو وہ اس میں مطمئن ہو گئے فرمایا خدا فرماتا ہے رب اجعل لی آیة قال آیتک الا تکلم الناس ثلاثة ایام الا رمزا اس نے عرض کیا میرے رب میرے لیے اس میں کوئی نشانی مقرر فرما، فرمایا تیری علامت یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے بات نہ کرسکو گے یہ اس کی علامت ہے اور وہ ان دنوں سر کے ہی اشاروں سے بات کرتے

تھے اور وہی اس کی علامت تھی۔

﴿۴۵﴾ اسماعیل جعفی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا وَ سَیِّداً وَ حَصُوراً سردار اور پاک باز اور حصور کا مطلب یہ ہے طاقت کے باوجود عورتوں سے بے رغبت رہنے والا وَ نَبِیّاً مِنَ الصَّالِحِیْنَ اور صالح نبی ہوگا۔

﴿۴۶﴾ حسین بن احمد نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا بے شک اللہ کی اطاعت ان کی زمین میں خدمت کرنا ہے۔ پس نہیں ہے کسی چیز میں خدمت کرنا مگر نماز کی حالت میں پس جب پھر زکریا کو آواز دی ملائکہ نے اور وہ اس وقت محراب میں نماز ادا کر رہے تھے۔

مریمؑ کا چناؤ

﴿۴۷﴾ حکم بن عینیہ کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے پوچھا قول خدا اس کی کتاب میں ہے اِذْ قَالَتِ الْمَلَآئِکَۃُ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَ طَہَّرَکِ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی الْعَالَمِیْنَ اور جس وقت فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا ہے اور تجھے پاک کیا ہے اور تجھے عالمین کی عورتوں پر منتخب کیا ہے تو ان کو دو دفعہ اصطفا کیا اور مگر اصطفا تو بے شک دو کے بجائے ایک ہی دفعہ ہوتا ہے تو مجھ سے فرمایا اے حکم بے شک اس کی بھی ایک تاویل و تفسیر ہے۔ میں نے عرض کیا اس کی تفسیر آپ بیان کریں اللہ آپ کو باقی رکھے ہمارے سروں پر فرمایا یعنی پہلے اصطفا سے مراد یہ ہے کہ اسے انبیاء مصطفین مرسلین کی ذریت سے چنا ہے ان پاکیزہ میں سے اور ان ہی سے ان کی ولادت ہوئی ان کے باپ دادوں اور ماؤں کی اسی دستور کے مطابق اور دوسرا اصطفا یہ اس قرآن میں موجود ہے یَا مَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْکَعِیْ شُکْرًا لِلّٰہِ اے میرم اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ اور سجدہ کر اور تو رکوع کر اللہ کا شکر کرتے ہوئے پھر فرمایا اپنے نبی محمدؐ کو غیب کی خبریں بتاتے ہوئے خبر دی مریمؑ وعیسیٰؑ کے واقعات کی اے محمدؐ ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جس کی وحی ہم نے تیری طرف کی ہے مریمؑ اور اس کے بیٹے کے متعلق اور وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے اس میں فضیلت دی ہے اور اسے مکرم کیا اسی طرح فرماتا ہے وَ مَا کُنْتَ لَدَیْہِمْ اور تم ان کے پاس موجود نہ تھے اے محمدؐ یعنی یہ تیرے رب کی طرف سے فرشتے لائے ہیں اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَہُمْ اَیُّہُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ جب مریمؑ کی کفالت کے لیے قرعہ ڈال رہے تھے کہ کون اس مریمؑ کی کفالت کرے جب مریمؑ کا والد فوت ہوگیا تو اس وقت یہ بات ہوئی تھی۔

مریمؑ کی کفالت

﴿۴۸﴾ اور دوسری روایت میں ہے ابن خرزاد کہتے ہیں اَیُّہُمْ یکفل مریم تو کون اس مریمؑ کی کفالت کرے یہ اس وقت کی بات ہے جب اس کا باپ فوت ہوا فرمایا کنت لدیھم اور تم ان کے پاس موجود نہ تھے اے محمدؐ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ جب وہ جھگڑ رہے تھے

مریم کے متعلق اس کے ہاں جب عیسیٰ کی ولادت ہوئی اوران دونوں کی کفالت کون کرے اوراس کے بیٹے کی کفالت کون کرے میں نے عرض کیا اللہ آپ کو باقی رکھے کون کفیل ہوا فرمایا کہ اس کا نام اللہ کے قول میں موجود ہے کہ اس کی پرورش زکریاؑ نے کی۔ اور زیادہ ہے علی بن مہزیار کی حدیث میں جب اس کے ہاں پیدائش ہوگئی قالت رب انی وضعتھا انثی تو اس نے کہا کہ میں تو لڑکی جنی ہوں اور اللہ جانتا ہے اس پیدائش کے بارے میں ولیس الذکر کالانثی اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔ و انی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطان الرجیم اور میں اسے تیری پناہ میں دیتی ہوں اور اس کی ذریت کو بھی شیطان رجیم سے میں نے عرض کیا کہ کیا مریم سے کوئی نہ ملا جو دوسری عورتوں سے ملنے سے ہوتا ہے فرمایا ہاں وہ عورت تھی ایسی عورتوں میں سے۔

اور دوسری روایت میں ہے اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کرے تو اس میں سے زکریاؑ کا حصہ نکلا تو وہ اس کے کفیل ہوئے اور زید بن رکابہ نے کہا کہ وہ جھگڑے بنت حمزہ کے متعلق جس طرح جھگڑے مریم کے بارے میں تھے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں حمزہ بھی اسی سن میں تھے اور ان کی مثال بھی اسی طرح کہ وہ جھگڑا کر رہے تھے مریم کے متعلق بنت حمزہ سے متعلق بھی فرمایا ہاں وَ اصْطَفٰىکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ اور تجھے عالمین کی عورتوں پر برگزیدہ کیا عالموں کی عورتوں میں سے فرمایا اور وہ فاطمہؑ تھی سیدہ عالمین کی عورتوں پر۔

﴿۴۹﴾ ہذلی کہتے ہیں ایک شخص نے کہا کہ عیسیٰؑ جب تک سات یا آٹھ سال کے نہ ہوئے اس وقت تک مسلسل ان کی خبریں دیتے تھے بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ جو کچھ تم کھاتے اور ذخیرہ کرتے ہو اپنے گھروں میں اور یہ بات ان کے سامنے ظاہر ہوتی وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادرزاد اندھوں اور برص کو تندرست کرتے تھے اور ان کو تورات کی تعلیم دیتے تھے اور اللہ نے ان پر انجیل نازل کی جب اللہ نے ان پر اپنی حجت تمام کرنا چاہی۔

عیسیٰؑ نے سام بن نوحؑ کو زندہ کیا

﴿۵۰﴾ محمد بن ابو عمر نے مرفوعاً ذکر کیا بے شک اصحاب عیسیٰؑ نے ان سے سوال کیا کہ تم مردوں کو زندہ کرتے ہو تو ایک مردہ زندہ کر کے دکھائیں اور سام بن نوحؑ کی قبر پر لے گئے تو اس سے فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ اے سام بن نوحؑ پس قبر پھٹ گئی پھر کلام کا اعادہ کیا پھر وہ حرکت میں آئی پھر کلام کا اعادہ کیا اس کے بعد سام بن نوحؑ قبر سے باہر آ گئے تو ان سے عیسیٰؑ نے کہا تم کون سی بات پسند کرتے ہو یہاں رہنا یا واپس جانا تو اس نے کہا اے روح اللہ میں واپس جانا چاہتا ہوں موت کی حرکت اب بھی ہے یا کہا موت کا ذائقہ میرے سینے میں آج تک باقی ہے۔

﴿۵۱﴾ ابان بن تغلب کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ کیا عیسیٰ بن مریم نے جو مردے زندہ کیے تھے کیا ان سے کوئی

ایک موت کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ وہ کھاتا رہا رزق حاصل کیا اور اس کی مدت اور اس کی اولاد ہوئی فرمایا ہاں ان کا ایک دوست تھا جس سے انہوں نے مواخات پڑھا تھا اور جب عیسیٰؑ اس کے گھر کے قریب سے گزرتے تھے تو ان کے مہمان ہوتے تھے اور پھر کافی مدت کے بعد عیسیٰؑ غائب رہے یہاں تک کہ ایک دن پھر یہاں سے گزرے تو اسے سلام کرنے کے لیے اس کے دروازہ پر گئے تو وہاں سے ان کی ماں باہر نکلی تو ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس کی ماں نے کہا وہ فوت ہو گئے ہیں اے اللہ کے رسول۔ فرمایا کیا تم ان کو دیکھنا چاہتی ہو تو اس نے کہا ہاں تو فرمایا کہ تم کل آنا تو اسے حکم خدا سے زندہ کردوں گا پس وہ دوسرے دن آپ کے پاس حاضر ہوئی تو اس سے کہا کہ تم میرے ساتھ اس کی قبر پر چل پس دونوں چل کر قبر کے پاس پہنچے تو یہاں عیسیٰؑ نے توقف کیا پھر اللہ سے دعا کی تو قبر پھٹ گئی اور اس کا بیٹا قبر سے زندہ ہو کر باہر آ گیا تو ماں نے بیٹے کو دیکھا اور بیٹے نے ماں کو دیکھا تو دونوں رونے لگے پس عیسیٰؑ کو ان دونوں پر رحم آیا ان سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم اس دنیا میں اپنی ماں کے ساتھ رہو اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے کھانا رزق اور کچھ ملے گا یا بے رزق و مدت کھانے کے رہوں گا تو عیسیٰؑ نے اس سے فرمایا تجھے رزق کھانا اور مدت ملے گی اور بیس سال تک تم زندہ رہو گے اور شادی کرو گے اور اولاد بھی ہوگی۔ اس نے عرض کیا مجھے منظور ہے۔ پھر عیسیٰؑ نے اسے اس کی ماں کے حوالے کیا اور اس نے بیس سال کی زندگی گزاری اور اس کی اولاد بھی ہوئی۔

﴿۵۲﴾ محمد حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا داؤدؑ اور عیسیٰؑ بن مریمؑ کے درمیان چار سو سال کا وقفہ تھا اور عیسیٰؑ کو جو شریعت دی گئی تھی اس میں توحید و اخلاص کو بڑی اہمیت تھی اور اسی کی وصیت نوحؑ کو کی گئی اور ابراہیمؑ و موسیٰؑ کو کی گئی تھی اور ان پر انجیل کو نازل کیا آپ سے بھی وہی میثاق لیا گیا جو انبیاء سے لیا گیا اور ان کی شریعت کا کتاب میں نماز کو قائم کرنا دین کے ساتھ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور تحریم احرام اور تحلیل حلال اور نازل کیا اسے انجیل میں اور ان مواعظ کو اور مثالوں کو اور حدود کو لیکن اس میں قصاص نہیں اور نہ احکام حدود ہیں اور نہ ہی میراث فرض تھی اور اس میں تخفیف کی گئی تھی جو موسیٰؑ پر نازل ہوئے تھے تورات میں اور وہی قول ہے اللہ کا جو عیسیٰؑ بن مریمؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ تا کہ میں تم پر کچھ چیزیں حلال کروں جو تم پر حرام کی گئی تھیں اور عیسیٰؑ نے اسی کا اپنے ساتھیوں اور پیروکاروں کو حکم دیا جو مومنین میں سے تھے کہ وہ ایمان لائیں شریعت توریت اور انجیل پر۔

عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ جیسی

﴿۵۳﴾ ابن عمر کہتے ہیں بعض اصحاب نے ایک شخص سے نقل کیا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت عیسیٰؑ بن مریمؑ آسمان پر چلے گئے تو اونی کرتا پہنے ہوئے تھے جس کے اون کو مریمؑ نے کاتا تھا اور بُنا اور سیا تھا جب آسمان پر پہنچے تو خدا نے آواز دی اے عیسیٰؑ دنیا کی زینت کو چھوڑ دو۔

﴿۵۴﴾ حریز کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک امیر المومنینؑ سے سوال کیا ان کی فضیلت سے متعلق اور بعض کا ذکر کیا پھر انہوں نے عرض کیا آپ اس سے زیادہ بیان کریں فرمایا بے شک رسولؐ اللہ کے پاس جبران احبار نصاریٰ کے آئے جو اہل نجران سے تھے اور عیسیٰؑ کے بارے میں بات کرتا تھا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ آخر آیت تک بے شک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم جیسی ہے آخر آیت تک۔ پھر رسولؐ خدا گھر میں داخل ہوئے اور دوسرے دن علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کو ساتھ لیے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور انہیں مباہلہ کی دعوت دی اور ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا مباہلہ کا یہی طریقہ ہے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر انہیں آسمان کی طرف بلند کیا جائے۔ تو حمران نے دیکھا تو ان سے ایک نے دوسرے صاحب سے کہا خدا کی قسم اگر یہ نبی ہوا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے اور اگر نبی نہ ہوا تو اس کی قوم ہمیں مار ڈالے گی یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

واقعہ مباہلہ

﴿۵۵﴾ محمد بن سعید ازدی کہتے ہیں موسیٰ بن محمد بن رضا نے اپنے بھائی ابوالحسنؑ سے انہوں نے اللہ کے قول اس آیت کے بارے میں فرمایا قُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَکُمۡ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ تو تم کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو لاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ اور ہم دعا کریں کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو اور کیونکہ کہا آؤ ہم گڑگڑا کر دعا کریں ہم مقرر کر دیں اللہ کی لعنت جھوٹوں پر تو انہوں نے کہا ہم مباہلہ کو قبول نہیں کرتے اور بے شک ہم جان گئے کہ یہ نبی ہے اس میں آداب ہیں اس کی رسالت کے اور وہ کون ہے جو کاذبین سے ہو جائے۔

﴿۵۶﴾ ابوجعفر احوال کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کیا کہتے ہیں قریش خمس کے بارے میں میں نے عرض کیا ان کا خیال ہے کہ وہ سب یہی ان کے قبیلے والے ہیں فرمایا انہوں نے ہم سے انصاف نہیں کیا خدا کی قسم کیونکہ نبیؐ کو مباہلہ کی ضرورت ہوئی تو ہمیں پیش کیا اور اگر جنگ میں ضرورت پڑی تو ہم مقابلے میں آئے اور آج وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے برابر ہیں۔

﴿۵۷﴾ احوال ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا کہ اس چیز کے بارے میں کراہت کرتے ہیں اس سے لوگ فرمایا وہ کہتے ہیں بے شک قریش سے کہتے ہیں کہ وہ قربیٰ ہیں جن کے لیے غنیمت میں حصہ ہے ان سے کہا رسولؐ خدا یوم بدر کے دن لڑائی میں نہ تھے اہل بیت کے علاوہ اور مباہلہ کے وقت علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کو لائے تھے کیا اس میں وہ ہوئے ہیں اور ان کے لیے کیا حلال ہے۔

﴿۵۸﴾ منذر کہتے ہیں علیؑ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی قل تعالوا ندع ابناء نا و ابنائکم تم کہہ دو کہ آؤ تم اپنے بیٹے لاؤ

ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں تا آخر آیت تو رسولؐ نے ہاتھ پکڑا علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کا اور نصاریٰ کے ایک آدمی نے کہا (یہود سے) یہ یہ کام نہیں کریں گے اور نہ ہی اس دعوت کو قبول کرتے ہیں۔

﴿۵۹﴾ عامر بن سعد کہتے ہیں معاویہ نے میرے باپ سے کہا کس چیز نے تمہیں ابوتراب پر سب کرنے سے منع کیا ہے۔ کہا تین چیزوں کے دیکھنے نے نبیؐ نے فرمایا جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم آؤ تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تا آخر آیت تو رسولؐ خدا گھر سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر لے آئے اور فرمایا یہ میرے اہل خاندان ہیں۔

ابراھیمؑ یھودی و نصرانی نه تھے

﴿۶۰﴾ عبیداللہ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادق نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی تھے اور نہ یہودی تھے کہ نماز مغرب کی طرف منہ کر کے پڑھتے اور نہ نصرانی تھے کہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے وَ لٰكِنْ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا اور لیکن وہ سچے دین حنیف کے مسلم تھے ان سے کہا کہ وہ دین محمدؐ پر تھے۔

ابراھیمؑ کا اتباع کرو

﴿۶۱﴾ عمر بن یزید کہتے ہیں ابوعبداللہ نے فرمایا ہم خدا کی قسم آل محمدؐ سے ہیں میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان آپ نفس میں بھی شامل ہیں فرمایا ہم نفس میں شامل ہیں خدا کی قسم اور تین دفعہ یہی کہا پھر میری طرف دیکھا پس مجھ سے فرمایا اے عمر بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ بے شک نزدیک ترین لوگوں میں سے ابراہیمؑ کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی اتباع کی اور یہ نبی اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ مومنین کا ولی ہے۔

﴿۶۲﴾ علی بن نعمان کہتے ہیں ابوعبداللہ نے قول خدا کے بارے ان اولی بابراھیم للذین اتبعوا و ھذا النبی و الذین آمنوا اللّٰہ ولی المومنین بے شک نزدیک ترین لوگوں میں سے ابراہیمؑ کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی اتباع کی اور یہ نبی اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ مومنین کا ولی ہے فرمایا اس سے مراد آئمہ ہیں اور ان کے پیروکار ہیں۔

﴿۶۳﴾ ابوصباح کنانی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا قول خدا کے بارے میں ان اوّل بابراھیم للذین اتبعوا و ھذا النبی و الذین آمنوا و اللّٰہ و لی المومنین بے شک ابراہیمؑ کے نزدیک ترین وہ لوگ ہیں جو اس کا اتباع کرتے ہیں اور یہ نبی ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنین کا ولی ہے پھر فرمایا علیؑ ہے خدا کی قسم وہ دین ابراہیمؑ پر ہیں اور اس کی منہاج ہیں اور تم لوگوں میں سے اس کے زیادہ نزدیک ہیں۔

قیامت کے دن اللہ نظر رحمت نہ کرے گا

﴿۶۴﴾ علی بن میمون صائغ ابو اکبر نے عبداللہ بن یعفور سے نقل کیا کہ میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے قول خدا کے بارے میں فرمایا تین قسم کے لوگوں کے لیے خدا فرماتا ہے لَا یَنۡظُرُ اللّٰہُ اِلَیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ وَ لَا یُزَکِّیۡهِمۡ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ" خدا ان کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا اور انہیں گناہوں کی آلودگی سے پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے وہ شخص کہ جو امامت کا دعویٰ کرے کہ میں اللہ کی طرف سے مقرر ہوں جبکہ کہ وہ نہ ہو اور دوسرا وہ شخص جو انکار کرے اس امام سے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہو اور تیسرا وہ شخص جو کہتا ہے بے شک فلاں اور فلاں کے لیے ہی اسلام میں حصہ ہے۔

﴿۶۵﴾ ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں علی بن حسینؑ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں لا یکلمهم الله یوم القیامة و لا ینظر الیهم و لا یزکیهم ولهم عذاب الیم کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا قیامت کے دن اور نہ ہی نظر رحمت کرے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں کی آلودگی سے پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ایک وہ شخص جو اللہ کے مقرر کردہ امام سے انکار کرتا ہے دوسرا وہ شخص جو امامت کا دعویٰ کرتا ہے اللہ کے غیر کی طرف سے اور تیسرا وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ فلاں اور فلاں کے لیے ہی صرف اسلام میں حصہ ہے۔

﴿۶۶﴾ اسحاق بن ابوہلال کہتے ہیں علیؑ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بڑے زنا کرنے والے کی اطلاع نہ دوں تو انہوں نے کہا کیوں نہیں اے امیر المومنینؑ فرمایا وہ عورت جو فجور کرتی ہے اور کسی دوسرے مرد سے حاملہ ہوتی ہے اور اس شوہر کی طرف اس بچے کو منسوب کرتی ہے ایسی عورت سے اللہ ہرگز کلام نہ کرے گا اور اس کی طرف رحمت نظر نہ کرے گا۔ اور اسے گناہوں کی آلودگی سے پاک نہیں کرے گا اور اس کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

﴿۶۷﴾ محمد حلبی کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا تین قسم کے لوگوں کی طرف اللہ نظر رحمت نہیں کرے گا قیامت کے دن اور انہیں گناہوں کی آلودگی سے پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جو دیوث لوگوں سے ہوگا اور دوسرا فاحش جو فحاشہ کرے اور وہ شخص جو لوگوں سے سوال کرے اس کے باوجود کہ وہ خود امیر بھی ہو۔ دیوث وہ عورت ہے جو یہ جانتی ہے کہ اس کی اولاد زنا کی ہے مگر میراث کے لیے دوسرے کی طرف منسوب کرتی ہے۔

﴿۶۸﴾ ابوحمزہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا تین قسم کے لوگ وہ ہیں لا یکلمهم اللّٰه یوم القیامة و لا ینظر الیهم یوم القیامة و لا یزکیهم و لهم عذاب الیم کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا قیامت کے دن اور نہ ہی قیامت کے دن نظر رحمت کرے گا اور نہ ہی گناہ کی آلودگی سے انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ پہلا شخص بوڑھا زانی ہے دوسرا متکبر غریب ہے اور تیسرا ظالم حاکم ہے۔

﴿۶۹﴾ سکونی کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تین ایسے آدمی ہیں کہ خدا ان کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا اور ان کو گناہ کی آلودگی سے پاک نہیں کرے گا پہلا شخص جو کسی کی عظمت کا مذاق اڑائے دوسرا وہ پاک باز جو تجارت کے معاملہ میں جھوٹ بولتا ہے تیسرا وہ شخص جو کسی کا استقبال کرتا ہے اور اپنے دل میں کمی اور خیانت کرنا رکھتا ہے۔

﴿۷۰﴾ ابوذر کہتے ہیں نبیؐ نے فرمایا تین قسم کے لوگوں سے اللہ ہرگز قیامت کے دن کلام نہ کرے گا اور نہ ہی اسے گناہوں سے پاک کرے گا ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کون ہیں کیا غافل اور نقصان اٹھانے والے ہیں فرمایا چادر کو گھسیٹ کر چلنے والا اور دوسرا احسان جتلانے والا تیسرا وہ منافع خور خیانت کار جو جھوٹا حلف اٹھاتا ہے آپؐ نے اس کو تین بار دہرایا۔

﴿۷۱﴾ سلمان کہتے ہیں تین قسم کے لوگوں پر اللہ نظر رحمت قیامت کے دن نہیں کرے گا۔ پہلا سفید بالوں والا زانی اور وہ شخص جو مفلس ہو اور فخر اور تکبر کرتا ہو اور وہ شخص جو دائیں سے مال تجارت حاصل کرتا ہو نہ خریدتا ہو مگر دائیں والے سے اور نہ سودا کرتا ہو مگر دائیں والے سے۔

﴿۷۲﴾ ابو معمر سعدی کہتے ہیں علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اللہ ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا قیامت کے دن یعنی نہیں نظر کرے گا ان کی طرف خیر سے اور نہ ہی ان پر رحم کیا جائے گا اور بے شک عرب کا قول ہے سردار شخص اور بادشاہ ان کی طرف رحمت نہ کرے گا یعنی ان کے لیے خیر میں سے کوئی حصہ نہ ہوگا اور یہ نظر اللہ کی طرف سے اس کی خلق پر ہوگی۔

اللہ کا میثاق

﴿۷۳﴾ حبیب بجستانی کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر باقرؑ سے قول خدا کے بارے میں سوال کیا۔ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ " لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا البتہ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں گا اس کے بعد پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تصدیق کرنے والا اس کی جو تمہارے پاس ہے، ہو اس پر تم ضرور ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ پس کیسے موسیٰؑ عیسیٰؑ پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرتے اور انہوں نے ان کے زمانہ کو نہ پایا اور کیسے عیسیٰؑ محمدؐ پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرتے اور انہوں نے ان کا زمانہ نہ پایا۔ فرمایا اے حبیب بے شک قرآن سے اس میں بدخلقی زیادہ کرتے ہیں اور اس میں کوئی اضافہ نہیں ہے مگر حروف جو اس میں خطا کرتا ہے لکھتا ہے اور لوگوں کے وہم وخیال ہیں اور اس کی ایک قرأت یہ بھی ہے اور جب اللہ نے میثاق لیا امم النبیین تمام انبیاء کی امتوں سے جب تمہیں خدا

کی طرف سے کتاب وحکمت دی پھر تمہارے پاس رسول آئے جو اس کی تصدیق کرتا ہو تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا تو یہ اللہ نے نازل کیا اے حبیب پس خدا کی قسم نہیں وقت کسی کا گزرا امتوں میں سے جو موسیٰؑ سے پہلے تھیں مگر ان سے اللہ نے عہد لیا تمام نبیوں کا جو اللہ نے مبعوث کیے ایک نبی کے جانے کے بعد ہر نبی کا اور بے شک ضرور اس امت نے جھٹلایا جب ان کے پاس موسیٰؑ آئے اگر ان کے پاس موسیٰؑ آئے تو وہ ان پر ایمان نہ لائے اور نہ ہی ان کی مدد کی مگر ان میں سے بہت کم نے اور بے شک مخالفت کی اس امت نے جو ان سے لیا رسولؐ خدا نے علیؑ بن ابی طالب کا عہد جس دن لوگوں کو ایک جگہ کھڑا کیا اور ان کو نصب کیا ان کی ولایت و اطاعت کی طرف دعوت دی اپنی زندگی میں اور اس کے گواہ ہوئے اور ان کے نفسوں پر کیا یہ عہد ہے یا مکر رسولؐ خدا کے قول میں علی بن ابی طالبؑ کے متعلق اور خدا کی قسم اس کی وفا نہ کی بلکہ مخالفت کی یا اس کو جھٹلایا۔

﴿۷۴﴾ بکیر کہتے ہیں ابو جعفرؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے میثاق لیا ہمارے شیعوں سے ہماری ولایت کا اور وہ عالم ذر کا ہے ان سے میثاق لیا ذر کے دن اس اقرار کے ساتھ اپنی ربوبیت کا اور محمدؐ کی نبوت کا اور اللہ نے پیش کیا محمدؐ اور اس کی آل کو سلام ہو آئمہ طیبین پر اور وہ سایہ ہیں پھر فرمایا اور ان کو طین سے خلق کیا اسی سے خلق کیا آدمؑ کو پھر فرمایا اور خلق کیا ہمارے شیعوں کی ارواح کو ان کے ابدان سے پہلے ہزار سال قبل اور ان پر پیش کیا اور ان کو پہچان کروائی رسول اللہؐ اور علیؑ کی اور ہماری معرفت و پہچان کروائی سمجھانے والی بات سے۔

﴿۷۵﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے عرض کیا کیا دیکھا ہے اس کو کہ جس وقت اللہ نے عہد لیا آدمؑ کی صلب میں سے ذر پر پس پیش کیا گیا اسے ان کے نفسوں پر تو انہوں نے اس کا معاینہ کیا فرمایا ہاں اے زرارہ اور وہ ان کے درمیان تھا اور اس کا ان سے عہد لیا وہ اللہ کی ربوبیت اور محمدؐ کی نبوت کا تھا پھر اسے سامنے کیا نیند نہ آنے کو اور انہیں یاد کرایا اور ان کے دلوں میں اس کی معرفت کو ثبت کیا اور اس کو نہ تبدیل کیا جو بھی نکل کر اس دنیا کی طرف آیا ہر ایک سے اس کا عہد لیا پس جس نے انکار کیا محمدؐ کے عہد کا اور اس کی آل کا تو نفع نہ دے گا اپنے رب کے اقرار کا عہد اس کو اور جو میثاق محمدؐ سے انکار نہیں کرے گا تو اسے اپنے رب کا عہد نفع دے گا۔

﴿۷۶﴾ فیض بن ابو شیب کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا اور اس آیت کی تلاوت کی و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ اور جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دے دوں آخر تک آیت فرمایا تم ضرور رسول اللہؐ پر ایمان لے آنا اور تم ضرور علیؑ بن ابی طالب کی مدد کرنا میں نے عرض کیا اور تم ضرور علیؑ امیر المومنین کی مدد کرنا فرمایا ہاں آدمؑ سے لے کر آئندہ جس قدر بھی نبی اللہ نے بھیجے ہیں اور نہ مبعوث کیے نبی اور نہ رسول مگر یہ کہ وہ دنیا میں ضرور پلٹ کے آئیں گے یہاں تک کہ وہ علیؑ کے سامنے جنگ کریں گے اور ان کی مدد کریں گے۔

﴿۷۷﴾ سلام بن مستنیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک ظاہر نہ ہوگی ہمارے اسم سے اللہ کی طرف سے اس کی کسی ایک میں بھی مگر علیؑ بن ابی طالب میں ہوگی اور اس کی تاویل سامنے آئے گی میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں کب اس کی تاویل

ظاہر ہوگی تو فرمایا جس وقت آئیں گے اللہ جمع کرے گا تمام انبیاء اور مومنین کو یہاں تک کہ اس کی نصرت کریں گے اور وہ قول خدا ہے و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ جب تمام انبیاء سے اللہ نے عہد لیا جب میں تمہیں کتاب و حکمت دے لوں قول خداو انا معکم من الشاھدین اور تمہارے ساتھ گواہی دینے والوں میں سے ہوں اس وقت رسولؐ خدا اپنا پرچم علیؑ بن ابی طالب کو دیں گے اور وہ تمام جمیع خلاق کے امیر ہوں گے اور تمام کی تمام خلق اس جھنڈے کے نیچے ہوگی اور اس کے امیر ہوں گے اور یہ اس کی تاویل ہے۔

اھل جنت و دوزخ

﴿۷۸﴾ عمار بن ابو احوص کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے خلق میں سے دو سمندروں کو خلق کیا ان میں سے پہلے کا پانی میٹھا بنایا اور دوسرے کا پانی کڑوا بنایا پھر اللہ نے آدمؑ کی تربت کو میٹھے سمندر سے خلق کیا پھر اسے کڑوے سمندر کے ساتھ جاری کر دیا پھر اس سے گارا بنایا اور اس سے آدمؑ خلق ہوئے پھر آدمؑ کے دائیں کندھے سے کچھ حصہ لیا پھر اسے آدمؑ کی صلب میں رکھ دیا اس کے بعد اللہ نے فرمایا یہ جنت میں جائیں گے اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد آدمؑ کے بائیں کندھے سے کچھ حصہ لیا اور اسے صلب آدمؑ میں رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ جہنم میں جائیں گے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور مجھ سے کوئی نہیں سوال کر سکتا اور مجھے ان دونوں کے بارے میں بعد میں تبدیل کرنے کا مکمل اختیار ہے کہ اس کو تبدیل کر دوں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا پھر اس دن اصحاب شمال والوں نے احتجاج کیا اس وقت ان کی خلق عالم ذر میں تھی پس انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم پر جہنم کو کیوں واجب کیا ہے جب کہ تو نے ابھی تک حکم عدل کو اس سے پہلے کہ تو ہم پر اپنی حجت تمام کرتا نہیں کی اور ابھی تک تو تو نے ہمارے پاس کوئی رسول نہیں بھیجا جو اس کی تعلیم دیتا کہ ہم اس کی اطاعت کرتے اور معصیت کرتے تو درست ہوتا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میں ابھی تمہیں اس کی اطلاع کرتا ہوں جو تم پر حجت ہے کہ اس وقت اس کی اطاعت اور معصیت سامنے آئے اور مگر اس کی علامت ہوگی اس خبر کے بعد ابو عبداللہؑ نے فرمایا پس اللہ نے وحی کی مالک خازن جہنم کو کہ وہ جہنم کو حکم دے کہ وہ چنگھاڑتی آواز نکالے پھر اس سے ایک شعلہ کو باہر نکالے پھر اس سے ایک شعلہ باہر نکلا پھر اللہ نے ان کو حکم دیا کہ تم اس میں داخل ہو جاؤ پس انہوں نے کہا ہم اس میں داخل نہیں ہوتے پھر فرمایا کہ تم اس میں داخل ہو جاؤ اس میں پہلا عذاب تمہارے لیے اسی کا ہوگا اور تمہیں زبردستی ڈال دوں گا انہوں نے کہا بے شک اے ہمارے رب تم ان کو ڈال دو کہ وہ اس میں چلے جائیں کہ جن پر تم نے جنت کو فرض کیا ہے اور ہم کیسے چلے جائیں اصحاب شمال میں سے پس کیسے اس میں ہم داخل ہوں اور لیکن ہمیشہ اصحاب یمین والے اس میں داخل ہوں تا کہ پوچھیں جائے بے شک تیرا عدل اس میں ہے اور اس میں ہمارے لیے ہے ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا پس اصحاب یمین کو حکم دیا اور وہ ان کے اور عالم ذر کے درمیان تھے تو ان سے فرمایا کہ تم اس آگ میں داخل ہو جاؤ تو وہ فوراً ہی بے خطر اس آگ میں کود پڑے وہ سب کے سب جتنے

بھی تھے اور اللہ نے ان پر اس آگ کو سرد کر دیا اور سلامت رکھا پھر اس سے باہر نکل آئے پھر بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اصحاب یمین والوں کو آواز دی اور اصحاب شمال والوں کو اور کہا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو اصحاب یمین نے کہا کیوں نہیں اے ہمارے رب تو ہی ہمارا رب ہے اور ہم تیری مخلوق ہیں مقرر کیے ہوئے حکم سے جانے والے اور اصحاب شمال سے فرمایا جو انہوں نے کہا کیوں نہیں اے ہمارے رب ہم سب کا تو رب ہے اور ہم تیری مجبور مخلوق ہیں۔ فرمایا اور خدا فرماتا ہے وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ اور آسمان اور زمین میں جو کچھ بھی ہے خوشی سے اور ناخوشی سے اس کے تابع فرمانبردار ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کے جانے والے ہیں۔

ھر چیز اطاعت کرتی ھے

﴿۷۹﴾ عبایہ اسدی کہتے ہیں کہ بے شک میں نے امیر المومنینؑ سے سنا انہوں نے فرمایا و لہ اسلم من فی السموات و الارض طوعا و کرھا و الیہ ترجعون اور آسمان وزمین میں جو کچھ بھی ہے خوشی اور ناخوشی سے اسی کے تابع فرمان ہے اور اسی کی طرف پلٹ کے جانے والے ہیں کیا یہ منزل پوری ہو چکی ہے میں نے عرض کیا ہاں اے امیر المومنینؑ فرمایا ہرگز نہیں جب تک کہ ہر نفس محفوظ نہ ہو یہاں تک کہ ایک عورت ہر قسم کے راستے کی تکلیف سے محفوظ ہوگی اور نہ ہی اسے سانپ کا خوف ہوگا اور نہ ہی بچھو کا یہ اس کے لیے ہر حوالے سے برابر ہوگا۔

﴿۸۰﴾ صالح بن میثم کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و لہ اسلم من فی السموات و الارض طوعا و کرھا اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کے فرمانبردار ہیں اور اس کی طرف پلٹ کر آنے والے ہیں۔ فرمایا میں اولیٰ ہوں لوگوں سے اس آیت کے حوالے سے و اقسمو باللہ جھد ایمانھم لا یبعث اللہ من یموت بلی وعداً علیہ حقا و لکن اکثر الناس لا یعلمون الی قولہ کاذبین اور مجھے اللہ کی قسم ان کے ایمان کی کوشش میں نہیں مبعوث کرے گا اللہ موت میں سے کیونکہ ان پر اس کا وعدہ حق ہو جائے اور لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے ہیں آخر تک آیت جھوٹے ہیں۔

﴿۸۱﴾ رفاعہ بن موسیٰ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا و لہ اسلم من فی السموات و الارض طوعاً و کرھاً اور اسی کے فرمانبردار ہیں جو کچھ زمین و آسمان میں ہے خوشی سے اور ناخوشی سے فرمایا جب ہمارا قائمؑ آئے گا تو اس وقت زمین کو بقا نہ ملے گی مگر اس سے اس میں آواز دی جائے گی گواہی دینے کی لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔

﴿۸۲﴾ ابن بکیر کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و لہ اسلم من فی السموات و الارض طوعا و کرھا اور اس کے سامنے ہر چیز جھکی ہوئی ہے جو آسمان وزمین میں ہے خوشی سے اور ناخوشی سے فرمایا یہ نازل ہوئی ہمارے

قائمؑ کے بارے میں کہ جب وہ خروج کریں گے تو یہود و نصاریٰ و صابین و زنادقہ واہل ردو کفار کو زمین کے مشرق و مغرب سے جمع کریں گے اوران پر پیش کریں گے اسلام کو فمن اسلم طوعاً کہ وہ خوشی سے اس کو قبول کرلیں اور حکم دیں گے نماز و زکوٰۃ کے ادا کرنے کا اور وہ اس حکم پر عمل کریں وہ مسلمان ہوں اور اللہ پر یہ واجب ہوگا اور جو اسلام قبول نہ کرے گا اس کی گردن اڑا دیں گے یہاں تک کہ مشرق و مغرب میں کوئی چیز باقی نہ رہے گی مگر یہ کہ اللہ واحد رہے گا میں نے ان سے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں بے شک اتنی بڑی مخلوق میں یہ ایسا کیسے کریں گے تو فرمایا بے شک اللہ جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو کم کو زیادہ اور زیادہ کو کم کردیتا ہے۔

﴿۸۳﴾ حنان بن سدیر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے ابوجعفر باقرؑ سے عرض کیا کیا یعقوبؑ کی اولاد سے انبیاء آئے ہیں فرمایا نہیں اور لیکن ان کی اولاد میں سے اسباط ہوئے ہیں جو انبیاء کی اولاد سے تھے دنیا میں فرق کرنے والے نہیں ہوں گے مگر نیک لوگ توبہ کرنے والے اور ذکر کرنے والے اور جو بناتے ہیں۔

محبوب چیز خرچ کرو

﴿۸۴﴾ یونس بن ظبیان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مَا تُحِبُّوْنَ تم ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں فرمایا اس کی ایک قرأت یہ بھی ہے۔

﴿۸۵﴾ مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ میں ابوعبداللہ صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے پاس ایک چیز تھی میں نے اسے آپ کے سامنے رکھ دیا تو فرمایا یہ کیا ہے میں نے عرض کیا یہ صلہ ہے آپ کے موالی کا اور ایک عبد کا تو مجھ سے فرمایا اے مفضل مجھے اس کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مجھے اس کی کوئی حاجت ہے مگر ہم تمہارے ہدیہ کو اس لیے قبول کرتے ہیں کہ تم پاک ہو جاؤ پھر میں نے آپؑ کے والد سے سنا انہوں نے فرمایا اگر ہمارے ماننے والا ہمیں سال تک تھوڑا یا زیادہ ہدیہ نہ دے تو اللہ قیامت کے دن ان پر نظر رحمت نہیں کرے گا مگر یہ کہ اسے اللہ معاف کردے اس معاملے میں پھر فرمایا اے مفضل یہ ایک فریضہ ہے اللہ کے فرضوں میں سے ہمارے شیعوں پر اس کی کتاب میں وہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تم ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں ہم ہی نیکی ہیں اور تقویٰ ہیں اور ہدایت کا راستہ ہیں اور باب تقویٰ ہیں کسی اور کی دعا کو اللہ قبول نہیں کرتا ہماری دعا قبول کرتا ہے تم نے حلال و حرام کے احکام کے متعلق ہی سوال کیا اور فقہا سے ایسے سوال نہ کیا کرو جو تم سے متعلق نہ ہوں اور جن کا علم خدا نے تم سے پوچھ رکھا ہے۔

بنی اسرائیل پر اونٹ حرام نہ تھا

﴿۸۶﴾ عبداللہ بن ابویعفور کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَاۗءِيْلُ عَلٰي نَفْسِهٖ ہر کھانا بنی اسرائیل کے لیے حلال تھا مگر جو اسرائیل نے اپنے نفس پر حرام کیا جب

اسرائیلؑ (یعقوبؑ) اونٹ کا گوشت کھاتے تھے تو انہیں پہلو کا درد بڑے زور سے ہوتا تھا اس لیے انہوں نے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت حرام کرلیا تھا اور خدا فرماتا ہے مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰةُ اس سے پہلے کہ تورات نازل ہوتی جب تورات نازل ہوئی تو نہ اس نے اونٹ کے گوشت کو حرام کیا اور نہ ہی اس کو کھایا یعنی نہ تو موسیٰ پر حرام اور نہ اس کا کھانا حرام تھا یہ تورات میں حرام نہ تھا اور نہ اس کا کھانا اس کے اہل پر اور اس کے کھانے کو منع کیا گیا تھا۔

﴿۸۷﴾ عمر بن یزید کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ کو لکھا اس میں اس سوال کو کہ مدبر غلام کے متعلق کہ کیا اس کو فروخت کرسکتے ہیں۔ فرمایا اور تحریر کیا **کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسه** ہر قسم کے کھانے بنی اسرائیل کے لیے حلال تھے اسے اسرائیلؑ (یعقوبؑ) نے اپنے اوپر حرام کیا تھا۔

﴿۸۸﴾ حبابہ والبیہ کہتے ہیں میں نے حسین بن علیؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کوئی ایک بھی ملت ابراہیمؑ پر نہیں ہے مگر ہم اور ہمارے شیعہ ہیں۔ صالح نے کہا کوئی ایک بھی ملت ابراہیمؑ پر نہیں ہے۔ فرمایا جابر کوئی ایک بھی ملت ابراہیمؑ پر نہیں ہے مگر ہم اور ہمارے شیعہ ہیں۔

بیت اللہ پہلا گھر ہے

﴿۸۹﴾ عبدالصمد بن سعد کہتے ہیں کہ ابوجعفر نے اہل مکہ سے ان کے گھروں کو خریدنے کے لیے طلب کیا کہ میں ان کو مسجد حرام میں شامل کرنا چاہتا ہوں تم مجھ سے اس کا معقول معاوضہ لے لو جن لوگوں کے گھر یہاں تھے وہ اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوئے اس نے اس کا ابوعبداللہ صادقؑ سے شکوہ کیا تو انہوں نے فرمایا تمہارا سوال اس چیز کے بارے میں ہے کہ جو لوگوں کے گھر ہیں وہ ان سے لے لیں وہ مگر اسے چھوڑتے نہیں ہیں اور تم اس سے مسجد میں اضافہ کرنا چاہتے ہو اور انہوں نے تمہیں منع کیا ہے۔ اس وجہ سے تمہارا غم شدید ہے تو ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس میں غم کرنے کی ضرورت نہیں اور اس کی تیری پاس حجت و دلیل ہے جو اس میں ظاہر ہے اس نے عرض کیا اور اس کی لوگوں سے احتیاج بھی نہیں ہے کس طرح فرمایا اللہ کی کتاب میں ہے عرض کیا وہ دلیل کیا ہے فرمایا خدا فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے اب تم ان سے کہو کہ بے شک اللہ نے پہلا گھر لوگوں کے لیے جو بنایا ہے وہ وہی مکہ والا ہے اور اگر ان کے گھر اس بیت اللہ سے پہلے تھے تو وہ اس میں رہیں اور اگر یہ گھر قدیم ہے اور ان سے پہلے ہے تو وہ یہ گھر چھوڑ دیں۔ پس ابوجعفر نے ان کو بلایا اور یہ دلیل پیش کی تو سب نے تسلیم کرلیا اور انہوں نے اس سے کہا آپ جس طرح اس کی تعمیر کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔

بیت اللہ کی توسیع

﴿۹۰﴾ حسن بن علی بن نعمان کہتے ہیں کہ بنی مہدی نے مسجد الحرام کو وسیع کرنے کا ارادہ کیا کہ وہ مسجد کو وسیع کرے تو اس نے اس کے اردگرد رہنے والوں کو طلب کیا اور مال کی پیش کش کی اور اس سے متعلق فقہا سے سوال کیا تو سب نے اس بارے میں کہا کہ بے شک

اس میں کسی قسم کی چیز کو تم داخل نہیں کر سکتے جو مسجد حرام کے لیے غصب کی گئی ہو تو اس نے اس کا ذکر علی بن یقطین سے کیا تو اس نے کہا اے امیر المومنین اگر تم یہ موسیٰ بن جعفرؑ کو لکھو کہ انہیں اس بارے میں ہمارے فقہاء و علماء کو کوئی خبر نہیں ہے اس وجہ سے میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کا کیا حکم ہے پس اس نے لکھا والی مدینہ کو کہ اس سوال کو موسیٰ بن جعفرؑ سے پوچھیں کہ اس کو مسجد الحرام میں داخل کرنا چاہتا ہوں اور اس کے گرد گھروں کے مالک نہیں مانتے تو کیسے اس کو بڑھایا جائے یہ ابوالحسنؑ کی طرف لکھا گیا تو ابوالحسنؑ نے فرمایا کیا اس کی تبدیلی میں تمہارے پاس اس کے متعلق جواب نہیں ہے تو ان سے عرض کیا اس تبدیلی کے حکم کو ہم نہیں جانتے تو انہوں نے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہارا اللہ کے نام جو سب کو فیض پہنچانے والا مہربان ہے بے شک کعبہ سے پہلے لوگوں کے گھر تھے تو اس پر وہ اولیٰ ہیں اور اگر لوگوں کے گھر اس کعبہ سے بعد کے ہیں تو کعبہ کا حق اولیٰ ہے پس یہ لکھ کر مہدی کو بھیجا اور کتاب سے قبلہ کو حاصل کیا پھر گھروں کے گرانے سے پہلے ان گھر والوں کو بلایا کہ ابوالحسنؑ نے اس سوال پر مہدی کو اس طرح لکھ کر بھیجا ہے اور لکھا آٹھ درہم میں ایک گھر قیمت ادا کرو اور اس میں لکھا اس کی توسیع کرو اس چیز میں اور وہ سب کے سب راضی ہو گئے۔

﴿۹۱﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ وہ اسی طرح ہے جیسے اس نے اپنے لیے وصف بیان کیا تو اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا اور پانی ہوا پر اور ہوا کی کوئی حد نہ تھی اور پانی ہوا کے علاوہ ہے اور خلق اور پانی اس وقت میٹھے پانی کی شکل میں تھے جب اللہ نے زمین کے خلق کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے چار ہواؤں کو حکم دیا کہ وہ سمندر کے پانی کو تھپڑ ماریں جب اس طرح تھپڑ مارے تو اس سے ایک موج بن گئی پھر جھاگ بنے پھر جھاگ مل کر اکٹھے ہو گئے پھر ان سب کو ایک جگہ جمع کیا جہاں بیت اللہ ہے پھر اللہ کے حکم سے یہ جھاگ ایک پہاڑ بن گئی پھر اس کے نیچے سے زمین کو پھیلا دیا گیا پھر فرمایا اللہ فرماتا ہے ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً و ھدی للعالمین بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے وہ یہی مکہ میں ہے جو برکت والا ہے اور عالمین کو ہدایت کرتا ہے۔

آدمؑ و نوحؑ و سلیمانؑ نے حج کیا

﴿۹۲﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا بیت اللہ سے متعلق کہ کیا اس گھر کا حج کرنا اس سے قبل بھی تھا جب نبیؐ مبعوث ہوئے فرمایا ہاں اس کا علم لوگوں کو نہیں ہے بے شک پہلے انبیاء بھی اس کا حج کیا کرتے تھے اور تمہیں خبر نہیں کہ آدمؑ اور نوحؑ نے حج کیا اور سلیمانؑ نے بھی حج کیا بے شک انہوں نے حج کیا اس گھر کا ان کے ساتھ جن وانس اور پرندے بھی تھے اور بے شک حج کیا موسیٰؑ نے جمل احمر پر یہ کہتے ہوئے لبیک لبیک بے شک اسی طرح جیسا کہ خدا فرماتا ہے بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے وہ یہی مکہ والا ہے اور برکت والا ہے اور عالمین کو ہدایت کرتا ہے۔

﴿۹۳﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا مکہ پورے شہر کا نام ہے اور بکہ مقام حجر اسود ہے اور اسی جگہ یہ لوگ

گریہ وبقا کرتے ہیں ان سے بعض بعض کو دھکیلتے ہیں۔

جو بھی اس میں داخل ہو وہ امن میں ہے

﴿۹۴﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک بکہ مقام بیت ہے اور بے شک حرم مکہ میں ہے اور یہ اللہ کا قول ہے فَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا پس جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔

﴿۹۵﴾ حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا کہ مکہ کو بکہ کیوں کہتے ہیں تو فرمایا اس کہ یہاں لوگوں کا اژدھام ہوتا ہے اور لوگ ایک دوسرے کو ہاتھوں سے دھکیلتے ہیں۔

﴿۹۶﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک بکہ مکان بیت اللہ ہے اور بے شک مکہ کے گرد و نواح کا تمام علاقہ حرم ہے۔

﴿۹۷﴾ حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا میں نے دیکھا دونوں پتھروں میں جو پتھر پتھروں سے بیت اللہ کے ہیں ایک پر لکھا ہے میں اللہ ہوں بکہ (مکہ) کا مالک ہوں میں نے اس کو آسمان و زمین کے خلق کرنے کے دن خلق کیا اور جس دن زمین و آسمان کو پیدا کیا اور جس وقت پہاڑوں کو پیدا کیا اور اس کے گرد اس کی حفاظت کے لیے سات فرشتے مقرر کیے گئے اور دوسرے پتھر پر لکھا ہے یہ بیت اللہ حرام بکہ (مکہ) ہے تو اللہ اس کے رہنے والوں کو تین راستوں سے رزق دے گا جو متکفل ہوگا جو مبارک ہوگا گوشت سے اور پانی سے اور پہلا نحل ابراہیمؑ سے ہے۔

﴿۹۸﴾ علی بن جعفر بن محمد نے برادر موسیٰؑ سے کہ انہوں نے سوال کیا مکہ کو بکہ کیوں کہتے ہیں تو فرمایا کہ یہاں لوگوں کا اژدھام ہوتا ہے اور بعض بعض کو ہاتھوں سے دھکے دیتے ہیں یعنی بعض بعض کو ہٹاتے ہیں اپنے ہاتھوں سے مسجد میں حول کعبہ سے۔

﴿۹۹﴾ ابن سنان کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں فِیهِ آیات" بَیِّنَات" اس میں واضح نشانیاں ہیں وہ کون سی اس میں آیات بینات ہیں تو فرمایا مقام ابراہیمؑ ہے جس وقت وہ اس پر کھڑے ہوئے تو اس میں ان کے قدموں کے نشان بن گئے اور دوسرا حجر اسود (پتھر) اور منزل اسماعیل ہے۔

وضاحت: مقام ابراہیمؑ کا آیات اللہ ہونا اس سے ثابت ہے کہ وہ حسب خواہش ابراہیمؑ بلند ہوا جاتا تھا یہاں تک کہ پہاڑوں سے بھی اونچا ہو گیا تھا جس کا ذکر سورۃ حج میں ہے اب رہا حجر اسود اس کا آیت اللہ ہونا اس سے ثابت ہے کہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ کے لیے اس سے عجائبات ظہور میں آتے رہے ہیں اس وقت بھی جبکہ وہ ایک جوہر تھا اور آدمؑ کے ساتھ اللہ نے اسے جنت میں رکھا تھا اور اس وقت بھی جبکہ بڑے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا اور خدا نے آدمیوں سے جو عہد و پیمان لیا تھا اس کی بابت اسے حکم دیا تھا کہ اسے بطور لقمہ نگل جائے اور اپنے پاس امانت رکھے۔ نیز اس حیثیت سے بھی آیت ہے کہ قیامت کے دن وہ اس شان سے حاضر ہوگا کہ اس کی ایک

زبان بڑی بولنے والی ہوگی اور دو آنکھیں ہوں گی جن سے کل مخلوق کو پہچانے گا ان کی گواہی بھی دے گا جنہوں نے اس عہد کو پورا ادا کیا ہے اور میثاق جو اس کے پاس ہے اس کے مطابق عمل کیا ہے اور ہر اس شخص کے برخلاف گواہی دے گا جس نے انکار وغیرہ کیا ہے جیسا کہ اخبار آئمہؑ سے ثابت ہے نیز اس کا آیت اللہ ہونا اس حیثیت سے بھی ثابت ہے کہ بعض آئمہؑ کے لیے اس نے بات کی ہے جیسے کہ جناب امام زین العابدینؑ کے لیے اس وقت جبکہ ان کے چچا جناب محمد حنفیہ نے امرِ امامت میں ان سے جھگڑا کیا تھا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ جناب امام حسینؑ کے بعد امام ہوں اور حضرتؑ نے فرمایا تھا کہ چچا جان امام وہ ہوتا ہے جس کی کل مخلوق گواہی دے سکے چنانچہ طرفین کی رضامندی سے حجر اسود حَکَم بنایا گیا جس نے محمد حنفیہ کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا پھر امام زین العابدینؑ کے جواب میں اس فصاحت سے آپ کے امام ہونے کی گواہی دی کہ موافق ومخالف سب قائلِ امامت ہو گئے نیز اس حیثیت سے بھی حجر اسود کا آیت اللہ ہونا ثابت ہے کہ جب اس کو اس کے موقعہ پر نصب کرنا چاہا ہے تو اس نے بھی غیر معصوم کی اطاعت نہیں کی جیسا کہ بارہا تجربہ ہو چکا اب رہا منزل اسماعیلؑ کا آیت اللہ ہونا تو منازل تو خشک ہو گیا تھا مگر اس سے حضرت اسماعیلؑ کے لیے وقتاً فوقتاً پانی جاری رہا اور مقام ابراہیمؑ کا خصوصیت سے قرآن مجید میں ذکر آیا ہے اور چیزوں کا ذکر وضاحت کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ کل آدمیوں کے لیے کوئی نشانی مقام ابراہیمؑ سے زیادہ ظاہر نہیں ہے اور اس پر جو نشانِ قدم بنے ہوئے ہیں ان کی نسبت ایک قول تو یہ ہے کہ جب کعبہ کی دیواریں بلند ہو گئیں تو حضرت ابراہیمؑ اس پتھر پر کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ دیواروں کے پتھر اوپر پہنچانے ممکن ہوں پس دونوں قدموں کے نشان ان پر بن گئے اور ایک قول یہ ہے کہ جب شام سے مکہ معظمہ کی زیارت کو آئے تو زوجہ اسماعیلؑ نے عرض کی کہ آپ اتریئے اور سر دھو ڈالیے مگر آپ نہیں اترے تو وہ اس پتھر کو اٹھا لائیں اور آپ کی سواری کے داہنی طرف رکھ دیا حضرتؑ نے اپنا داہنا پاؤں اس پر رکھا اور زوجہ اسماعیلؑ نے آپ کے سر مبارک کا داہنا حصہ دھویا پتھر کو اٹھا کے بائیں طرف رکھ دیا اور حضرت نے اپنا بایاں پاؤں اس پر رکھا اور زوجہ اسماعیلؑ نے بائیں طرف کا حصہ دھویا اس طرح دونوں قدموں کا نشان اس پتھر پر بن گیا۔ (صافی ج ۱، ص ۲۸۰)

﴿۱۰۰﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ مَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا فرمایا اس میں ہر خائف کو امن مل جاتا ہے بشرطیکہ اس پر حدود اللہ کی حد سے کوئی عائد نہ ہو اور اگر حد عائد ہوئی تو اسے پکڑ لیا جائے گا میں نے عرض کیا۔ کیا اس میں اللہ سے جنگ کرنے اور اس کے رسول سے جنگ کرنے اور زمین میں فساد پھیلانے والے ہی کیوں نہ ہوں فرمایا اس کی مثال بھی اسی طرح ہے کہ اس کو راستے سے پکڑ لیا جائے اور ایک بکری یا کوئی چیز لی جائے اور امام کو پیش کی جائے جو وہ چاہے پھر اس نے سوال کیا کہ اگر کوئی پرندہ حرم میں داخل ہو جائے تو کیا حکم ہے فرمایا اس کو نہ پکڑو اور نہ ہی اسے مس کرو اللہ فرماتا ہے و من دخله کان آمناً جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔

﴿۱۰۱﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا ہم دیکھتے ہیں قول خدا وَ مَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا یہ بیت ہے یا حرم ہے فرمایا جو حرم میں داخل ہوا لوگوں میں سے اس کا مستجیر ہو (پناہ لے) کر پس وہ

امن میں ہوگا اور جو بیت میں داخل ہو مومنین سے مستجیر ہو (پناہ لے) کہ وہ امن میں ہوگا اللہ کے غصہ سے اور جو داخل ہوگا وحشی درندہ اور چوپایا اور پرندہ وہ امن میں ہوگا اس میں اگر کوئی اسے ستائے یا تکلیف دے یہاں تک حرم سے باہر نکل جائے۔

﴿۱۰۲﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو مکہ میں مسجد الحرام میں داخل ہوا اور ہمارے حق کی معرفت رکھتا ہو اور ہمارے احترام کو جانتا ہو جس طرح کہ ہمارا حق ہے اور اسی طرح جیسے کعبہ کا احترام کرنا تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کی دنیا و آخرت کی مشکلات بھی آسان ہو جائیں گی اور خدا فرماتا ہے و من دخله كان آمنا جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔

مجرم بھی پناہ میں ہے

﴿۱۰۳﴾ مثنی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و من دخله كان آمنا جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا فرمایا کہ جب بندہ نے حرم سے باہر کوئی قصور کیا (چوری) پھر بھاگ کر حرم میں داخل ہو گیا تو کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اسے حرم کے اندر گرفتار کرے لیکن بازار میں اس سے لین دین بند کر دیا جائے اور کھانا پینا اسے نہ دیا جائے اور کوئی شخص اس سے بات بھی نہ کرے کہ ایسا کرنے سے امید ہے کہ وہ باہر نکلے گا اس وقت گرفتار کر لیا جائے اور اگر کسی نے حرم کے اندر جرم کا ارتکاب کیا ہو تو اس پر حرم کے اندر ہی حد جاری کی جائے گی۔

﴿۱۰۴﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا شکار میں پکڑا ہوا جانور اگر حرم میں داخل ہو جائے تو مقام حل سے تو فرمایا جب حرم میں داخل ہو جائے تو اسے ذبح نہیں کیا جائے گا بے شک اللہ فرماتا ہے اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔

﴿۱۰۵﴾ عمران حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و من دخله كان آمنا اور جب کوئی اس میں داخل ہو گیا امن میں آ گیا تو فرمایا جب کوئی شخص حرم سے باہر کوئی قصور کرے اور پھر بھاگ کر حرم میں داخل ہو جائے تو اسے کوئی شخص حرم میں گرفتار نہ کرے لیکن بازار میں اس سے لین دین بند کر دے اور کھانا پینا اسے نہ دیا جائے اور کوئی شخص اس سے بات نہ کرے پس ایسا کرنے سے امید ہے کہ وہ باہر نکل آئے گا اس وقت اسے گرفتار کر لیا جائے اور اگر کسی نے حرم کے اندر بھی جرم کیا ہے تو اس پر حرم کے اندر حد جاری کی جائے گی۔

﴿۱۰۶﴾ عبدالخالق صیقل کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و من كان دخله آمنا جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا فرمایا کہ تم نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے کہ جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا مگر اللہ نے چاہا پھر فرمایا کہ جو شخص اس گھر (بیت) کا ارادہ کر کے آئے اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ وہ خانہ خدا یہی ہے جس کے حج کا اللہ نے حکم دیا اور وہ ہم اہل بیتؑ

کے حق کو ایسے ہی پہچانتا ہو جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تو وہ دنیا و آخرت میں امن سے رہے گا۔

﴿۱۰۷﴾ علی بن عبدالعزیز کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں اس قول کے بارے آیـــات" بَیِّـنَـات" مَـقَامُ اِبْرَاهِیمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِناً اس میں آیات بینات ہیں مقام ابراہیمؑ ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا اور بے شک اس میں داخل ہوتے ہیں مرجی اور قدری اور حروری اور زندیق بھی وہ، وہ ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے فرمایا نہیں اور نہ ہی کرامتہ میں نے عرض کیا پس جو بھی داخل ہو میں آپ پر فدا ہوں فرمایا اور جو اس میں داخل ہوا اور وہ ہمارے حق کو پہچانتا ہو گا جیسا کہ وہ اس کی پہچان رکھتا ہے اور گناہوں سے آزاد ہو جائے گا اور اس کے لیے دنیا و آخرت کی مشکلات بھی آسان ہو جائیں گی۔

استطاعت والے پر حج فرض ہے

﴿۱۰۸﴾ ابراہیم بن علی نے عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن حسن بن علیؑ بن ابی طالب سے اس نے حسن بن محبوب سے اس نے معویہ بن عمار سے کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو اس پر جانے کی استطاعت رکھتے ہیں فرمایا یہ اس شخص کے لیے ہے جو مال اور صحت رکھتا ہو پس اگر وہ تجارت کی وجہ سے اسے ادا نہ کرے اور وہ وفات پا جائے تو وہ احکام اسلام میں سے ایک شریعت کے بڑے حکم کا تارک سمجھا جائے گا جس نے حج نہ کیا اور اگر کوئی شخص اسے دعوت دے کہ وہ اسے سوار کرے گا حج کرائے گا اور یہ شرم وحیا کی وجہ سے ایسا نہ کرے تو اس کے لیے اس کی گنجائش نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ نکلے اگرچہ ناک اور دم بریدہ گدھے پر بھی کیوں نہ سوار ہونا پڑے اور خدا فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ" عَنِ الْعَالَمِيْنَ اور جس نے کفر کیا انکار کیا تو بے شک اللہ تمام عالموں سے بے نیاز ہے۔ فرمایا جو اس کو ترک کرے گا اس نے کفر کیا پھر فرمایا بھلا وہ شخص کیونکر کفر کا مرتکب نہ ہو گا جبکہ شریعت کے ایک شرائع اسلام کو یہ ترک کر رہا ہے۔ خدا فرماتا ہے حج کے مہینے معلوم ہیں اور ان ہی میں حج فرض ہے اس میں رفث نہیں جماع نہیں اور نہ ہی گالی دینا ہے اور نہ ہی جنگ و جدال ہے حج کے دوران پس فرض کیا ہے لبیک کہنا قربانی کے جانوروں پر علامت لگانا اور اس کے گلے میں نشانی ڈالنا ہے اس میں سے جو کام بھی کرے گا حج واجب ہو جائے گا اور حج فرض نہیں ہوتا مگر ان ہی مہینوں میں جیسا کہ خدا فرماتا ہے حج کے مہینے معلوم ہیں۔

﴿۱۰۹﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں۔ نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور ولایت میں نے عرض کیا ان سے افضل کون سا ہے فرمایا ولایت ان میں سے افضل ہے کیونکہ وہ ان کی چابی ہے اور والی (صاحب ولایت) وہ ان پر خود دلیل ہوتا ہے میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کون سی چیز افضل ہے فرمایا نماز بے شک رسولؐ خدا نے فرمایا نماز تمہارے دین کا ستون ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سی چیز افضل ہے فرمایا زکوۃ ہے جو گناہوں سے بچاتی ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سی چیز

افضل ہے فرمایا حج ہے بے شک خدا فرماتا ہے وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً وَ مَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ اللہ کی طرف سے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو یہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو اس سے انکار کرے گا تو اللہ تمام عالموں سے بے نیاز ہے اور رسولؐ اللہ نے فرمایا اس کا ایک مقبول حج بیس نافلہ نمازوں سے بہتر ہے اور جو کوئی اس گھر کا طواف کرے اور اس کے سات چکر لگائے اور اچھے طریقے سے نماز پڑھے تو اس کی مغفرت ہوگی اور فرمایا یوم عرفہ اور یوم مزدلفہ میں جو کہے میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کیا کرے فرمایا پھر روزہ رکھے میں نے عرض کیا جو روزہ سے فارغ ہو جائے اور جمع ہو کر کیا ہے فرمایا رسولؐ خدا نے فرمایا روزہ جنت میں لے جاتا ہے جہنم سے بچاتا ہے پھر فرمایا بے شک افضل اشیاء جو ان کی ہیں اس کے علاوہ توبہ قبول نہیں ہوتی جو بھی اس طرح پلٹ کے آتا ہے اسی طرح ودیعت ہے اس کے لیے بے شک نماز، زکوٰۃ، حج اور ولایت فائدہ نہیں دے گی کوئی چیز اس کی ادائیگی کے بغیر اور بے شک روزہ چھوڑا جائے یا افطار کیا جائے یا اس میں مسافرت کرے اس مکان پر ادا کرے اس کے علاوہ ایام میں اور فدیہ دے ان گناہوں کا اور اس کی قضا اس پر نہیں ہے اور نہ ہی ان چاروں کی کوئی مثل ہے اس کی جزا اس مکان کے علاوہ نہیں ہے۔

﴿۱۱۰﴾ عمر اذینہ کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں و للّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو یعنی حج و عمرہ دونوں ہیں فرمایا اور لیکن اس میں حج و عمرہ دونوں ہیں کیونکہ دونوں فرض ہیں۔

﴿۱۱۱﴾ عبد الرحمٰن بن سیابہ کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و للّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو فرمایا جس کی صحت بھی ٹھیک ہو اور مال کی قوت بھی اسے حاصل ہو وہ استطاعت رکھتا کہ وہ حج کرے۔

﴿۱۱۲﴾ حدیث کنانی ہے کہ وہ کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا جو شخص اس بات پر قدرت رکھتا ہو کہ کچھ راستہ سوار ہو کر اور کچھ پیدل چل کر طے کرے تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے خدا فرماتا ہے و من کفر جو انکار کرے فرمایا جو حج ترک کرے۔

﴿۱۱۳﴾ ابو ربیع شامی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے پوچھا قول خدا کے بارے میں و للّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو تو فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں عرض کیا لوگ کہتے ہیں زادِ راہ اور سواری ہو تو ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا ابو جعفر باقرؑ سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ اس صورت میں تو وہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے کہ اگر ایک شخص کے پاس زادِ راہ اور سواری ہو یعنی اتنا ہو کہ اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کر سکے اور اس کے سبب سے لوگوں سے مستغنی ہو تو اگر اسے حج میں صرف کر دے تو کیا اہل و عیال کی قوت کے لیے لوگوں سے جا کر بھیک

مانگے اور اس طرح وہ در بدر مارا مارا پھرے اس پر میں نے عرض کیا سبیل سے کیا مراد ہے فرمایا مال میں وسعت کہ اس کے ایک حصے سے حج کرے اور اس کا ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لیے باقی رکھے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے زکوٰۃ کو اس پر واجب نہیں کیا مگر اس پر واجب ہے کہ جس کے پاس کم از کم دوسو درہم ہوں (صافی ج ۱، ص ۲۸۲) میں فیض کاشانی لکھتے ہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس اتنا مال ہو جس سے وہ اپنے بچوں کی خبر گیری کر سکے اگر ان پر یہ واجب کیا جاتا ہے کہ اس مال کو وہ زادِ راہ اور سواری میں اٹھا دیں پھر وہ اپنے اہل وعیال کی قوت کے لیے لوگوں سے بھیک مانگتے پھرے تو یہ صورت لوگوں کی بربادی کا موجب ہوتی۔

﴿۱۱۴﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ سے میں نے عرض کیا کہ ایک شخص کو حج کرانے کی پیش کش کی گئی ہو تو وہ حج کے لیے مستطیع ہے فرمایا ہاں اس میں وہ تاخیر نہ کرے اگر چہ اسے ایسے گدھے پر جس کی ناک اور دم کٹی ہوئی ہو کچھ سفر سواری پر اور کچھ پیدل کرنا پڑے تو وہ اس پر عمل کرے۔

﴿۱۱۵﴾ ابو اسامہ زید شحام نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں و لله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو۔ میں نے سوال کیا یہ سبیل کیا ہے فرمایا اس کے پاس اتنا ہو جس سے حج بجا لا سکے پھر وہ اس کے لینے سے اعراض کرے تو کیا وہ بھی استطاعت کے زمرہ میں ہوگا فرمایا وہ بھی استطاعت کے زمرہ میں آجائے گا چاہے اسے ایک ایسے گدھے پر سوار ہو کر بھی جانا پڑے جس کی ناک کٹی ہو اور کچھ راستہ پیدل چلنے کی بھی طاقت رکھتا ہو تب بھی وہ مستطیع ہوگا اور اسے یہ کام انجام دینا چاہیے میں نے عرض کیا خدا فرماتا ہے و من کفر جو انکار کرے کیا وہ یہی حج ہے فرمایا ہاں فرمایا وہ کفر نعم کرتا ہے اور فرمایا دوسری حدیث میں کہ جو اسے ترک کرتا ہے۔

﴿۱۱۶﴾ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں من استطاع الیه سبیلا جو اس کی استطاعت رکھتا ہو فرمایا کہ اگر کسی کے پاس سواری نہ بھی ہو تو پیدل چل کر جائے میں نے عرض کیا اسے اس کی قدرت نہ ہو تو فرمایا کچھ پیدل چلے اور کچھ سوار ہو کر جائے میں نے عرض کیا اس کی بھی وہ قدرت نہیں رکھتا تو فرمایا بعض لوگوں کی خدمت یا نوکری اختیار کرے اور ان کے ساتھ جائے۔

﴿۱۱۷﴾ عبد الرحمٰن بن حجاج کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و لله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے فرمایا بدنی لحاظ سے صحت مند ہو اور مالی طاقت بھی رکھتا ہو۔

﴿۱۱۸﴾ اور روایت حفص اعور میں ہے کہ امامؑ نے فرمایا بدن کی طاقت رکھتا ہو اور مال میں آسانی اور تونگری بھی رکھتا ہو۔

اللہ سے ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے

﴿۱۱۹﴾ حسین بن خالد کہتے ہیں ابوالحسنؑ اوّل نے فرمایا اس آیت کی قرائت کس طرح ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ اے ایمان والے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے مگر تمہیں موت نہ آئے مگر تم مسلمان ہو کے مرنا اس سے مراد کیا ہے میں نے عرض کیا مسلمان ہو کر فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں ایمان کی توفیق دیئے ہے اور تمہارا نام مومن ہی رکھا ہے پھر اسلام کا درجہ اور ایمان اسلام سے بلند ہے میں نے عرض کیا اس کی قرائت اس میں زیادہ ہے فرمایا بے شک اس میں قرائت ہے علیؑ اور وہ یہ تنزیل ہے جو جبرائیلؑ محمدؐ پر لے کر نازل ہوئے ہیں مگر یہ کہ تم مسلمان ہو کر ہی مرنا رسولؐ پر ایمان لاتے ہوئے اور پھر ان کے بعد امام پر۔

﴿۱۲۰﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے فرمایا اس کی اطاعت کرو اس کی نافرمانی نہ کرو اس کا ذکر کرو اور اس کو نہ بھولو اور اس کی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کا انکار نہ کرو۔

﴿۱۲۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ اللہ سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے کے متعلق سوال کیا تو فرمایا یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے۔ میں نے عرض کیا اس کی ناسخ کون سی آیت ہے فرمایا اِتَّقُوْا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اللہ سے ڈرو جس قدر تم میں استطاعت ہو۔

اللہ کی رسی تھام لو

﴿۱۲۲﴾ ابن یزید کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو، فرمایا علی بن ابی طالبؑ اللہ کی مضبوط رسی ہیں۔

﴿۱۲۳﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا آل محمدؐ اللہ کی رسی ہیں اللہ نے اس کا حکم دیا کہ تم اسی رسی کو تھامے رہو خدا فرماتا ہے و اعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا و لا تفرقوا تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور گروہ گروہ نہ ہو۔

گڑھے سے بچایا

﴿۱۲۴﴾ محمد بن سلیمان بصری دیلمی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے وَ کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِنْھَا اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے پس اس نے تم کو اس سے بچا لیا فرمایا کہ اس سے مراد محمدؐ ہیں۔

﴿۱۲۵﴾ ابوالحسن علی بن محمد بن میثم کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا لوگو تمہیں بشارت ہو کہ اللہ نے تم پر عظیم احسان کیا۔ خدا

فرماتا ہے و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذ کم منھا اور تم دوزخ کے کنارے کھڑے تھے پس اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ پس اس نے تمہیں بچالیا یہ اللہ کی طرف سے ھبہ ہے اور اللہ دیا ہوا ھبہ واپس نہیں لیتا۔

﴿۱۲۶﴾ ابن ہارون کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ کے سامنے جب بھی نبیؐ کا ذکر آتا تو فرماتے تھے میرے ماں باپ اور میری جان میری قوم اور میری عترت (نسل) ان پر قربان ہو مجھے اہل عرب پر حیرت ہے اس حالت پر کہ کیوں وہ رسولؐ اللہ کا احترام نہیں کرتے ان پر وہ بڑا احسان ہے خدا کی قسم خدا فرماتا ہے اور تم دوزخ کے کنارے کھڑے تھے پس اس نے تمہیں اس سے بچالیا یعنی رسولؐ اللہ کے ذریعے خدا کی قسم بچالیا۔

خیر کی طرف دعوت

﴿۱۲۷﴾ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ لْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ" يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور لازم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں جو نیکی کی طرف بلائیں اور نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں فرمایا کہ اس آیت میں اہل قبلہ کی تکفیر کی گئی ہے جو گناہ کرتے ہیں اس میں وہ بے شک دعوت نہیں دے سکتے خیر کی طرف اور امر معروف (نیکی) کی اور منع کرنے برائی سے مسلمین میں سے پس اس امت میں یہ صفت اللہ کی طرف سے موجود نہیں ہے حالانکہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ بے شک تمام مسلم امت محمدؐ کے لیے ہے اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی اور بے شک جس میں یہ وصف امت محمدؐ سے ہے وہ دعوت دے سکتا خیر کی اور امر معروف (نیکی) کی اور منع کرنا برائی سے اور جس میں یہ صفت ہی نہ پائی جاتی ہو وہ کیسے اس سے موصوف ہو سکتا ہے پس وہ اس امت سے کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ وہ اس کے خلاف کر رہا ہے جو اللہ کی طرف سے شرط ہے اس امت پر اور اس کی صفتیں ہیں۔

خیر کی طرف نکالنا

﴿۱۲۸﴾ حماد بن عیسیٰ نے بعض اصحاب سے روایت کیا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا علیؑ کی قرأت میں ہے كُنْتُمْ خَيْرَ آئِمَةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ تم بہترین آئمہ ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہو تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو فرمایا اس سے مراد ہم آل محمدؐ ہیں۔

﴿۱۲۹﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک یہ آیت نازل ہوئی محمدؐ پر اور یہ ان کے بارے اور اوصیاء خاصہ کے بارے ہے۔ خدا فرماتا ہے تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہو تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ یہ خدا نے نازل کیا جبرائیلؑ پر اور وہ ان پر لائے اس سے مراد محمدؐ اور اس کے اوصیاءؑ ہیں۔

﴿۱۳۰﴾ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہو تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو فرمایا یعنی وہ امت ہے کہ جس کے متعلق حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ اس میں امت مسلمہ بھیج اللہ نے اس میں بھیجی اور اس کی طرف سے ہے اور وہ امت وسط ہے اور وہی بہترین امت ہے جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔

حبل دو ہیں

﴿۱۳۱﴾ یونس بن عبدالرحمن نے بعض اصحاب سے مرفوع نقل کیا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاس مگر اللہ کی رسی اور لوگوں کی رسی کی پناہ میں آئیں فرمایا اللہ کی رسی کتاب اللہ ہے اور لوگوں کی رسی وہ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب ہیں۔

انبیاء کو ناحق قتل کرنے والے

﴿۱۳۲﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادق نے اس آیت کی تلاوت کی ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِآیَاتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے گزر جاتے تھے فرمایا خدا کی قسم ان لوگوں نے ہاتھ اور تلوار سے انبیاء کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کی باتوں کو پھیلا اوران کے رازوں کو ظاہر کیا تھا جس کی وجہ سے وہ گرفتار ہوئے اور قتل کر دیئے گئے پس قتل سرکشی اور نافرمانی ان لوگوں کی طرف منسوب ہوئی جنہوں نے اس کا راز افشا کیا تھا۔

بدر میں اللہ کی مدد

﴿۱۳۳﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ کے پاس یہ آیت پڑھی وَ لَقَدْ نَصَرَ کُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ" بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی تھی حالانکہ تم کمزور تھے فرمایا ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا اس وقت اللہ نے انہیں نازل کیا اور تم اس وقت بہت قلیل تھے۔

﴿۱۳۴﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا میں نے اپنے والد سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں و لقد نصر کم اللہ ببدر و انتم اذلۃ بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی حالانکہ تم کمزور تھے تو فرمایا نہیں نازل کیا ان کو اللہ نے مگر جب تم کمزور تھے اس وقت اللہ نے اپنے رسولؐ پر بہت سے فرشتے نازل کیے جب تم بہت تھوڑے تھے عیسیٰ نے صفوان سے اس نے ابن سنان سے بھی بیان کیا ہے۔

﴿۱۳۵﴾ ربعی بن حریز کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے بے شک اس آیت کو پڑھا و لقد نصر کم اللّٰہ ببدر و انتم اذلۃ یعنی ضعفا بے شک اللہ نے تمہاری مدد کی جب بدر کے دن جس وقت تم کمزور تھے یعنی ضعیف تھے۔ فرمایا کہ جس وقت تم کمزور تھے اور رسولؐ اللہ بھی تم میں موجود تھے ان پر اور ان کی آلؑ پر سلامتی ہو۔

﴿۱۳۶﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا جس وقت ملائکہ نازل ہوتے تھے اس وقت ان کے سروں پر سفید عمامے تھے۔

﴿۱۳۷﴾ اسماعیل بن ہمام کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے قول خدا کے بارے میں مُسَوِّمِینَ نشان کرنے والے فرمایا جس وقت وہ رسولؐ اللہ پر نازل ہوئے تو انہوں نے عمامے باندھے ہوئے تھے اور ان کا ایک سرا آگے کو تھا اور دوسرا پیچھے کو لٹکا ہوا تھا یعنی دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔

﴿۱۳۸﴾ ضریس بن عبدالملک کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ بے شک ملائکہ محمدؐ کی نصرت کے لیے بدر کے دن نازل ہوئے تھے وہ واپس نہیں گئے اور نہ ہی جائیں گے جب تک کہ وہ صاحب امر کی نصرت نہ کرلیں اور ان کی تعداد پانچ ہزار ہے۔

تمہیں اختیار نہیں

﴿۱۳۹﴾ جابر جعفی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ کے سامنے اس قول خدا کو پڑھا لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ" کہ اس معاملہ میں تمہارا کوئی اختیار نہیں فرمایا کیوں نہیں خدا کی قسم اس معاملہ میں آنحضرتؐ کو اختیار تھا اور ہر چیز کا اختیار تھا اس کا وہ مطلب نہیں ہے جدھر تمہارا خیال گیا ہوا ہے بلکہ میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ بے شک اللہ نے اپنے نبیؐ کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ وہ بے شک علیؑ کی ولایت کو لوگوں پر ظاہر کریں تو انہوں نے اپنی قوم کی عداوت کی فکر اور بغض کے بارے میں سوچنا شروع کیا تھا اور یہ عداوت وحسد ان لوگوں کی اس وجہ سے تھی کہ خدا تعالیٰ نے علیؑ کو تمام صفتوں میں ان پر فضیلت دی تھی۔ رسولؐ خدا ان کی عداوت کی وجہ سے دل تنگ تھے اور جمیع خصال ان میں تھیں کہ وہ سب سے پہلے رسولؐ اللہ پر ایمان لائے ان کے ارسال کیے جانے پر انہوں نے لوگوں کے مقابلے میں اللہ اور رسولؐ کی مدد کی تھی اور ان لوگوں کو قتل کیا تھا جو ان کے دشمن تھے اور وہ شدید بغض رکھتے تھے وہ سب ان کے مخالف تھے اور وہ فضیلت وعلم ان کو کیوں دیا گیا جو کسی اور کو نہ دیا گیا اور جو مناقب ان کے تھے وہ احاطہ کرنے سے باہر تھے جن سے انہیں شرف ملا تھا تو نبیؐ اس لیے اس فکر میں تھے کہ ان خصلتوں کی وجہ سے ان کی قوم ان کی دشمن ہے اور ان سے سخت حسد کیے ہے تو ان کے دل میں اسی کی فکر تھی تو اس وقت اللہ نے انہیں خبر دی کہ بے شک تمہیں اس معاملہ اور اس حکم کے بارے میں کچھ اختیار نہیں ہے بے شک خدا کا حکم اس بارے میں یہ ہے کہ علیؑ کو اپنا وصی اور اپنے بعد ولی امر بنا دو یہ اللہ نے انہیں فراہم کیا تھا اور کیسے انہیں اس چیز کا امر نہ ہوتا اور بے شک اللہ نے انہیں یہ تفویض کیا تھا کہ وہ جس چیز کو حلال قرار دیں حلال ہے اور وہ جس کو حرام قرار دیں وہ حرام ہے۔ خدا فرماتا ہے مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو کچھ رسولؐ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں رک جاؤ۔

﴿۱۴۰﴾ جابر کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے عرض کیا اللہ نے اپنے نبیؐ سے کہا خدا فرماتا ہے **لیس لک من الامر شیء** تمہیں اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں اس کی میرے لیے تفسیر بیان کریں تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا ضرور اس چیز کا اللہ نے حکم دیا اور ضرور اللہ نے اس چیز کا ارادہ کیا اے جابر بے شک رسول اللہ یہ چاہتے تھے کہ علیؑ لوگوں پر میرے بعد خلیفہ ہو جائیں اور اللہ نے ان کی مخالفت کرنے والے لوگوں کے متعلق آگاہ کیا تھا جو رسول اللہ کا ارادہ تھا میں نے عرض کیا تو پھر اس کے یہ معنی ہیں فرمایا ہاں یہی حکم اس کا اللہ نے اپنے رسول کو دیا تھا **لیس لک من الامر شیء** کہ تمہیں اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں اے محمدؐ یہ امر علیؑ کے متعلق ہے اور کسی غیر کے لیے نہیں تم تلاوت کر دو جو تم پر نازل ہوا ہے۔ اے محمدؐ جو اس کتاب میں نازل ہوا ہے جو تم پر نازل کیا گیا ہے **آلم احسب الناس أن یترکوا ان یقولوا آمنا و هم لا یفتنون الی قول فلیعلمن** فرمایا اللہ نے یہ امر رسول اللہ کو تفویض کیا تھا۔

﴿۱۴۱﴾ جری کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک اسے اس طرح بھی پڑھا گیا ہے۔ **لیس لک من الامر شیء** انہیں کسی چیز میں کوئی اختیار نہیں اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ خواہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب دے پس یقیناً وہ ظالم ہیں اسے اس طرح بھی پڑھا گیا ان یتب (تتوب) علیهم او تعذبهم (یعذبهم) فهم ظالمون.

جنت کی وسعت

﴿۱۴۲﴾ داؤد بن سرحان نے کہا کہ ایک شخص نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے وَ سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اور جلدی کرو اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی طرف جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ فرمایا کہ وہ اس قدر وسیع ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دیا کہ دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے کنارے تک وسیع ہے۔

استغفار کرنے والے

﴿۱۴۳﴾ ابوعمرو زبیری کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو اپنے نفس کو ابلیس کی طرف مائل کرنے اور اس کی مثال بننے سے باز رکھتا ہے اپنے دین کے معاملے میں اور کتاب اللہ میں ہلاکت سے نجات موجود ہے اور اندھے پن سے بصارت ہے اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والی دلیل موجود ہے اور دلوں میں لگی بیماری کو دور کرنے کے لیے شفا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ توبہ کے ساتھ استغفار کرو خدا فرماتا ہے وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ اور وہ لوگ جب کوئی بدکاری یا فحاش کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں (مغفرت طلب

کرتے ہیں) اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ اس پر اصرار نہیں کرتے حالانکہ وہ جانتے ہیں اور خدا فرماتا ہے وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور جو کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ مغفرت کرنے والا رحیم ہے (نساء:۱۱۰) پس اسی کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ استغفار کریں اور یہ شرط توبہ کے ساتھ رکھی ہے اور محرمات خدا سے بچنا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ اچھے عمل اسی کی طرف جاتے ہیں اور عمل صالح ان کو بلند کرتے ہیں (فاطر:۱۰) اور یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ استغفار ہرگز بلند نہیں ہوتی اللہ کی طرف مگر یہ کہ اس کے عمل صالح اور توبہ ہو۔

﴿۱۴۴﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں و من یغفر الذنوب الا اللہ و لم یصروا علی ما فعلوا و ھم یعلمون اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا اس پر وہ اصرار نہیں کرتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ تو فرمایا کہ جب بندہ گناہ پر اصرار کرتا ہے اور استغفار نہیں کرتا اور نہ ہی اپنے نفس کو توبہ کی طرف مائل کرتا ہے پس یہی اس کا اصرار ہے۔

دنوں کا ھیر پھیر

﴿۱۴۵﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ہم ان ایام کو ادلتے بدلتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان فرمایا یہ ایک دوسرے کو زوال کا سلسلہ آدمؑ کی تخلیق سے شروع ہے کبھی اللہ والوں کی حکومت ہوتی ہے اور کبھی شیطان و ابلیس والوں کی پس اللہ والوں کی حکومت کب قائم ہوگی تو وہ اس وقت قائم ہوگی جب قائم آل محمدؑ آئیں گے تو مکمل ان ہی کی حکومت ہوگی۔

﴿۱۴۶﴾ حسن بن علی وشا اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ میں ابو عبداللہ صادقؑ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا خدا کی قسم یہ تمہارا امتحان ہے خدا کی قسم یہ تمہیں الگ کرنا ہے خدا کی قسم اس میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ ہوگی یہاں تک کہ تم میں کچھ بھی باقی نہ رہے گا مگر اندر میں نے کہا یہ اندر کیا ہے تو فرمایا بیدر یعنی مگر زرخ کے ساتھ اور وہ بے شک وہ کھانا ہے جو ایک آدمی کے اندر داخل ہوتا ہے اس طین سے اس کی طرف پھر اس سے نکل جاتا ہے بے شک اس سے بعض کھاتے ہیں بعض سے اور یہ ختم نہیں ہوتا پھر اسی طرح ہو جاتا ہے پھر نکل آتا ہے یہاں تک کہ یہ عمل جاری رہتا ہے اور یہ تین دفعہ فرمایا یہاں تک کہ باقی رہتا ہے اور اس کا کسی چیز میں نقصان نہیں ہے۔

جھاد کرنے نہ کرنے والوں کو اللہ جانتا ھے

﴿۱۴۷﴾ داؤد رقی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو گے حالانکہ ابھی تک اللہ نے ان لوگوں کو

جانا نہ تھا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا فرمایا بے شک اللہ ان کو جانتا ہے جب سے وہ پوشیدہ تھے ان کے بنانے سے پہلے بھی جانتا تھا اور وہ سب اس وقت عالم ذر میں تھے اور اللہ اس چیز کو جانتا تھا کہ کون کون ان سے جہاد کرے گا اور کون جہاد نہ کرے گا جیسا کہ وہ ان کی موت کے واقع ہونے سے پہلے ان کی موت سے واقف تھا کہ ان کو موت دوں گا جبکہ موت ان کو دکھاتا ہے ان کی زندگی کی حالت میں۔

رسولؐ مر جائے یا قتل ہو تو تم پھر جاؤ گے

﴿۱۴۸﴾ حنان سدیر نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ لوگ نبیؐ کی وفات کے بعد پلٹ گئے تھے مگر تین نہ پلٹے تھے۔ میں نے عرض کیا وہ تین کون تھے فرمایا مقداد و ابوذر و سلمان فارسی پھر اس کے بعد ان لوگوں میں بصیرت و معرفت پلٹ آئی پھر فرمایا یہی وہ تھے جن کے ارد گرد ایمان گھومتا تھا انہوں نے امیر المومنینؑ کے علاوہ کسی کی بیعت نہ کی یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ جب امیر المومنینؑ کو مجبور کیا گیا تو انہوں نے مصالحت مجبور ہو کر کرلی اور یہ قول خدا ہے وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ نہیں ہیں محمدؐ مگر رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں پس اگر وہ مر جائیں یا قتل کیے جائیں تو کیا تم اپنے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز کچھ نقصان نہ پہنچائے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔

﴿۱۴۹﴾ فضل بن یسار کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک رسول اللہؐ کی وفات کے بعد تمام لوگ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے مگر چار شخص کامل قائم رہے علیؑ اور مقداد اور سلمان فارسی اور ابوذر میں نے عرض کیا عمار کیا ہوئے فرمایا اگر وہ ان لوگوں میں پسند ہیں لیکن وہ ان میں کسی چیز میں شامل نہیں پس وہ یہی تین ہیں۔

﴿۱۵۰﴾ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں میں نے سنا امیر المومنینؑ نے فرمایا انہوں نے بیان کیا جمل کے دن اے لوگو بے شک اللہ عزت والے نے کہ وہ کسی نبیؐ کو اس وقت تک قطع نہیں کرتا جب تک اس کی طرح ان کی امت میں ہدایت کرنے والا نہ آجائے اور وہ اسی کی سیرت پر چلنے والا ہوتا ہے اور تبدیل کر دیتا ہے عالم کو حق کے راستے کے لیے اور یہ اللہ کا فرض ہے لوگوں پر پھر اس آیت کو پڑھا و ما محمدا لا رسول قد خلت محمدؐ صرف ایک رسول ہیں جو گزر گئے ہیں۔

﴿۱۵۱﴾ عمرو بن ابو مقدام نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے ابو جعفر باقرؑ سے عرض کیا کہ عام لوگوں کا خیال ہے کہ بے شک ابوبکر کی بیعت کی گئی تھی اس پر لوگوں کا اجماع ہوا تھا یہ اللہ کی رضا تھی اور اللہ نہیں چاہتا تھا کہ محمدؐ کے بعد لوگوں میں فتنہ کھڑا ہو آزمائش کی گھڑی آجائے تو ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا اور تم کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے ہو کیا اللہ یہ نہیں فرما رہا ہے و ما محمدا لا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم نہیں ہیں محمدؐ مگر رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں

پس اگر وہ مر جائیں یا قتل کیے جائیں تو کیا تم اپنے الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے پیچھے کی طرف میں نے ان سے عرض کیا لوگ تو اس کی دوسری تفسیر بیان کرتے ہیں تو فرمایا کیا اللہ نے تمہیں اس بات کی خبر نہیں دی ان لوگوں کے بارے میں جو پہلے انبیاء کی امتیں تھیں کہ انہوں نے آپس میں اختلاف کیا جبکہ ان کے پاس واضح دلیلیں آچکی تھیں۔ اللہ فرماتا ہے و آتینا عیسیٰ ابن مریم البینات و ایدناہ بروح القدس سے لے کر فمنھم من آمن و من کفر اور ہم نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو واضح نشانیاں دیں اور ہم نے روح القدس کے ذریعے اس کی مدد کی۔ ان میں سے کچھ ایمان لائے اور کچھ نے کفر اختیار کیا اور اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بے شک اصحاب محمدؐ نے بھی ان کے بعد آپس میں اختلاف کیا اور ان سے کچھ تو ایمان لائے اور کچھ نے کفر اختیار کیا۔

﴿۱۵۲﴾ عبدالصمد بن بشیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبیؐ فوت ہوئے یا قتل کیے گئے ہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کیے جائیں تو تم پچھلے پاؤں پیچھے کی طرف پھر جاؤ گے فرمایا نبیؐ کو موت سے پہلے زہر دیا گیا تھا اور ان دو عورتوں نے موت سے پہلے یہ حرکت کی تھی تو ہم صحابہ نے کہا وہ دونوں اور ان دونوں کے باپ اللہ کی مخلوق میں بدترین تھے۔

﴿۱۵۳﴾ حسین بن منذر کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں سوال افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کیے جائیں تو تم پچھلے پاؤں پیچھے کی طرف پھر جاؤ گے یعنی قتل ہوں یا موت آجائے فرمایا یعنی ان کے اصحاب کچھ ایسا ہی کریں گے اور کچھ ایسا نہ کریں گے۔

گزشتہ انبیاءؑ کے ساتھی ثابت قدم تھے

﴿۱۵۴﴾ منصور بن ولید صیقل کہتے ہیں بے شک میں نے ابو عبداللہ صادقؑ جعفر بن محمدؐ سے سنا انہوں نے یہ آیت پڑھی وَ كَاَيِّنۡ مِّنۡ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌا اور کتنے نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جہاد کیا فرمایا وہ ہزار ہا اور ہزار ہا تھے پھر فرمایا ہاں خدا کی قسم وہ اللہ کے راستہ میں قتل ہو گئے۔

﴿۱۵۵﴾ حسین بن ابو علا کہتے ہیں ابو عبداللہ صادق کے پاس ایک دفعہ جنگ احد کے دن کا ذکر ہوا تو فرمایا اس جنگ میں رسولؐ اللہ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے اور اگر چہ ان کے ساتھی اس وادی سے فرار ہو گئے تھے اور پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے اور رسولؐ ان کو بلاتے تھے جو یہاں سے بھاگ گئے تھے لیکن کسی کو آنحضرتؐ کی آواز سننے کی ہوش ہی نہ تھی اس نافرمانی پر اللہ نے انہیں غم پر غم دیا پھر ان پر اونگھ کو مسلط کر دیا میں نے عرض کیا اونگھ سے کیا فائدہ ہوا فرمایا جب وہ اونگھ سے بے دار ہوئے تو ان کے ہوش ٹھکانے لگ گئے اور انہوں نے کہا کہ رسولؐ خدا کو چھوڑ کر ہم نے کفر کیا ہے اس وقت ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر اپنے خدا ہبل کو آواز دی کہا اعل ھبل (ہبل کی جے) پس رسولؐ خدا نے اسی دن جواب میں فرمایا اللّٰہ اَعۡلٰی وَ اَجَل اللہ ہی بلند و برتر ہے اور اسی میں رسولؐ اللہ کے دانت شہید

ہوئے تھے اور شکستہ ہوئے تھے تو رسولؐ خدا نے دعا کی کہ اے میرے رب تو نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا وہ پورا فرما ورنہ کوئی عبادت نہ کرے گا اللہ نے پورا فرمایا اور رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ تم کہاں تھے تو عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ زمین کے ساتھ ملا ہوا تھا پس فرمایا وہ تمہارا گمان تمہارے ساتھ ہے پس فرمایا اے علیؑ میرے پاس غسل کا پانی لے آؤ علیؑ نے ایک بڑے برتن میں دیا پس جب رسولؐ خدا کو عافیت ہوئی تو فرمایا کہ وہ پانی مجھے دو میں نے دیا پھر اس پانی سے رسولؐ خدا نے اپنے چہرے کو دھویا اور خون صاف کر دیا۔

شیطان نے پھسلایا

﴿۱۵۶﴾ زرارہ وحمران ومحمد بن مسلم کہتے ہیں کہ دونوں امام باقرؑ یا صادقؑ سے قول خدا کے بارے اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا سوائے اس کے نہیں کہ شیطان نے ان سے بعض کو بعض کے سبب پھسلا دیا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے فرمایا اس سے مراد عقبہ بن عثمان اور عثمان بن سعد بھی شامل تھے۔

﴿۱۵۷﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت لوگ نبی کو چھوڑ گئے تھے احد کے دن تو رسولؐ اللہ نے آواز کی اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے تمام دینوں پر ظاہر کرے گا تو بعض منافقین نے کہا جن کے امام نے نام بھی لیے تھے تو وہ کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ مذاق کیا گیا اور ہمیں رسوا کیا گیا ہے۔

﴿۱۵۸﴾ عبدالرحمان بن کثیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا انما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا سوائے اس کے نہیں کہ شیطان نے ان سے بعض کو ان کے بعض اعمال کی وجہ سے ان کو پھسلا دیا فرمایا وہ وہ اصحاب تھے جو بھاگ گئے تھے۔

موت و قتل الگ ہیں

﴿۱۵۹﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ اور اگر تم راہ خدا میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو مجھ سے فرمایا اے جابر کیا تم جانتے ہو کہ سبیل اللہ کیا ہے عرض کیا میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ آپ سے سننا چاہتا ہوں تو فرمایا سبیل اللہ علیؑ اور اس کی ذریت ہیں اور جو ان کی ولایت میں قتل ہوگا تو اللہ کے راستہ میں قتل ہوا اور جو ان کی ولایت میں فوت ہوا وہ اللہ کے راستہ میں فوت ہوا ہے۔

مسئلہ رجعت

﴿۱۶۰﴾ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے بہتر نہ سمجھا کہ ابوجعفر باقرؑ سے رجعت کے متعلق سوال کروں میں نے اپنے پوشیدہ ذہن میں سوچا کہ میں اس مسئلہ کو اس لطیف طریقہ سے دریافت کروں گا کہ اس سے اپنی حاجت پوری کر سکوں ایک دن میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ کیا کوئی قتل کیا جائے تو اس پر موت واقع ہوگی تو فرمایا نہیں موت موت ہے اور قتل قتل ہے میں نے عرض کیا جو کوئی قتل ہو جاتا

اس پر موت واقع نہیں ہوتی فرمایا اللہ کا قول سچا ہے تیرے قول سے ان دونوں کے درمیان قرآن میں فرق موجود ہے۔ فرماتا ہے افائن مات او قتل کیا وہ اگر مرجائیں یا قتل ہوجائیں خدا فرماتا ہے لئن متم او قتلم لَا الی اللّٰہ تُحشَرُونَ اگر تم مرجاؤ یا قتل ہوجاؤ تو تم ضرور اللہ کے حضور محشور ہو گے اور کیا تو نے اس طرح کا مطالعہ نہیں کیا ہے اے زرارہ کہ موت موت ہے اور قتل قتل ہے میں نے عرض کیا بے شک خدا فرماتا ہے کل نفس ذائقة الموت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے فرمایا جو قتل ہوا اس نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا پھر فرمایا کہ اس نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا وہ پلٹ کر آئے گا اور موت کا ذائقہ چکھے گا۔

﴿۱۶۱﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے ولئن متم او قتلتم لا لی اللّٰہ تحشرون اگر تم مرجاؤ یا قتل ہوجاؤ تو تم ضرور اللہ کے حضور محشور ہو گے اور بے شک اللہ فرماتا ہے کل نفس ذائقة الموت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک اللہ کے ہاں ان میں فرق ہے۔ پھر فرمایا کیا کسی شخص کو کوئی قاتل کہے گا اگرچہ اس کا بھائی قتل ہوا ہو عرض کیا ہاں فرمایا پس اگر کسی کو موت آ جائے تو کسی کو قاتل کہیں گے عرض کیا نہیں فرمایا مگر اس کیفیت سے ان دونوں کے درمیان فرق ہے جو اللہ نے رکھا ہے۔

﴿۱۶۲﴾ عبداللہ بن مغیرہ نے بیان کیا کہ جابر نے ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و لئن قتلتم فی سبیل اللّٰہ او متم اگر تم قتل ہوجاؤ اللہ کے راستے میں یا مرجاؤ فرمایا کیا جانتے ہو اے جابر کہ سبیل اللہ کیا ہے میں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم مگر یہ چاہتا ہوں کہ آپ اسے بیان کریں پھر فرمایا سبیل اللہ سے مراد علیؑ اور اس کی ذریت ہے پس جو بھی ان کی ولایت رکھتے ہوئے قتل ہوگا وہ اللہ کے راستے میں قتل ہوا اور جو ان کی ولایت رکھتے ہوئے مرجائے گا وہ اللہ کے راستے میں مرا ہے کوئی بھی ایسا مومن اس امت میں نہیں ہے مگر یہ کہ وہ قتل بھی ہو اور اسے موت بھی آئے۔ فرمایا جو بھی یہاں قتل ہوگا وہ زندہ کیا جائے گا یہاں تک کہ اسے موت آ جائے اور جو بھی مرجائے گا اسے زندہ کیا جائے گا یہاں تک کہ اسے قتل کیا جائے۔

مشورے کا حکم

﴿۱۶۳﴾ صفوان کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن خالد کے حاضر ہونے کے لیے علی رضاؑ جن کی کنیت ابوالحسنؑ ہے اجازت لی اور میں نے امام کو آگاہ کیا کہ وہ شخص کہتا ہے کہ میں ان سے ملاقات کر کے وضاحت چاہتا ہوں اور مغفرت طلب کرنا چاہتا ہوں تو فرمایا کہ اسے لے آؤ پس میں اسے لے آیا اور اس نے کہا میں آپ پر قربان ہوجاؤں یہ شخص محمد بن خالد اس نے میرے بارے میں مبالغہ آرائی کی ہے اور میری ذات کے بارے میں اسراف کیا ہے اور آنکھ کے اشاروں سے نقلیں اتارتا رہا ہے اب وہ کہتا ہے میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اس غلطی پر جو مجھ سے ہوئی ہے اور چاہتا ہوں کہ آپؑ میرا عذر قبول کریں اور خدا کے حضور میرے لیے مغفرت طلب کریں۔ تو فرمایا ہاں میں تیرا عذر قبول کرتا ہوں اور اگر یہ قبول نہ کروں تو یہ تیری بات کے غلط ہونے کی دلیل ہوگا اور اپنے ہاتھ سے میری طرف

اشارہ بھی کیا اور فرمایا کہ جیسا کہ تیرے بارے میں دوسرے لوگ کہتے ہیں یعنی جو مخالف ہیں خدا فرماتا ہے اپنے نبیؐ سے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر تم تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چلے جاتے اور ان کے قصور معاف کرو ان کے لیے مغفرت طلب کرو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ کرو پھر اس نے میرے باپ سے سوال کیا اور اس کی خبر دی اور اس کے لیے اس طرح مغفرت کی دعا کی۔

نبیؐ سخت مزاج نہ تھے

﴿۱۶۴﴾ صفوان جمال نے ابوعبداللہ صادقؑ سے اور سعد اسکاف نے ابوجعفر باقرؑ سے روایت کی کہ ایک دفعہ ایک بدوی اعرابی بنی عامر کے قبیلہ کا آیا اور اس نے نبیؐ کے بارے میں پوچھا اس وقت آپ موجود نہ تھے تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تفریح کے لیے باہر گئے ہیں وہ ڈھونڈتا رہا آپؐ نہ مل سکے کسی نے کہا کہ منیٰ میں ہیں وہ ڈھونڈتا رہا کسی نے کہا عرفات میں ہیں تو وہ ڈھونڈتا رہا مگر نہ ملے پھر اس سے کہا گیا کہ وہ مشعرالحرام میں ہوں گے اس نے کہا کہ مجھے نبیؐ کا حلیہ بتائیں تاکہ میں ہر ایک سے سوال نہ کرتا پھروں تو لوگوں نے کہا اے اعرابی نہ تو ان کا قد لمبا ہے اور نہ چھوٹا اور نورانی چہرہ ہے بال گھنے ہیں پیشانی وسیع اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی جگہ سفید ہے۔ ناک بلند جبیں وسیع داڑھی گھنی دانت کھلے اور نچلے ہونٹ پر خال گردن پاک چاندی کی طرح چمک دار ہے۔ کندھے چوڑے پیٹ سینے کے برابر ہے۔ انگلیاں لمبی اور ان کے پورے موٹے ہیں سر جھکا کر چلتے ہیں جب مڑ کر دیکھیں تو پورے جسم کو موڑتے ہیں ہاتھ آپ کے بہت نرم ہیں۔ جب کھڑے ہوں تو جب تک ساتھ والا پیچھے نہ ہٹے تو پیچھے نہیں ہٹتے اور بیٹھیں تو اس وقت تک اپنی جگہ نہیں چھوڑتے جب تک کہ ساتھی پہلے اپنی جگہ نہ چھوڑ دے پس یہ علامتیں ہیں اس اعرابی نے یاد کر لیں اور آپؐ کی تلاش میں روانہ ہو گیا اور آخرکار اس نے دیکھ کر آپؐ کو پہچان لیا اس نے اپنی ناقہ کو حضور کی ناقہ کے آگے کر لیا لوگوں نے منع کرنا چاہا کہ یہ سوءادب ہے تو آپؐ نے فرمایا تم کچھ نہ کہو یہ شخص باادب ہے تو فرمایا اے اعرابی تمہارا کیا مطلب ہے عرض کیا اے نبیؐ آپ کے بھیجے ہوئے دعوت دینے والے ہمارے پاس پہنچے ہیں اور وہ ہمیں نماز زکوٰۃ حج اور غسل جنابت وغیرہ بجالانے کا حکم دیتے ہیں مجھے اپنی قوم نے تسلی کے لیے بھیجا ہے اور میں آپ سے قسم اٹھوا کر پوچھوں گا لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا میں غصہ نہیں کرتا اللہ نے میرے نام تورات و انجیل میں یہ بیان کیے ہیں کہ محمدؐ اللہ کا رسولؐ مجتبیٰ و مصطفیٰ ہے نہ کہ بدگو نہ سخت گیر ہے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتا بلکہ احسان سے دیتا ہے اور مجھے ہی قرآن میں فرمایا ہے وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اور اگر تم سخت کلام سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے متفرق ہو جاتے تم جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو اس نے کہا جس خدا نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا ہے کیا آپ اسی کی طرف سے رسولؐ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں مجھے اسی نے بھیجا

ہے۔ پھر اس نے کہا جس ذات کے حکم سے آسمان قائم ہیں اس کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اور اس نے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دے کر آپ کو بھیجا ہے۔ تو جواب میں فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا غسل جنابت اور باقی حدود کا حکم بھی اسی کی طرف سے ہے تو فرمایا ہاں پس اس نے کہا ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے رسولوں کتابوں یوم آخر بعث میزان موقف اور جملہ حلال و حرام پر بھی ایمان لائے ہیں جو صغیرہ و کبیرہ سے ہیں پس اس کے بعد نبیؐ نے اس کے حق میں دعائے مغفرت کی۔

استخارہ کر لیا کرو

﴿۱۶۵﴾ احمد بن محمد کہتے ہیں علی بن مہزیار نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے مجھے ایک خط لکھا کہ فلاں شخص سے مل کر مشورہ کر لو اور اس سے رائے طلب کرو۔ کیونکہ وہ اپنے شہر کے حالات سے زیادہ واقف ہے اور وہ جانتا ہے کہ حکمرانوں سے معاملات کیسے طے کرتے ہیں بے شک یہ مشورہ مبارک ہے اللہ نے اپنے نبیؐ سے اپنے محکم کتاب میں فرمایا ہے فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ پس تم ان سے درگزر کرو اور ان کے لیے مغفرت طلب کرو اور ان سے معاملات میں مشورہ طلب کر لیا کرو پس جب تم پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے پس اگر اس کا مشورہ میری رائے کے مطابق صحیح ہوا تو اسے برقرار رکھوں گا اور اگر صحیح نہ ہوا تو اسے صحیح راستے پر انشاء اللہ ڈھالنے کی کوشش کروں گا ان سے معاملات میں مشورہ کر لیا کرو یعنی استخارہ کر لیا کرو۔

﴿۱۶۶﴾ سماعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا ہر چیز میں خیانت کرنے سے امام کے مال میں خیانت کرنا بڑا ہے اور یتیم کے مال کو کھانا سود کھانا اور اس سے کم خیانت ہے بڑی خیانت امام کے مال میں خیانت کرنا ہے۔

خدا کی رضا و ناراضی والے برابر نہیں

﴿۱۶۷﴾ عمار بن مروان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللّٰهِ وَ مَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيرُ کیا پس جو شخص اللہ کی رضا مندی کی پیروی کرے وہ اس شخص کے مانند ہوگا جو خدا کے غضب کے ساتھ پلٹا ہو اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو اور وہ بری بازگشت ہے۔ فرمایا وہ آئمہ ہیں خدا کی قسم اے عمار اللہ کے نزدیک مومنین کے درجات ہیں اور جس قدر ان کو ہماری ولایت اور معرفت حاصل ہوتی ہے اسی قدر ان کے اعمال کے ثواب کو خدا بڑھاتا ہے اور جس نسبت سے ان کے ثواب کو بڑھاتا ہے اسی نسبت سے ان کے درجات کو بھی بلند کرتا ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے اے عمار لمن باء بسخط من اللہ الی قول المصیر اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو علیؑ بن ابی طالب اور ان کی اولاد میں سے باقی آئمہؑ کے حق کے منکر ہیں جس کی وجہ سے وہ خدا کے عذاب کے مستحق ہیں۔

﴿۱۶۸﴾ ابوالحسن رضاؑ نے بے شک اس قول خدا کا ذکر کیا ھُمْ دَرَجَات" عِنْدَ اللّٰہِ وہ اللہ کے نزدیک درجات رکھتے ہیں پھر فرمایا کہ ایک درجہ زمین وآسمان کے فاصلہ کے برابر ہوگا۔

احد کی مصیبت

﴿۱۶۹﴾ محمد بن ابوحمزہ نے ذکر کیا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں اَوَ لَمَّا اَصَابَتْکُمْ مُصِیْبَۃٌ" قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَیْھَا کیا جس وقت تم پر آ پڑی ایسی مصیبت جس سے دوگنی تم خود پہنچا چکے تھے فرمایا جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے چالیس کافر متاثر ہوئے تھے ستر مرد قتل ہوئے تھے اور ستر اسیر ہوئے تھے جبکہ جنگ احد کے دن ستر مسلمان شہید ہوئے تھے اس پر انہیں سخت دکھ ہوا اللہ نے تسلی کے لیے فرمایا کیا جس وقت تم پر آ پڑی ایسی مصیبت جس سے دوگنی تم خود پہنچا چکے تھے یعنی انہوں نے تمہارے ستر آدمی قتل کیے تھے تو تم نے بھی ان کے ستر قتل کیے تھے اور ستر قیدی بھی بنائے تھے پھر پریشان ہونے کی ضرورت کیا ہے۔

شہید کی زندگی

﴿۱۷۰﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ ایک شخص رسولؐ خدا کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا میں جہاد کی رغبت رکھتا ہوں اور اس سے مجھے خوشی ہوتی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ضرور راہ خدا میں جہاد کیا کرو اگر تو قتل کیا جائے گا تو خدا کے نزدیک زندہ ہوگا اور روزی پائے گا اور اگر مر جائے گا تو اجر خدا پر ہے اگر زندہ رہا تو کوئی گناہ تیرے ذمہ نہیں ہوگا یہ اس آیت کی تفسیر ہے وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو ہرگز مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں یعنی کوئی قطرہ خدا کے نزدیک خون کے اس قطرہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے جو راہِ خدا میں گرتا ہے۔

علیؑ کی بہادری

﴿۱۷۱﴾ سالم بن ابومریم کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ بے شک جب رسولؐ اللہ مبعوث ہوئے تو علیؑ ان میں دسویں تھے اِسْتَجَابُوْ لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ اِلٰی اَجْرٌ" عَظِیْمٌ" جن لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کے واسطے قبول کیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگے ہوئے تھے ان کے ٹھیک کردار متقی لوگوں کے لیے اجر عظیم ہے۔ وہ اہل ایمان ہیں جب ان سے بعض لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے عظیم لشکر جمع کر لیا ہے اس لیے ان سے ڈرو ان کے ایمان میں اور اضافہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے آخرکار وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس لوٹے ان کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہ پہنچا اور انہوں نے خدا کی رضا کا اتباع کیا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔ بے شک یہ امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہوا۔

﴿۱۷۲﴾ جابر کہتے ہیں محمد بن علی باقرؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ نبیؐ نے امیر المومنینؑ اور عمار یاسر کو ایک اہم کام کے لیے مکہ روانہ کیا تو کچھ لوگوں نے ان کی کم سنی کی وجہ سے اعتراض کیا کہ ان کے بجائے کسی اور بڑے آدمی کو روانہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ صنادید قریش مکہ میں رہتے ہیں اور اس قسم کے دیگر لوگ اس کے بعد وہ امیر المومنینؑ سے ملے اور ان سے کہا خدا کی قسم کہ وہ پہلے کفر میں پڑے ہیں وہ بڑے طاقت ور ہیں اور خوف بڑا ہے اور وہ بڑے غضب والے ہیں اس امر کے بارے میں تو علیؑ نے فرمایا حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ خیرو عافیت سے واپس آئے۔ اللہ کے نبی کو ڈرانے والوں کی گفتگو سے آگاہ کیا اور جو کچھ علیؑ نے ان کو جواب دیا تھا اس کی بھی خبر دی جس طرح علیؑ نے کہا تھا پس اللہ نے اسے اسماء کے ساتھ اپنی کتاب میں نازل کیا اور وہ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَاناً وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وَ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا کہ بے شک وہ لوگ تمہارے لیے جمع ہو گئے ہیں پس ان سے ڈرو اس بات نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا خدا ہمارے واسطے کافی ہے اور وہ کیسا اچھا ساز گار ہے یہ لوگ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے کسی برائی نے انہیں نہ چھوا اور انہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اور اللہ بڑا فضل والا ہے اور بے شک الم تر الی فلاں وفلاں کے بارے میں نازل ہوا جنہوں نے علیؑ اور عمار سے کہا تھا کہ ابوسفیان و عبداللہ بن عامر اور اہل مکہ تمہارے مقابلہ کے لیے جمع ہو گئے ہیں تم ان سے ڈرو اور ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور انہوں نے کہا حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

کافروں کو مہلت

﴿۱۷۳﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے عرض کیا کہ کافروں کے لیے موت بہتر ہے یا زندگی فرمایا کہ مومن اور کافر دونوں کے لیے موت بہتر ہے میں نے عرض کیا وہ کس لیے فرمایا خدا فرماتا ہے وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ وہ نیکوں کاروں کے لیے جو کچھ اللہ کے پاس مہیا ہے بہتر ہے اور خدا فرماتا ہے وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْماً وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ جو مہلت ان کو دیتے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم ان کو ڈھیل صرف اس لیے دیتے ہیں تا کہ وہ گناہوں میں زیادہ ہو جائیں اور ان کے لیے توہین آمیز سزا ہے۔

حضورؐ کی بیٹیوں سے متعلق بحث

﴿۱۷۴﴾ یونس کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا کہ رسولؐ خدا نے اپنی بیٹی کا رشتہ فلاں سے کیا فرمایا ہاں میں نے عرض کیا

یہ کس طرح ہوسکتا ہے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ "لِاَنْفُسِهِمْ اِلٰی عَذَاب" مُهِیْن" اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ہم جو مہلیت ان کو دیتے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے آخر تک ان کے لیے توہین آمیز سزا ہوگی۔

نوٹ: یاد رہے کہ حضورؐ نے اپنی بیٹی کسی کافر کو ہرگز نہیں دی بلکہ سوائے فاطمہؑ کے اور کوئی ان کی بیٹی ہی نہ تھی جو بیٹیاں حضورؐ کی طرف منسوب ہیں وہ ہرگز حضورؐ کی بیٹیاں نہیں ہیں۔ یہ بیٹیاں حضورؐ کی حقیقی بیٹیاں ہرگز نہیں کیونکہ حضورؐ پیدائش روح ہی سے ہے اور قبل وحی نبی و رسولؐ تھے نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنی لڑکیاں کافروں کو بیاہ دیں کسی کتاب اہل سنت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب رسولؐ نے فرمایا ہو کہ میری بیٹیاں ہیں جیسا کہ فاطمہؑ کی شان میں واضح فرمایا فاطمہؑ میرالخت جگر ہیں جس نے ان کو غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا جناب فاطمہؑ کا نکاح حکم خدا سے آسمان پر ہوا مگر ان دوسریوں کا نہ ہوا اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں ملتا۔ فضائل و مناقب میں ان کے متعلق کوئی حدیث نظر نہیں آتی جبکہ فاطمہؑ کے متعلق ہزاروں فضائل و احادیث موجود ہیں۔

جب حضورؐ کو کفار مکہ طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے تو ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے والد کے لیے افسوس تک نہ کیا ابوجہل کے اوجھڑی ڈالنے پر بھی نہ بولیں احد میں حضورؐ کی وفات کا پراپیگنڈہ ہوا اس وقت بھی سوائے فاطمہؑ کے کوئی نظر نہ آئی علمائے اہل سنت اپنے خطبہ جمعہ و عیدین میں فاطمہؑ کا ذکر کرتے ہیں باقی اس میں شامل نہیں کرتے ہوتیں تو ذکر کرتے مباہلہ میں دوسری شامل نہیں اگر بیٹیاں تھیں تو ان کی وفات کے وقت حضورؐ کہاں تھے کم از کم دفن کے وقت تو حاضر ہوتے بہرحال اس مختصر سے خلاصے سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضورؐ کی صرف اور صرف ایک بیٹی تھی جس کا نکاح علیؑ بن ابی طالب سے ہوا اس کے علاوہ نہ کوئی تھی اور نہ ہی کسی کا نکاح کسی کافر مشرک سے ہوا اس بات پر غور کریں کہ ایک لڑکی رقیہ ۲ھ میں ام کلثوم ۸ھ میں بی بی زینب ۹ھ میں فوت ہوئیں تو کسی موقع پر تو باپ سے ہمدردی کرتیں جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ حضورؐ کی بیٹیاں ہی نہ تھیں یہ اپنی طرف سے بعد میں ان کی طرف منسوب کی گئیں ان کا تعلق حضورؐ سے نہیں ہے۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب رسولؐ کی اولاد میں ملاحظہ کریں۔

پاک و ناپاک الگ ہوگا

﴿۱۷۵﴾ عجلان ابوصالح کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا رات اور دن کا آنا جانا اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک آسمان سے منادی یہ آواز نہ دے دے اے اہل حق تم الگ ہو جاؤ اے اہل باطل تم الگ ہو جاؤ اس کے بعد اہل حق اہل باطل سے جدا ہو جائیں گے اور اہل باطل اہل حق سے جدا ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ کو اپنی امان میں رکھے یہ ان کا جدا ہونا اس میں ندا کی حد تک ہوگا فرمایا ہرگز نہیں وہ دوبارہ اس میں نہ ملیں گے خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ اللہ ایسا نہیں ہے کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو یہاں تک

کہ ناپاک کو پاک سے جدا کردے۔

زکوۃ نہ دینے والے کی سزا

﴿۱۷۶﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عنقریب اس کا طوق پہنایا جائے گا جس میں انہوں نے بخل کیا قیامت کے دن اور اہل زمین و آسمان کی میراث اللہ کی ہے فرمایا جو شخص بھی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اللہ اس مال کو دوزخ کا سانپ بنا دے گا جو اس کے گلے میں طوق کی طرح چمٹا ہوگا اور وہ حساب سے فارغ ہونے تک اس کا گوشت نوچتا رہے گا اور وہ اللہ فرماتا ہے عنقریب اس کا طوق پہنایا جائے گا جس میں انہوں نے بخل کیا قیامت کے دن فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے زکوۃ دینے میں بخل کیا۔

﴿۱۷۷﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا بروز قیامت تمام حیوانات کو محشور کر کے اس پر مسلط کیا جائے گا کہ حساب خلائق کے ختم ہونے تک بعض اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گے بعض اپنے دانتوں سے کاٹیں گے اور بعض اپنے پاؤں کے نیچے اس کو روندیں گے اور جو شخص غلہ کی زکوۃ ادا نہ کرے گا تو وہ زمین جس پر وہ غلہ پیدا ہوا تھا ساتوں طبقوں سمیت اس کے گلے میں ڈال دی جائے گی قیامت کے دن تک۔

﴿۱۷۹﴾ یوسف طاطری نے ذکر کیا کہ ابوجعفر باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا اور زکوۃ کے متعلق ذکر کیا اور فرمایا کہ جو شخص زکوۃ ادا نہیں کرتا اپنے مال سے وہ مال اس کے لیے قیامت کے دن آتشیں سانپ بنا کر اس کے گلے میں لٹکا دیا جائے گا پھر مجھ سے فرمایا یہ اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا کہ دنیا میں ہمیشہ اس کے ساتھ تھا اسی کے بارے میں خدا فرماتا ہے عنقریب ان کو طوق پہنائے جائیں گے جو اس میں بخل کرتے ہیں۔

﴿۱۸۰﴾ اور ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا جو مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا اس کے لیے ایک کوڑیالا سانپ اس کے گلے میں معلق کر دیا جائے گا جو اس کا گوشت نوچتا رہے گا اور اس بارے خدا فرماتا ہے عنقریب ان کو طوق پہنائے جائیں گے جو اس میں بخل کرتے ہیں۔

کسی کے فعل پر راضی ہونے والے

﴿۱۸۱﴾ سماعہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے میں سنا قُلْ قَدْ جَآءَکُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کہہ دو کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس آئے تھے واضح دلیلوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو کچھ تم نے کیا پس تم نے ان کو قتل کیوں کیا اگر تم سچے ہو فرمایا کہ بے شک وہ جانتے تھے کہ

انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن انہوں نے ان کی راز کی باتوں کو پھیلایا تو وہ قتل ہو گئے ان کو اس لیے ان کا قاتل کہا کہ وہ ان کی متابعت کرتے تھے اور ان کے فعل پر راضی تھے۔

﴿۱۸۲﴾ عمر بن معمر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا قدریہ پر اللہ کی لعنت ہو حروریہ پر اللہ کی لعنت ہو مرجیہ پر اللہ کی لعنت ہو مرجیہ پر میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان آپ نے ان دوسروں پر ایک دفعہ لعنت کی اور ان پر دو دفعہ لعنت کی اس کی کیا وجہ ہے تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو ہمارے قاتلین کو مومنین کہتے ہیں پس قیامت کے دن تک ان کے لباس ہمارے خون سے آلودہ رہیں گے خدا فرماتا ہے قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَا اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ الی قوله صادقین جنہوں نے کہا کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی ہمارے پاس نہ لائے جس کو آگ کھا جائے کہہ دو کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس آئے تھے واضح دلیلوں کے ساتھ اور اس کے ساتھ جو کچھ تم نے کہا پس تم نے ان کو قتل کیوں کیا اگر تم سچے ہو۔ فرمایا جس طرح حضورؐ کے زمانہ کے یہودیوں کو انبیاء ماسلف کے قتل کا مجرم قرار دیا گیا ہے حالانکہ قتل کرنے والوں اور ان کے درمیان پانچ سو سال کی مدت کا فاصلہ تھا کیونکہ یہ ان کے اس فعل پر راضی تھے اس لیے خدا نے ان کو بھی انبیاء کا قاتل قرار دیا۔

﴿۱۸۳﴾ محمد بن ہاشم نے ذکر کیا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ آپ کہہ دیں کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا اگر تم اپنے قول میں سچے ہو۔ اور بے شک ان کو علم تھا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نے ان کو قتل نہیں کیا اور نہ ہم نے ان کو شہید نہیں کیا تو فرمایا اگر تم قاتل نہیں ہو تو انبیاء کے قاتلوں پر لعنت کرو اور ان سے بیزاری کا اعلان کرو لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔

﴿۱۸۴﴾ محمد بن ارقط کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ تم کوفہ میں رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کیا تمہیں وہاں حسینؑ کے قاتل دکھائی نہیں دیتے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میں اس وقت تو کسی ایک قاتل کو بھی نہیں دیکھتا جو موجود ہو فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ قاتل حسینؑ صرف وہی ہے جو اس وقت براہ راست قتل میں شریک تھا کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ آپ کہہ دیں کہ مجھ سے پہلے جو رسول تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا اگر تم سچے ہو تو جب آتشیں قربانی کا مطالبہ کرنے والے رسولؐ خدا کے زمانہ کے لوگ تھے انہوں نے تو کسی پہلے والے نبی کو قتل نہیں کیا تھا۔ حالانکہ وہ زمانہ رسولؐ خدا اور حضرت عیسیٰؑ کا درمیانی زمانہ نہیں تھا کیونکہ وہ ان کے قتل پر راضی تھے اس لیے انہیں ان کے قاتلوں میں شمار کیا گیا ہے۔

ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا

﴿۱۸۵﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک علیؑ کے لیے جب رسولؐ خدا کی وفات ہوئی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کے جانا ہے، اللہ کی طرف سے ہر مرنے والے کے صدمہ ومصیبت کا اجر ملتا ہے۔ یہ امیر المومنینؑ اور اقربا کے لیے بڑی مصیبت تھی اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہ تھی جس وقت رسولؐ خدا کو قبر میں اتارا گیا تو ایک منادی نے ندادی جسے اہل بیتؑ نے سنا انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا بے شک اللہ نے چاہا کہ اہل بیتؑ کو رجس سے دور رکھے جیسے پہلے رکھا ہوا ہے اور پاک رکھے جیسے پاک رکھا جاتا ہے۔ سلام ہو تم پر اے اہل بیتؑ اور اللہ کی رحمتیں اور برکات تم پر نازل ہوں۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ہر ایک جان موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے اور بے شک تم کو قیامت کے دن پورے پورے اجر دیئے جائیں گے پس جو شخص جہنم سے ہٹایا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو یقیناً کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ کی طرف سے ہر مرنے والے کے صدمہ کا اجر ملتا ہے اور ہر مصیبت کے بعد تسلی نصیب ہوتی ہے۔ ہر مصیبت کا ایک بدلہ ملا کرتا ہے۔ تم خدا ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی سے ہی اپنی امیدیں وابستہ رکھو کیونکہ وہ محروم ہے جو ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔

﴿۱۸۶﴾ حسین کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جس وقت رسولؐ نے وفات پائی تو جبرائیلؑ تشریف لائے اس وقت نبیؐ کا جسم ایک تختہ پر رکھا ہوا تھا اور یہاں اہل بیت علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے عرض کیا سلام ہو تم پر اے اہل بیت رحمت کل نفس ذائقة الموت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے تا متاع الغرور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں ہے بے شک ہر مصیبت کی عزا کا بدلہ دیا جائے گا۔ ہر ایک کا بدلہ ملا کرتا ہے اور ہر جانے والی چیز کی تلافی کرتا ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور اسی سے اپنی امید کو وابستہ رکھو حقیقی مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو اس کے آخر میں کہا کہ دنیا میں میرا آخری آنا ہے تو فرمایا ہم اہل بیتؑ نے یہ آواز سنی تھی مگر کسی کو دیکھا نہیں تھا۔

﴿۱۸۷﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جب رسولؐ خدا کی وفات ہوئی تو بیت اللہ کی طرف سے ایک آواز سنی اور کسی کو نہ دیکھا۔ اس نے کہا کل نفس ذائقة الموت الی قوله فقد فاز ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے تا پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا پھر فرمایا اللہ کی طرف سے ہر مرنے والے کے صدمہ کا اجر ملتا ہے اور ہر مصیبت کے بعد تسلی ملتی ہے ہر مصیبت کا نعم البدل ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور اسی سے اپنی امید رکھو کیونکہ محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو ستر عورتیں اپنے نبیؐ کی ظاہر نہ کرنا اس کی بھی آواز سنی اور کہا اے علیؑ قمیص کو نہ اتارنا ان کو علیؑ نے قمیص میں ہی غسل دیا۔

{۱۸۸} محمد بن یونس کہتے ہیں بعض اصحاب نے بیان کیا کہ ہم سے ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کل نفس ذائقة الموت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے یا اٹھانا ہے کہا اسی طرح محمدؐ پر نازل ہوا ہے بے شک اس امت میں کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ عنقریب اٹھائے جائیں گے پھر مومنین قرة عین کی طرف اٹھائے جائیں گے اور پھر فجار اٹھائے جائیں گے اور اللہ انہیں مصیبت میں ڈال دے گا۔

{۱۸۹} زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کل نفس ذائقة الموت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے فرمایا اس شخص پر موت واقع نہیں ہوتی جو قتل ہوتا ہے اور فرمایا کہ اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے دنیا میں واپس بھیجا جائے پھر اس پر موت واقع ہو اور وہ ذائقہ چکھے۔

ایمان کا امتحان

{۱۹۰} ابو خالد کابلی کہتے ہیں علی بن حسینؑ جب لوگوں کی طعنہ زنی سے تنگ ہوئے اور لوگوں نے تین دفعہ ایسے کلمات کہے فرمایا مجھے اللہ کی طرف سے اس طرح کرنے کی اجازت نہیں ہے جو میرے دل پر گزرتے ہیں پھر فرمایا لیکن خدا نے ہمیں اس طرح کی تکلیف پر صبر کرنے کا حکم دیا ہوا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تم ضرور ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جو لوگوں سے مشرک بنے ایذا کی بہت سی باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو بے شک یہ پختہ ارادے کے کاموں سے ہوگا تم سے پہلے والے جو ظاہر و بلند کرتے تھے اور وہ اسے اپنے دلوں سے گھڑتے تھے۔

ہر حال میں ذکر خدا کرو

{۱۹۱} ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا مومن نماز میں ہرگز سست نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس میں ذکر خدا کرتا رہتا ہے کھڑے ہو کر بھی بیٹھ کر بھی اور لیٹ کر بھی بے شک اللہ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور دوسری روایت بھی اسی کی مثل ہے۔

{۱۹۲} ابوحمزہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے سنا اللہ کے اس قول کے متعلق الذین یذکرون اللہ قیاما جو کھڑے اللہ کا ذکر کرتے ہیں یعنی تندرست و قعوداً جو بیٹھ کر ذکر کرتا ہے یعنی مریض و علی جنوبھم اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے فرمایا جو بیمار سے زیادہ کمزور ہو وہ نماز بیٹھ کر پڑھنے کے بجائے لیٹ کر پڑھتا ہے۔

{۱۹۳} اور دوسری روایت میں ہے ابوحمزہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹ کر فرمایا تندرست آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے اور بیمار بیٹھ

کر نماز پڑھتا ہے۔

ظالمین کا امام نہیں

﴿۱۹۴﴾ یونس بن ظبیان کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے اس قول خدا کے بارے سوال کیاوَ مَالِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اور ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا فرمایا ان کے لیے کوئی امام نہیں جو ان کے لیے اس نام سے ہو جو ان کو ہدایت کی طرف بلائے۔

ایمان لانے کے لیے منادی

﴿۱۹۵﴾ عمر بن عبدالرحمن بن کثیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا اے ہمارے رب بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا جو ایمان کے لیے پکار رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لائے فرمایا وہ امیر المومنینؑ تھے جنہوں نے آسمان سے آواز سنی تھی کہ تم رسولؐ پر ایمان لاؤ اور وہ ایمان لائے تھے۔

ثواب اللہ کے پاس بہتر ھے

﴿۱۹۶﴾ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں علیؑ نے قول خدا کے بارے ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ثواب اللہ کے نزدیک ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیکوں کے لیے بہتر ہے۔ فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ثواب سے مراد تم ہو اور تمہارے انصار اصحاب ابرار ہیں نیکوں کار ہیں۔

﴿۱۹۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا موت مومن کے لیے بہتر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کاروں کے لیے بہتر ہے۔

صبر کرو اور اللہ سے ڈرو

﴿۱۹۸﴾ مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں اِصْبِرُوْا صبر سے کام لو فرمایا گناہ سے صبر کرو وَ صَابِرُوْا ایک دوسرے کو صبر دلاؤ یعنی فرائض پر قائم رہو وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو فرمایا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالاتے رہو پھر فرمایا کہ نہی عن المنکر بجالاتے وقت اس کا بھی خیال رکھو کہ امت نے جو ہم پر ظلم کیا ہے اور ہمیں قتل کیا ہے یہ بدترین ہے وَ رَابِطُوْا اور تیار ہو جاؤ فرمایا اللہ کے راستے میں ہم اور اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان کا راستہ ہیں اور جس نے ہم سے منہ پھیر لیا اور ہم سے جدا ہوا اس نے نبیؐ سے منہ پھیرا اور جدا ہوا ہے۔ جو اللہ کی طرف سے تمہارے پاس آئے ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم نجات پا جاؤ فرمایا تاکہ جنت تمہارے لیے واجب ہو جائے تمہارے اس عمل کی وجہ سے اور اس کی نظیر خدا کا فرمان

ہے وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سجدہ) اس سے بہتر اور کس کا قول ہوسکتا ہے جو خدا کی دعوت دے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور اگر یہ آیت موذن کے لیے ہوتی تو جیسا وہ مفسرین بیان کرتے ہیں تو پھر قدریہ اور تمام اہل بدعت بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے۔

﴿۱۹۹﴾ ابن ابی یعفور کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں یا ایھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا اے ایمان والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور تیار رہو فرمایا فرائض پر ثابت قدم رہو اور مصائب پر صبر کرتے رہو اور آئمہ سے مربوط رہو۔

﴿۲۰۰﴾ یعقوب سراج کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا زمین کسی ایک دن کے لیے بھی بغیر عالم کے باقی رہ سکتی ہے جس کی طرف لوگ رجوع کریں تو مجھ سے فرمایا اس طرح تو اللہ کی عبادت ہی ختم ہو جائے گی اے ابو یوسف زمین باقی نہیں رہ سکتی مگر ہم میں سے ایک عالم ہوگا جس سے لوگ رجوع کریں گے اس میں جو حلال ہے اور اس میں جو حرام ہے اور بے شک یہ واضح ہے اللہ کی کتاب میں وہ فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا اصبروا اے ایمان والو تم صبر کرو یعنی اپنے دین پر و صابروا اور ثابت قدم رہو ان دشمنوں کے مقابلے میں جو تمہارے مخالف ہیں۔ و رابطوا اور مربوط رہو اپنے امام کے ساتھ و اتقوا اللہ اللہ سے ڈرتے رہو اس کے ان حکموں سے جو اس نے تم پر فرض کیے ہیں۔

﴿۲۰۱﴾ اور دوسری روایت میں ہے اصبروا ناگوار باتیں سننے پر صبر کرو ہماری وجہ سے میں نے عرض کیا فصابروا پس ثابت قدم رہو فرمایا اپنے دشمنوں کے مقابلے میں اپنے ولی کے ساتھ ثابت قدم رہو میں نے عرض کیا و رابطوا اور مربوط رہو فرمایا اس مقام میں اپنے امام کے ساتھ رہو و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پا سکو میں نے عرض کیا یہ تنزیل ہے فرمایا ہاں۔

ابن نائل کون ہے

﴿۲۰۲﴾ ابو طفیل کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا یہ ہماری شان میں نازل ہوئی اور جو ہم سے رابطہ نہیں کرتا اور ہمارے امر کے ساتھ نہیں ہوتا اور عنقریب یہ ہماری نسل سے مربوط ہو جائیں گے اور کچھ نسل ابن نائل سے مربوط ہو جائیں گے۔

وضاحت: ابن نائل سے مراد جیسا کہ تمام روایات سے ظاہر ہے یہ عباس بن عبدالمطلب ہے اور اس کا نام امہ میں نثیلہ ہے اور وہ وہ امت لام تھی زبیر اور ابو طالب و عبداللہ سے عبدالمطلب سے اخذ کیا اور اسی سے عباس کی اولاد ہوئی ہے اور وہ زبیر کے ساتھ ہے یہ قصہ تفصیل سے کتب میں بیان ہوا ہے۔

قمی نے امام سجادؑ سے روایت کیا کہ یہ آیت عباس کے متعلق نازل ہوئی ہے اور ہمارے باپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ رباط جس کا یہاں حکم ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہ تھا ہاں ہماری نسل سے مرابطہ کرنے والے ہوں گے اس سے مراد یہی ہیں کہ

عباس تیری نسل سے ایک ذریت نکلے گی جو آتش جہنم کے لیے پیدا ہوگی وہ اللہ کے دین سے لوگوں کی جماعتوں کو خارج کریں گے اور آل محمدؐ کے بچوں کے خون سے زمین کو رنگین کریں گے اور ایمان والوں سے لڑیں گے اور ان کی نسل کا مرابطہ ہماری نسل سے ہوگا اور یہ زمانہ قائمؑ کے ظہور کے وقت بھی ہوگا اور یہ ان سے مرابطہ کریں گے اور ان سے بھی لڑیں گے۔ یہی اس کی وجہ ہے۔

تقیہ سے کام لو

﴿۲۰۳﴾ یزید کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں اصبرو یعنی خدا کی نافرمانی پر صبر کرو و صابروا یعنی تقیہ سے کام لو و رابطوا یعنی آئمہ سے مربوط رہو پھر فرمایا دیکھتے نہیں ہو اس کے علاوہ کوئی معنی نہیں اور اسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا پس جب ہم حرکت کریں گے پس یہی حرکت ہوگی و اتقوا اللہ اللہ سے ڈرتے رہو ہمارے علاوہ نہیں ہے ربکم اپنے رب سے لعلکم تفلحون تاکہ تم نجات پاؤ۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا بے شک اس کی قرائت اسی طرح ہے و اتقوا اللہ فرمایا تم اسی طرح قرأت کرو اور ہم بھی اسی طرح قرأت کرتے ہیں۔

مخالفین پر خروج کرنے کے لیے جلدی نہ کرو اور قائمؑ ہو جائے گی جو ابھی تک ظاہر نہیں ہے اس وقت حرکت کرنا واجب ہوگا جب ندا اور صیحہ ہوگی اور یہ قائم آل محمدؐ کے خروج کی علامات سے ہے۔

﴿۲۰۴﴾ ابو حمزہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا مومن نماز میں سستی نہیں کرتا وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے جب وہ کھڑا ہوتا ہے یا جب وہ بیٹھتا ہے اور یا جب وہ لیٹتا ہے خدا فرماتا ہے الذین یذکرون اللہ قیاما و قعوداً و علی جنوبھم وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہو کر بھی اور بیٹھ کر بھی اور پہلو پر لیٹ کر بھی یعنی نماز ادا کرتے ہیں۔

سورۃ النساء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضیلت سورۃ نساء

﴿۱﴾ زر بن جیش کہتے ہیں امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا جو کوئی ہر جمعہ کو سورت نساء پڑھے گا وہ فشار قبر سے محفوظ رہے گا۔

قریب ترین حصہ

﴿۲﴾ محمد بن عیسیٰ نے عیسیٰ بن عبداللہ علوی سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے جد سے روایت کیا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا حواؑ آدمؑ کے قریب ترین حصے پہلو سے پیدا ہوئی اور قریب ترین حصہ وہ پیدائشی چھوٹا ٹیڑھا ہے اور اسے اللہ نے تبدیل کیا ہے گوشت کے مکان کے حصہ سے۔

﴿۳﴾ اور اسی اسناد سے اپنے باپ دادا اور انہوں نے اپنے آباء سے روایت کیا فرمایا کہ حوّا کو آدمؑ کے پیدائشی ٹیڑھے سے پیدا کیا اور وہ راقد ہے۔

مرد و عورت کی پیدائش

﴿۴﴾ ابوعلی واسطی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے آدمؑ کو پانی اور مٹی سے خلق کیا پس کیڑے مکوڑوں کی طرح اولاد آدمؑ کو پانی اور مٹی سے پیدا کیا اور بے شک اللہ نے حوّا کو خلق کیا آدمؑ سے کیڑے مکوڑوں کی طرح مردوں کے عورات سے پس وہ ان کے لیے پناہ گاہ ہے گھروں میں۔

انسان میں خصلتوں کا سبب

﴿۵﴾ ابوبکر حضرمی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ بے شک آدمؑ کے چار لڑکے ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے چار حوروں کو اتارا اور ان چاروں کا ایک ایک سے نکاح کر دیا اور ان سے اولاد ہوئی پھر اللہ نے ان کو اٹھا لیا اور پھر ان کے لیے چار عورتوں کو بھیجا جو جن سے تھیں پھر اسی طرح نسل آگے بڑھتی چلی گئی پس انسانوں میں حلم آدمؑ سے ہے اور جمال حوروں کے قبال سے ہے اور قبیح اور بری عادات قوم جنات سے آ رہی ہیں۔

آدمؑ کی نسل کیسے بڑھی

﴿۶﴾ ابوبکر حضرمی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے مجھ سے فرمایا کہ لوگ اولاد آدمؑ کی تزویج کے بارے کیا کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ بے شک حوا سے بیٹا اور بیٹی پیدا ہوتے تھے اسی طرح کئی اولادیں ہوئیں پھر پہلے لڑکا پیدا ہونے والے سے دوسری دفعہ کی پیدا شدہ لڑکی سے شادی کرتے اور پہلی لڑکی کی دوسری دفعہ کے لڑکے سے شادی کرتے تھے اس طرح ان کی اولاد بڑھی تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہے یہ تمہارے لیے مجوسیوں کی دلیل ہے اور لیکن اللہ نے آدمؑ کو ایک بیٹا ہبۃ اللہ دیا اور جب وہ جوان ہوا تو اللہ سے اس کی شادی کا سوال کیا تو اللہ نے اس کے لیے جنت کی حوروں میں سے ایک حور بھیجی اور اس سے شادی کی تو پھر اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے پھر اس کے بعد اللہ نے آدمؑ کو ایک اور بیٹا دیا جب وہ جوان ہوا تو اس کی تزویج کے لیے قوم جان سے ایک عورت آئی جس سے شادی ہوئی تو اس سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں تو ان بیٹیوں کے نکاح ان چار بیٹوں سے ہوئے یوں نسل بڑھی انسانوں میں جو خوبصورتی ان حوروں کی وجہ سے ہے اور حلم آدمؑ سے ہے اور یہ جو بری عادات و دشمنی وغیرہ ہیں وہ جان سے ہے پس اولاد ہونے کے بعد حوریں آسمانوں کی طرف چلی گئیں۔

﴿۷﴾ عمرو بن ابومقدام نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا کہ اللہ نے کس چیز سے حوا کو خلق کیا فرمایا

لوگ ان کی خلقت کے بارے کیا کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اسے خلق کیا آدمؑ کے اضلاع میں سے ایک ضلع سے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کیا اللہ اس چیز سے عاجز تھا کہ وہ ضلع کے علاوہ کسی اور چیز سے پیدا نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں اے فرزند رسولؐ تو پھر انہیں کس چیز سے خلق کیا گیا فرمایا مجھ سے میرے باپ نے اپنے اجداد سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا تھا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا بے شک اللہ نے اپنے قبضہ سے ایک قبضہ مٹی سے لیا دائیں طرف سے اور اس کی دونوں قدرتیں ہی دائیں ہیں اور اسی سے آدمؑ کو خلق کیا اور اسے فضیلت دی دوسری مٹی پر اور اسی سے حواؑ کو خلق کیا۔

وضاحت: علامہ مجلسی نے بہت سی روایات جمع کی ہیں اور پسلی سے پیدا ہونے کو تقیہ پر محمول کیا ہے پھر بعض اصحاب کے کلام کو پیش کیا اس کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے اور ابن بابویہ نے فقیہ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

فیض رحمہ اللہ کہتے ہیں یمین اشارہ ہے عالم روحانی کی طرف اور شمال اشارہ ہے عالم جسمانی کی طرف۔ عالم روحانی ملکوت ہے اور عالم جسمانی ملک ہے۔ اور ملک ملکوت سے قائم ہے اور جسم روح کے ساتھ قائم ہے اور یہ دو قوتیں انسانوں میں بمنزلہ دائیں اور بائیں ہاتھ کے ہیں کیونکہ مادہ روحانی دایاں اور مادہ جسمانی بائیں میں شمار ہوتا ہے جیسا کہ ربوبیت ساخت و بناوٹ جسمانی سے منزہ و پاک ہے کہا گیا ہے کہ ہر دو ہاتھ دائیں خدا کے ہیں اور جیسا کہ قوت جسمانی و جہت حیوانی عورتوں میں زیادہ ہے۔ مردوں کی نسبت اور قوت جسمانی و روحانی مردوں میں غالب ہے۔ بعض شہوات ایسی ہیں جن کی وجہ سے جسمانیت غالب ہے جو مردوں میں نہیں ہے اور عورتوں میں موجود ہے اور یہ اس اضافی طینت کی وجہ سے جو آدمؑ کے باطن سے نکالی گئی ہیں اور مادہ حوا کی خلق کا قرار پایا ہے اور یہی نقص کی بنیاد ہے کہ اس کا ملنا مردوں سے ہے نسبت عورتوں کے اور ظاہر سے عنوان باطن کا ہے اور سوائے اہل علم کے خلقت کے رازوں کو کوئی نہیں سمجھ سکتا حوا کی حکمت کی گہرائی کے بارے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

فقیہ میں ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا اگر اسی طرح بہن بھائی کا نکاح جائز ہوتا تو میں قاسم کا نکاح زینب سے کر دیتا اور دین آدمؑ سے ہرگز جدا نہ ہوتا بہرحال نہ بہن بھائی کا نکاح جائز تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔

قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی

﴿۸﴾ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں میں نے امیر المومنینؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ غضب میں آتے ہیں تو راضی نہیں ہوتے یہاں تک کہ وہ جہنم میں پہنچ جائیں تم میں سے جب کسی شخص کو اپنے کسی رشتہ دار قریبی پر غصہ آجائے تو اس کے نزدیک ہو جاؤ اور اس کے بدن کو چھو لو کیونکہ جب ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار سے ملتا ہے تو اسے سکون ہو جاتا ہے اور بے شک یہ عرش سے متعلق ہے تو شہ داں تو شہ دان لوہے کا اور آواز دیتا ہے اے میرے رب جو مجھے ملائے تو بھی اسے ملا دے جو مجھے قطع کرے تو بھی اسے کاٹ دے اور اسی سے متعلق خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

عَلَيْكُمْ رَقِيبًا اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے اور جس وقت ایک شخص کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو وہ فوری طور پر زمین سے لگ جائے پس بے شک وہ شیطان کے رجز سے الگ ہو جائے گا۔

﴿۹﴾ عمر بن حنظلہ نے قول خدا کے بارے میں کہا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے فرمایا یہ قریبی رشتہ دار ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان سے صلہ رحمی کرو اور ان کی عظمت کا خیال کرو ان ہی سے تعلقات بنانے کا کہا ہے۔

﴿۱۰﴾ جمیل بن دراج کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت میں بے شک اللہ تم پر نگران ہے فرمایا یہ قریبی رشتہ دار ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان سے صلہ رحمی کرو اور ان کی عظمت کا خیال رکھو ان سے تعلقات بناؤ

حوب کبیر کیا ھے

﴿۱۱﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ اور ابوالحسن موسیٰؑ نے اس قول خدا کے بارے حُوْبًا كَبِيْرًا یہ بہت بڑا گناہ ہے فرمایا وہ زمین سے نکلنے والی بھاری چیز کا نام ہے۔

مال یتیم کھانے کی سزا

﴿۱۲﴾ سماعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص جو یتیم کا مال کھاتا ہے کیا اس کے لیے توبہ ہے فرمایا کہ وہ مال اس کے مالک کی طرف پلٹا دے۔ خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا بے شک جو لوگ یتیم کا مال کھاتے ہیں ظلم سے سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب دھکتی ہوئی آگ میں جائیں گے اور فرمایا بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

چار عورتوں سے نکاح جائز ھے

﴿۱۳﴾ یونس بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا ہر چیز میں اسراف ہے مگر عورتوں سے نکاح کرنے میں اسراف نہیں ہے۔ خدا فرماتا ہے اَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ اور عورتوں سے کہ جو تم کو پسند آ جائیں دو دو اور تین تین اور چار چار سے نکاح کر لو اور خدا فرماتا ہے وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور تمہارے لیے حلال ہیں جو تمہارے دائیں ہاتھ کی ملکیت میں ہے۔

﴿۱۴﴾ منصور بن حازم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کسی مرد کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح کرے جو آزاد ہوں۔

مال زوجه شفا کا ذریعه هے

﴿۱۵﴾ عبداللہ بن قداح کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص امیرالمومنینؑ کے پاس آیا اس نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ میرے پیٹ میں درد ہے تو اس سے امیرالمومنینؑ نے فرمایا تمہاری زوجہ ہے اس نے کہا ہاں تو فرمایا اس کے ذاتی مال سے کچھ لے جس کو وہ خود خوشی اور رضا سے تجھے دے دے پھر اس سے شہد خرید کر لے پھر اس میں بارش کا پانی ملا کر اسے پی جا کیونکہ میں نے خدا کا یہ فرمان سنا ہے جو اس کی کتاب میں ہے وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكاً ہم نے آسمان سے مبارک پانی اتارا یہ بارش کے پانی کی تعریف ہے اور خدا فرماتا ہے يُخْرِجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ" مُخْتَلِفٌ" اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ" لِلنَّاسِ ان کے بطنوں (پیٹوں) سے پینے کی چیز نکلتی ہے جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے یہ شہد کی تعریف ہے اور خدا فرماتا ہے فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَرِيْئًا پس اگر وہ تمہارے لیے خوشی سے اس میں سے کچھ کوئی چیز چھوڑ دیں تو اسے خوشگوار طور پر کھایا کرو فرمایا انشاءاللہ شفا ہو گی تو اس شخص نے اس پر عمل کیا اور اس نے شفا پائی۔

﴿۱۶﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ یا ابوالحسن موسیٰؑ نے فرمایا جب ان سے اس قول خدا کے بارے میں سوال کیا فان طبن عن شی منه نفسا فكلوه هنيأ مريأ پس اگر وہ تمہارے لیے خوشی سے اس میں کوئی چیز چھوڑ دیں تو اسے خوشگوار طور پر کھالیا کرو فرمایا یعنی یہ ان کا ذاتی مال ہے جو ان کے ہاتھوں میں ہو اور وہ اس کی ذاتی ملکیت ہو۔

﴿۱۷﴾ سعید بن یسار کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان ایک شخص کی بیوی اگر شوہر کو اپنا مال دے کہ اس سے کاروبار کرو اور شوہر سے یہ بھی کہے کہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے جس کی وجہ سے نقصان ہو یا تم مرجاؤ تو میں اپنا مال واپس نہ لوں گی تو کیا زوجہ کے لیے ایسا کرنا جائز ہے اور کوئی اسے حادثہ پیش آجائے تو مال نہ لینے کا کہے تو کیا یہ اس کے لیے حلال اور پاک ہے تو امامؑ نے فرمایا کہ سعید اس مسئلہ کو دوبارہ بیان کرو پس میں نے دوبارہ مسئلہ بیان کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اس کو بیان کروں تو ساتھ ہی وہ شخص حاضر ہو گیا جس نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھنے کا کہا تھا پھر اس کی طرف اشارہ کیا تو اس نے بھی یوں ہی مسئلہ بیان کیا تو فرمایا اے فلاں اگر تم جانتے ہو کہ اس نے اپنا مال خوشی سے اور بغیر کسی زبردستی کے تمہارے حوالے کیا ہے تو تمہارے لیے اس کا لینا حلال اور پاک ہے اور اسے تین دفعہ دہرایا پھر فرمایا خدا فرماتا ہے فان طبن لكم عن شیء منه نفسا فكلوه هنيأ مريأ پس اگر وہ تمہارے لیے خوشی سے اس میں سے کچھ دے دیں تو اسے خوشگوار طور پر کھالیا کرو۔

شھد کو بارش کے پانی میں ملا کر پینے سے شفا ہو گی

﴿۱۸﴾ حمران کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جس کے پیٹ میں درد تھا امیر المومنینؑ کے پاس آیا تو آپؑ نے اس سے فرمایا تم کچھ مال اپنی زوجہ سے حق مہر میں سے لے لو اور اس سے شہد خرید لو اور پھر اسے بارش کے پانی سے ملا دو اور پی لو تم اس طرح عمل کرو تو تمہاری تکلیف جاتی رہے گی پس اس نے امیر المومنینؑ سے سوال کیا کہ کیا اسی طرح آپؑ نے نبیؐ سے بھی سنا ہے تو فرمایا نہیں اور لیکن اللہ کا فرمان سنا ہے کہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیا مریا پس اگر وہ تمہارے لیے خوشی سے اس میں سے کچھ دے دیں تو اسے خوشگوار طور پر کھا لیا کرو اور فرماتا ہے یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس ان کے بطنوں سے پینے کی چیز نکلتی ہے جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے اور خدا فرماتا ہے و انزلنا من السماء ماء مبارکا ہم نے آسمان سے مبارک پانی اتارا ہے جسے بھی تکلیف ہو اور کوئی درد ہو اس کے لیے اس میں برکت ہے اور شفا ہے جو بھی اس کی طرف پلٹے گا اس کی تکلیف دور ہو جائے گی۔

ھبہ واپس نہ لو

﴿۱۹﴾ علی بن رباط کہتے ہیں زرارہ نے کہا کہ امام صادقؑ نے فرمایا جو کچھ مرد اپنی عورت کو مال دے دیتا ہے ہبہ کے طور پر تو وہ دوبارہ اس سے واپس لینے کا حق نہیں رکھتا اور یہ اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ خدا فرماتا ہے فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیا مریا پس اگر وہ تمہارے لیے خوشی سے کوئی چیز چھوڑ دیں تو اسے خوشگوار طور پر کھا لیا کرو۔

بے وقوفوں کو مال نہ دو

﴿۲۰﴾ یونس بن یعقوب کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ تم بے وقوفوں کو اپنے مال نہ دو تو فرمایا جو بھروسہ کے قابل نہ ہو۔

شرابی سے بچو

﴿۲۱﴾ حماد کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس میں ہے کہ شراب کو اللہ نے حرام کیا اپنے نبیؐ کی زبان کے ذریعے سے اور فرمایا ایسے شخص کو رشتہ نہ دو جب وہ بات کرے تو اس کی تصدیق نہ کرو اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت نہ کرو اگر مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھو اور اس کے پاس امانت نہ رکھو کہ وہ امانت میں خیانت کرے گا اگر وہ مال کھا جائے تو اس نقصان کی تلافی نہیں ہو سکے گی اور نہ ہی خدا اس

مال کا اجر دے ایسا ہر گز نہ کرو۔ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ کچھ رقم ایک شخص فلاں کو دے دوں تا کہ وہ میرے لیے یمن سے کچھ سامان لے آئے اس میں تجارت کا ارادہ تھا تو انہوں نے اپنے والد ابو جعفر باقرؑ سے عرض کیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ کچھ مال میں فلاں شخص کو دوں تا کہ وہ تجارت کی غرض سے یمن سے میرے لیے یہ سامان لے آئے تو مجھ سے فرمایا تجھے علم نہیں ہے کہ وہ شراب پیتا ہے میں نے عرض کیا بے شک مومنین تو اس کے بارے میں اسی طرح کہتے ہیں فرمایا آپ نے سچ کہا اللہ فرماتا ہے اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنین پر ایمان رکھتے ہیں پھر فرمایا ایسی صورت میں اس طرح کا اقدام نہ کرو کیونکہ ایسے عمل کی ذمہ داری خدا پر نہیں ہے تو اس کا اجر خدا سے نہیں ملتا ہے۔ اگر نقصان ہو جائے تو اس بارے میں خدا دعا قبول نہیں کرتا میں نے عرض کیا اور نہیں فرمایا خدا فرماتا ہے وَ لَاتُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ التی جعل الله لكم قياماً اور تم بے وقوفوں کو اپنے وہ مال نہ دو جن کو اللہ نے تمہارے لیے سہارا بنایا پس وہ بے وقوف ہے بے وقوف شرابی ہے کوئی ہے اس سے زیادہ کوئی بندہ نہیں ہے اپنے رب کے نزدیک جو شراب نہیں پیتا جب شراب پیتا ہے تو اللہ اس کے سر کی طرف ایک سوراخ کر دیتا ہے پس اس میں اس کی اولاد اور اس کا بھائی اس کی آنکھیں اور کان اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں ابلیس ہو جاتے ہیں جو اسے کل شر کی طرف لے جاتے ہیں اور اسے صرف کرتے ہیں کل شر کی طرف۔

﴿۲۲﴾ ابراہیم بن حمید کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں وَ لَاتُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ اور تم بے وقوفوں کو اپنے مال نہ دو فرمایا جو شخص مدہوش کر دینے والی چیز پیتا ہو وہ سفیہ (بے وقوف) ہے۔

﴿۲۳﴾ علی بن حمزہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں وَ لَاتُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ اور تم بے وقوفوں کو اپنے مال نہ دو فرمایا وہ یتیم بچے ہیں کہ جب تک تم ان کا شعور محسوس نہ کر لو اس وقت تک تم ان کو ان کے مال نہ دو۔ میں نے عرض کیا پھر ان کے مال ہمارے مال کیسے ہو سکتے ہیں فرمایا جب تو ان کا وارث ہو اس وقت وہ مال تجھ کو ہی پہنچے گا۔

یتیمی کی حد کیا ھے

﴿۲۴﴾ اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے تم اپنے مال بے وقوفوں کو نہ دو اس سے مراد شرابی ہے اور عورتیں ہیں۔

﴿۲۵﴾ عبداللہ بن اسباط کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا میں نے سنا انہوں نے فرمایا کہ بے شک نجد کے حروری نے ابن عباس کو لکھا جس میں اس نے سوال کیا کہ یتیم کب اپنی یتیمی سے ختم ہوتا ہے تو اس کے جواب میں لکھا کہ یتیم اپنی یتیمی سے اس وقت ختم ہوتا ہے جب وہ بالغ ہو جائے اور وہ حد احتلام ہے مگر اس میں یہ علامات نہ ہوں تو یہ سفیہ یا ضعیف ہے یہی اس کی حد ہے۔

﴿۲۶﴾ یونس بن یعقوب کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں فَاِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْداً فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ پس اگر تم ان سے سمجھ دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اس کے بالغ ہونے کی حد سوجھ بوجھ تک ہے

فرمایا اس حدتک اس کے مال کی حفاظت کرو۔

﴿۲۷﴾ عبداللہ بن مغیرہ کہتے ہیں جعفر بن محمدؑ نے قول خدا کے بارے میں فَاِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ پس اگر تم ان سے سمجھ دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو فرمایا کہ جب تم ان میں دیکھو کہ وہ آل محمدؑ سے محبت کرتا ہے تو اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔

یتیم کے مال سے کس قدر کھا سکتا ھے

﴿۲۸﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا ابو عبداللہ صادقؑ سے کہ ایک شخص کے پاس اس کے بھائی کا بیٹا پل رہا ہو تو کیا وہ اس کے مال سے کچھ لے سکتا ہے فرمایا اگر وہ ضرورت مند ہو تو صرف ضرورت کے مطابق ہی لے سکتا ہے اگر وہ یتیم کے چوپایوں کی حفاظت کرتا ہے اور ان کے پانی پینے کے لیے حوض بناتا ہے اور گلے سے جدا ہونے والے جانور کو گلے میں ملاتا ہے تو مویشیوں کا وہ دودھ حاصل کر سکتا ہے اور اعتدال کے مطابق عمل کرے اور یتیم کو نقصان نہ پہنچائے پھر فرمایا خدا فرماتا ہے وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَيَاكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اور جو شخص مالدار ہو تو اسے بچنا چاہیے اور جو شخص فقیر ہو تو اسے نیکی کے ساتھ کھانا چاہیے۔

﴿۲۹﴾ ابو اسامہ کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فلیا کل بالمعروف جو اچھے طریقے سے مال کھائے فرمایا کہ یہ اس شخص کے لیے ہے کہ جو یتیم کے مال کی حفاظت کرنے میں اتنا مصروف ہو چکا ہو کہ اسے اپنے ذاتی کام کاج کرنے کا موقع میسر نہ ہو تو اگر وہ یتیم کے مال کی اصلاح میں مصروف رہتا ہو تو وہ اس کے مال میں سے ضرورت کے مطابق لے سکتا ہے اور اگر یتیم کا مال کم ہو تو پھر اس سے کچھ نہیں لینا چاہیے۔

﴿۳۰﴾ سماعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ اور ابوالحسن موسیٰؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اور جو شخص مالدار ہو تو اسے بچنا چاہیے اور جو شخص فقیر ہو تو اسے نیکی کے ساتھ کھانا چاہیے فرمایا کیوں نہیں جو شخص یتیم کا کفیل ہو اور اس کے مال کی حفاظت کرتا ہو اور اگر وہ ضرورت مند ہو تو اپنی صرف ضرورت کے مطابق ہی یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے اور اگر یتیم کے مال کی نگہبانی کی وجہ کے باوجود وہ اپنا کام کاج کر سکتا ہو تو وہ اپنے دامن کو یتیم کے مال کے کھانے سے ہرگز آلودہ نہ کرے۔

﴿۳۱﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ ابو بصیر نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اور جو شخص مالدار ہو تو اسے بچنا چاہیے اور جو شخص فقیر ہو تو اسے نیکی کے ساتھ کھانا چاہیے فرمایا

کہ جو شخص یتیم کی زمین یا چوپائے وغیرہ کی حفاظت میں اپنا وقت لگائے تو اس میں سے خود بقدر حاجت کھا سکتا ہے لیکن اس کی نقدی درہم و دینار کی حفاظت کے معاوضہ میں وہ کچھ نہیں لے سکتا جو اس کے پاس موجود ہوں۔

﴿۳۲﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ مَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ اور جو فقیر ہو تو اسے نیکی کے ساتھ کھانا چاہیے فرمایا کہ جو شخص غریب ہو تو وہ بقدر ضرورت اس کے مال سے لے سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں لے سکتا اس سے نیکی کے ساتھ اس کے مال سے کھانا چاہیے۔

﴿۳۳﴾ رفاعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فلیاکل بالمعروف اسے نیکی کے ساتھ کھانا چاہیے فرمایا کہ میرے والد نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

﴿۳۴﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ اور جب قرابت دار یتیم اور مسکین تقسیم میں حاضر ہوں تو کچھ اس سے ان کو دے دو فرمایا کہ اس کی ناسخ آیت فرائض ہے۔

﴿۳۵﴾ اور دوسری روایت ہے ابو بصیر کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے اور جب قرابت دار یتیم اور مسکین تقسیم میں حاضر ہوں تو کچھ اس سے ان کو دیدو میں نے عرض کیا کیا یہ منسوخ ہے تو فرمایا نہیں جو بھی اس وقت موجود ہو اس کو عطا کرو۔

﴿۳۶﴾ ابو بصیر نے ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا باقی یہی حدیث ہے۔

ظالم پر ظالم مسلط ہو گا

﴿۳۷﴾ عبد الاعلیٰ مولیٰ آل سام کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو بھی یتیم پر ظلم کی ابتدا کرے گا تو اللہ اس پر یا اس کی اولاد پر یا اس کی اولاد کی اولاد پر کسی نہ کسی ظالم کو مسلط کرے گا میں نے اس بارے ذکر کیا اور عرض کیا کہ ظلم ایک شخص کرتا ہے اور ظالم اس کے بیٹوں یا پوتوں پر مسلط ہوتا ہے تو مجھ سے فرمایا تو نے کلام کرنے سے پہلے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا اور ان لوگوں کو ڈرانا چاہیے جو اگر اپنے پیچھے کمزور بچے چھوڑ جائیں تو وہ ان کے متعلق خوف کھائے تو انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور انہیں ٹھیک بات کرنی چاہیے۔

یتیم کا مال کھانے والے کے لیے دو سزائیں

﴿۳۸﴾ سماعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ یا ابوالحسن موسیٰؑ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے یتیم کا مال کھانے والوں کے لیے دو سزائیں مقرر کی ہیں ایک سزا کا تعلق آخرت سے ہے اور وہ جہنم میں جائے گا اور دوسری سزا کا تعلق دنیا سے ہے۔ خدا فرماتا ہے و لیخش

الذین الی آخر اوران لوگوں کوڈرنا چاہیے جواگر اپنے پیچھے کمزور بچے چھوڑ جائیں تو وہ ان کے متعلق خوف کھائے تو انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور انہیں ٹھیک بات کہنی چاہیے فرمایا یعنی جولوگ آج کسی یتیم کا حق کھا رہے ہیں تو کل ان کی ذریت بھی یتیم ہوسکتی ہے جیسا ان سے سلوک ہوا وہ بھی ایسا ہی سلوک کریں گے۔

یتیم کا مال کھانے سے بچو

﴿۳۹﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ بے شک کتاب علی بن ابی طالبؑ میں ہے کہ جو بھی یتیم کے مال کو کھائے گا ظلم سے تو عنقریب اس کی اولاد بھی اس کی سزا بھگتے گی اور وہ خود بھی اس سے ملحق ہوگا فرمایا کہ اس دنیا کے متعلق خدا فرماتا ہے و لیخش الذین الی آخر اوران لوگوں کو ڈرنا چاہیے جواگر اپنے پیچھے کمزور بچے چھوڑ جائیں تو وہ ان کے متعلق خوف کھائے تو انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور ٹھیک بات کرنی چاہیے۔ اور آخرت کے متعلق خدا فرماتا ہے ان الذین الی آخر یقیناً جولوگ ظلم سے یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب اس بھڑکی ہوئی آگ میں جلیں گے۔

﴿۴۰﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ دونوں امام صادقؑ اور باقرؑ سے کسی ایک سے میں نے عرض کیا کہ کتنا مال یتیم کا کھانے سے ایک شخص پر جہنم واجب ہو جاتی ہے فرمایا دو درہم۔

﴿۴۱﴾ سماعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ یا ابوالحسنؑ نے فرمایا اس سوال کے جواب میں کہ ایک شخص نے یتیم کا مال کھایا ہے تو کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے فرمایا کہ وہ مال اس کے مالک کو پلٹا دے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ان الذین الی آخر یقیناً جولوگ ظلم سے یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب اس بھڑکی ہوئی آگ میں جلیں گے۔

﴿۴۲﴾ احمد بن محمد کہتے ہیں میں نے ابوالحسن موسیٰ کاظمؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس کئی یتیموں کا مال ہو اور وہ محتاج ہو جائے تو کیا وہ یتیم کے مال سے اس نیت سے لے کر کھا سکتا ہے کہ وہ یہ مال واپس کرے گا کیا یہ اس کے لیے درست ہے۔ خدا فرماتا ہے ان الذین الی آخر یقیناً جولوگ ظلم سے یتیم کا مال کھاتے ہیں فرمایا نہیں اور لیکن اگر وہ مجبور ہو تو ضرورت کے مطابق خرچ کرسکتا ہے اور کسی بھی صورت میں اسراف نہیں کرے گا۔ میں نے عرض کیا کس قدر مال یتیم کا ہوگا جبکہ وہ کھاتا ہے اور وہ واپس نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اپنے پیٹ کو آگ سے بھر رہا ہے فرمایا تھوڑا یا زیادہ جو وہ اپنی ضرورت کے مطابق لیتا ہے مگر اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کو واپس نہیں کرے گا۔

﴿۴۳﴾ زرارہ اور محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جو مال یتیم کے کھانے کا طریقہ رکھتا ہے جبکہ وہ اس کے پاس ہے اور وہ یتیم کے ضمن میں ہے اس بارے خدا فرماتا ہے و من کان فقیرا فلیاکل بالمعروف اور جو کوئی فقیر ہو تو وہ نیکی سے اس

سے کھا سکتا ہے فرمایا جس وقت اسے اس کی سخت ضرورت ہو تو وہ یتیم کے مال سے لے سکتا ہے مگر ضرورت سے زیادہ نہیں لے گا تو وہ اس کے مال سے نیکی سے کھا سکتا ہے۔

﴿۴۴﴾ عجلان کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے عرض کیا جو یتیم کا مال کھاتا ہو فرمایا جیسا کہ خدا فرماتا ہے انما یا کلون الی آخر یقیناً جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب اس بھڑکی ہوئی آگ میں جلیں گے پھر میرے سوال کیے بغیر فرمایا کہ جو شخص کسی یتیم کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے یا وہ دولت مند ہو جائے تو اللہ اس کے لیے جنت کو واجب کر دے گا جیسا کہ مال یتیم کو کھانے والے کے لیے جہنم کو واجب کرتا ہے۔

﴿۴۵﴾ ابو ابراہیم کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا ایک شخص کا مال ایک دوسرے شخص کے پاس ہے ویسے لیا گیا ہو یا قرض لیا گیا ہو اور وہ مر جائے اور اس نے ادا نہ کیا ہو اور وہ چھوٹے بچے یتیم چھوڑ گیا ہو تو ان کو اسے ادا کرنا چاہیے جبکہ وہ ان کو ادا نہ کرے کیا وہ بھی اس میں شامل ہو گا جو یتیم کا مال ظلم سے کھاتے ہیں فرمایا اگر اس کی نیت اس کے ادا کرنے کی ہو تو وہ اس میں شمار نہیں ہو گا۔ اور ابوالحسن موسیٰؑ سے سوال کیا کہ وہ شخص یتیم کا مال کھاتا ہے اور وہ مال واپس کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں وہ عنقریب اس بھڑکتی آگ میں جلیں گے تو فرمایا ہاں۔

﴿۴۶﴾ عبید بن زرارہ کہتے ہیں ابو عبداللہ نے فرمایا جب ان سے کبائر کے بارے سوال کیا گیا فرمایا اس میں یتیم کا مال کھانا ظلم میں بھی شامل ہے اور اس بارے میں ہمارے اصحاب میں کوئی اختلاف نہیں ہے والحمدللہ۔

﴿۴۷﴾ ابو جارود کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک قوم قبروں سے اٹھائی جائے گی کہ ان کے منہ کے اندر سے آگ نکلتی ہو گی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما الی آخر یقیناً وہ لوگ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں وہ عنقریب اس بھڑکتی ہوئی آگ میں جلیں گے۔

کون سا عمل جهنم کا مستحق بناتا هے

﴿۴۸﴾ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے عرض کیا اللہ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے وہ کون سا عمل ہے جو بندہ کو جہنم کا مستحق بنا دیتا ہے فرمایا کہ جو شخص یتیم کا مال کھاتا ہے ایک درہم اور ہم یتیم ہیں امام کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ہمارا حق خمس ادا نہیں کرتے بلکہ کھا جاتے ہیں کیونکہ اللہ نے ہم پر صدقہ وغیرہ حرام کیا ہے اس لیے اللہ نے خمس کو واجب کیا ہے یہ ہمارا مال ہے مگر لوگ اس کو ادا نہیں کرتے کھا جاتے ہیں یہ ہمارا مال ہے اس لیے ہم یتیم ہیں۔

وراثت کی وصیت کا حکم

﴿۴۹﴾ ابو جمیلہ مفضل بن صالح نے کہا کہ ہمارے بعض اصحاب نے امام صادقؑ یا امام باقرؑ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ بے شک فاطمہؑ ابوبکر کے پاس گئیں اور ان سے نبیؐ اللہ کی میراث کو طلب کیا تو اس نے کہا بے شک اللہ کے نبیؐ وراثت نہیں چھوڑتے تو اس سے فاطمہؑ نے کہا کیا تم اللہ سے کفر کرتے ہو اور اس کی کتاب کو جھٹلاتے ہو خدا فرماتا ہے یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے حکم دیتا ہے کہ مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔

وراثت میں کتنا حصہ ہو

﴿۵۰﴾ سالم اشل کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بے شک خدا فرماتا ہے اگر کوئی مر جائے اور والدین چھوڑ جائے تو تمام میراث میں شامل ہوں گے وہ اس سے حصہ نہیں لے سکتے مگر چھٹا حصہ ان کا ہے۔

﴿۵۱﴾ بکیر بن اعین کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بیٹا اور بھائی وہ بھی اس میں انہیں بھی اس سے حصہ ملے گا۔

﴿۵۲﴾ ابو العباس کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا حاجب نہیں بن سکتا ہے یہ تب ہو گا جب تین بھائی اور بہن ہوں گے یہاں تک کہ دو بھائی ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں گی خدا فرماتا ہے فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ اگر مرنے والے کے بھائی ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

﴿۵۳﴾ فضل بن عبدالملک کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا ماں اور دو لڑکیوں کے بارے میں تو فرمایا کہ جب تین ہوں خدا فرماتا ہے فان کان لہ اخوۃ اگر مرنے والے کے بھائی ہوں اور نہیں ہے اس سے جب مرنے والے کے بھائی ہوں۔

﴿۵۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے اگر مرنے والے کے بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے یعنی بھائی اس کے باپ کے ماں یا باپ کے بھائی۔

﴿۵۵﴾ محمد بن قیس کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے سنا قرض اور وصیت کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ پہلے قرض ادا کیا جائے پھر وصیت پر عمل کیا جائے جو قرض سے متعلق ہو پھر میراث تقسیم کی جائے اور وارث کے لیے وصیت درست نہیں ہے۔

﴿۵۶﴾ سالم اشل کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے شوہر اور بیوی کو تمام اہل وارث میں انہیں شامل کیا ہے مگر اس میں حصہ نہیں مگر چوتھا اور آٹھواں حصہ ہے۔

﴿۵۷﴾ بکیر کہتے میں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا اگر ایک عورت کچھ چھوڑے تو اس کا شوہر اس کے باپ و ماں اور اس کی اولاد لڑکے

اور لڑکیاں تو اس کے شوہر کے لیے چوتھا حصہ ہے اللہ کی کتاب میں اور ماں باپ کے لیے چھٹا حصہ ہے اور جو باقی ہو وہ لڑکے کے لیے مثل دو عورتوں کے حصہ ہے۔

مادری بھن بھائیوں کا حصہ

﴿۵۸﴾ بکیر بن اعین کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے فرماتا ہے وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ "يُوْرَثُ اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ" اَوْ اُخْتٌ" فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ اور اگر وہ شخص جس کی میراث ہے کلالہ (احاطہ) ہو یا عورت ہو اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ ایک تہائی میں شامل ہوں گے۔ بے شک یہ مخصوص مادری بہن بھائیوں کے لیے ہے۔

﴿۵۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے عرض کیا کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک عورت مر گئی اور اس نے ایک شوہر اور کچھ مادری اور کچھ پدری بھائی چھوڑے تو اس کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا تو فرمایا کہ اس کے شوہر کو نصف ملے گا اور اس کے تین حصے کیے جائیں گے اس سے تیسرا حصہ اس کے مادری بہن بھائیوں کو ملے گا اور اس لڑکے اور لڑکی کو برابر کا حصہ دیا جائے گا اور جو باقی حصہ بچ جائے گا وہ اس کے پدری بہن بھائیوں کو ملے گا۔ اسی ترتیب سے مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ حصوں میں عول (چیخ و پکار) نہیں ہے۔ شوہر کو نصف سے کم حصہ نہیں ملے گا اور مادری بہن بھائیوں کو تیسرے حصہ سے کم نہ ملے گا خدا فرماتا ہے فان كانوا اكثر من ذلك فهم شركا في الثلث اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ اس میں شامل ہوں گے اور ان میں سے ایک ہو تو اس کا چھٹا حصہ ہے اور خدا فرماتا ہے ان كان الي آخر الثلث اگر وہ شخص جس کی میراث کلالہ ہو یا عورت ہو اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ شامل ہوں گے ایک تہائی میں فرمایا اس میں مادری بہن بھائی خاص مراد ہیں۔

بدکار عورت کا حکم

﴿۶۰﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ الي سَبِيْلاً اور تمہاری عورتوں میں جو عورتیں بدکاری کریں تا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ مقرر کرے فرمایا یہ منسوخ ہے اور راستہ سے مراد اس کی حدود ہیں۔

﴿۶۱﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس آیت کے متعلق و التي ياتين الفاحشه من نسائكم الي سبيلا اور تمہاری عورتوں میں جو عورتیں بدکاری کریں تا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ مقرر کرے فرمایا یہ آیت منسوخ ہے میں نے عرض کیا یہ کس طرح فرمایا جب زمانہ جاہلیت میں کوئی عورت بدکاری کرتی تھی اور چار گواہ اس کی گواہی دیتے تھے تو وہ ایک مکان میں بند کر دی جاتی

تھی وہ کسی سے بات نہ کرسکتی تھی اور نہ اس سے کوئی بات کرسکتا تھا اور نہ کوئی اس کے پاس اٹھتا بیٹھتا تھا صرف کھانا پینا اس کو پہنچا دیا جاتا تھا اور وہ اسی طرح مرجاتی تھی میں نے عرض کیا خدا فرماتا ہے اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ مقرر کرے فرمایا اس کے بعد یہ راستہ مقرر کیا کہ شوہر دار عورت زانیہ کو سنگسار کیا جائے اور بغیر شوہر والی کو درے لگائے جائیں گھر کے اندر خدا فرماتا ہے وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ اگر تم میں سے دو شخص ایسی بدکاری کریں یعنی باکرہ اگر ایسی بدکاری کرتی اور شوہر دار تو فَاٰذُوْهُمَا تو انہیں سزا دیتے فرمایا اسے قید کر دیتے تھے فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا پھر اگر وہ دونوں توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو ان دونوں سے درگزر کرو بے شک اللہ ان کی توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

﴿۶۲﴾ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی اور اس کی اللہ مغفرت کرتا ہے جو توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے اور عمل صالح کرتا ہے پھر ہدایت پر آ جاتا ہے فرمایا اس آیت کی تفسیر اس طرح ہے کہ اللہ کسی کی توبہ کو قبول نہیں کرتا جو عمل صالح کرے مگر یہ کہ وہ اپنے وعدہ کی وفا کرتا ہے جو اس نے اس میں کیا ہے یہ اس کی تفسیر ہے یہ شرطوں میں سے مومنین کے لیے ایک شرط ہے اور اللہ فرماتا ہے اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ سوائے اس کے نہیں ہے کہ جو لوگ برائی کریں جہالت کی وجہ سے فرمایا یعنی جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے وہ عالم ہوتا ہے مگر اس وقت وہ جاہل ہوتا ہے اس لیے کہ اپنے نفس کو پروردگار کی نافرمانی کے خطرہ میں ڈالتا ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے ہو کہ خدا نے حضرت یوسفؑ کے اس قول کو جو اس نے اپنے بھائیوں سے فرمایا اپنے کلام میں حکایت نقل کی هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَ اَخِیْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ آیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی سے کیا سلوک کیا جس حال میں کہ تم جاہل تھے۔ یہاں ان کو جہل سے نسبت دینے کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے نفسوں کو خدا کی نافرمانی کے خطرہ میں ڈال دیا تھا۔

کس کی توبہ قبول نہیں

﴿۶۳﴾ حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ اور توبہ ان لوگوں کے لیے نہیں جو برائیاں کریں یہاں تک کہ جب ان کو موت آ گئی اس نے کہا اب میں نے توبہ کی فرمایا وہ وہ ہے جو توبہ سے فرار کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت آ جاتا ہے اور وہ کہتا ہے میں توبہ کرتا ہوں تو یہ توبہ اس کی قبول نہ ہوگی۔

﴿۶۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ جب سانس حلق تک پہنچ جائے تو اس وقت عالم کی توبہ قبول نہ ہوگی البتہ جاہل کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

وضاحت: فیض رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ اس وقت عالم کی توبہ قبول نہ ہونے کا سبب غالباً یہ ہو کہ موت کی علامتیں دیکھ کر اس کو زندگی سے

مایوسی ہو جاتی ہے خلاف جاہل کے کہ اس کو جب تک غیب کی چیزیں نظر نہ آئیں اس وقت تک بھی مایوسی نہیں ہوتی منجملہ ان لطفوں کے جو خدا نے مبذول فرمائے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ روح قبض کرنے والے فرشتے کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ شروع پاؤں کی انگلیوں سے کرے پھر لگاتار تیزی سے اوپر کو چڑھتا جائے پھر دل تک پہنچے اور آخر میں حلق تک تا کہ مرنے والے کو اس بات کی مہلت ملے کہ اپنا دل خدا کی طرف متوجہ کرے اور وصیت کر سکے اور فرشتے کو دیکھنے سے پہلے توبہ کر لے اور صاحبان حقوق سے حقوق بخشوا سکے اور خدا کو یاد کر سکے اور دم نکلتے نکلتے اس کی زبان پر ذکر خدا رہے اس صورت میں خاتمہ بالخیر ہونے کی امید ہے خدا اپنے لطف و کرم سے ہم سب کو ایسی ہی موت عطا فرمائے۔

عورتوں کے زبردستی وارث نہ بنو

﴿۶۵﴾ ابراہیم بن میمون کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ یہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بنو اور ان کو اس غرض سے قید نہ رکھو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا اس میں سے کچھ ان سے لے جاؤ فرمایا کہ ایک شخص کے پاس ایک یتیم عورت تھی وہ اس کو نکاح کرنے سے منع کرتا تھا اور اس کو مارتا تھا اس کی غرض یہ تھی کہ وہ کچھ فدیہ اسے دے میں نے عرض کیا خدا فرماتا ہے ان کو اس غرض سے قید نہ رکھو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ ان سے لے جاؤ فرمایا کہ ایک شخص کے پاس ایک عورت تھی وہ اس کو مارتا تھا اس غرض سے کہ وہ یہ مال اس کے لیے چھوڑ جائے اللہ نے اسی چیز سے منع فرمایا ہے۔

﴿۶۶﴾ ہاشم بن عبداللہ بن سری جبلی کہتے ہیں میں نے امامؑ سے اس آیت کے بارے پوچھا وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ ان کو اس غرض سے قید نہ رکھو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ ان سے لے جاؤ۔ فرمایا پس باتوں سے دبائے رکھنا پھر فرمایا جیسا کہ کہتے ہیں تبطی لوگ کہ جن کی اندرونی بات کی سمجھ نہ آتی ہو جیسا کہ وہ پاک رہے اور روکے رکھنا تا کہ وہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے اور یہ طریقہ زمانہ جاہلیت کا تھا۔

مہر کتنا ہے

﴿۶۷﴾ عمر بن یزید کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ مجھے اطلاع دیں کہ اکثر لوگ جو شادی کرتے ہیں یہ مہر سنت میں ہے کیا یہ اس میں جائز ہے فرمایا جب جائز ہے سنت میں پس یہ مہر نہیں ہے بے شک وہ نحل ہے اسی کے بارے خدا فرماتا ہے فَاِنْ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اگر تم اسے بہت سا مال ہی کیوں نہ دے دو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ بے شک آزاد کرنا ہبہ کرنا عورت کو مہر دینا اور نہیں ہے یعنی مہر مگر جو ان کے لیے ہے جو مہر ہے مہر سے ہے پھر ان کے لیے تھا جو مہر انہوں نے لیا

ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی ولی مقرر کر دے اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی مددگار بنا دے پس وہ ہم ہیں۔

ھاتھ روک لو قتال کرو سے مراد کیا

﴿۱۹۵﴾ ادریس غلام عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس آیت کی تفسیر میں اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَیۡدِیَكُمۡ کیا تم نے ان کو نہ دیکھا جن کو کہا گیا کہ تم اپنے ہاتھ روک لو اس کا تعلق امام حسنؑ سے ہے وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیۡهِمُ الۡقِتَالُ اور نماز قائم کرو پھر جب ان پر لڑائی واجب کی گئی اس کا تعلق حسینؑ سے ہے قَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَیۡنَا الۡقِتَالَ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم پر جہاد کیوں واجب کیا ہے تو نے ہمیں قریب مدت تک ڈھیل کیوں نہ دی اس سے مراد کہ قائم آل محمدؐ کا خروج ہے ان کی نصرت اور ظفر ہے اللہ نے فرمایا قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ" وَ الۡاٰخِرَةُ خَیۡرٌ" لِّمَنِ اتَّقٰی تو کہہ دے دنیا کا تھوڑا فائدہ ہے اور آخرت بہتر ہے اس کے لیے جو ڈرا۔

﴿۱۹۶﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ فیصلہ حسنؑ بن علیؑ کا اس امت کے لیے بہتر تھا جس طرح سورج واضح طلوع ہوتا ہے خدا کی قسم اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی الم تر الی الذین قیل لھم ایدیکم و اقیمو الصلوۃ و آتو الزکوۃ کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کہا گیا کہ تم اپنے ہاتھ روکے رہو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور بے شک یہی امام کی اطاعت ہے پس انہوں نے جہاد کو طلب فلما کتبت علیھم القتال پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا حسینؑ کے ساتھ قالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہم پر جہاد کیوں فرض کیا ہے تو نے ہمیں قریب مدت کے لیے مہلت کیوں نہ دی اور خدا نے فرمایا ربنا اخرنا الی اجل قریب اے ہمارے رب ہمیں قریب مدت کے لیے ڈھیل کیوں نہ دی کہ ہم وہ دعوت قبول کرتے اور ان کا اتباع کرتے رسولوں کی طرح اور ارادہ یہ تھا کہ قائم آل محمدؐ تک اس کی تاخیر کی جاتی۔

﴿۱۹۷﴾ حلبی کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا کفوا ایدیکم تم اپنے ہاتھ روکے رکھو فرمایا اس سے مراد ان کی سنت ہے۔

﴿۱۹۸﴾ اور روایت حسن بن زیادہ عطار کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے کفوا ایدیکم و اقیمو الصلوۃ تم اپنے ہاتھ روکے رہو اور نماز قائم کرو فرمایا یہ آیت حسن بن علیؑ کے متعلق نازل ہوئی کہ اللہ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ رکے رہیں فلما کتبت علیھم القتال پھر ان پر جہاد فرض ہوا فرمایا یہ آیت حسینؑ بن علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی کہ ان پر جہاد فرض کیا اور اہل زمین پر بھی کہ وہ ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔

﴿۱۹۹﴾ علی بن اسباط کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اگر اہل ارض سب کے سب امام حسینؑ کے ساتھ ہوتے تو سب قتل ہو جاتے۔

اچھائی برائی کس کی طرف سے

﴿۲۰۰﴾ صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرزند آدم جو کچھ تو اپنے نفس کے واسطے چاہتا ہے وہ میری مشیت سے ہے اور تو میری دی ہوئی قوت سے میرے فرائض ادا کرتا ہے اور میری دی ہوئی نعمت سے تجھ کو قوت حاصل ہوئی ہے کہ کیا تو میری معصیت کرے خدا فرماتا ہے مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَا اَصَابَکَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِکَ پس جو اچھائی و نیکی تجھے پہنچی پس وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو برائی تجھ کو پہنچی وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے اور جو بھی نیکی تجھے پہنچتی ہے وہ میری طرف سے ہے اور جو بھی برائی تجھے پہنچتی ہے وہ تیری اپنی طرف سے ہے نہ کہ میری طرف سے مجھ سے میرے کسی کام کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا اور بندوں سے ضرور سوال کیا جائے گا۔

﴿۲۰۱﴾ اور روایت حسن بن وشا کہ ابوالحسنؑ نے فرمایا اور تیری برائیاں تیری طرف سے ہیں جس طرح تو معاصی کا کام کرتا ہے اس قوت سے جو تیرے اندر بنائی گئی ہے۔

رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت

﴿۲۰۲﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا چوٹی کی بات اور معاملات کی چابی اور انبیاء کا دروازہ اور رحمان کی رضا امام کی اطاعت میں ہے اس کی معرفت کے بعد پھر فرمایا بے شک اللہ فرماتا ہے مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ الی حَفِيْظاً جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی پس ہم نے تم کو ان پر نگران نہیں بنایا۔ پھر یہ کہ اگر کوئی شخص رات کو قیام کرنے والا ہو اور دنوں کو روزہ رکھے اور سارے اپنے جمع شدہ مال کو تصدق کرے اور اپنی پوری زندگی میں ہر سال حج کرے اور ولایت کی معرفت نہ رکھتا ہو جو ولی اللہ ہو اس کا جو والی ہو اور اس کے تمام اعمال اس کے بدلے میں آ جائیں اس کے لیے تو اللہ پر اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس کے بدلے میں آ جائیں اس کے لیے تو اللہ پر اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اسے اس کا ثواب دے اور وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے پھر فرمایا وہ جو ان میں سے محسن ہو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اپنے فضل اور اپنی رحمت کے ساتھ۔

﴿۲۰۳﴾ ابو اسحاق نحوی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے ادب کو اپنے نبیؐ پر اس کی محبت کے ساتھ رکھا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ بے شک ہم نے تجھے خلق عظیم بنا کر بھیجا پھر اللہ نے اپنے دین کے احکام ان کے حوالے کیے اور فرمایا وَ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اور رسولؐ جو کچھ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کرے اس سے رک جاؤ اور فرماتا ہے مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی بے شک رسولؐ خدا نے یہی احکام علیؑ کو تفویض کیے اور انہیں امین بنایا اور تم خوش نصیب ہو کہ تم نے اس کے فرمان کو تسلیم کیا ہے جب کہ

دوسرے لوگوں نے اس سے انکار کیا ہے پس خدا کی قسم ہمیں تم سے محبت ہو گئی جب ہم بولیں تو تم بھی بولو اور جب ہم خاموش رہیں تم بھی خاموش رہو ہم تمہارے اور خدا کے درمیان واسطہ ورابطہ ہیں اللہ نے کسی کو بھی ہماری مخالفت کا حق نہیں دیا ہے۔

رسولؐ اور والی امر کی طرف پلٹاؤ

﴿۲۰۴﴾ محمد بن عجلان کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بے شک اللہ لوگوں میں معاملات کو فاش کرنے سے منع کیا ہے خدا فرماتا ہے وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی بات آتی ہے تو اس کو پھیلا دیتے ہیں فرمایا تم اس کو پھیلانے سے پرہیز کرو۔

﴿۲۰۵﴾ عبداللہ بن عجلان کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ اور اگر اس کو رسولؐ اور والی امر کے سامنے پیش کرتے فرمایا اس سے مراد ہم آئمہ ہیں۔

﴿۲۰۶﴾ عبداللہ بن جندب کہتے ہیں میں نے ابوالحسن رضاؑ کو لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا اللہ آپ پر رحم کرے وہ قوم جو ان وصف کو رکھتی ہو تمہیں مس کرتے ہیں۔ وہ بھائی ہیں اور وہ ان کے خلاف والوں میں سے ہوں اور تمہارے دشمن ہوں اور تم سے برائت کرتے ہوں اور وہ اس سے رکے ہوں زندگی میں آپ کے باپ پر صلوات اور رحمت ہو اور آخر میں تحریر کیا بے شک وہ قوم ہے کہ انہیں شیطان نے کس طرح گمراہ کیا اور انہیں شبہات میں غرق کر دیا اور دین کے امور ان کے سپرد نہیں کیے گئے اور یہ ان کے لیے ظاہر ہے وہی ان پر فرض ہے جس وقت وہ حیرت میں پڑ جائیں تو وہ رک جائیں اور جھٹلائیں جس کو وہ نہ جانتے ہوں اور ہدایت کا ارادہ کیا کہ یہ ہمارے نفسوں پر تلقی ہوا ہے پس کہتے ہیں یہ کیوں کیا اور کیسے ہیں وہ ہلاکت میں چلے گئے جو اس میں احتیاط نہیں کرتا اور یہ جانتے ہیں جو کچھ وہ اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں اور جو ان کے رب کی طرف ظلم سے بھیجا ہے اور ان کے لیے یہ نہیں اور نہ ہی ان پر یہ کیوں کہ ان پر فرض ہو چکا ہے اور ان پر واجب ہے اس میں وقوف کرنا تحیر کے نزدیک اور یہ جہلوں کی طرف اسے پلٹاتے ہیں حالانکہ یہ اس کے عالم کی طرف پلٹاتے جو ان کے لیے استنباط کرتا بے شک ان ہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے اپنی محکم کتاب میں و لو ردوه الى الرسول و الى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم اور اگر وہ رسولؐ اور صاحبان امر کی طرف پلٹاتے تو بے شک وہ لوگ اس کو جان لیتے جو اس کی تہہ تک پہنچے ہیں یعنی آل محمد اور وہ ہیں جو قرآن سے استنباط کرنے والے ہیں اور حلال و حرام کو جانتے ہیں اور وہی مخلوق پر خدا کی حجت ہیں۔

اللہ کے فضل سے مراد رسولؐ ہیں

﴿۲۰۷﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے اور حمران کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ

عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُهٗ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو فرمایا اللہ کے فضل سے مراد رسولؐ ہے اور رَحْمَتُهٗ سے مراد آئمہؑ کی ولایت ہے۔

﴿۲۰۸﴾ محمد بن فضیل کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے قول خدا کے بارے لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُهٗ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو فرمایا فضل رسولؐ خدا اور رحمت امیر المومنینؑ ہیں۔

﴿۲۰۹﴾ محمد بن فضیل کہتے ہیں عبد الصالحؑ نے فرمایا رحمت سے مراد رسولؐ خدا ہیں اور فضل سے مراد امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب ہیں۔

﴿۲۱۰﴾ ابن مسکان کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَا تَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا اور اگر ان پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو سوائے تھوڑوں کے تم شیطان کی پیروی کرتے فرمایا ابو عبد اللہ صادقؑ نے تم نے یہ سوال کر کے جبر و قدر کی بات کے خواہش مند ہو اور وہ کیا ہے میرے دین سے نہیں ہے اور نہ ہی میرے آباء کا دین ہے اور نہ ہی ہم اہل بیتؑ کے خاندان سے کسی ایک کا ہے اور وہ بھی ایسا نہیں کہتے۔

اللہ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

﴿۲۱۱﴾ سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر علیؑ کے سیاسی مخالفین باطل پر ہوتے تو علیؑ ان سے جنگ کرتے حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا تو وہ حق پر تھے تو فرمایا تن تنہا اکیلے جہاد کرنے کا حکم صرف رسولؐ خدا کو تھا بے شک اللہ کسی انسان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اس لیے انہیں اجازت نہ تھی خدا فرماتا ہے فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ پس تو خدا کے راستہ میں قتال کر تیرے نفس کو طاقت کے مطابق ہی تکلیف دی جاتی ہے۔ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور مومنین کو ترغیب دے یہ کسی کو حکم نہیں ہے مگر صرف رسولؐ خدا کو ہے دوسرے کے لیے خدا فرماتا ہے اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ مگر یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا اپنے کسی گروہ سے ملنے کے لیے ایسا کرے فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ جنگ کے لیے لشکر کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ان کے پاس لشکر نہیں تھا تب وہ اس امر میں شامل ہوتے۔

﴿۲۱۲﴾ زید شحام کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ نے فرمایا کیا سوال رسولؐ اللہ کسی چیز کو کاٹتے فرمایا نہیں اگر وہ ان پر اس کی عطا تھی اور اگر نہ ہوتی تو ان کے پاس فرمایا ہو گی انشاء اللہ اور کافی نہیں برائی کے ساتھ کاٹتا اور جو نہیں القا ہوتا سو یہ اسی کے متعلق نازل ہوا فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ پس تو اللہ کے راستہ میں قتال کر تیرے نفس کے سوا تکلیف نہیں دی جائے گی اور رسولؐ اپنے نفس کے زیادہ حق دار ہیں۔

﴿۲۱۳﴾ ربان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے کہا کہ یہ آیت رسولؐ خدا پر نازل ہوئی لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ نہیں تکلیف دی جائے گی مگر اس کے نفس کی طاقت کے مطابق فرمایا جو زیادہ بہادر تھے لوگوں میں رسولؐ خدا کو ان کے مقابلے کے لیے کہا گیا۔

﴿۲۱۴﴾ ثمالی کہتے ہیں عیص نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ کو وہ تکلیف دی گئی جو کسی ایک کو بھی نہیں دی گئی کہ وہ اللہ کے راستے میں اکیلے ہی جنگ کریں اور خدا فرماتا ہے حرض المومنين علی القتال اور مومنین کو جنگ کی ترغیب دلائیں اور فرمایا کہ بے شک تمہیں جو تکلیف دی گئی ہے وہ انتہائی آسان ہے کہ تم خدا کا ذکر کرتے رہو۔

شر پسند کون ھے

﴿۲۱۵﴾ ابراہیم بن مہزم کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ بے شک ہر ایک کے لیے کوئی نہ کوئی کتا (صفت دشمن) ہوتا ہے جو شر پھیلاتا ہے تو اللہ نے تم کو اس سے محفوظ رکھا ہے پس تم اس سے اجتناب کرو اس کے بغیر بے شک اللہ فرماتا ہے وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْساً وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلاً اور اللہ طاقت کی حیثیت سے سب سے زیادہ طاقتور ہے اور عبرتناک سزا دینے کی حیثیت سے سب سے زیادہ سخت ہے نہیں جانتا کہ شر کے ساتھ۔

دل برداشته گروه

﴿۲۱۶﴾ سیف بن عمیرہ کہتے ہیں میں نے سوال کیا ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوْكُمْ کہ وہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم کے ساتھ لڑیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر غالب کر دیتا پھر البتہ وہ تم سے لڑتے۔ فرمایا کہ میرے والد نے فرمایا کہ یہ آیت بنی مدلج کے بارے میں نازل ہوئی کہ انہوں نے تنگی کی پس نبیؐ کے ساتھ قتال نہ کیا اور نہ ہی وہ اپنی قوم کے ساتھ ہوئے۔ میں نے عرض کیا اس سے کیا ہوا فرمایا نہ تو نبیؐ نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ دشمنوں سے فارغ ہو جائے پھر اگر تم نے میری دعوت قبول کر لی تو ٹھیک ورنہ وَحَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ تو لڑائی سے دل برداشتہ ہو کر آئے وہ سینوں میں تنگی محسوس کرتے ہیں۔

قتل خطا کا بدله

﴿۲۱۷﴾ مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؐ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِناً اِلَّا خَطَاً وَ مَنْ مُؤْمِناً خَطَاً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اور کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر خطا سے اور جو دشمن کسی مومن کو خطا سے قتل کر دے تو ایک بندہ مومن کا آزاد کرنا ہے اور اس کے اہل کو خون بہا دینا ہے فرمایا پھر ایک بندہ مومن کا آزاد کرنا یہ بندے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے اور پھر دیت دینا مسلم مومن کی اس مقتول کے وارثوں کے

لیے ہے وَ اِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَکُمْ پس اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے تو فرمایا اور اگر وہ اہل شرک میں سے ہو تو اس کے لیے معاملہ میں صلح نہیں اور وہ ایک مومن کو آزاد کرا دے یا مومنہ کو اور یہ معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے اور اس پر کوئی دیت نہیں ہے اور اگر وہ اس قوم سے ہو جو اس کے اور اس کے درمیان ہے جن سے میثاق ہوا تو وہ ایک مومن یا مومنہ کو آزاد کردے اس کا اور اسی کے درمیان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور دیت بھی ادا کرے جو اس کے اہل ہیں۔

﴿۲۱۸﴾ حفص بن بختری کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے متعلق وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاً اِلٰی فَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّکُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر خطا سے اور جو شخص کسی مومن کو خطا سے قتل کر دے تو ایک بندہ مومن کا آزاد کرنا ہے اور اس کے اہل کو خون بہا دینا ہے مگر یہ کہ وہ صدقہ کر دیں پس اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہو، فرمایا جب وہ اہل مشرک سے ہو تو ایک مومن یا مومنہ کا آزاد کرنا ہے اور یہ معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے اور اس پر دیت ادا کرنا نہیں ہے وَ اِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِیْثَاقٌ فَدِیَةٌ" مُسَلَّمَةٌ اِلٰی اَهْلِهٖ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ اور اگر ایسی قوم سے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان معاہدہ ہو تو اس کے اہل کو خون بہا دینا اور ایک بندہ مومن کا آزاد کرنا ہے فرمایا ایک مومن بندہ کا آزاد کرنا یہ معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے اور اس کی دیت کا ادا کرنا اس کے وارثوں کو ہے۔

ظهار کا کفارہ

﴿۲۱۹﴾ معمر بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کہ ایک مرد اپنی عورت سے ظہار کرتا ہے تو کیا وہ کسی بچے کو اس کے کفارہ میں آزاد کر سکتا ہے فرمایا وہ تمام امور وافعال جن کے متعلق کفارہ میں غلام کے آزاد کرنے کا حکم ہے اس طرح نابالغ بچے کو آزاد کرنا جائز ہے مگر قتل کے کفارہ میں فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ غلام کو آزاد کرنا ہے یعنی مقرر شدہ بالغ ضروری ہے یعنی وہ اپنے ایمان کا مقر ہو۔

﴿۲۲۰﴾ کردویہ ہمدانی کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے قول خدا کے بارے فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ تو اس کے لیے ایک غلام آزاد کرنا ہے کیسے مومن ہونا معلوم ہوگا فرمایا فطرت سے یعنی ہر شخص فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

﴿۲۲۱﴾ سکونی کہتے ہیں جعفرؑ نے اپنے باپ سے انہوں نے علیؑ سے روایت کیا فرمایا اللہ نے اس شخص کے بارے میں ذکر کیا مومن کے آزاد کرنے کے بارے میں کہ رقبہ کا اطلاق اس شخص پر ہے جو سمجھ و شعور کی منزل میں پہنچ جائے اور نسمہ اور جو چھوٹا بچہ شعور کی منزل میں نہ پہنچا ہو اور وہ صرف اس بات کو جانے جو تم اس سے کہو وہ چھوٹا بچہ ہی سمجھیں۔

﴿۲۲۲﴾ عامر بن احوص کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سائبہ کے متعلق سوال کیا تو فرمایا تم قرآن میں دیکھو فما کان فیه فتحریر رقبة تو اس میں ایک غلام آزاد کرنا ہے پس یہی اے عامر سائبہ ہے وہ ولا نہیں رکھتا لوگوں میں سے اس پر بھی مگر اللہ کی اور

اللہ کی ولا حدا کی قسم رسولؐ خدا کی ولا ہے اور رسولؐ کی ولا امام کی ولا ہے جو امام کی طرف جاتی ہے اور اس کی میراث بھی۔

﴿۲۲۳﴾ ابن ابو عمیر نے بعض اصحاب سے نقل کیا کہ دونوں امام باقرؑ و صادقؑ میں سے ایک نے فرمایا کہ جب ہر قتل میں ارادہ شامل ہو تو قاتل قصاص کے لیے پیش ہو جائے قتل خطا یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی چیز کو مارنے کا ارادہ کرے مگر وہ اس کے علاوہ کسی اور چیز کو لگ جائے۔

﴿۲۲۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ خطا یہ ہے کہ تو جان بوجھ کر ایسی چیز سے کسی کو مارے کہ جس سے کوئی قتل نہ ہوتا ہو تو یہ قتل اس میں شامل نہ ہوگا اور قتل خطا وہ ہے جس میں کوئی شک نہیں کہ تم کسی اور چیز کا ارادہ کرو مگر وہ کسی اور کو لگ جائے۔

﴿۲۲۵﴾ عبدالرحمٰن بن حجاج کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا یحییٰ بن سعید سے متعلق (یحییٰ بن سعید قطان مشاہیر علم وحدیث تھے جو ۱۹۶ھ میں فوت ہوئے اور وہ اصحاب صادقؑ میں بھی شامل تھے اور کہا جاتا ہے کہ وہ آئمہ حدیث سے اور ظاہراً امامیہ اور بعض کہتے ہیں کہ ابن قتیبہ رجال شیعہ سے تھے اور اس کا ذکر ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ذکر کیا کہ وہ مالک کے اصحاب میں تھے جو بصرہ میں تھے اور یہ ظاہر ہے اور یہ خبر اس کی مؤید ہے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ یحییٰ بن سعید بن قیس قاضی بصری تھے اور وہ علماء عامہ سے تھے اور ان کے محدث تھے جو ۱۴۴ھ میں فوت ہوئے) کیا وہ آپ کے مخالف فیصلے کرتا ہے میں نے عرض کیا ہاں وہ نقل کرتے ہیں کھلے میدان میں سخت چیز سے دونوں ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں غضب ناک ہو کر دونوں ٹانگوں کے درمیان پتھر مارا سخت ہاتھوں سے پکڑا پس تنگ کیا سخت کپڑے سے اور وہ مر گیا اور اسے لے آئے یحییٰ بن سعید کے پاس پس یہ اقاد پتھر سے مارنے سے ہوا تو ابن شرمہ و ابن ابو لیلیٰ نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف پلٹایا یہ امر جو واقع ہوا آپ کو اس بارے علم نہیں یہ قاد اس میں نہیں ہے پتھر سے اور نہ ڈنڈے سے پس نہیں ہے اس میں ڈال یہاں تک کہ عیسیٰ بن موسیٰ چلے گئے فرمایا بے شک ہمارے نزدیک اس کی زکوٰۃ دینا ہے میں نے عرض کیا ہمارا خیال ہے یہ خطا ہے اور یہ عمداً نہیں ہوا مگر لوہے سے فرمایا بے شک خطا وہی ہے جو کسی اور کو مارا جائے تو اس کو لگ جائے پھر مکمل اسی چیز کا ارادہ کرے اور وہ مر جائے تو یہ عمداً ہوگا۔

عمداً قتل کا کفارہ جو قتل خطا کے مشابہ ہو

﴿۲۲۶﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ کا فیصلہ ہے کہ دیات کے ابواب میں کہ قتل خطا بہت مشابہ قتل عمد کے ہے جس وقت کوڑے یا ڈنڈے یا پتھر سے قتل کیا جائے تو اس کی دیت بھی غلیظ اور گہری ہوگی اور وہ ہے ایک سو اونٹ جس میں چالیس ثنیہ اور بازل کے درمیان یعنی چھ اور آٹھ سال کے درمیان حاملہ اونٹیاں اور تیس حقہ (تین سالہ) اور تیس عدد ابنت لبوں (دودھ پیتی ہوئی اونٹ کی بچیاں) اور فرمایا خطا کا قتل عمد ہو جائے اس میں تیس عدد حقہ (تین سالہ) اور تیس عدد ابنت لبوں (دودھ پیتی ہوئی اونٹ کی بچیاں) اور بیس عدد مخاض (دودھ میں مبتلا اونٹیاں) اور بیس (نر دودھ پیتے بچے) اور ہر اونٹ کی قیمت چاندی کے سکوں

میں سے ایک سوبیس درہم یا دس دینار اور بکریوں میں ہر ایک اونٹ کی قیمت (کے بدلے) بیس بکریاں ہیں۔

﴿۲۲۷﴾ عبدالرحمن کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا علیؑ فرماتے تھے قتل خطا میں دیت پچیس ابنت لبون (دودھ پیتی ہوئی اونٹ کی بچیاں) اور پچیس مخاص (دودھ میں مبتلا اونٹنیاں) اور پچیس حقہ (تین سالہ) اور پچیس جذعہ (چار سالہ) اور فرمایا جو شبہ میں عمداً قتل ہو اس کی دیت تینتیس (۳۳) جذعہ (چار سالہ) یعنی چھ اور آٹھ سال کے درمیان حاملہ اونٹنیاں اور یہ سب کے سب خلفہ اور چونتیس چھ اور آٹھ سال کے درمیان حاملہ اونٹنیاں ہیں۔

﴿۲۲۸﴾ علی بن حمزہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا خطا کی دیت ہے جس میں وہ کسی شخص کو مارنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو ایک سو اونٹ یا دس ہزار درہم پیسے دیں یا ہزار بھیڑ بکری ایک ہزار دینا اور فرمایا دین مغلظہ وہ ہے کہ شبہ میں قتل ہو جائے اور عمداً نہیں ہے اور بہتر ہے اس خطا کی دیت دے جو تیر چلانے سے غلطی سے مارا گیا ہو تینتیس (۳۳) اونٹ حقہ (تین سال کے ہوں) اور بتیس (۳۲) جذعہ (پانچ سال) اور چونتیس (۳۴) ثنیہ (منے چھ سالے) یہ سب اس طرف سے نر ہوں گے۔

﴿۲۲۹﴾ فضل بن عبدالملک کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے پوچھا اس قتل خطا کے متعلق جس میں کوئی شک نہ ہو اس میں دیت اور کفارہ ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص دوسرے شخص کو مارتا ہے جبکہ اس کا جان بوجھ کر قتل کا ارادہ نہیں ہوتا فرمایا ہاں میں نے عرض کیا پھر اگر کوئی شخص کوئی چیز پھینکے اور کسی کو لگ جائے فرمایا یہ قتل خطا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اس کی دیت اور کفارہ ہے۔

﴿۲۳۰﴾ ابن ابوعمیر کہتے ہیں بعض اصحاب نے امام صادقؑ سے پوچھا ایک مسلمان شخص اہل مشرک کی زمین میں اور وہ وہاں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو جائے پھر اس کے بعد حاکم کو معلوم ہو تو کیا کرے فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے خدا فرماتا ہے و ان کان من قوم عدولکم و ھو مومن فتحریر رقبۃ مومنہ اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے دشمن ہوں اور وہ مومن ہو تو ایک غلام مومن آزاد کرنا ہے۔

﴿۲۳۱﴾ زہری کہتے ہیں علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا کہ وہ شخص دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے جو قتل خطا کے بدلے میں غلام کے آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ اس پر فرض ہیں۔ خدا فرماتا ہے و من قتل مومنا فتحریر رقبۃ مومنہ اور جو مومن قتل کر بیٹھے تو اس کے لیے ایک غلام آزاد کرنا ہے اور اس کی دیت اس پر ثابت ہے کہ وہ اس کے وارثوں کو دے اور جو نہ دے سکتا ہو تو اس پر دو ماہ کے روزے رکھنے ضروری ہیں۔

﴿۲۳۲﴾ مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا شعبان کے روزے اور ماہ رمضان کے روزے مُتَتَابِعَیْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ لگاتار روزے رکھنا اللہ اس کی طرف سے ہیں اور وہ توبہ قبول کرتا ہے۔

﴿۲۳۳﴾ اور روایت اسماعیل بن عبدالخالق میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا یہ دو ماہ کے روزے خدا کی قسم اللہ کی طرف سے ہیں اور وہ توبہ قبول کرتا ہے قتل خطا کے بدلے اور ظہار و کفارہ کے بدلے میں۔

﴿۲۳۴﴾ اور روایت ابوصباح کنانی میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا شعبان کے روزے اور ماہ رمضان کے روزے توبہ کے لیے ہیں خدا کی قسم اللہ کی طرف سے یہ توبہ قبول کرنے کے لیے ہیں۔

﴿۲۳۵﴾ اسی کی مثل روایت ہے۔

جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی سزا

﴿۲۳۶﴾ سماعہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں وَ مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُتَعَمِّداً فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهُ اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور خدا اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کی ہے۔ فرمایا اگر کوئی شخص اس کے دین پر اس کو قتل کرے گا تو یہ عمداً قتل ہے اور جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا میں نے عرض کیا کہ اور اگر ایک شخص کا دوسرے شخص سے جھگڑا ہو جائے اور وہ اسے تلوار نکال کر مار دے اور اس کو قتل کر دے غضب کی حالت میں تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے دین کے معاملے میں اس کا قتل قول خدا میں آتا ہے۔ فرمایا یہ کتاب خدا میں اس طرح نہیں ہے اور لیکن اس کا تاوان ادا کرے اور اس کی دیت اس سے پہلے ہے میں نے عرض کیا اس کے لیے توبہ ہے فرمایا ہاں ایک غلام کا آزاد کرنا اور دو ماہ کے پے درپے روزے رکھنا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اور تضرع کے ساتھ توبہ کرتا رہے۔

﴿۲۳۷﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابوعبداللہؑ یا ابوالحسنؑ دونوں میں سے ایک پر سوال کیا مومن کو قتل کرنے والے کے لیے کیا توبہ ہے فرمایا نہیں مگر یہ کہ وہ دیت خون بہا اس کے وارث کو ادا کرے اور ایک مومن غلام کو آزاد کرے اور دو ماہ کے پے درپے روزے رکھے اور اپنے رب سے استغفار کرتا رہے اور تضرع وزاری سے رجوع کرتا رہے اور توبہ کرے اور یہی اس کے فعل کا عمل ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگر وہ دیت ادا نہ کر سکتا ہو تو کیا کرے فرمایا پھر وہ مسلمانوں سے بھیک مانگ کر اس کے وارثوں کو دیت ادا کرے سماعہ کہتے ہیں میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و من قتل مومنا متعمداً اور جو شخص جان بوجھ کر مومن کو قتل کرے فرمایا یہ قتل جان بوجھ کر کیا ہے دین کی وجہ سے پس یہ عمداً ہے کہ جس کا ذکر کتاب خدا میں ہے وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَاباً عَظِيْمًا اور اس کے لیے بڑا عذاب ہے میں نے عرض کیا کہ ایک شخص ان دونوں کے درمیان کوئی چیز پھینک دیتا ہے اور تلوار مار دیتا ہے اور وہ قتل ہو جاتا ہے فرمایا یہ عمداً نہیں ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ سماعہ نے کہا میں نے سوال کیا تو اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

﴿۲۳۸﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ ایک مرد مومن کو اس کے دین میں وسعت اور کشادگی ملتی ہے جب تک کہ وہ کسی کا ناحق اور حرام خون نہ بہائے پھر فرمایا کسی مومن کو عمداً قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

﴿۲۳۹﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا کہ ایک مومن دوسرے مومن کو جان بوجھ کر قصداً قتل کر دیتا ہے تو کیا اس کی توبہ قبول ہوگئی۔ فرمایا اگر اس کا قتل کسی امر ایمان میں سے ہے تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور اگر اس نے غصہ کی وجہ سے یا کسی دنیا کی چیز سے متعلق قتل کیا ہو تو اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے کہ وہ اس کے بدلے قتل کیا جائے اور مقتول کے وارثوں کو اس کا علم نہ ہو تو وہ خود چل کر ان کے پاس جائے اور اس کے وارثوں کے سامنے اس قتل کا اقرار کرے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے اگر وہ اس کو معاف کر دیں اور قتل نہ کریں تو مکمل دیت ادا کرے اور غلام آزاد کرے اور دو ماہ کے پے درپے روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے تو یہ اس کی اللہ کی طرف سے توبہ قبول ہونے کی شرط ہے۔

﴿۲۴۰﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو قصداً اگر ارادہ کے ساتھ کسی کو قتل کرتا ہے تو وہ اسی قصد میں قتل شمار ہوگا۔

﴿۲۴۱﴾ علی بن جعفر کہتے ہیں موسیٰؑ کے بھائی سے سوال کیا کہ ایک شخص غلام کو قتل کرتا ہے فرمایا اس پر غلام آزاد کرنا اور دو ماہ کے پے درپے روزے رکھنا اور ساٹھ مساکین کو کھانا دینا پھر اس کے بعد اس فعل سے متعلق توبہ کرنا ہے۔

﴿۲۴۲﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اور جو شخص تم سے سلام کہے تو تم اس کو نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔

اہل فدک کا ایک واقعہ

مرداس بن نہیک جو اہل فدک میں سے تھے اور صرف یہی مسلمان ہوئے تھے باقی تمام اہل فدک مسلمان نہ تھے جب ان کی قوم کو خبر ملی کہ لشکر اسلام ان کی طرف آ رہا ہے تو تمام اہل فدک تو بھاگ گئے مگر مرداس ٹھہرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو اس خیال سے کہ کوئی غیر مسلمان ہو پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں لے کر چڑھ گئے جب لشکر آیا اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیر پڑھتے ہوئے اتر آئے اور کلمہ بھی پڑھا اس کے بعد السلام علیکم کہا مسلمانوں نے خیال کیا کہ یہ اہل فدک کا آدمی ہے اور فدک والے تو سب کافر ہیں یہ شخص دھوکہ دینے کے لیے ظاہری زبان سے ایسا کہہ رہا ہے چنانچہ اسامہ بن زید نے انہیں قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے جب حضورؐ کو یہ واقعہ بتایا گیا تو انہیں بہت دکھ ہوا اور فرمایا کہ تم نے اس کے سامان کی خاطر اسے قتل کیا۔ روح المعانی میں یوں ہے کہ رسولؐ اللہ نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جس کی کمان اسامہ بن زید کے ہاتھ میں تھی تو وہ بنو ضمرہ کی طرف بھیجے گئے۔ مرداس سرخ اونٹ اور کچھ بکریاں لے کر غار میں چلا گیا۔ اسامہ نے اس کا پیچھا کیا، مرداس نے باہر نکل کر کلمہ

پڑھا تو اسامہ نے اس کے اونٹ اور بکریوں کی وجہ سے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا جب حضورؐ نے اس لشکر کو روانہ کیا تھا تو ارادہ تھا کہ واپسی پر اچھی خبر سنوں اور باقی سب خوش ہوں جب لشکر واپس آیا تو انہوں نے خود ہی حضورؐ سے اس واقعہ کو بیان کیا حضورؐ نے لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دیا مگر زیادہ باتیں ہونے کے بعد اسامہ سے پوچھا کہ تم نے اسے قتل کیا جبکہ وہ کلمہ پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا کہ وہ تو صرف بچنے کے لیے کلمہ پڑھ رہا تھا تو حضورؐ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ دل سے کلمہ نہیں پڑھ رہا پھر حکم دیا کہ اس کے تمام مال و بکریاں کو اس کے اہل تک پہنچا دو (تفسیر حسنات ج ا ص ۸۱۸) اس کے بعد اسامہ نے قسم کھائی کہ میں آئندہ کسی ایسے شخص کو قتل نہ کروں گا جو کلمہ پڑھ رہا ہو گا اس نے اسلام کے اظہار کے ساتھ سلام بھی دیا تھا جب حضرت علیؑ کو لڑائیاں درپیش آئیں تو اسامہ نے اپنی قسم کا عذر پیش کر کے علیحدگی اختیار کی۔ علامہ فیضؒ فرماتے ہیں روایت اسامہ کے نفاق کا پتہ دیتی ہے جبھی تو حضرت علیؑ سے علیحدہ رہا اور اسامہ کا یہ عذر نا قابل قبول ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ امام کی اطاعت واجب ہے۔ جبکہ رسولؐ خدا سے سن چکا تھا کہ اے علیؑ تیری جنگ میری جنگ اور تیری صلح میری صلح ہے۔ نبی کو اللہ نے یہ حکم دیا کہ تم کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو تو نبیؐ نے کافروں سے کیا اور علیؑ نے منافقوں سے جہاد کر کے اللہ کے فرمان کی تصدیق کی۔

کمزور جو ایمان چھپائے ہوں

﴿۲۴۳﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ الى لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا جو کمزور تھے جو حیلے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی کوئی راہ پا سکتے ہوں فرمایا ایمان لانے کے لیے اس کے پاس کوئی راہ نہ ہو پس نہ ایمان لا سکتا ہو اور نہ کفر کرتا ہو وہ بچے اور مردوں عورتوں میں سے بچوں کی سی عقلوں والے اسی حکم میں داخل ہیں۔

﴿۲۴۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا لوگوں میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کمزور نہیں ہیں۔

﴿۲۴۵﴾ ابوخدیجہ (ابوبصیر) کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں سے جو حیلے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور نہ کوئی راہ پا سکتے ہوں فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کو اہل حق کے راستے کی مکمل پہچان نہیں اور نہ ہی انہیں ناصبی بننے کا کوئی حیلہ میسر ہے کہ وہ ناصبی بن جائیں فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نیک اعمال اور برائیوں سے اجتناب کی وجہ سے جنت میں جائیں گے لیکن انہیں صحیح عقیدہ سے نیک اعمال کرنے والوں ابرار کی منزلت نہیں ملے گی۔

﴿۲۴۶﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے کلمہ مُسْتَضْعَفِيْنَ کے بارے میں کہ کیا اصحاب اعرافؑ ہیں کیا اللہ کے امر کی طرف رجوع کرنے والے کیا وہ لوگ جو عمل صالح کو غلط ملط کرتے ہیں اور آخر میں برائیاں کرتے ہیں کیا مؤلف قلوب والے ہیں کیا یہ اہل

تبیان اللہ سے ہیں کیا یہی کمزور ہیں فرمایا خدا فرماتا ہے اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا فَاُولٰئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں سے جو حیلے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ کوئی راہ پاسکتے ہیں پس وہ ہیں کہ امید ہے اللہ ان سے درگزر کردے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

﴿۲۴۷﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کیا مرجہ یا حروریہ یا قدریہ کی عورت سے شادی کرسکتے ہیں فرمایا نہیں اس کے بدلے تمہیں سادہ لوح اور کم فہم عورت سے شادی کرنی چاہیے زرارہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا عورت کوئی بھی ہو یا وہ مومن ہوگی یا کافرہ ہوگی تو ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا پس وہ طبقہ کہاں گیا جو اہل استثنا میں سے ہے جس کے بارے خدا فرماتا ہے جس کا قول ہے الا المستضعفین من الرجال و النساء و الوالدان الی قوله سبيلا کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں سے آخر تک کہ وہ راہ نہیں پاسکتے۔

﴿۲۴۸﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں الا المستضعفين من الرجال و النساء مگر کمزور مردوں اور عورتوں میں سے تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو کفر کی طاقت نہیں رکھتے کہ کفر اختیار کریں اور نہ ہی ایمان کا راستہ ان کے لیے واضح ہے اور نہ ہی ایمان لانے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی کفر کی طاقت رکھتے ہیں چنانچہ بچے اور ان کے علاوہ تمام مرد و عورتیں جس جو کہ بچوں جتنا ہی عقل و شعور رکھتے ہوں ان کی عقلیں ان کی طرح ہوں وہ مرفوع القلم میں سے ہیں۔

﴿۲۴۹﴾ حمران کہتے ہیں میں ابوعبداللہ صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے میں سوال کیا الا المستضعفين مگر جو کمزور ہیں فرمایا وہ اہل ولایت ہیں میں نے عرض کیا وہ اہل ولایت کون ہیں فرمایا وہ ہیں جو حق کی پوری پہچان دین میں نہیں رکھتے لیکن وہ وہ لوگ ہیں جن سے نکاح میراث و میل جول رکھنا درست ہے۔ ایسے لوگ نہ تو مومن ہیں اور نہ ہی کافر ہیں اور وہ حکم خدا کے امیدوار ہیں۔

﴿۲۵۰﴾ سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں الا المستضعفين من الرجال و النساء و الولدان و لا يهتدون سبيلا مگر وہ کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں سے جو راہ نہیں پاسکتے ہیں فرمایا اے سلیمان یہ ان کمزوروں میں سے ہیں جو اپنی جان کے بچانے کی تدابیر میں بے وقوف ہوں اور تمہارے ایسے خادم کہ جب تم ان کو کہو کہ تم نماز پڑھ لو تو وہ نماز پڑھ لیں اور اپنے شکم کو حرام سے بچاتے رہیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ ہمارے اغیار کو برسر حق نہیں سمجھتے اور شجر آل محمدؐ کی ٹہنیوں سے وابستہ رہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے فَاُولٰئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کردے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے انہیں معافی اور مغفرت اسی شکل میں ملے گی جب وہ شجرہ آل محمدؐ سے ملے ہوں گے اور اگر حق کے عارف نہیں تو خدا کی مشیت پر موقوف ہے کہ وہ اپنی رحمت سے

انہیں معاف کردے یا انہیں گمراہی کی وجہ سے عذاب کرے۔

﴿۲۵۱﴾ سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا المستضعفین کمزوروں کے بارے میں تو فرمایا یہ ان کمزوروں میں سے ہیں جو اپنی جان کے بچانے کی تدابیر میں بے وقوف ہوں اور تمہارے ایسے خادم کہ جب تم ان سے کہو کہ تم نماز پڑھ لو تو وہ نماز پڑھ لیں اور جب نہ کہو تو کچھ نہ سمجھیں اور ایسے لوگ جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر تمہارے ہی خرچ سے جائیں اور جتنی بات تم ان سے کہہ دو اتنی ہی سمجھیں اور بہت بوڑھے آدمی اور چھوٹے بچے یہ ہی کمزور ہیں اور پھر ایسے لوگ بھی ہیں جن کی گردن تم سے بھی زیادہ طاقتور ہے جو دوسرے شہر سے فروخت وخرید کرنے والا غلام کمزوروں میں ہے جو کہ کسی چیز میں تعین نہ کر سکے تو کہا گیا یہ کمزوروں سے ہیں فرمایا نہیں اور نہ ہی کرامہ ہے یہ ذہنی کمزور ہے۔

هجرت کا ثواب

﴿۲۵۲﴾ ابوصباح کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ اس امر امامت کی معرفت رکھتا ہو جسے امامت کی دعوت دی گئی ہو اور اس نے اس عقیدے کو قبول کر لیا ہو اور وہ شخص کسی دور دراز جگہ وعلاقہ میں رہتا ہو اور پھر اسے اپنے امام کی وفات کی خبر پہنچے اور وہ نئے امام کے بارے میں انتظار میں ہو اور اسے ابھی تک دوسرے امام کا علم نہ ہو اور وہ خود اس دنیا سے وفات پا جائے تو فرمایا خدا کی قسم وہ شخص حقیقی طور پر اس شخص کی طرح ہے جس نے خدا اور رسول کی طرف ہجرت کی ہو اور راستے میں ہی اسے موت آ گئی تو اس کا اجر خدا کے ذمہ فرض ہے۔

﴿۲۵۳﴾ ابن ابی عمیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ کی وفات کے بعد زرارہ نے اپنے بیٹے عبید کو روانہ کیا کہ وہ ابوالحسن کاظمؑ سے خبر لے آئیں اور ابوعبداللہ صادقؑ کی وفات کی اطلاع کر دیں اور امام کی تحقیق کریں اور عبید کے اپنے والد کے پاس پہنچنے سے پہلے ان کے والد وفات پا گئے اور حدیث محمد بن حکیم میں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں میں نے ابوالحسنؑ اوّل سے اس کا اور زرارہ کا ذکر کیا کہ اس کے بیٹے عبید کے شہر واپس آنے سے پہلے زرارہ مر گیا تو فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ زرارہ ان لوگوں میں سے قرار پائے گا جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے پھر اس کو موت آ جائے تو یقیناً اس کا اجر اللہ پر ثابت ہو گیا۔

سفر میں نماز قصر ہے

﴿۲۵۴﴾ حریز کہتے ہیں زرارہ ومحمد بن مسلم نے کہا کہ ہم نے ابوجعفر باقرؑ سے پوچھا نماز سفر کے بارے میں کہ وہ کیسے ہے اور کتنی

ہے تو فرمایا بے شک خدا فرماتا ہے وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ جب تم زمین میں سفر کرو تو تمہارے لیے نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں پس سفر میں نماز پڑھنا اسی طرح واجب ہے جس طرح تم حضر میں (بغیر سفر) کے پوری نماز پڑھتے ہو ہم نے عرض کیا خدا فرماتا ہے فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ تمہارے لیے نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہ تو نہیں فرمایا کہ ایسا کرو جس سے کہ اس کا بجالانا واجب ہو جائے جس طرح حضر میں تمام بجالانا واجب ہوتا ہے۔ فرمایا کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں پڑھا صفا اور مروہ کے متعلق فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما پس جو حج بیت اللہ یا عمرہ ادا کرے اسے اس کا طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان دونوں حالتوں میں طواف مفروض واجب ہے اس لیے خدا نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے اور نبیؐ نے اس پر عمل کیا ہے اسی طرح سفر میں قصر کرنا ایک ایسی بات ہے کہ جس کا خدا نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور نبیؐ نے اس پر عمل کیا ہم دونوں نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص سفر میں چار رکعات نماز پڑھ لے تو وہ اعادہ کرے گا یا نہیں فرمایا اگر اس کے سامنے قصر کی آیت پڑھی گئی اور اس کا مطلب اس کی سمجھ میں آ گیا ہے اور پھر بھی اس نے چار رکعت پڑھی تو اعادہ کرے گا اور اگر یہ آیت اس کے سامنے نہیں پڑھی گئی اور اس سے واقف نہیں ہوا ہے اور اس نے پوری پڑھ لی ہے تو اس کے ذمہ اعادہ نہیں ہے اور ہر نماز فریضہ سفر میں دو رکعت ہے سوائے مغرب کے کہ وہ سفر میں بھی تین رکعت ہے نماز مغرب میں قصر نہیں کیونکہ رسولؐ خدا نے سفر اور حضر دونوں میں اس کی تین رکعتیں پڑھی ہیں۔

نماز خوف

﴿۲۵۵﴾ ابراہیم بن عمر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اللہ نے مقیم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور مسافر پر دو رکعتیں تمام فرض میں سے کی ہیں اور خوف زدہ آدمی پر ایک رکعت فرض کی ہے اور خدا کا قول ہے لا جناح علیکم الا تقصروا من الصلوۃ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جب تم زمین میں سفر کرو تو تمہارے لیے نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جب تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے تو دو رکعت میں قصر کرو اس طرح ایک رکعت باقی رہ جائے گی۔

﴿۲۵۶﴾ ابان بن تغلب کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؐ نے فرمایا جب نماز مغرب خوف میں پڑھی جائے تو پیش نماز کو چاہیے کہ لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کرے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائے اور دوسرا گروہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے سامنے کھڑا ہو پھر وہ دوسری رکعت مکمل ادا کریں اور سلام پڑھ لیں گے پھر دوسرا گروہ اس کے ساتھ دوسری جماعت کے ساتھ پڑھے گا اور وہ بھی دوسری رکعت مکمل کر کے سلام پڑھ لے گا یہ گروہ بھی دوسری رکعت فرادی پڑھے گا اور پہلا گروہ بھی فرادی پڑھے گا۔

﴿۲۵۷﴾ زرارہ و محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا جب نماز خوف کا وقت آ جائے تو امام مجاہدوں کو دو حصوں میں تقسیم کرے گا پس ایک گروہ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جائے گا اور ایک گروہ اس کے پیچھے نماز پڑھے گا کھڑے ہو کر جیسا کہ خدا نے فرمایا

ان کے ساتھ تکبیر کہہ کر نماز شروع کرے گا پھران کو ایک رکعت پڑھائے گا پھر دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگا تو پھر وہ وہیں کھڑا رہے گا اور مقتدی اپنی دوسری رکعت فرادی پڑھ لیں گے اور مکمل کر کے چلے جائیں گے اور دوسرے گروہ کی جگہ دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جائیں گے اور دوسرا گروہ آ کر تکبیرۃ الاحرام کہہ کر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائیں گے لہٰذا ان کو بھی ایک رکعت پڑھائے گا اور سلام پڑھ لے گا پس پہلے گروہ کو امام کے ساتھ تکبیرۃ الاحرام اور نماز کا افتتاح کا موقع مل جائے گا اور دوسرے گروہ کو سلام مل جائے گا پس جب امام سلام مکمل پڑھے لے گا تو یہ گروہ اٹھ کر دوسری رکعت فرادی مکمل کرے گا اس طرح امام کی دو رکعت با جماعت مکمل ہو جائیں گی اور مجاہدین کی دو رکعت بھی مکمل ہو جائیں گے۔ ایک ایک رکعت جماعت کے ساتھ اور ایک ایک فرادی اور اگر خوف اس سے زیادہ شدید ہو جس طرح باہمی تلوار زنی ہاتھا پائی تک قتال کی نوبت آ جائے تو جس طرف منہ ہو جائے نماز درست ہے۔ بے شک امیر المومنینؑ نے صفین کی رات اور وہ لیلۃ الحریر ہے اور اس وقت نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء نہیں پڑھائی تھی جب بھی ان نمازوں کا وقت آ جاتا تھا مگر تسبیح و تہلیل و تحمید و دعا ہی ان کی نماز تھی اور نماز کے اعادہ کا حکم بھی نہیں دیا تھا اور جب مغرب کی نماز میں خوف ہو تو دو گروہ کیے جائیں اور ایک گروہ نماز ادا کرے پھر بیٹھ جائے پھر ہاتھ سے اشارہ کے ساتھ ادا کرے پھر یہ سب کے سب اپنی رکعت کو مکمل کریں پھر سلام پڑھ لیں پھر سب کے سب چلے جائیں اور دوسرے گروہ کی جگہ دشمن کے سامنے کھڑے ہو جائیں پھر دوسرا گروہ آئے اور تکبیر کہہ کر نماز میں مشغول ہو جائے اور امام کھڑے ہو کر ان کے ساتھ دوسرے رکعت پڑھے پھر تشہد و سلام پڑھ لے پھر سب کے سب کھڑے ہو جائیں اور کھڑے ہو کر نماز کی رکعت مکمل کریں اس میں فرادی نہیں ہوگی پھر پیش امام تیسری رکعت کو مکمل کرے اور پہلی تین رکعت اور دو رکعتیں جماعت کے ساتھ اور پہلے گروہ کی دو رکعت اور دوسرے کی ایک رکعت با جماعت ہوگی اور باقی فرادی پس پہلے گروہ کو نماز کی تکبیرۃ الاحرام نماز کی پہلی تکبیر مل جائے گی اور دوسرے کو سلام مل جائے گا۔

نماز مومنین پر فرض

﴿۲۵۸﴾ محمد بن مسلم نے دونوں میں سے ایک امام باقرؑ یا صادقؑ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ سفر میں نماز مغرب کو ایک ساعت (گھنٹے) کے لیے مؤخر کر دو اور جب نماز عشاء پڑھنا چاہو تو اسے بھی اس کے ساتھ پڑھو اور اگر چاہو تو شفق کے زائل ہونے تک سفر کرو پھر پڑھو بے شک رسولؐ خدا نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا رسولؐ خدا ایک مؤخر اور ایک کو مقدم کر کے پڑھتے تھے جیسا کہ خدا فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے اس سے خدا کی مراد یہ ہے کہ نماز اہل ایمان پر واجب ہے اس کے علاوہ خدا نے کچھ اور ارادہ نہیں کیا اگر بات اس طرح ہوتی جس طرح لوگ کہتے ہیں تو آنحضرتؐ بھی دونوں نمازوں کو اکٹھا نہ کرتے جو کہ سب سے زیادہ علم و معرفت رکھتے تھے تو اگر اس کا حکم ہوتا تو محمدؐ اس کا ضرور حکم دیتے اور بے شک جب علیؑ امیر المومنین یوم صفین میں تھے تو لوگ علیؑ کے ساتھ نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء نہ پڑھ سکے تھے تو آپ نے حکم دیا

کہ پیدل یا سوار ہوکر تکبیر تہلیل و تسبیح پڑھو اور سجدہ کو مرکب کی پشت پر ادا کرو خدا فرماتا ہے فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً اَوْ رُكْبَانًا اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل یا سواری پر ہی نماز پڑھ لو چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

﴿۲۵۹﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے فرمایا یعنی مفروض کی گئی ہے اور یہ نہیں وقتاً فوقتاً کہ اس کی اجازت وقتوں میں ہو اور وقت گزرنے سے نماز نہیں ہوگی اگر ایسا ہوتا تو سلیمان بن داوٴدؑ ہلاک ہو جاتے کیونکہ انہوں نے نماز وقت گزرنے کے بعد ادا کی تھی جب بھی نماز یاد آ جائے تو اسے پڑھ لینا چاہیے۔

﴿۲۶۰﴾ منصور بن خالد کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے قول خدا کے بارے میں اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے فرمایا اگر موقوت سے مراد مخصوص وقت ہوتا تو لوگ ہلاک ہو جاتے اور ایسا ہوتا تو نماز ضائع ہو جاتی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ بے شک نماز مومنین پر واجب کی گئی ہے۔

﴿۲۶۱﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے اس آیت سے متعلق سوال کیا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے فرمایا بے شک نماز وقت پر ہے اور اس میں وسعت دینے کا حکم ہے۔ ایک دفعہ مقدم کر سکتے ہیں اور ایک دفعہ مؤخر کر سکتے ہو اس سے تجھے نقصان نہ ہوگا ہاں اگر تم نے نماز کو ضائع کر دیا تو یہ اور بات ہے اللہ نے اس آیت کے ذریعے نماز کو واجب کیا ہے یعنی اللہ کی طرف سے تم پر فرض ہے۔

﴿۲۶۲﴾ اور دوسری روایت میں زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے سنا انہوں نے اس قول خدا کے بارے اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے فرمایا بے شک یعنی یہ مومنین پر واجب ہے اور اگر اس طرح نہ ہوتا تو سلیمان بن داوٴدؑ ہلاک ہو جاتے کیونکہ انہوں نے مؤخر کیا تھا حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ یہاں تک کہ سورج چھپ گیا تھا اگر وہ سورج غائب ہونے سے قبل نماز پڑھتے تو وہ نماز کے وقت میں شامل ہوتے اور نماز عصر کے وقت سے زیادہ کسی نماز کا وقت طویل نہیں ہے۔

﴿۲۶۳﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے فرمایا اس سے انکار نہ کرنا بے شک نماز اپنے وقت میں ہے اس سے پہلے نہیں ہے مگر اس میں مشکل تھی لیکن جب اسے ادا کر دیا تو تمہاری طرف سے ادا ہو گئی۔

﴿۲۶۴﴾ ایک روایت میں ہے زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے یعنی یہ مومنین پر فرض کی گئی ہے اور اس سے مراد وقت نہیں ہے نماز جان بوجھ کر

چھوڑ دی جائے اور لیکن اس سے وہ ضائع ہو جائے یعنی نماز ادا نہ کرو گے تو وہ ضائع ہو جائے گی۔

﴿۲۶۵﴾ عبدالحمید بن عواض کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا قول خدا کے بارے میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَوْقُوْتاً بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی فرمایا بے شک یہ مومنین پر واجب کی گئی اور اس کے علاوہ نہیں ہے۔

﴿۲۶۶﴾ عبید کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ یا ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَوْقُوْتاً بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے فرمایا یعنی واجب کی گئی ہے اور پھر بے شک یہ حج کے وقت کی مثل نہیں ہے اور نہ ہی رمضان کی طرح ہے جب اس کا وقت گزر جاتا ہے تو وہ بھی گزر گیا اور بے شک نماز جب بھی ادا کی جائے ادا ہو جائے گی۔

رات کو تدبیر کرنے والے

﴿۲۶۷﴾ عامر بن کثیر اور سراج اور داعی تھی حسین (صاحب فخ) بن علی وہ کہتے ہیں عطا ہمدانی نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے میں اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَالَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ جب وہ رات کو تدبیر کرتے ہیں تو خدا ان سے خوش نہیں ہوتا ہے۔ فرمایا اس سے مراد فلاں وفلاں اور ابو عبیدہ بن الجراح ہے۔

﴿۲۶۸﴾ اور روایت محمد بن سعید ہے کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے فرمایا وہ دونوں اور ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔

﴿۲۶۹﴾ اور روایت ہے عمر بن صباح کہتے ہیں کہ فرمایا اوّل و دوم اور ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

بہتان نہ باندھو

﴿۲۷۰﴾ عبداللہ بن حماد انصاری کہتے ہیں عبداللہ بن سنان نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے بارے میں وہ بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو اور خدا نے اس کا یہ عیب چھپایا ہوا ہو اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو اور تم اس کی طرف نسبت دو تو یہ بہتان ہے خدا فرماتا ہے فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَاناً وَ اِثْماً مُبِیْناً تو یقیناً اس نے ظاہر بہتان اور گناہ اٹھایا۔

زیادہ سرگوشیاں بے فائدہ

﴿۲۷۱﴾ ابراہیم بن عبدالحمید نے بعض تمیوں سے روایت کیا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ ان کی بہت سی سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے مگر جو خیرات کا یا نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دے فرمایا یعنی معروف نیکی سے مراد قرض ہے۔

مومنین کا راستہ الگ ھے

﴿۲۷۲﴾ حریز کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ امام باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا کہ جب امیر المومنینؑ اپنے زمانہ خلافت میں کوفہ میں مقیم تھے تو لوگ آپؑ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ماہ رمضان میں ہمارے لیے ایک امام مقرر کریں جس کی اقتدا میں ہم شب کے نوافل ادا کریں تو آپؑ نے اس سے منع کیا اور لوگوں کو اجتماع سے بھی منع کیا جب رات ہوئی تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اے لوگو! ماہ رمضان پر روؤ ہائے رمضان۔ لوگوں کی یہ حالت دیکھنے کے بعد حارث اعور کچھ لوگوں کے ساتھ آئے اور کہا اے امیر المومنینؑ لوگوں کو آپ کا یہ قول پسند نہیں آیا تو فرمایا انہیں رہنے دو وہ جسے چاہیں اسے اپنا امام مقرر کر لیں پھر فرمایا خدا فرماتا ہے فَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيراً پس جو مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی دوسرے راستہ پر چلے گا تو ہم اس کو وہی دیں گے جس کو وہ پسند کرتا تھا اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔

﴿۲۷۳﴾ عمرو بن ابو مقدام نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ایک انصاری نے بیان کیا کہ میں اور اشعث کندی اور جریر بجلی ایک سفر میں تھے یہاں تک کہ کوفہ کے قریب ایک سوسمار گزری تو اشعث و جریر نے اسے کہا السلام علیکم اے امیر المومنین کیونکہ وہ علیؑ بن ابی طالب کے مخالف تھے۔ یہ انصاری ان سے الگ ہو کر علیؑ کے پاس آیا اور علیؑ سے ان کی شکایت کی تو علیؑ نے فرمایا یہ سوسمار قیامت کے دن ان دونوں کا امام ہوگا پھر اس کی وجہ اللہ نے بیان کی ہے نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى ہم بھی اسے ادھر پھیر دیں گے جو یہ پسند کرتا ہے۔

امیر المومنینؑ علیؑ کا لقب

﴿۲۷۴﴾ محمد بن اسماعیل رازی کہتے ہیں ایک شخص سابو عبد اللہ صادقؑ کی خدمت میں یا اور اس نے آپ کو السلام علیک یا امیر المومنین کہہ کر سلام کیا آپ اپنے قدموں پر کھڑے ہوئے اور اس سے فرمایا ایسا نہ ہو کہ اس نام سے ہمیں پکارو کیونکہ یہ لقب امیر المومنینؑ علیؑ سے مخصوص ہے اور اللہ نے ان کے علاوہ کسی کا یہ نام نہیں رکھا ہے اور جو شخص اس لقب پر خوش ہوتا ہو تو وہ مخنث صفت ہوگا۔ اگر اس نے پہلے ایسا نہ بھی کیا ہو تو تب بھی اس لقب کے اختیار کرنے کے بعد وہ اس بد عادت میں مبتلا ہو جائے گا اور ایسے ہی لوگوں کے لیے خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا وہ اس کے سوا نہیں پکارتے ہیں مگر موعنوں کو اور وہ نہیں پکارتے ہیں مگر سرکش شیطان کو میں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں بتائیں کہ جب قائمؑ ظہور کریں گے تو ان کو کس نام سے سلام کیا جائے گا تو فرمایا ان کو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہہ کر سلام کیا جائے گا۔

امر خدا تبدیل نہ ھو گا

﴿۲۷۵﴾ محمد بن یونس کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ اور اس میں ان کو حکم کروں گا کہ وہ خلق خدا کو بدل ڈالیں یہ شیطان کہے گا تو فرمایا اس سے مراد اللہ کا امر ہے اور وہ اس کے بدلنے کے لیے کہے گا۔

﴿۲۷۶﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ لآمُرنھم فلیغیرون خلق اللّٰہ شیطان نے کہا کہ میں ان کو حکم کروں گا کہ وہ خلق خدا کو بدل ڈالیں تو فرمایا اس سے مراد اللہ کا دین ہے جس میں شیطان دھوکہ دے کر لوگوں کو ایسا بنا دے گا۔

شیطان کی ایجاد

﴿۲۷۷﴾ جابر کہتے ہیں نبیؐ نے فرمایا ابلیس وہ پہلا شخص ہے جس نے اوّل نوحہ کیا اور جس نے اوّل گانا گایا اور جس نے اوّل نغمہ شتربانی کی یہ تینوں اس کی ایجاد ہیں۔ جب آدمؑ نے درخت (ممنوعہ) سے کھایا تو شیطان نے گانا گایا جب خدا نے ان کو بہشت سے نکال کر زمین پر بھیجا تو اس نے شتربانی (حدی) کی اور وہ زمین پر نکال دیا گیا تو جنت کی نعمتوں کو یاد کر کے نوحہ کیا پس آدمؑ نے کہا اے میرے رب تو نے اس کے اور میرے درمیان عداوت رکھ دی ہے اور مجھ میں اس کی قوت نہیں ہے اور مجھے جنت عطا کر اور اگرچہ اس کی مجھ میں قوت نہیں ہے کہ مقابلہ کروں تو اللہ نے فرمایا ایک برائی کے بدلے میں صرف ایک ہی برائی لکھی جائے گی اور دس نیکیوں کے بدلے سو نیکیاں ملیں گی تو عرض کیا میرے رب اس میں اضافہ کر تو اللہ نے فرمایا میں اس وقت تک اس کی توبہ قبول کروں گا جب تک اس کے جسم میں روح باقی ہوگی تو عرض کیا مزید اضافہ فرما یا تو فرمایا ان کے گناہوں کو معاف کر دوں گا اور ان کا وبال ان پر ظاہر نہ کروں گا عرض کیا انہیں اپنی حفاظت میں رکھ تو شیطان نے کہا اے میرے رب جب تم نے یہ فضیلتیں اور کرامتیں انہیں عطا کی ہیں اور مجھے کوئی فضیلت اور نہیں دی تو اس کی قوت مجھ میں نہیں ہے میں اس کا مقابلہ کر سکوں تو اللہ نے فرمایا کوئی بھی اولاد اس کی نہیں ہوگی مگر یہ کہ اس کی نسل سے ایک بچہ پیدا ہوگا تو تیری نسل سے دو بچے پیدا ہوں گے شیطان نے کہا اس میں اضافہ کر اللہ نے فرمایا تو بنی آدمؑ میں اس طرح دخول کرے گا جس طرح خون رگوں میں گردش کرتا ہے شیطان نے کہا مزید اضافہ کر تو اللہ نے فرمایا تو اور تیری نسل ان کے دلوں میں گھر بنالے گی اور وہ ان کا مسکن ہوگا تو شیطان نے کہا اس میں مزید اضافہ کر تو اللہ نے فرمایا تو ان سے خوب وعدے کرے گا اور ان کو امیدیں دلائے گا خدا فرماتا ہے وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اور وہ ان سے وعدہ کرتا ہے اور انہیں آرزو دلاتا ہے اور شیطان ان سے وعدہ نہیں کرتا مگر دھوکہ دیتا ہے۔

برائی کا بدلہ ہے

﴿۲۷۸﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ جو کوئی برائی کرے گا تو اس کو اس کا بدلہ ملے گا تو کچھ اصحاب نے رسول اللہؐ سے عرض کیا یہ آیت بڑی سخت ہے تو رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا کیا تمہارا جان اور مال اور اولاد کا نقصان اور مصائب پیش نہیں آتے انہوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ ان نقصانات و تکالیف کے بدلے میں تمہارے

لیے نیکیاں درج ہوتی ہیں اور برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

سفر سے واپس آئو
تو اہل و عیال کے لیے کچھ ضرور لائو

﴿۲۷۹﴾ ابن سنان کہتے ہیں کہ جعفر بن محمدؑ نے فرمایا کہ جب بھی تم میں سے کوئی شخص سفر پر جائے اور واپس آئے تو اپنے اہل و عیال کے لیے جو کچھ میسر ہو ضرور لائے خواہ پتھر ہی ہو کیونکہ حضرت ابراہیمؑ پر جب معیشت میں تنگی ہوئی تھی تو اپنی قوم کے پاس جاتے تھے اور اگر ان لوگوں پر تنگی ہوتی تو واپس چلے آتے تھے اور ایک دفعہ خالی واپس آرہے تھے مکان کے قریب پہنچے تو گدھے سے اترے اور خرجی کو بالو (ریت) سے بھر لیا تاکہ سارہ سے شرمندگی نہ ہو اور مکان میں داخل ہوئے خرجی کو نیچے رکھا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے سارہ نے خرجی کھول کر دیکھا کہ آٹے سے پر ہے اور اس میں سے لے کر خمیر کیا اور روٹیاں پکائیں اور ابراہیمؑ کو کھانے کے لیے بلایا وہ نماز سے فارغ ہو کر آئے اور پوچھا یہ روٹیاں کہاں سے آئیں کہا اسی آٹے کی ہیں جو خرجی میں تھا ابراہیمؑ نے سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی خلیل ہے۔

ابراہیمؑ خلیل ہیں

﴿۲۸۰﴾ سلیمان بن فرأ نے ذکر کیا کہ ابو عبداللہ صادقؑ سے اور محمد بن ہارون نے ابو جعفر باقرؑ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا جب اِتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً اللہ نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تو ملک الموت خلت کی خوشخبری لائے تو اس وقت ملک الموت ایک خوبصورت سفید پوش جوان کی شکل میں آئے کہ ان کے سر سے پانی اور تیل کے قطرات ٹپک رہے تھے جب گھر سے باہر جایا کرتے تھے تو دروازہ بند کر کے اس کو تالا لگا کر جاتے تھے اور اس کی چابی اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے ایک دن جب سفر سے واپس آئے تو دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان گھر میں کھڑا ہے آپ نے جب دروازہ کھولا تو انہیں پایا تو فرمایا اے عبد خدا تجھے اس گھر میں کون لایا اس نے جواب دیا مجھے گھر کا مالک لایا ہے پس حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا واقعی گھر کا مالک مجھ سے زیادہ حق دار ہے بتایئے آپ کون ہیں تو جواب دیا میں ملک الموت ہوں حضرت ابراہیمؑ نے گھبرا کر پوچھا میری جان قبض کرنے کے لیے آئے ہو تو جواب دیا نہیں بلکہ خدا نے ایک عبد کو اپنا خلیل مقرر فرمایا ہے اور میں اس کی بشارت لے کر آیا ہوں تو پوچھا وہ عبد کون ہے تاکہ میں اس کی خدمت کروں تو ملک الموت نے جواب دیا وہ آپؑ ہیں پس آپ سارہ کے پاس آئے اور اپنی خلت کی خبر ان کو دی فرمایا کہ اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے۔

عورت اور شوھر کی بدسلوکی کا حل

﴿۲۸۱﴾ احمد بن محمد کہتے ہیں کہ ابوالحسن رضاؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ اِنْ اِمْرَاَةٌ" خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضاً

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رخی کا اندیشہ ہو تو فرمایا نشور سے مراد یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو عورت اس سے کہے کہ میں اپنے حق مہر کا بوجھ تیری پشت سے کم کرتی ہوں اور تجھے اتنا مال دیتی ہوں اور میں کچھ دن تیری دوسری بیوی کے لیے تیری وجہ سے حلال کرتی ہوں رات کو بھی اور دن کو بھی اگر وہ آپس میں کچھ لے دے کر مصالحت کر لیں تو جائز ہے۔

﴿۲۸۲﴾ علی بن حمزہ کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں وَ اِنْ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رخی کا اندیشہ ہو فرمایا کہ جب وہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو عورت اس سے کہے کہ تم اسے رہنے دو میں تمہیں بعض اپنے حقوق معاف کرتی ہوں جو میرے تم پر ہیں اور تیرے لیے حلال کرتی ہوں دن اور رات کا حصہ تو ان سب میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۲۸۳﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص جس کا مشروط کیا گیا ہو جس کے بارے میں عقد نکاح کے وقت شرط رکھی گئی تھی کہ وہ دن کے وقت جب چاہے اس کے پاس آئے یا ہر جمعہ کو یا مہینے میں ایک دن اور نفقہ وغیرہ کا تعین تو اس بارے میں کیا حکم ہے اور اس شرط کی کیا حیثیت ہے تو فرمایا ازواج کے عمل کو کسی چیز سے مشروط نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ جو آدمی کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو وہ اسی کی ہوتی ہے تو مرد کے لیے کسی قسم کے نفقہ کی شرط قبول نہیں ہے ہاں جب وہ مرد کے بارے میں بوڑھے ہونے سے ڈرتی ہو یا اس کو خوف ہو دوسری شادی کا تو پھر وہ اپنے حق کے بارے میں مصالحت کر سکتی ہے یا بعض کا اور بے شک یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۲۸۴﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ اِنْ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے روگردانی اور زیادتی سے ڈرے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس ایسی زوجہ ہو جو اسے ناپسند ہو اور وہ اس سے کہے کہ میں تجھے طلاق دینا چاہتا ہوں تو وہ عورت اس سے کہے کہ تو مجھے اپنے پاس رہنے دے اور مجھے نفرت کی نظر سے نہ دیکھو اور مجھے شرمندگی میں نہ دھکیلو لیکن میں تجھے رات کا حصہ دیتی ہوں تم جسے چاہے دے دو جو میری برابری کا حصہ ہے اور وہ تجھے دیا اور مجھے اسی حالت میں رہنے دو اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا خَيْرًا پس دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ دونوں آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے فرمایا وہ یہی صلح ہے۔ یعنی مصالحت ہے۔

عورتوں کے درمیان عدل لازم

﴿۲۸۵﴾ ہشام بن سالم کہتے ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے ہو کہ عورتوں کے درمیان عدل کر سکو اگرچہ تم حرص کرو فرمایا اس سے مراد مودت ہے اور محبت ہے

یعنی تم سب کو برابر مودت ومحبت نہ کرسکو گے۔

جو ایمان لا کر کافر ہوئے

﴿۲۸۶﴾ جابر کہتے ہیں میں نے محمد بن علیؑ سے عرض کیا کہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے فرمایا وہ دونوں اور ثالث اور چوتھے اور عبدالرحمٰن وطلحہ اور یہ سترہ آدمی تھے فرمایا کہ ایک دفعہ نبیؐ نے علیؑ بن ابی طالب اور عمار یاسر رحمتہ اللہ کو ایک اہم کام کے لیے روانہ کیا تو کچھ لوگوں نے ان کی کم سنی کی وجہ سے اعتراض کیا کہ ان کے بجائے کسی اور بڑے آدمی کو روانہ کیا جائے تو بہتر ہے یا حذیفہ کو اہل مکہ کی طرف اور کیونکہ مکہ میں صنادید رہتے ہیں اور جبکہ علیؑ ابھی نوخیز جوان تھے اور اسی کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں کیا جوان تھے خدا فرماتا ہے من حسن قولا ممن دعا الی اللّٰہ و عمل صالحا و ھو صبی و قال اننی من المسلمین اور اچھے قول میں ہے جو اللہ کو پکارتا ہے اور عمل صالح کرتا ہے اور بچہ ہے اور کہتا ہے کہ میں مسلمانوں سے ہوں۔ اس کے بعد وہ علیؑ سے ملے اور کہا کہ خدا کی قسم وہ پہلے کفر میں بڑے ہیں وہ بڑے طاقت ور ہیں اور ان کا خوف بڑا ہے اور وہ بڑے غضب والے ہیں اس امر کے بارے میں تو علیؑ نے فرمایا حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل ہمارے لیے تو اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ خیر وعافیت سے واپس آ گئے اللہ نے نبیؐ کو ڈرانے والوں کی گفتگو سے آگاہ کیا جو کچھ علیؑ نے ان کو جواب دیا تھا اس کی بھی خبر دی جو انہوں نے کہا تھا تو اللہ نے ان ہی اسماء کے ساتھ اپنی کتاب میں نازل کیا اور وہ فرماتا ہے الم تر الی الذین قال لھم الناس انا الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمان و قالو حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل الی قول و اللّٰہ ذو فضل عظیم یہ وہی لوگ ہیں جن سے ان لوگوں نے کہا کہ بے شک لوگ تمہارے لیے جمع ہو گئے ہیں پس ان سے ڈرو اس بات نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا خدا ہمارے واسطے کافی ہے اور وہ کیسا اچھا ساز گار ہے یہ اللہ کی نعمت اور فضل سے واپس آئے کسی برائی نے انہیں نہ چھوا اور انہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اور اللہ بڑا فضل والا ہے اور بے شک الم تر الی فلاں فلاں کے بارے میں نازل ہوا جنہوں نے علیؑ اور عمار سے کہا تھا کہ ابوسفیان وعبداللہ بن عامر اور اہل مکہ تمہارے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے ہیں تم ان سے ڈرو اور ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا تھا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین ساز گار ہے۔ انہی کے بارے میں اللہ فرماتا ہے ان الذین آمنوا ثم کفروا الی آخر آیت وہ جو ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا آخر آیت تک پس یہ پہلا کفر تھا اور دوسرا کفر انہوں نے اس وقت کیا جب نبیؐ کے پاس وہ ایک گھاٹی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا ابھی ایک جوان اس گھاٹی سے نکلے گا جو خدا کی نظر میں عیسیٰؑ کی مثل ہو گا جب لوگوں نے رسولؐ خدا کی یہ بات سنی تو ہر شخص نے بے ساختہ تمنا کی کہ ہمارے ہی خاندان کا کوئی آدمی آ جائے تھوڑی دیر کے بعد اس گھاٹی سے علیؑ برآمد ہوئے جب انہوں نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو ان کو بہت صدمہ ہوا اور آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ تو علیؑ کو نبی بنانا چاہتے ہیں تو اس دین پہ رہنے سے تو یہ بہتر ہے کہ ہم

اپنے معبودوں کی طرف پلٹ جائیں تو اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل کی وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ (زخرف:۵۷) اور جب ابن مریمؑ کی مثال بیان کی جاتی ہے تو آپ کی قوم اس سے منہ موڑ لیتی ہے آخر آیت تک اور یہ اس کا دوسرا کفر تھا اور ان کے کفر میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب اللہ نے یہ آیت نازل کی ان الذین آمنوا و عملو الصالحات اولئک ھم خیر البریہ (بینہ:۷) بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہی تمام مخلوق سے افضل ہیں پس نبیؐ نے فرمایا اے علیؑ تم ہی خیر البریہ ہو تو لوگوں نے نبیؐ سے کہا کہ وہ آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور ان سے اور تمام انبیاء سے افضل و بہتر ہیں تو اللہ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَ نُوحاً وَّ آلَ اِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ الى سَمِيعٌ عَلِيمٌ (آل عمران:۳۳-۳۴) بے شک اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو عالمین میں سے چن لیا ہے اور وہ ایک دوسرے کی بعض ذریت سے تھے اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے تو ان لوگوں (منافقین) نے کہا کہ وہ تم سے بھی افضل ہیں اے محمدؐ تو اللہ نے فرمایا قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعاً (اعراف:۱۵۸) اور کہہ دیں کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور لیکن وہ تم سب سے بہتر ہیں افضل ہیں اور اس کی ذریت تم سب کی ذریت سے افضل ہے اور اس کا اتباع کرنے والے تمہارا اتباع کرنے والوں سے افضل ہیں تو وہ غضب ناک حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اس سے زیادہ تو ہمیں کفر کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے کہ ہم تمہارے ابن عم چچا کے بیٹے کو تسلیم کریں کہ ان کی یہ فضیلت ہے اور اسی کے متعلق خدا فرماتا ہے ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْراً پھر ان کے کفر میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔

﴿۲۸۷﴾ زرارہ کہتے ہیں اور حمران و محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ اور ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْراً بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ان کا کفر زیادہ ہو گیا فرمایا یہ آیت نازل ہوئی عبداللہ ابو سرح کے بارے میں جو عثمان کے دور میں مصر کا گورنر رہا فرمایا کہ ان کے کفر میں مزید اضافہ ہو گیا یہاں تک کہ اس کے دل میں ایمان کا ایک قطرہ تک باقی نہ رہا۔

وضاحت: وہ عبداللہ بن سعد بن ابو سرح عثمان کے رضاعی بھائی تھے اس کا خون نبیؐ نے حلال کیا تھا فتح مکہ کے دن سے قبل یہ اسلام لے آیا تھا اور یہ رسولؐ خدا کی طرف چل کر آیا تھا یہ رسولؐ خدا کی وحی لکھا کرتا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا مشرک بن گیا اور قریش مکہ کی طرف چلا گیا تھا پس وہ ایک دن عثمان کے پاس آیا اور اس سے التجا کی تھی کہ یہ مجھے چھپا کر رسولؐ خدا کے پاس لے جائیں اور وہ لے آیا اور اس نے بھی لوگوں کی طرح بیعت کی تھی عثمان نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ اس نے بھی لوگوں کی طرح آپ کی بیعت کی ہے یہ تین دفعہ کیا پھر اصحاب سے فرمایا کہ تم نے اس شخص کو دیکھا تھا اور پھر تم نے اس کو قتل کیوں نہ کیا تو اس شخص نے کہا جو انصار سے تھا ہم اس کے قتل کرنے میں آپ کے اشارے کے منتظر تھے مگر آپ نے اشارہ نہ کیا تو ہم نے قتل نہ کیا یہ خائن تھا اور فتح مکہ کے دن اسلام لایا اور عثمان کی

خلافت کے زمانہ میں مصر کا گورنر تھا۔ پچیس ہجری میں اور ۶۳ ہجری میں مر گیا۔ عثمان کے بعد معاویہ کے ساتھ رہا اور صفین میں بھی اس کے ساتھ تھا اور ۹۵ سال کی عمر تھی جب مرا۔

﴿۲۸۸﴾ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے سنا قول خدا کے بارے میں ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا بے شک وہ جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے اور ان کے کفر میں مزید اضافہ ہو گیا فرمایا کہ جو شخص یہ خیال رکھتا ہو کہ شراب حرام ہے اور پھر اسے پیتا بھی ہو اور یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ زنا حرام ہے پھر زنا کرتا بھی ہو جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے مگر ادا نہ کرتا ہو اس آیت سے مراد یہ ہے اور یہ سب اس میں شامل ہیں۔

﴿۲۸۹﴾ عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادو کفراً بے شک وہ لوگ جو ایمان لے آئے پھر کفر کیا پھر ایمان لے آئے پھر کفر کیا اور پھر ان کے کفر میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا فرمایا یہ آیت نازل ہوئی فلاں وفلاں کے بارے میں کہ وہ رسولؐ پر ایمان لائے شروع میں پھر کافر ہو گئے جب ولایت علیؑ ان پر پیش کی گئی اور جیسا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌ مَوْلَاہُ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے پھر ایمان لائے اور امیر المومنینؑ کی بیعت کی جس طرح اللہ نے حکم دیا اور اس کے رسولؐ نے اس کا حکم دیا تو انہوں نے بیعت کی پھر کافر ہو گئے جب رسولؐ خدا کی وفات ہوئی تو انہوں نے اپنی بیعت کو توڑ دیا پھر ان کے کفر میں اضافہ ہوتا گیا اس کے بعد وہ گمراہی میں بڑھتے ہی گئے اور اس طرح ان کے دل ایمان سے خالی ہوتے گئے اور ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا۔

دین کا مذاق اڑانا

﴿۲۹۰﴾ محمد بن فضیل کہتے ہیں ابوالحسن رضاؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آیَاتِ اللّٰہِ الی قول اِنَّکُمْ اِذاً مِثْلُھُمْ اور اس نے تم پر کتاب میں نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ تمسخر کیا جاتا ہے تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں بے شک تم بھی اس وقت ان کی مثل ہو جاؤ گے فرمایا کہ جس وقت تم کسی شخص کو حق کا انکار کرتے اس کی تکذیب کرتے اور اہل حق کی بدگوئی کرتے ہوئے سنو تو اس کے پاس سے اٹھ جاؤ اور اس کے پاس مت بیٹھو۔

﴿۲۹۱﴾ شعیب عقرقوفی کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و قد نزل علیکم فی الکتاب الی قولہ انکم اذا مثلھم اور اس نے تم پر کتاب میں نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جا رہا ہے اور ان کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔ بے شک تم بھی اس وقت ان کی مثل ہو جاؤ گے فرمایا کہ جب دیکھو کوئی شخص حق کا انکار کر رہا ہو اور اس کی تکذیب کر رہا ہو اور آئمہ پر اعتراض کر رہا ہو تو

ان کے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ اور ان کے پاس مت بیٹھو تا کہ ان کی بات تمہارے کان تک نہ پہنچے چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی کیوں نہ ہو۔

اعضاء و جوارح پر ایمان فرض ہے

۲۹۲۔ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے بنی آدمؑ کے اعضاء و جوارح پر ایمان کو فرض کیا ہے اور ان پر اس کو تقسیم کیا ہے اور یہ اس کے لیے نہیں کہ وہ اپنے جوارح پر اس کو جاری کرے مگر یہ کہ وہ ایمان کے ساتھ ہو نہ اس کے غیر کے جس چیز کے سننے سے اسے منع کیا گیا ہے وہ نہ سنے یہ فرض کیا گیا ہے کہ اس کی طرف متوجہ نہ ہو جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور اس کی طرف متوجہ کرنا اس کے لیے حلال نہیں ہے اس سے اللہ نے منع کیا ہے اس سے اس قوت کو محفوظ رکھے اسی کے متعلق اللہ فرماتا ہے وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الی قوله حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ اور اس نے تم پر کتاب میں نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں اگر بھول کر تم اس محفل میں بیٹھ جاؤ تو خدا فرماتا ہے وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (انعام:۶۸) اور اگر شیطان تمہیں فراموش کرا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو اور خدا فرماتا ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ الی قوله اُولُو الْاَلْبَابِ ان لوگوں کے لیے خوشخبری ہے جو باتیں سنتے ہیں اور جو بہتر بات ہوتی ہے اس کی اتباع کرتے ہیں وہی غور و فکر کرنے والے ہیں اور خدا فرماتا ہے قد افلح المومنون الذين هم في صلاتهم خاشعون و الذين هم عن اللغو معروضون (مومنون:۲) بے شک ان مومنوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ پھیرنے والے ہیں اور خدا فرماتا ہے و اذا سمعوا اللغو عرضوا عنه جب وہ لغو باتوں کو سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور خدا فرماتا ہے و اذا مروا باللغو مروا كراما اور جب انہیں لغو کی ترغیب دی جاتی ہے تو وہ اس سے کراہت کر کے الگ ہو جاتے ہیں پس یہی چیز ہے جو اللہ نے فرض کی ایمان سے سننے کی اور نہیں پلٹتے اس طرف جو حلال نہیں ہے اور وہ اس پر عمل کرتے ہیں اور وہی ایمان والے ہیں۔

منافقین کی نشانیاں

۲۹۳۔ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ نماز کے لیے کھڑا نہ ہونا چاہیے جس وقت سستی ہو اور اونگھتے ہوئے اور بوجھل حالت میں کیونکہ یہ نفاق کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں فرماتا ہے اِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا اور جس وقت وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ کاہل ہو کر کھڑے ہوتے ہیں وہ لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔

اللہ کو دھوکہ دینے والے

﴿۲۹۴﴾ محمد بن فضیل کہتے ہیں کہ ابوالحسن رضاؑ کو میں نے خط لکھا اور اس میں سوال لکھا اس مسئلہ کے متعلق کہ خدا فرماتا ہے اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ وَ ھُوَ خَادِعُھُمْ وَ اِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ الی قولہ سَبِیْلًا بے شک منافقین اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ ان کو ان کے دھوکے کا بدلہ دینے والا ہے اور جس وقت وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ کاہل ہو کر کھڑے ہوتے ہیں وہ لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں وہ اس کے درمیان تذبذب میں ہیں نہ ان کی طرف ہیں اور ان کی طرف اور جس کو اللہ گمراہی میں چھوڑ دے تو اس کے لیے ہرگز کوئی بھی راہ نہ پائے گا تو جواب لکھا کہ نہ تو وہ عترت سے ہیں اور نہ ہی مومنین سے ہیں اور نہ ہی مسلمین میں سے ہیں وہ ظاہری طور پر ایمان کا اظہار کرتے تھے اور کفر و تکذیب کی طرف پلٹ جاتے تھے اللہ کی ان پر لعنت ہو۔

مکر کرنے والے

﴿۲۹۵﴾ مسعدہ بن زیاد کہتے ہیں کہ جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے آباء سے انہوں نے رسولؐ خدا سے نقل کیا کہ رسولؐ خدا سے کسی شخص نے سوال کیا کہ نجات کس چیز میں ہے تو فرمایا نجات اس چیز میں ہے کہ خدا سے مکر نہ کرو تا کہ خدا تمہیں تمہارے مکر کی سزا نہ دے اور جس نے خدا کے ساتھ مکر کیا اس نے اپنے نفس کے ساتھ مکر کیا وہ اس طرح اپنے ایمان سے خلع کرتا ہے تو ان سے پوچھا گیا خدا سے کس طرح مکر کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ کوئی شخص خدا کے فرمان کے مطابق عمل کرے مگر اس کے اس عمل سے مراد کوئی غیر ہو پس تم اللہ سے ڈرو اور ریاکاری سے بچتے رہو بے شک یہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے کیونکہ قیامت کے دن ریاکاری کرنے والوں کو چار ناموں سے پکارا جائے گا اے کافر اے فاجر اے غادر اے خاسر تیرا عمل ضائع ہو گیا اور تیرا اجر باطل ہو گیا اور تیرا کوئی حصہ نہیں ہے اور تو اپنے ثواب کو اس شخص سے طلب کر جس کے لیے تو نے عمل کیا۔

مظلوم ظالم کے خلاف بول سکتا ھے

﴿۲۹۶﴾ فضل بن ابوقرۃ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ اللہ پسند نہیں کرتا اعلانیہ بری بات کرنے کو مگر جو مظلوم ہو فرمایا اگر کوئی شخص کسی کا مہمان ہو اور میزبان اچھی مہمان نوازی نہ کرے تو اس مہمان کو یہ حق ہے کہ وہ اس کی بخیلانہ میزبانی کو بیان کرے اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

﴿۲۹۷﴾ اور ابوجارود کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اعلانیہ برائی کرنے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اس کا ذکر کرے۔

دلوں پر غلاف

﴿۲۹۸﴾ ابوالعباس کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اور اس آیت کی تلاوت کی قَالُوا قُلُوبُنَا غُلُف" انہوں نے کہا ہمارے دل پر غلاف ہیں لکھ دیا گیا۔

عیسیٰؑ کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے

﴿۲۹۹﴾ حارث بن مغیرہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ اِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا اور اہل کتاب سے نہ ہوگا مگر یہ کہ ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے قبل اور بروز قیامت وہ ان پر گواہ ہوگا فرمایا اس سے مراد رسولؐ اللہ ہیں۔

﴿۳۰۰﴾ مفضل بن محمد کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں سوال کیا و ان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته اور اہل کتاب سے نہ ہوگا مگر یہ کہ ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے قبل فرمایا یہ خاص ہمارے لیے نازل ہوئی ہے اور بے شک کوئی بھی اولاد فاطمہؑ میں سے ایک شخص نہیں ہوتا جس کو موت آ جائے اور نہ ہی دنیا سے جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے زمانے کے امام کا اقرار کرتا ہے جیسا کہ اولاد یعقوبؑ نے یوسفؑ کا اقرار کیا یہاں تک کہ انہوں نے کہا تاللّٰہ لقد آثرک اللّٰه علینا خدا کی قسم آپ کو خدا نے ہم پر بزرگی دی ہے۔

(اہل کتاب سے مراد اولاد فاطمہؑ ہے تو یہ خدا کے اس قول سے بھی مطابق ہے ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا پھر ہم نے کتاب کا وارث بنایا ان کو جن کو ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا اس جگہ پر برگزیدہ بندوں سے مراد اولاد فاطمہؑ ہے۔)

﴿۳۰۱﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا جو عیسیٰؑ سے متعلق ہے و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته يوم القيامة يكون عليهم شهيدا اور اہل کتاب سے نہ ہوگا مگر یہ کہ ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے قبل اور بروز قیامت وہ ان پر گواہ ہوگا فرمایا ایمان لانا اہل کتاب کا بے شک وہ محمدؐ پر ہے۔

﴿۳۰۲﴾ مشرقی کہتے ہیں صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته اور اہل کتاب سے نہ ہوگا مگر یہ کہ ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے قبل فرمایا یعنی اس سے مراد محمدؐ ہیں بے شک کسی کو موت نہ آئے گی چاہے وہ یہودی ہے اور چاہے وہ نصرانی ہوگا کوئی ایک بھی ہمیشہ یہاں تک کہ وہ بے شک اس رسولؐ اللہ کی معرفت حاصل کرلے گا اور بے شک وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

﴿۳۰۳﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته و یوم القیامة یکون علیهم شهیدا اور اہل کتاب سے نہ ہوگا مگر یہ کہ ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے قبل اور بروز قیامت وہ اس پر گواہ ہوگا فرمایا کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوگا جمیع ادیان میں سے کہ اسے موت آ جائے مگر وہ رسول اللہ اور امیر المومنینؑ کو دیکھتے ہیں چاہے وہ اولین میں سے ہیں یا آخرین میں سے ہوں گے۔

ظلم کی وجہ سے کچھ چیزیں حرام کی گئیں

﴿۳۰۴﴾ عبداللہ بن ابویعفور کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی زمین میں گندم کاشت کرے اور گندم کی پیداوار اچھی نہ ہو یا اس میں جو زیادہ پیدا ہو جائیں تو اس کی وجہ بھی اس کا کوئی ظلم ہوتا ہے اس شخص نے یا تو زمین کے رقبہ کے بارے کوئی ظلم کیا ہوگا یا پھر اس نے مزارعوں اور مزدوروں پر ظلم کیا ہوگا بے شک اس بارے اللہ فرماتا ہے فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ ہم نے ان کے ظالمانہ طریقہ کار کی وجہ سے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں جو ان کے لیے حلال کی گئی تھیں یعنی اونٹ اور گائے اور بکری کا گوشت اور فرمایا بے شک اسرائیل (یعقوبؑ) اونٹ کا گوشت کھاتے تھے تو انہیں پہلو کا درد بڑے زور سے ہوتا تھا اس لیے انہوں نے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت حرام کر لیا تھا اور خدا فرماتا ہے و ذلک من قبل ان ینزل التوراة اور یہ تورات کے نازل ہونے سے پہلے کا ذکر ہے پھر تورات نازل ہوئی تو نہ تو اس نے اونٹ کے گوشت کو حرام کیا اور نہ ہی اس سے کھایا۔

دیگر انبیاء کی طرح حضورؐ پر وحی نازل ہوئی

﴿۳۰۵﴾ زرارہ اور حمران کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ اور ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْ م بَعْدِهٖ ہم نے آپ کی طرف اسی طرح سے وحی نازل کی جس طرح نوحؑ اور دوسرے نبیوں کی طرف وحی کی یعنی جمیع انبیاء کی طرح جو کل انبیاء ہیں ان کی طرف وحی کی تھی۔

مخفی انبیاء بھی گزرے

﴿۳۰٦﴾ ثمالی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان بہت سے گم نام نبی گزرے ہیں اسی لیے اللہ نے بھی قرآن میں ان کا ذکر مخفی رکھا ہے کچھ مشہور انبیاء کے واقعات اللہ نے بیان کیے ہیں جبکہ زیادہ تر انبیاء کے واقعات کا قرآن کریم میں تذکرہ موجود نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ کچھ رسول وہ ہیں جن کے واقعات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے یعنی ان کے نام مخفی رکھے جیسا کہ کئی دوسرے انبیاء کے ذکر کو مخفی رکھا۔

کفر کرنے والوں پر اللہ گواہ ہے

﴿۳۰۷﴾ ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں میں نے ابوجعفرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا خدا نے فرمایا لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ (فِي عَلِيّ) اَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَ الْمَلٰئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس کی جو آپ پر اتاری ہے اسی نے اپنے علم سے اتاری ہے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ گواہ فرمایا اور میں نے سنا انہوں نے فرمایا جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا یعنی انہوں نے آل محمدؐ پر ظلم کیا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ان کو اللہ نہیں بخشے گا اور نہ ہی کسی راستہ کی ہدایت کرے گا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا مگر راہ جہنم کی کہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں دائمی اور یہ بات اللہ پر آسان ہے پھر فرمایا يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ اے لوگو بے شک تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے آیا اس سے مراد علیؑ کی ولایت ہے فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا پس ایمان لاؤ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر کفر کرو گے یعنی ولایت سے فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور بے شک اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

برہان اور نور مبین

﴿۳۰۸﴾ عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا اے لوگو بے شک تمہارے پر تمہارے پروردگار کی طرف سے برہان آ گیا اور ہم نے تمہاری طرف نور مبین کو نازل کیا فرمایا برہان سے مراد محمدؐ ہیں اور نور سے مراد علیؑ ہیں میں نے عرض کیا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا صراط مستقیم سے کیا مراد ہے فرمایا صراط مستقیم سے مراد علیؑ ہیں۔

کلالہ کے احکام

﴿۳۰۹﴾ بکیر بن اعین کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا ایک عورت مر جائے اس کی دو بہنیں ہوں اور ایک شوہر ہو تو اس کا کیا حکم ہے تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا شوہر کو آدھی جائیداد دی جائے گی اور باقی دونوں بہنوں کو دی جائے گی تو اس شخص نے کہا لوگ تو اس طرح نہیں کہتے تو فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں اس نے کہا کہ وہ کہتے ہیں دو بہنوں کو تین حصے اور شوہر کو نصف ملے گا اور اس کے چھ حصے ہوں گے تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا وہ اس بارے میں اللہ فرماتا ہے دو بہنوں کے لیے تین حصے ہیں اور شوہر کے لیے نصف ہے فرمایا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو اگر دو بہنوں کی جگہ پدری بھائی ہوں تو کہا کہتے ہیں شوہر کے لیے نصف ہے اور باقی بھائی

کے لیے ہے تو مجھ سے فرمایا اسی کے دینے کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ کل مال سے نصف اور جو اللہ نے حکم دیا تین کا وہ چوتھے میں سے چھٹا ہے اس نے کہا کیا اس کا ذکر اللہ نے کیا ہے تو ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے اور اس آیت کی تلاوت کی يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ اِنِ امْرُؤٌ "ا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ" وَ لَهُ اُخْتٌ" فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَ هُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ" (اے نبیؐ) تم سے لوگ کلالہ کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دو کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اس کے ترکہ میں سے نصف پائے گی اور وہ بہن بے اولاد مرے تو بھائی اس کا وارث ہوگا۔ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک خدا نے جسے تمام جائیداد کا وارث بنایا ہے کہ اس کے مال کا نصف اس کے شوہر کے لیے ہے پھر اس پر چھٹا تقسیم کرتے ہو تو اس شخص نے کہا اس کے بارے آپ کیا کہتے ہیں تو ابو جعفرؑ نے فرمایا میں اس بارے میں وہی کہتا ہوں جو پہلے کہا ہے فرمایا اے بکیر فرائض میں غور کرتے ہو میں نے عرض کیا اور جو چیز اپنی طرف سے بتائی جائے وہ باطل ہے پھر فرمایا اس میں غور کرو کہ بے شک جب اس طرح کی بات ہو تو یہ اس پر زیادہ طاقت رکھتی ہے۔

﴿۳۱۰﴾ حمزہ بن حمران کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کلالہ کے بارے میں تو فرمایا اس سے مراد وہ ہے کہ جس کا باپ اور اولاد نہ ہو۔

﴿۳۱۱﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی ماں اور باپ اور اس کی بیٹی یا بیٹا پیچھے ہو تو جب اس کے ترکہ کے لیے صرف چار ہوں تو وہ اس کلالہ میں شامل نہیں ہوں گے خدا فرماتا ہے قل اللّٰہ یفتیکم فی الکلالہ کہہ دو اللہ تمہیں کلالہ کے بارے فتویٰ دیتا ہے یہ وارث نہیں ہیں ماں کے ساتھ اور نہ باپ کے ساتھ اور نہ بیٹے کے ساتھ اور نہ بیٹی کے ساتھ مگر شوہر یا بیوی اور بے شک شوہر نصف سے زیادہ نہیں لے گا جبکہ اس کے ساتھ اس کی اولاد نہ ہو اور نہ ہی عورت چوتھائی سے زیادہ لے گی کوئی جبکہ اس کے ساتھ اس کی اولاد نہ ہو۔

﴿۳۱۲﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے اس قول خدا کے بارے یستفتونک قل اللّٰہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت (اے نبیؐ) یہ لوگ تم سے کلالہ کے متعلق فتویٰ مانگتے ہیں تو کہہ دیں کہ اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس کی ایک بہن ہو اس کے متعلق اللہ فرماتا ہے باپ کی طرف سے بہن اور ماں یا باپ کی بہن فلھا نصف ما ترک و ھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد تو اس کے لیے ترکہ نصف ہے اور اگر بہن بے اولاد مرے تو بھائی اس کا وارث ہوگا وَ اِنْ كَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ اور اگر زیادہ بھائی اور بہنیں ہوں تو عورتوں کو ایک حصہ مردوں کے دو حصے ہوں گے اور وہ جس قدر زیادہ ہوں اسی طرح ہوگا اور اسی طرح اولاد جو اس کی ہوگی زیادہ ہو اور اس کے لیے یوں ہی ہوگا۔

﴿۳۱۳﴾ زرارہ کہتے ہیں عنقریب مجھے خبر ملی کہ ایک شخص نے کہا مجھے صحیح یاد نہیں لیکن یہ اس طرح ہے تو انہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم

اسی طرح ہے جب کوئی چیز مرنے والا ترکہ چھوڑے اس کی ماں یا باپ یا بیٹا یا بیٹی تو ان چار رشتوں میں تقسیم ہوگا اس کے علاوہ نہیں خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے **یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ** (اے نبیؐ) یہ تم سے کلالہ کے متعلق فتویٰ پوچھتے ہیں کوئی وارث نہیں اس کے باپ کے ساتھ اور نہ اس کی ماں کے ساتھ اور نہ اس کے بیٹے ساتھ اور نہ اس کی بیٹی کے ساتھ خلق میں سے کوئی ایک بھی غیر شوہر اور زوجہ کے **وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد** اور اگر بہن لاولد فوت ہو جائے تو اس کا بھائی وارث ہے یعنی جمیع اس کے مال کا۔

﴿۳۱۴﴾ بکیر کہتے ہیں کہ ایک شخص ابوجعفر باقرؑ کے پاس آیا اور اس نے سوال کیا کہ ایک عورت کے متعلق جو فوت ہو جائے تو اسے اس کا شوہر اور اس کے بھائی مادری اور پدری بہن ہو تو کیا حکم ہے اس کی وارثت کا تو فرمایا اس کے شوہر کے لیے نصف ہے اور باقی تین حصے اس کے بھائیوں کے ہیں جو اس کی ماں کی طرف سے ہیں تین حصے ہیں دو حصے اس کے مادری بھائیوں کے ہیں اور ایک حصہ پدری بہن کا ہے تو اسا آم شخص نے کہا کہ فرائض زید بن ثابت وابن مسعود اور عامر کے فرائض واحکام اس کے علاوہ کچھ اور ہیں اے ابو جعفر باقرؑ وہ لوگ کہتے ہیں کہ پدری بہن اور مادری کے لیے تین حصے ہیں یہ چھ میں سے ہیں جو عول کر کے آٹھ کر دیا جائے گا تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا وہ اس بارے میں ایسا کیوں کہتے ہیں تو اس شخص نے کہا کہ خدا فرماتا ہے **و لہ اخت فلھا نصف ما ترک** اس کی بہن ہے تو اس کے لیے ترکہ میں سے نصف ہے اور اگر بہن کے بدلے بھائی ہو تو اس کے بھائی کا حصہ کم کر دیا گیا اس۔ ارے تیں اللہ نے نصف رکھا ہے تو بھائی کے لیے پورا حصہ مقرر کیا ہے تو کلالہ تو نصف سے زیادہ ہے خدا فرماتا ہے **فلھا نصف** اس کے لیے نصف ہے تو اللہ بھائی کے بارے میں فرماتا ہے **و ھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد** اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر اس کا بیٹا نہ ہو۔ یعنی وہ اس کے سارے مال کا وارث ہوگا اگر اس کی کوئی اولاد نہیں ہے تو جس کو اللہ نے سب دیا ہے اس کو تم لوگ کسی حصہ میں سے کچھ بھی نہیں دیتے ہو اور جس کو اللہ نے نصف کہا ہے اس کو پورا حصہ دیتے ہو۔

سورة مائدہ کے فضائل

﴿۱﴾ زرارہ بن عین کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا سورة مائدہ نبیؐ کی وفات سے دو ماہ یا تین ماہ قبل نازل ہوئی اور دوسری روایت زرارہ نے ابوجعفر باقرؑ سے اسی کی مثل بیان کی ہے۔

﴿۲﴾ عیسیٰ بن عبداللہ نے اپنے باپ سے اس نے جد سے انہوں نے علیؑ سے نقل کیا کہ علیؑ نے فرمایا قرآن کے بعض حصے آیات بعض منسوخ کی ناسخ ہیں اور بے شک قرآن سے متعلق رسول اللہؐ کے حکم سے راہنمائی حاصل کی جاتی تھی اور سب سے آخر میں سورة مائدہ آپؐ پر نازل ہوئی جب یہ ناسخ ہوئی تو پہلے کے کچھ احکام منسوخ ہوئے تھے اور اس سورة کے احکام کو کسی نے منسوخ نہیں کیا اور یہ اس وقت نازل ہوئی جس وقت آپؐ شہبا نامی خچر پر سوار تھے اور وحی کے وزن و بوجھ کی وجہ سے وہ رک گیا تھا یہاں تک کہ اس کا پیٹ

زمین کی طرف جھک گیا تھا اور وہ اتنا نیچے کو جھک گیا تھا کہ اس کی ناف زمین کے بالکل نزدیک ہوگئی تھی رسول اللہ پر اس وقت غشی کی کیفیت طاری ہوگئی یہاں تک کہ آپؐ نے اپنے ہاتھ کو شیبہ بن وہب جمی کی پیشانی کے اوپر بالوں پر رکھ دیا پھر اس ہاتھ کو اٹھا لیا اور رسول اللہ نے سورۃ مائدہ کی تلاوت شروع کی اس سورۃ پر رسول اللہ نے بھی عمل کیا اور ہم نے بھی عمل کیا۔

﴿۳﴾ ابو جارود کہتے ہیں محمدؑ بن علیؑ نے فرمایا جو شخص بھی سورۃ مائدہ کو ہر دن میں آنے والے جمعرات کو پڑھے گا تو اس کا ایمان ظلم سے مخلوط نہیں ہوگا اور کبھی بھی شرک میں مبتلا نہیں ہوگا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا سے مراد

﴿۴﴾ سماعہ کہتے ہیں اسماعیل بن ابوزیاد سکونی نے کہا کہ جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے آباء سے روایت کیا کہ علیؑ نے فرمایا قرآن میں نہیں ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اے ایمان والو مگر اور وہ توراۃ میں یاایھا المساکین ہے۔

وعدے پورے کرو

﴿۵﴾ نضر بن سوید کہتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ عبداللہ بن سنان نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے قول خدا کے بارے میں سوال کیا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اے ایمان والو اپنے عقود کو پورا کرو فرمایا اس سے مراد عہد ہے کہ اپنے عہدوں کو پورا کرو ابن سنان سے اسی کی مثل روایت ہے۔

﴿۶﴾ عکرمہ نے کہا بے شک اللہ نے نہیں نازل کیا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اے ایمان والو مگر یہ کہ اس کا سر علیؑ بن ابی طالب ہیں۔

﴿۷﴾ عکرمہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا نہیں نازل ہوئی یہ آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اے ایمان والو مگر یہ کہ علیؑ اس کے شریف اور امیر ہیں اور بے شک ہاں اصحاب محمدؐ کی سرزنش کی گئی کسی دوسری جگہ میں اور علیؑ کا ذکر جہاں بھی کیا خیر کے ساتھ کیا گیا ہے۔

﴿۸﴾ جعفر بن احمد نے عرکی بن علی سے اس نے علیؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے برادر موسیٰؑ سے انہوں نے علیؑ بن حسینؑ سے کہ انہوں نے فرمایا قرآن میں نہیں ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اے ایمان والو مگر یہ کہ توراۃ میں یاایھا المساکین ہے۔

چارپایوں سے حلال کون سے ہیں

﴿۹﴾ محمد بن مسلم نے دونوں میں سے ایک باقرؑ یا صادقؑ سے نقل کیا کہ انہوں نے قول خدا کے بارے میں اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ تم پر مویشی کی قسم کے جانور حلال کیے گئے ہیں تو فرمایا جس جنین کے جسم پر بال اور اون بطن میں پیدا ہو چکی ہو تو اس کی ماں کا ذبیحہ اس کا ذبیحہ ہے۔

﴿۱۰﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں احلت لکم بهیمة الانعام تم پر مویشی کی قسم کے جانور حلال کیے گئے ہیں فرمایا وہ جنین مراد ہیں جوان چار پایوں مادہ کے بطون میں ہیں اور بے شک امیر المومنینؑ جنین کے فروخت کرنے کا حکم دیتے تھے۔

﴿۱۱﴾ احمد بن محمد بن ابو نصر کہتے ہیں کہ بعض اصحاب نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے متعلق احلت لکم بهیمة الانعام تم پر مویشی کی قسم کے جانور حلال کیے گئے ہیں فرمایا مویشی کا بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں موجود ہو جب اس کی خلقت پوری ہو جائے یعنی بال و اون پیدا ہو جائیں تو اس کی ماں کو ذبح کیا گیا ہو تو اس بچہ کا ہی تزکیہ ہے کہ ماں کا تزکیہ ہو گیا۔

(اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ ان سب حدیثوں سے مراد کسی پوشیدہ چیز کا بیان ہو یا یہ کہ اوّل الذکر کی حد باندھنا مقصود ہو یعنی یہ کہ جب اون اور بال پیدا ہو جائیں اور اس پر اس وقت لفظ بهیمه صادق آجاتا ہو تو وہ اس کی حلت کا وقت ہے اسی طرح اس کے معنی عمومیت کے منافی نہیں ہیں کیونکہ اس کی ماں کے حلال ہونے کا ذکر تو نص میں پہلے ہی آ گیا ہے۔)

﴿۱۲﴾ وہب بن وہب کہتے ہیں کہ جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے آباء سے بیان کیا کہ حضرت علیؑ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہاتھی اور ریچھ اور بندر کا گوشت کھا سکتے ہیں تو فرمایا یہ ان مویشیوں میں نہیں ہیں کہ جن کا گوشت کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿۱۳﴾ مفضل کہتے ہیں میں نے صادقؑ سے قول خدا کے بارے سوال کیا احلت لکم بهیمة الانعام تم پر مویشی کے قسم کے جانور حلال کیے گئے ہیں فرمایا چار پائے سکون والے اور جانور امن والے ہیں۔

﴿۱۴﴾ موسیٰ بن بکیر کہتے ہیں بعض ہمارے لوگوں سے زید بن علی ابو جعفر باقرؑ کے پاس آئے اور ان کے پاس اہل کوفہ کی تحریر تھی یعنی خطوط تھے۔ ان کے ذریعے سے آپ کو بلا رہے تھے ہم اکٹھے ہو چکے تھے اور حکم دے رہے تھے کہ تم ہماری طرف خروج کرو تو ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ بے شک کچھ چیزیں اللہ نے حلال کی ہیں اور کچھ حرام قرار دی ہیں اور اس کی مثالیں دی ہیں اور ان کے قصے بیان کیے ہیں اور امام اس حکم کے بارے میں شبہ میں نہیں رہتا اللہ نے اس کی اطاعت فرض کی ہے بے شک وہ اس میں سبقت نہیں کرتا اس کے محل میں پہلے یا جہاد اس کے وقت کے آنے سے پہلے جب تک اس کے حلال ہونے کا یقین نہ ہو اور بے شک اللہ فرماتا ہے شکار کے بارے میں لا تقتلوا الصید و انتم حرم کہ تم احرام کی حالت میں شکار نہ کرو شکار کرنا بڑا ہے یا ایک جان کو قتل کرنا حرام ہے اور ہر ایک کے لیے اس کا ایک وقت ہے۔ خدا فرماتا ہے اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْ جب وہ تمہارے لیے حلال ہو۔ اور فرماتا ہے وَلَا تُحِلُّوْ شَعَائِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور تمہارے لیے شعائر اللہ حلال نہیں ہیں اور نہ ہی ماہ حرام حلال ہے پس اس نے عدت کے مہینے بتائے ہیں جو معلوم ہیں اور ان سے چار مہینے حرام کیے ہیں اور خدا فرماتا ہے فسیحوا فی الارض اربعة اشهر و اعلموا انکم غیر معجزی اللّٰه اور زمین میں فساد نہ کرو حرمت کے چار مہینوں میں اور جان لو کہ تم خدا کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔

مردہ خون اور سور کا گوشت کیوں حرام ھے

﴿۱۵﴾ محمد بن عبداللہ کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ ہم نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا ہم آپ پر قربان کہ اللہ نے ہم پر مردہ خون اور سور کا گوشت کیوں حرام کیا ہے تو فرمایا کہ اللہ نے بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام اس لیے نہیں کیا کہ حرام چیزیں اس کو پیاری تھیں پس انسانوں کی زد سے ان کو بچالیا ہے اور حلال چیزیں غیر پسند تھیں اس لیے ان کو انسانوں کی خوراک بنا دیا بات یہ ہے کہ خدا نے مخلوق کو زیور وجود سے آراستہ کیا تو وہ خود ہی جانتا ہے کہ کون کون سی چیز ان کے بدنوں کے لیے ضروری ہیں اور زیادہ فائدہ مند ہیں لہٰذا اپنے فضل و کرم سے ان چیزوں کو ان کے لیے مباح وحلال قرار دے دیا ہے اور وہ خود ہی جانتا ہے کہ کون کون سی چیزیں ان کے لیے مضر اور نقصان دہ ہیں لہٰذا وہ چیزیں ان کے لیے حرام قرار دے دیں ہاں بعض اضطراری (مجبوری) حالتوں میں اس حرام میں سے صرف اسی قدر اجازت دی کہ جان بچ سکے مردار کو اس لیے حرام کیا گیا ہے کہ مردار کھانے سے جسم کمزور بدن لاغر قوت و طاقت ختم اور نسل منقطع ہو جاتی ہے اور مردار کھانے والے کی موت اچانک ہی واقع ہو گی اور خون کو اس لیے حرام کیا ہے کہ وہ سخت دلی اور بے رحمی کا سبب بنتا ہے۔ خون خوار انسان سے عین متوقع ہے کہ کسی وقت وہ اپنے بچوں یا والدین یا کسی رشتہ دار یا مخلص دوست کو قتل کر دے حرمت خنزیر اس لیے ہے کہ خدا نے کئی قوموں کو کئی شکلوں میں مسخ کیا مثلاً سور بندر اور ریچھ یا دوسری مسخ شدہ چیزیں پس اس قسم کی چیزوں کے کھانے سے منع فرمایا تا کہ ان سے نفع مند ہو کر ان کے عذاب کو حقیر نہ سمجھ لے اور شراب کو حرام کیا کیونکہ یہ عقل کو فاسد کرتا ہے اور فرمایا کہ شراب خور مثل بت پرست کے ہے اور یہ ارتعاش بے رونقی اور بے مروتی کا سبب ہوتا ہے اور انسان کو خون ریزی اور زنا کاری کی دعوت دیتا ہے اور شراب خوار سے بعید نہیں ہے کہ وہ حالتِ نشہ اور عالمِ بے شعوری میں اپنی ماں بہن سے زنا کا مرتکب ہو جائے اور شراب اپنے پینے والے کو ہر قسم کی برائی کی دعوت دیتا ہے۔

منخنقه اور موقوذه جانور

﴿۱۶﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا ہر وہ شے جو حیوان سے ہے خنزیر کے علاوہ اور نطیحة جسے دوسرا جانور سینگ یا ٹکر مارے و الموقودة یا کسی صدمہ سے مر جائے و المتردية اور جو اوپر سے گر کر مر جائے اور جسے درندے کھا جائیں وما اکل السبع اور خدا فرماتا ہے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ مگر وہ کہ جس کا تزکیہ کر لو اگر حیوان کی موت واقع ہونے سے پہلے اسے صحیح طور پر ذبح کیا جائے تو اس کا کھانا حلال ہو گا اور فرمایا اور اگر کوئی جانور ذبح کر لیا جائے اس کے مرنے سے پہلے چاہے وہ آگ میں گرا ہو یا کسی کنویں میں گرا ہو یا مکان کی چھت سے گرا ہو اور پہاڑ سے گرا ہو اور اس میں ابھی جان باقی ہو اور اسے ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہو گا۔

وضاحت: منخنقة سے مراد یہ ہے کہ مجوسی ذبیحہ نہیں کھاتے تھے مردار کھاتے تھے وہ گائے اور بھیڑ بکری کا گلا گھونٹ دیتے تھے اور جب وہ مر جاتے تھے اسے کھا جاتے تھے اور موقوذہ سے مراد وہ جانور ہے جس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پیٹا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ مر

جاتا تھا تب وہ اس کو کھا لیتے تھے اور متردیہ سے مراد یہ ہے کہ ان کی آنکھیں بند کر کے چھت پر سے ان کو گراتے تھے جب وہ گر کر مر جاتا تو وہ ان کو کھا لیتے تھے اور نطیحۃ سے مراد یہ ہے کہ دو مینڈھوں کو لڑاتے تھے جب لڑتے لڑتے ان میں سے ایک مر جاتا تھا تو وہ اس کو کھا لیتے تھے۔ و ما اکل السبع کا یہ مطلب ہے کہ جس جانور کو شیر بھیڑیا وغیرہ کھا جاتے تھے تو اس کا بقیہ وہ لوگ کھا لیتے تھے لہٰذا خدا نے اس سے منع فرمایا ہے۔

﴿۱۷﴾ حسن بن علی وشا کہتے ہیں کہ ابوالحسن رضاؑ نے فرمایا میں نے ان سے سنا متردیہ نطیحہ اور ما اکل السبع والے جانور میں اگر جان باقی ہو تو ذبح کر کے کھا لیں۔

﴿۱۸﴾ عیوق بن قسوط کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے اَلْمُنْخَنِقَةُ فرمایا اس سے مراد وہ جانور ہے جس کی موت گلا گھٹنے سے واقع ہو جائے اور اَلْمَوْقُوْذَةُ سے مراد وہ جانور ہے جو بیماری کی وجہ سے اتنا لاغر اور کمزور ہو گیا ہو کہ جو حرکت تک نہ کر سکے اور اَلْمُتَرَدِّيَةُ سے مراد وہ جانور ہے جو مکان کی چھت سے نیچے گرے یا اس قسم میں سے گرے اور و النطیحہ سے مراد وہ جانور ہے جسے کسی دوسرے جانور نے ٹکر ماری ہو یا سینگ مار کر ہلاک کیا ہو۔

آج کافر مایوس ہو گئے

﴿۱۹﴾ عمرو بن شمر کہتے ہیں کہ جابر نے کہا کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اس آیت کے متعلق اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ آج کے دن کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو فرمایا کہ جب اس دن قائم آل محمدؑ کا قیام ہوگا اور وہ ظہور کریں گے تو بنی امیہ کی مایوسی انتہا کو پہنچ جائے گی اور یہ لوگ آل محمدؑ سے مکمل طور پر مایوس ہو جائیں گے۔ (غدیرِ خم پر اعلان ولایت علیؑ پر سب کافر اور ان کی مثل لوگ مایوس ہو گئے کہ دین قیامت تک رہنے کا اعلان ہے۔)

دین مکمل ہو گیا

﴿۲۰﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا سب سے آخر میں جو فرض اللہ نے نازل کیا وہ ولایت ہے۔ خدا فرماتا ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تم سے راضی ہو گیا تمہارے لیے اسلام کو دین کے لحاظ سے مستقل کر دیا فرمایا کہ اس کے بعد کوئی اور فرض نازل نہیں کیا یہاں تک کہ رسولؐ خدا کی وفات ہو گئی۔

﴿۲۱﴾ جعفر بن محمد خزاعی نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جب رسولؐ اللہ پر یہ نازل ہوا وہ جمعہ کا دن تھا اور عرفات کا میدان تھا یہاں جبرائیل نازل ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اے محمدؐ بے شک اللہ تمہیں سلام کرتا

ہے اور تمہیں کہتا ہے کہ تم اپنی امت سے کہہ دو الیوم اکملت لکم دینکم کہ آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ولایت علیؑ بن ابی طالب کے ذریعے و اتممت علیکم نعمتی اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی و رضیت لکم الاسلام دینا اور تمہارے اس اسلام سے راضی ہوا دین کے لحاظ سے اور اس کے بعد آپ پر اس کے علاوہ نہیں نازل ہوئے بے شک نازل ہوئے تم پر نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج اور یہ پانچواں ولایت اور اس سے پہلے نازل ہوئے یہ چار احکام مگر اس کے بعد یہ ولایت نازل ہوا۔

﴿۲۲﴾ ابن اذینہ کہتے ہیں میں نے سنا زرارہ نے کہا کہ ابوجعفر باقرؑ سے کہ بے شک فرائض نازل ہوتے رہے تھے اور پھر آخر میں یہ فریضہ نازل ہوا اور آخری فریضہ ولایت نازل ہوا تو اللہ نے نازل کیا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا آج کے دن میں نے مکمل کر دیا تیرے دین کو اور تم پر نعمت تمام کر دی اور راضی ہوا تمہارے دین سے اسلام کے نام سے تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے نہیں نازل کیا آپؐ پر اس فرض کے بعد کوئی فرض بھی۔

وضاحت: دین کے اظہار کا ولایت اعلان خلافت پر کامل ہو جانا اس کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسولؐ خدا کو پروردگار نے جو علم سپرد فرمایا تھا وہ آپ نے علیؑ مرتضی کو عطا فرمایا اور جو اوصیاء ان کی اولاد میں ہونے والے تھے ان کو سلسلہ بسلسلہ پہنچا دیا اور جب ان کو اپنا قائم مقام کر دیا اور لوگوں کو حرام و حلال کے بارے میں ان سے کل امور دریافت کرنے کا موقع مل گیا تو تمام امت کو یہ حکم دے دیا کہ وہ ہر معاملے میں ان سے رجوع کریں حلال و حرام ان ہی سے دریافت کریں اور چونکہ ان کے یکے بعد دیگرے اس امر پر قائم ہونے سے بندوبست استمراری ہو گیا لہٰذا دین کامل ہو گیا اور نعمت پوری ہو گئی اور اس کے یہ معنی ہیں۔

﴿۲۳﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا نعمت کا تمام ہونا جنت میں داخل ہونا ہے۔

شکاری کتے کے احکام

﴿۲۴﴾ حریز کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا مجوس کے کتے اور مسلمان کے کتے کے بارے میں کہ جب وہ اللہ کا نام لے اور اسے بھیجے تو کیا یہ درست ہے۔ فرمایا ہاں بے شک جب وہ کتا چھوڑنے سے پہلے اذا ذکر اسم اللہ علیہ جب وہ اس پر اللہ کا نام لے کر تکبیر کہہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۲۵﴾ ابوبکر حضرمی کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کہ شکار باز اور شکرے اور عقاب اور کتے کے بارے میں تو فرمایا کہ ان کے شکار میں سے کسی چیز کو نہ کھاؤ مگر یہ کہ تم اس کا تزکیہ کر لو مگر کتے کا کھا سکتے ہو بشرطیکہ پہلے تکبیر کہی ہو۔ میں نے عرض کیا بے شک وہ مر ہی گیا ہو تو فرمایا خدا فرماتا ہے وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ اور سکھے ہوئے شکاری کتوں کا جن کو تم نے سکھایا ہے اپنی خداداد صلاحیت سے پس کھاؤ

اور وہ جو پکڑیں تمہارے لیے اور اس پر اللہ کا نام لو۔

﴿۲۶﴾ ابو عبیدہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جب سیکھائے ہوئے کتے کو ایک شکار کے لیے بھیجے اور اس سے پہلے اللہ کا نام لے لے تکبیر کہہ دے تو فرمایا اس کو کھا سکتے ہو اگر وہ پہلے مر بھی چکا ہو اور اگر چہ اس نے اسے کھایا بھی ہو اور اگر غیر سیکھا ہوا کتا ہو تو اس شکار کا گوشت نہ کھاؤ میں نے عرض کیا اگر شکاری پرندہ عقاب اور شکرہ ہو تو فرمایا اگر تم اسے زندہ پالو تو اسے زکی کر لو یعنی ذبح کر لو اور اسے کھا لو اور اگر زندہ نہ پاسکو اور ذبح نہ کر سکو تو اسے نہ کھاؤ میں نے عرض کیا اور اگر فہد (یعنی درندہ کی ایک قسم جو کہ کتے سے بڑا اور چیتے سے چھوٹا ہوتا ہے اس کے بدن پر چھوٹے چھوٹے سیاہ داغ ہوتے ہیں اس کو تیندوہ بھی کہتے ہیں فارسی میں اسے یوز چیتا ہی کہتے ہیں) کیا وہ کتے کی منزل میں ہے فرمایا نہیں کوئی شے بھی نہیں ہے سیکھی ہوئی مگر صرف کتا ہے۔

﴿۲۷﴾ اسماعیل بن ابو زیاد سکونی کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے باپ سے انہوں نے فرمایا کہ علیؑ نے فرمایا فہد جوارح سے اور کتا کردیہ (کرویہ) جب وہ سیکھا ہوا ہو تو وہ بمنزلہ سلوقیہ کے ہے۔ (سلوق ایک قریہ کا نام ہے۔)

﴿۲۸﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ میرے باپ فتویٰ دیتے تھے اور اسی طرح ہم بھی اور ہمیں کوئی خوف نہیں شکار سے اور شکرے سے پھر ابھی بے شک نہیں خوف ہے اور ان کا شکار حلال نہیں ہے مگر یہ کہ تم اسے پاک کر لو یعنی ذبح کر لو اور بے شک میں نے اسے علیؑ کی کتاب میں پایا بے شک خدا فرماتا ہے **ما علمتم من الجوارح مکلبین** اور سیکھے ہوئے شکاری کتوں کا جن کو تم نے سکھایا ہے فرمایا کہ وہ کتا ہے۔

﴿۲۹﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو کتا خلا کر کے شکار لائے فہد سے اور چیتے سے اور اس میں شبہ ہو تو اس شکار کو نہ کھاؤ مگر یہ کہ تم نے اسے زندہ پالیا اور ذکی کر لیا ذبح کر لیا ہو خدا فرماتا ہے مکلبین سیکھے ہوئے کتے کا اس کا الگ حکم ہے اور نہ شکار کھاؤ مگر یہ کہ تم اسے ذبح کر لو جب تم نے زندہ پالیا ہو۔

﴿۳۰﴾ حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ بے شک علیؑ کی کتاب میں ہے کہ خدا فرماتا ہے **الا ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمو نھن مما علمتم** اور سیکھے ہوئے شکاری کتوں کا جن کو تم نے سکھایا ہے اپنی خداداد صلاحیت سے پکڑ لائیں فرمایا کہ اس سے مراد کتا ہے۔

﴿۳۱﴾ جمیل کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا کہ اگر شکاری کتا شکار پر چھوڑتا ہے اور کتا شکار کو پکڑ لاتا ہے تو آدمی کے پاس ذبح کرنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو تو یہاں تک کہ وہ کتے کے پاس ہی مر جاتا ہے تو کیا حکم ہے تو فرمایا ہاں کھا سکتا ہے بے شک اللہ فرماتا ہے **فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ** وہ جو تمہارے لیے پکڑ لائیں اسے کھاؤ۔ چھوڑنے سے پہلے اگر اللہ کا نام لیا ہو۔

﴿۳۲﴾ ابو جمیل کہتے ہیں ابن حنظلہ نے بیان کیا کہ امامؑ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے کتے کے پاس شکار کو پاتا ہے اور پھر اس سے لے لیتا ہے پھر اس کی موت اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو کیا اس سے کھا سکتا ہے فرمایا ہاں بے شک اللہ فرماتا ہے کلوا مما امسکن علیکم وہ جو تمہارے لیے پکڑ لائیں اسے کھاؤ اور چھوڑنے سے پہلے اللہ کا نام لیا ہو۔

﴿۳۳﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمو نھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم و اذکروا اسم اللہ علیہ سیکھے ہوئے شکاری کتوں کا جن کو تم نے سکھایا ہے اپنی خدا داد صلاحیت سے پس کھاؤ وہ جو پکڑ لائیں تمہارے لیے اور اس پر اللہ کا نام لے لو تکبیر کہہ لو فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں جو کتا پکڑ کے لائے کہ جس سے کتے نے نہ کھایا ہو پس جب کتے نے کھایا ہو جبکہ تم اسے زندہ نہ پا سکو تو اسے نہ کھاؤ۔

﴿۳۴﴾ رفاعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا فھد جس کے بارے اللہ فرماتا ہے مکلبین سیکھے ہوئے کتے اس سے مراد ہیں۔

﴿۳۵﴾ ابان بن تغلب کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ اس سے کھا سکتے ہو جس کو کتے نے کھایا ہو اور اگرچہ اس کا تیسرا حصہ ہی کیوں نہ بچا ہو بشرطیکہ کتا چھوڑتے وقت تکبیر کہی ہو۔

اهل کتاب کی خشک چیزیں حلال هیں

﴿۳۶﴾ قتیبہ اعشی کہتے ہیں کہ سوال کیا حسن بن منذر نے ابو عبداللہ صادقؑ سے کہ ایک شخص نے کہا کہ ہم کسی یہودی یا نصرانی کے پاس بکری بھیجتے ہیں اور وہاں بیمار ہو جاتی ہے یہودی یا نصرانی اسے ذبح کرتا ہے تو کیا اس ذبیحہ کو ہم کھا سکتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس کو نہ کھانا اور اس کو گھر میں نہ لانا اس کا گوشت نہ کھانا چاہیے یہ گناہ کا کام ہے اور اس پر کوئی سچا مسلمان ہی ایمان لائے گا تو اس شخص نے ابو عبداللہ صادقؑ سے کہا میں نے سنا ہے کیا خدا یہ نہیں فرماتا وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ اور جنہیں کتاب دی گئی ان کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے تو ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ میرے والد فرماتے تھے کہ اس سے غلہ اور اس جیسی (خشک) چیزیں مراد ہے۔

﴿۳۷﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و طعامھم حل لکم اور ان کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے فرمایا اس سے مراد دال غلہ اور اس جیسی خشک چیزیں ہیں یعنی اہل کتاب کی۔

اهل کتاب کی عورتوں سے نکاح

﴿۳۸﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو فرمایا اس کی ناسخ یہ آیت ہے و لا تمسکوا بعصم الکوافر اور تم

کافر عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ (ممتحنہ:۱۰)

﴿۳۹﴾ ابو جمیلہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے و المحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو فرمایا اس سے مراد عفیت والی عورتیں ہیں۔

﴿۴۰﴾ ابوصاع کہتے ہیں ہم نے امامؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و المحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم تم پاک دامن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو وہ کون سی ہیں اور محصنات کا کیا معنی ہے فرمایا وہ عورتیں ہیں جو عفیت والی ہیں۔

ایمان کا منکر

﴿۴۱﴾ عبید بن زرارہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں وَ مَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ اور جو بھی ایمان کا انکار کرے تو اس کا عمل ضائع ہو جائے گا فرمایا جو شخص اقرار کرنے کے بعد عمل نہ کرے وہ اس کا مصداق ہے کہ جو جان بوجھ کر کسی بیماری اور نیند کے غلبہ کے بغیر نماز ترک کرے۔ میں نے عرض کیا یہ بڑے گناہوں میں شامل ہے۔ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا یہ نماز ترک کرنے سے بڑا ہے فرمایا جب نماز کو مسلسل ترک کر دیا جائے (یہ اس حکم میں نہیں ہے یہ داخل ہے اس میں سے ایک جو سات گناہ ہیں وہ سات گناہ جو بڑے ہیں ان کا مفصل ذکر سورۂ نساء تحت آیت ان تجتنبو کبائر حدیث نمبر ۱۰۵ اور حدیث نمبر ۱۱۴ میں ذکر ہو چکا ہے وہاں دیکھ لیں۔)

﴿۴۲﴾ ابان بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ کوئی شخص اسلام سے خارج ہو جائے اور اپنی رائے کے مطابق حق کے خلاف قائم ہو جائے تو اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے و من یکفر بالایمان فقد حبط عمله اور جو ایمان کا انکار کرے تو اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور فرمایا جو ایمان سے انکار کرتا ہے تو اس کا کوئی عمل نہیں ہے اللہ کے حکم سے اور نہ ہی اللہ اس سے راضی ہے۔

﴿۴۳﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ دونوں باقرؑ اور صادقؑ سے ایک امامؑ نے قول خدا کے بارے میں و من یکفر بالایمان فقد حبط عمله اور جو ایمان سے انکار کرے تو اس کا عمل ضائع ہو گیا فرمایا اس سے عمل کو چھوڑ دینا یہاں تک کہ تمام اعمال کو چھوڑ دینا ہے پھر فرمایا کہ جو کسی مصروفیت اور نیند کے غلبہ کے بغیر جان بوجھ کر نماز ترک کرتا ہے۔

﴿۴۴﴾ جابر کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی و من یکفر بالایمان فقد حبط عمله اور جو ایمان سے انکار کرے اس کا عمل ضائع ہو گا فرمایا اس سے مراد علیؑ کی ولایت ہے اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

﴿۴۵﴾ ہارون بن خارجہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و من یکفر بالایمان فقد حبط عملہ اور جو ایمان سے انکار کرے اس کا عمل ضائع ہوگا فرمایا اس کے بارے میں شک کرتا ہے زرارہ اور ابوحنیفہ۔

وضو اور اس کے فرائض

﴿۴۶﴾ ابوبکر بن حزم کہتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا وضو میں مسح موزوں کے بارے میں مسجد میں نماز کے لیے داخل ہوئے پس علیؑ بھی آ گئے تری سے گردن کے مسح پر کہا تم پر ویل ہو کہ نماز پڑھتے ہو غیر وضو پر تو کہا اس کا حکم عمر بن خطاب نے دیا کہا تم نے اس کو اس سے اخذ کیا یہ اس پر ہے فرمایا کیا تم نے ان کو اس پر دیکھا ہے کہا اس طرح دیکھا ہے فرمایا ہاں رسولؐ خدا نے بے شک مسح کا حکم دیا فرمایا مائدہ سے پہلے یا اس کے بعد کہا میں نہیں جانتا فرمایا اس طرح کا فتویٰ نہیں ہے اور میں نہیں پاتا موزوں پر مسح کتاب خدا سابق ہو چکی ہے۔

﴿۴۷﴾ میسر بن ثوبان کہتے ہیں میں نے علیؑ سے سنا انہوں نے فرمایا موزوں پر مسح و خمار پر کتاب خدا سابق ہو چکی ہے۔

﴿۴۸﴾ بکیر بن اعین کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃ اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اس اذا قمتم کے کیا معنی ہیں فرمایا کہ جب تم نیند سے بیدار ہو میں نے عرض کیا کیا نیند کی وجہ سے وضو ہے فرمایا ہاں جب نیند آ جاتی ہے تو پھر سنتا نہیں ہے اور نہ ہی اسے کوئی آواز سنائی دیتی ہے۔

﴿۴۹﴾ بکیر بن اعین کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وَجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کر لو تو اپنے منہوں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لیا کرو میں نے عرض کیا اس سے مراد کیا ہے فرمایا کہ جب تم نیند سے بیدار ہو۔

﴿۵۰﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے قول خدا کے بارے میں یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق فامسحوا برئوسکم و ارجلکم اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اور مسح کر لو سروں کا اور پاؤں کا ٹخنوں تک فرمایا کہ منہ کا کوئی حصہ دھوئے بغیر نہ چھوڑیے اور بازوؤں کا کوئی حصہ کہنیوں سمیت نہ چھوڑیے۔ پھر فرمایا فامسحوا برئوسکم و ارجلکم الی الکعبین پھر سر اور پاؤں کے کعبین اور انگلیوں کے درمیان والے بعض حصے کا مسح کرے یہ اس کے لیے کافی ہے۔ امامؑ نے قدم اور پنڈلی کی ہڈی والے جوڑ اور پنڈلی والی ہڈی کا اشارہ کیا۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ کی صلاح و فلاح کو ہمیشہ برقرار رکھے کعبین کہاں ہیں فرمایا یہ تو پنڈلی کی ہڈیاں ہیں مگر کعب اس سے قدرے نیچے ہے۔

﴿۵۱﴾ زرارہ و بکیر بن اعین کہتے ہیں ہم نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا کہ آپ رسولؐ خدا کے وضو کا طریقہ بتائیں تو آپ نے ایک

طشت یا کھلے منہ والا لوٹا منگوایا پھر اس میں دایاں ہاتھ ڈال کر اس سے ایک چلو بھرا اور اسے منہ پر ڈال کر اس سے منہ دھویا پھر بایاں ہاتھ ڈال کر اور چلو بھر کر دائیں بازو کو کہنی سے لے کر کف دست تک یعنی انگلیوں کے سروں تک اوپر سے نیچے کی طرف دھویا اور پانی کو نیچے سے اوپر نہ جانے دیا پھر دائیں ہاتھ سے چلو بھر کر بائیں ہاتھ کو اسی طرح دھویا جس طرح دائیں کو دھویا تھا پھر اپنے ہاتھوں کی تری سے سر اور پاؤں کا مسح کیا اور اس مسح کے لیے نیا پانی نہیں لیا پھر فرمایا پاؤں کے مسح کے لیے تسمہ کے نیچے ہاتھ داخل کرنے کی ضرورت نہیں اس کے بعد فرمایا خدا فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے منہوں کو دھولو اور اپنے بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھولو چونکہ منہ اور ہاتھوں کے دھونے کا حکم دیا گیا ہے اس لیے چاہیے کہ وضو کرنے والا منہ کا کوئی حصہ دھوئے بغیر نہ چھوڑے اس طرح کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سروں تک ہاتھوں کا کوئی حصہ بغیر دھوئے نہ چھوڑے پھر فرمایا خدا فرماتا ہے و امسحوا برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین اور مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں کا ٹخنوں تک لہٰذا اگر وضو کرنے اور سر اور پاؤں کے کعبین اور انگلیوں کے درمیان والے بعض حصوں پر مسح کر لے تو کافی ہوگا ہم نے عرض کیا اللہ آپ کو حفظ وامان میں رکھے وہ کعبین کہاں ہیں تو فرمایا قدم اور پنڈلی کی ہڈی والے جوڑ اور پنڈلی والی ہڈی سے ذرا نیچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہاں ہم نے ٹخنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ کیا ہیں تو فرمایا یہ تو پنڈلی کی ہڈیاں ہیں مگر کعب اس سے قدرے نیچے ہے۔ ہم نے عرض کیا خدا آپ کی صلاح وفلاح کو ہمیشہ برقرار رکھے آیا ایک چلو منہ کے لیے اور ایک چلو ہاتھ کے لیے کافی ہے فرمایا ہاں جب چلو خوب بھر لو اور دو چلو ان سب کے اوپر ہیں۔

﴿۵۲﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے عرض کیا کہ مجھے بتائیں کہ چہرے کی وہ حد کون سی ہے جس کے وضو میں دھونے کا حکم خدا نے دیا ہے۔ فرمایا چہرہ کی وہ حد جس کے دھونے کا حکم خدا نے دیا ہے اور جس میں کسی کو بھی کمی یا بیشی کرنے کا حق نہیں ہے اگر زیادہ کرے گا تو اسے اجر نہیں ملے گا اور اگر کم کرے گا تو گناہ گار ہوگا طول میں بال اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نچلے سرے تک جس مقدار کو ہاتھ کا انگوٹھا اور درمیانی انگلی گھیر لے بس جس مقدار کو دو انگلیاں گھیر لیں وہ چہرہ ہے جس کا دھونا واجب ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ چہرہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کنپٹی چہرہ میں داخل ہے فرمایا نہیں۔ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے عرض کیا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے یہ کہاں سے حاصل کیا ہے کہ سر اور پاؤں کے صرف بعض حصہ پر مسح کرنا کافی ہے تو مسکرا کر فرمایا اے زرارہ رسول خدا نے بھی اسی طرح فرمایا ہے اور خدا نے قرآن میں بھی اسی طرح نازل کیا ہے۔ خدا فرماتا ہے فاغسلوا وجوھکم اپنے چہروں کو دھوؤ اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ تمام چہرہ دھونا چاہیے پھر خدا نے منہ کے ساتھ ملا کر فرمایا و ایدیکم الی المرافق کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھولو اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا چاہیے۔ پھر خدا نے کلام میں تھوڑا فاصلہ کر کے فرمایا و امسحو برؤسکم اور مسح کرو سروں کے بعض حصہ کا ہم نے اس بارے سمجھا ہے کہ سر کے بعض حصے کا مسح کرنا

ہے پھر خدا نے فرمایا پاؤں کو اس طرح ملا کر جس طرح منہ کے ساتھ ہاتھوں کو ملایا تھا فرمایا و ارجلکم الی الکعبین اور اپنے پاؤں کا مسح کرو کعبین تک اس سے ہم نے سمجھا کہ اسی طرح پاؤں کے بھی بعض حصہ کا مسح کرنا ہے پھر رسولؐ خدا نے اس کی تفسیر بتائی مگر لوگوں نے اسے ضائع کر دیا پھر خدا فرماتا ہے فَاِنۡ لَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَ اَيۡدِيۡكُمۡ پس اگر تمہیں پانی نہ ملے تو تیمم کر لو پاک مٹی سے پس اپنے منہوں کا مسح کر لو اور اپنے بازوؤں کا اس آیت میں اللہ نے وضاحت فرمائی اور ہاتھ کو ملا کر بیان کیا اور جن اعضاء کے وضو میں دھونے کا حکم دیا گیا ان کے کچھ حصہ کا تیمم میں مسح کرنے کا حکم دیا گیا پھر اس کے ساتھ فرمایا منہ اس حصہ سے ہاتھوں کے بھی کچھ حصہ کا تیمم کرو اس کی یہ وجہ بھی تھی کہ خدا کو معلوم تھا کہ سارے چہرے پر تیمم کی مٹی قائم نہ رہے گی۔

﴿۵۳﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے عرض کیا سر کا مسح کس طرح ہے فرمایا خدا فرماتا ہے فامسحوا برؤسکم پس اپنے سروں کا مسح کرو جو مسح سر کا ہے وہ اسی طرح کا ہے اور اگر فرماتا امسحوا رؤسکم مسح کرو تم اپنے سروں کا تو پھر سارے سر کا مسح ہی ہوتا۔

﴿۵۴﴾ صفوان کہتے ہیں میں نے ابوالحسن رضاؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں فاغسلوا وجوهكم و ايديكم الى المرافق و امسحوا برؤسكم و ارجلكم الى الكعبين پس دھولو اپنے منہوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور مسح کر لو اپنے سروں کے بعض حصے کا اور پاؤں کا کعبین تک بے شک اس کے متعلق ایک شخص ابوالحسنؑ اسی طرح کرتے فرمایا ہاتھ ڈال کر پانی ہاتھ میں لے کر سورۃ مائدہ یعنی مسح سر پر اور دونوں پاؤں پر میں نے عرض کیا خدا فرماتا ہے اغسلوا ایدیکم الی المرافق دھولو اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تو کس طرح دھوئیں فرمایا یہ اس طرح ہے کہ پاؤں اپنے دائیں ہاتھ میں لو پھر بائیں لے کر کہنیوں سے ڈالو پھر مسح ہاتھ سے کرو میں نے آپ سے عرض کیا ایک دفعہ فرمایا یہ دو دفعہ کرنا ہے میں نے عرض کیا اگر شعر ادا ہو جائے فرمایا کہ جب اس کا یہ عمل آخری ہو مگر نہیں ہے۔

﴿۵۵﴾ میسر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا وضو ایک دفعہ ہے اور فرمایا صفت کعب ٹخنے سے پاؤں پر ابھرا ہوا حصہ ہے۔

﴿۵۶﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسولؐ خدا کا وضو نہ بتاؤں ہم نے عرض کیا کیوں نہیں پس انہوں نے اپنے ہاتھ میں پانی لیا اور اسے اپنے چہرے پر ڈالا پھر پانی لیا اور دوبارہ اسے چہرے پر ڈالا پھر پانی لیا اور پھر ہاتھ میں پانی لے کر دائیں کہنی پر ڈالا اور پھر ہاتھ پھیرا پھر بائیں پر ڈالا اس پر ہاتھ پھیرا اور پھر سر کا مسح کیا اور دونوں قدموں کا پھر پاؤں کے ٹخنے سے ابھرے ہوئے حصہ پر مسح کیا پھر فرمایا یہ ہی کف ہے اور ہاتھ سے اشارہ ایڑی کے اٹھے ہوئے حصہ کی طرف کیا اور یہ کعب کے

ساتھ نہیں ہے۔

﴿۵۷﴾ دوسری روایت میں ہے عرقوب ایڑی کی اٹھی ہوئی جگہ فرمایا بے شک یہ وہ قدم کی جانب سے پنڈلی کی ہڈی کا کنارہ ہے اور یہ کعب کے ساتھ نہیں ہے۔

﴿۵۸﴾ علی بن ابوحمزہ کہتے ہیں ابوابراہیمؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الی قولہ الی الکعبین اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھولو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور مسح کرلو اپنے سروں کا اور پاؤں کا ٹخنوں تک فرمایا اللہ نے فرمایا میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہوں وضو کی کیفیت کیا ہے فرمایا دو دو دفعہ میں نے عرض کیا اور مسح فرمایا ایک ایک دفعہ میں نے عرض کیا پانی سے دو دفعہ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان دونوں قدموں کا کیسا فرمایا دھونے کی طرح مسح کرلو یہاں پاؤں دھونے نہیں ہیں بلکہ مسح کرنا ہے۔

﴿۵۹﴾ محمد بن احمد خراسانی نے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور اس نے موزوں پر مسح کا سوال کیا کہ مٹی سے ہی ملتا ہے پھر اپنے سر کو بلند کرتا ہے فرمایا اے حاضرین بے شک اللہ نے عبادت کا حکم طہارت کے ساتھ دیا ہے اور اسے جوارح پر تقسیم کیا ہے اور اس سے چہرے کو بنایا کہ اس میں اس کا حصہ ہے اور دونوں ہاتھوں کو بنایا کہ اس میں ان کا حصہ ہے اور سر کو بنایا اور اس میں اس کا حصہ ہے اور دونوں پاؤں کو بنایا اور اس میں ان کا حصہ ہے پس اگر ان سے کچھ اجزاء ظاہر تھے تو ان کے مسح کا حکم دیا ہے۔

﴿۶۰﴾ غالب بن ہذیل کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و امسحوا بروٴسکم و ارجلکم الی الکعبین اور مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں کا ٹخنوں تک اس میں ارجلکم کی لام پر زیر ہے یا زبر ہے فرمایا اس پر زیر ہے۔

﴿۶۱﴾ عبداللہ بن خلیفہ عریف ابوعریف مکرانی ہمدانی کہتے ہیں ابن الکواء کھڑے ہوئے اور علیؑ سے سوال کیا موزوں کے مسح کے بارے میں تو فرمایا کہ تم کتاب کے نازل ہونے کے بعد سوال کرتے ہو اللہ فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم فامسحو بروسکم و ارجلکم الی الکعبین اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے منہوں کو دھولو اور ہاتھوں کی کہنیوں سمیت پس مسح کرلو اپنے سروں کا اور پاؤں کا ٹخنوں تک پھر دوبارہ کھڑا ہوا اور سوال کیا تو اس سے فرمایا اس طرح تین دفعہ ہے اس کے ہر عضو کا پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

﴿۶۲﴾ حسن بن زید کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ نے فرمایا بے شک علیؑ کے خلاف اصحاب ہوئے موزوں کے مسح کے بارے میں عہد عمر بن خطاب میں کہتے تھے کہ ہم نے نبیؐ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تو علیؑ نے فرمایا مائدہ کے نزول سے پہلے یا اس کے بعد تو انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں فرمایا اور لیکن میں جانتا ہوں کہ بے شک نبیؐ نے مسح موزوں کو ترک کیا ہے یہاں تک کہ مائدہ نازل ہوا اور ابھی

مسح ہی ظاہر ہے اور موزوں پر مسح ہی ہے اور اس آیت کی تلاوت کی یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق و امسحوا برئوسکم و ارجلکم الی الکعبین اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرلو تو اپنے چہروں کو دھولو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت پس مسح کرلو اپنے سروں کا اور پاؤں کا کعبین تک۔

تیمم کا حکم

﴿۶۳﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے سوال کیا ابوجعفر باقرؑ سے تیمم کے بارے میں تو فرمایا عمار بن یاسر ایک دفعہ رسولؐ خدا کے ساتھ کسی سفر میں تھے تو انہیں اطلاع ملی تو عمار سے کہا کہ تم جب ہوئے اور پانی نہ ملا تو تم نے کیا کیا اے عمار اس نے کہا میں مٹی پر لیٹتا رہا تو فرمایا اس طرح تو گدھے لیٹتے ہیں بے شک اللہ فرماتا ہے فامسحوا وجوھکم و ایدیکم منه پس تم مسح کرلو اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا اس سے پھر دونوں ہاتھ آپ نے زمین پر مارے پھر جھاڑے اور ان دونوں سے اپنی پیشانی اور دونوں ابرووں کا مسح کیا اور اپنے دونوں پشت دست پر مسح کیا اور اگر غسل جنابت کے بدلے تیمم کرتا ہے تو ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے پھر دونوں کو جھاڑے اور ان دونوں سے اپنی پیشانی اور دونوں ابرووں پر مسح کرے اس کے بعد پھر زمین پر دوبارہ ہاتھ مارے اور اس سے اپنی دونوں پشت کف دست پر مسح کرے پہلے داہنی پشت کف دست پر پھر بائیں پشت کف دست پر۔

﴿۶۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اللہ نے فرض کیا چہرے اور ہاتھوں کا دھونا وضو میں اور سر اور قدموں کا مسح فرض کیا ہے سفر بیماری اور ضرورت کے وقت اللہ نے وضو کے بدلے میں تیمم فرض کیا ہے اور جن اعضاء کا دھونا فرض تھا ان کا مسح فرض کیا اور مسح والے ساکت کردیئے۔ خدا فرماتا ہے وَ اِنْ کُنْتُمْ مَرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَ اَیْدِیْکُمْ مِّنْهُ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کر کے آئے یا عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور تم کو پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو اور مسح کرلو اپنے چہروں کا اور اپنے دونوں ہاتھوں کا اس سے۔

دین میں تنگی نہیں

﴿۶۵﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ اللہ نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی نہیں بنائی فرمایا کہ تم تنگی قائم نہ کرو۔

﴿۶۶﴾ عبدالاعلیٰ مولیٰ آل سام کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ میں پھسل کر گر پڑا جس سے میرا ناخن ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے میں نے انگلی پر پٹی باندھ دی اب وضو کس طرح کروں اور نماز ادا کروں تو فرمایا کہ اس طرح کے مسئلے اللہ کی کتاب سے

معلوم ہوسکتے ہیں۔خدا فرماتا ہے ما جعل اللہ علیکم فی الدین من حرج اس نے دین میں کوئی تنگی نہیں بتائی پس اس پٹی پر تر ہاتھ پھیر دو۔

ارض مقدس میں داخل ہونے کا حکم

﴿۶۷﴾ ابو بصیر کہتے ہیں دونوں میں سے باقرؑ یا جعفر صادقؑ میں سے ایک امام نے فرمایا مہدی کا سریہ ہے ہدایت کرتا ہے موسیٰ ابن عیسیٰ کی طرف طبق کو میں نے عرض کیا بے شک وہ وفات پا جائے گا یہ اور یہ فرمایا کہ خدا فرماتا ہے اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ارض مقدس میں داخل ہونا اللہ نے تم پر فرض کیا ہے پس وہ داخل نہ ہوئے اور داخل ہوئے ان کے بیٹے یا فرمایا ان کے بیٹوں کے بیٹے اس میں داخل ہوئے تھے میں نے عرض کیا اگر چہ اس طرح مہدی کے زمانے میں اور ابن عیسیٰ میں دیکھا ہے کیا اس کی مثال ہے فرمایا ہماری اولاد سے ہوگا میں نے عرض کیا وہ نہیں ہوگا کراہت کرنے والا جیسا کہ ان سے ہوا ان کی اولاد سے ہوگا فرمایا ہاں لیکن اس کی مثل اس میں نہیں ہے۔

قوم موسیٰؑ کا ذکر

﴿۶۸﴾ حریز کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ پہلے لوگوں کے طریقہ پر چلو گے اور ان کے طریقہ میں ذرا بھر فرق نہ ہوگا جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے اور تیر کا پھل دوسرے پھل کے برابر ہوتا ہے تم بنی اسرائیل کے طریقوں پر چلو گے پھر ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ یا قوم ادخلوا الارض المقدسه التی کتب اللہ لکم اے میری قوم تم ارض مقدس میں داخل ہو کہ اس کو اللہ نے تم پر فرض کیا ہے مگر انہوں نے اس سے انکار کیا اور ان کی تعداد ستر ہزار تھی۔خدا فرماتا ہے فَقَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ انہوں نے کہا اے موسیٰؑ وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں اور جب تک وہ وہاں سے چلے نہ جائیں ہم اس وقت تک وہاں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا دو افراد جو خدا کا خوف رکھتے تھے جن پر اللہ نے فضل و کرم کیا تھا اس وقت صرف دو افراد ایمان والے تھے یوشع بن نون اور دوسرے کالب بن یافنا فرمایا کہ وہ موسیٰؑ کے چچا زاد بھائی تھے انہوں نے کہا اُدْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ان جباروں کے مقابلے میں دروازے سے داخل ہو جاؤ اور جب تم اندر پہنچ جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم سچے مومن ہو تو خدا پر توکل کیے رہو۔قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ انہوں نے کہا اے موسیٰؑ جب تک وہ جبار افراد وہاں موجود ہیں اس وقت تک ہم ہرگز وہاں داخل نہ ہوں گے بس تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور لڑو ہم یہاں بیٹھے

ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ انکار کرنے والے چالیس ہزار تھے اور ہارون اور ان کے بیٹے اور یوشع بن نون اور کالب بن یافنا (یوفنا) کے علاوہ دوسروں کو اللہ نے فاسقین کے نام سے پکارا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ان فاسقوں کی حالت پر ہرگز ترس نہ کھاؤ اور وہ اس وجہ سے چالیس سال تک سرگرداں رہے اسی طرح ایک جوتے اور دوسرے جوتے کی طرح ہوں جب رسولؐ خدا کی وفات ہوئی (اس طرح یہ چالیس سال گزرے جیسے کہ نبیؐ نے بیان کیا خلافت امیر المومنینؑ تک اور انکار منافقین جو یہ لوگ اپنے دل میں رکھتے تھے یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد ظاہر ہوگیا) تو اللہ کا امر ان پر مکمل ہوا مگر علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و سلمانؓ و مقدادؓ و ابوذرؓ اللہ کے عہد و امر پر قائم رہے اور چالیس سال تک یہ امت سرگرداں رہی یہاں تک کہ علیؑ نے اپنی ظاہری خلافت کے زمانہ میں ان مخالفین سے جنگ کی۔

﴿۶۹﴾ زرارہ و حمران و محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ اور ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے یاقوم ادخلوا الارض المقدسه التي كتب الله لكم اے قوم اس ارض مقدس میں داخل ہونا اللہ نے تم پر فرض کیا ہے فرمایا اللہ نے ان پر فرض کیا تھا مگر پھر اسے مٹا دیا۔

ارض مقدس میں کون داخل ہوئے

﴿۷۰﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم اس ارض مقدس میں داخل ہو مگر انہوں نے داخل ہونے سے انکار کیا تھا جس کی وجہ سے وہ زمین ان پر اور ان کے بیٹوں پر حرام کردی پھر ان کی اولاد کی اولاد پوتے اس میں داخل ہوئے تھے۔

﴿۷۱﴾ اسماعیل جعفی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ صلاح و فلاح میں رکھے خدا فرماتا ہے ادخلوا الارض المقدسه التي كتب الله لكم کہ تم ارض مقدس میں داخل ہو اللہ نے ان پر فرض کیا تھا کیا یہ ان کے لیے لکھ دی گئی تھی فرمایا ہاں خدا کی قسم بے شک ان پر لکھ دی گئی تھی پھر اس کو تبدیل کردیا گیا کہ وہ اس میں داخل نہ ہوں گے اور اللہ نے اس فیصلے کو تبدیل کردیا اس میں وہ آزاد ہے یہی وجہ ہے کہ جب نماز شروع ہوئی تھی تو دو رکعت تھی مگر اللہ نے مقیم کے لیے بعد میں دو رکعت کا اضافہ کیا اور مسافر کے لیے دو ہی رکھیں اس طرح چار رکعات کردیں۔

﴿۷۲﴾ مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے میں سوال کیا ادخلوا لارض المقدسة التي كتب الله لكم ان پر ارض مقدس میں داخل ہونا لکھ دیا گیا تھا اللہ کی طرف سے فرمایا اللہ نے ان کے لیے لکھ دی تھی پھر محو کردی پھر ان کی اولاد کے لیے لکھ دیا پس وہ اس میں داخل ہوگئے وَ اللّٰهُ يَمْحُو مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ (رعد:۳۹) اور اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثبت کرتا ہے وہ ام الکتاب میں لکھا ہے۔

ارض مقدس کون سی زمین ھے

﴿۷۳﴾ علی بن اسباط کہتے ہیں میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا کہ اہل مصر تو یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کا ملک بہت ہی مقدس ہے فرمایا بھلا یہ کس طرح میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہوں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کی وادی کے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں داخل ہوں گے فرمایا میری جان کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہے اور اللہ بنی اسرائیل پر ناراض ہوا تب تو ان کو مصر میں داخل کیا اور جب ان سے رضامند ہو گیا تو ان کو مصر سے نکال کر اور ملک میں لے گیا تو اس وقت اللہ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اس ملک سے یوسفؑ کی ہڈیاں بھی نکال کر لے جاؤ تو اس وقت موسیٰؑ نے اس شخص کو ڈھونڈنا شروع کیا جو ان کی قبر کی جگہ پہچانتا ہو تو ان کو ایک اندھی اپاہج بڑھیا بتائی گئی کہ یہ قبر سے واقف ہے موسیٰؑ نے اس سے درخواست کی کہ وہ قبر مجھے بتلا دے تو اس نے انکار کیا کہ جب تک دو باتیں میرے لیے قبول نہ کرو گے نہیں بتلاؤں گی ایک تو اللہ سے دعا کرو کہ میری بیماری کھو دے اور دوسرے مجھے جنت میں اسی درجے میں پہنچا دے جس میں آپ خود ہوں گے۔ پس حضرت موسیٰؑ نے اس سوال کو عظیم سمجھا خدا کی طرف سے وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ تم کیوں تردد کرتے ہو جو کچھ بھی یہ مانگتی ہے دے دو چنانچہ موسیٰؑ نے دعا کر دی اور اس عورت نے یہ وعدہ کیا کہ جس وقت چاند نکلے گا اس وقت بتلاؤں گی چنانچہ اللہ نے چاند کے نکلنے کو اس وقت تک موقوف رکھا جس وقت تک کہ موسیٰؑ اپنے وعدہ کی جگہ نہ پہنچ گیا اس وقت اس نے بتلایا پس بڑھیا نے ان (استخوان ہائے یوسفؑ) کو رود نیل سے ایک چینی کے صندوق میں نکالا اور حضرت موسیٰؑ اسے اٹھا کر لے گئے یہ ذکر فرما کر فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مصر کے برتن میں کھانا نہ کھاؤ اور اس کی مٹی سے اپنے سر نہ دھوؤ کہ اس سے ذلت پہنچے گی اور عزت جاتی رہے گی اور ذلت ورثے میں مل جائے گی۔

قوم موسیٰؑ کی بزدلی

﴿۷۴﴾ حسین بن ابو علا کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے اہل مصر کا ذکر کیا اور قوم موسیٰؑ کا ذکر کیا اور ان کی امت کے اس قول کو فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ پس تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو اور ہم تو یہیں بیٹھے ہیں تو فرمایا اللہ نے ان پر زمین مقدس کو چالیس سال تک کے لیے حرام کر دیا اور ان کو خوب سرگرداں پھرایا چنانچہ جب عشاء کا وقت ہوتا اور وہ کوچ بولتے تو ان کے قافلہ سالار یہ آوازیں نکالتے اَلرَّحِیْل الرحیل اَلْوَحا الوحا اور وہ برابر چلے جاتے یہاں تک کہ شام ہو جاتی یہاں تک کہ وہ کوچ کرتے اور زمین ان کو سیدھی راہ پر لے چلتی تو خدا زمین سے خطاب کرتا کہ تو ان کو چکر دے دے پس وہ برابر چلتے رہے یہاں تک کہ جب سحر کا وقت ہوتا اور صبح قریب آتی تو کہنے لگتے کہ یہ پانی ہے جس کے پاس تم پہنچ گئے ہو پس تم اتر پڑو پس جب صبح ہو جاتی تو وہ اپنی اسی تیہ (وادی) اور منزلوں میں موجود ہوتے جن میں وہ ایک روز قبل تھے اس کے بعد وہ ایک دوسرے سے کہتے کہ تم راستہ بھول

گئے اور سخت غلطی کی غرض جب تک خدا کا حکم نہ ہوا ایسے ہی ہیر پھیر میں پڑے رہے پھر ارض مقدس میں پہنچے جس کو خدا ان کے لیے مقرر کر چکا تھا۔

﴿۷۵﴾ داؤد رقی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے کہا کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ زمینوں میں سب سے اچھی زمین شام کی ہے اور لوگوں میں سب سے بدتر لوگ یہاں کے ہیں دوسرے ملکوں سے بدتر ملک مصر ہے کہ وہ ان لوگوں کا جن سے خدا ناراض ہوا قید خانہ ہے اور بنی اسرائیل کا اس میں پہنچنا اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے خدا کی سخت نافرمانی کی تھی اس لیے جب ان کو وہاں سے رہائی دی تو اللہ نے فرمایا **ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللہ لکم** داخل ہو جاؤ ارض مقدس میں جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اس میں ارض مقدس سے شام کا ملک مراد تھا پس انہوں نے اس میں جانے سے انکار کیا تو چالیس سال کے بعد شام میں پہنچے اور ان کا مصر سے نکلنا اور شام میں پہنچنا تو بہ قبول ہونے کے بعد اور اللہ کی رضامندی حاصل ہونے کے بعد ہوا یہ بھی فرمایا کہ میں اس چیز کا کھانا مکروہ جانتا ہوں جو مصر کی مٹی کے برتن میں پکا ہو اور میں مصری مٹی سے سر دھونا بھی پسند نہیں کرتا اس خوف سے کہ اس کی مٹی ذلت پہنچاتی ہے اور عزت کھو دیتی ہے۔

﴿۷۶﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں **ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللہ لکم** ارض مقدس میں داخل ہونا ان کے لیے لکھ دیا گیا تھا فرمایا کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ نافرمانی کریں گے اور چالیس سال تک وہ وادی تیہ میں سرگرداں رہیں گے پھر اس محرومی کے بعد وہ اس سرزمین میں داخل ہوں گے۔

فرزندان آدمؑ کی قربانی اور پہلا قتل

﴿۷۷﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں حبیب بجستانی نے کہا کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا آدمؑ کے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ قربانی پیش کریں کہ کس کی قبول ہوتی ہے اور کس کی قبول نہیں ہوتی اور ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی اس وقت اس پر سخت حسد چھا گیا اور اس نے کہا کہ میں تجھے مار ڈالوں گا اور باقی نہ رہنے دوں گا پس جب وہ تنہا ہوا تو اسے ایک پتھر سے مار ڈالا پھر اس کے چھپانے کی فکر کی اللہ نے دو کوے بھیجے اور اس طرح قبر کھودنا سیکھا اور بھائی کو دفن کیا اسی کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے جو پہلا قتل کیا گیا جب آدمؑ کو ہابیل کے قتل کا علم ہوا تو ان پر سخت غم طاری ہوا اور یہ غم مزید زیادہ ہوتا گیا تو انہوں نے اس کی شکایت اللہ سے کی تو اللہ نے ان کو وحی کی کہ تمہیں ہابیل کے بدلے ایک فرزند دیں گے پس اللہ نے حواؑ کے ہاں ایک فرزند پیدا کیا جو پاک اور مبارک تھا اور اس کا ساتویں دن نام آدمؑ نے شیثؑ رکھا تو اللہ نے وحی کی کہ اے آدمؑ اس کا نام ہبۃ اللہ رکھو کیونکہ یہ ایک بخشش ہے تو انہوں نے اس کا نام ہبۃ اللہ رکھا اس کے بعد اللہ نے فرمایا اور آدمؑ کو وحی کی کہ میں تم کو دنیا سے اپنے جوار رحمت میں بلانے والا ہوں لہٰذا اپنے بہترین فرزند کو جو تمہیں ہبۃ اللہ دیا گیا ہے وصیت کرو اور اپنا وصی قرار دو جو اسماء میں نے تم کو تعلیم کیے ہیں اور اسم اعظم ان کے سپرد کرو کیونکہ میں پسند

نہیں کرتا کہ زمین اس عالم سے خالی رہے جس کو میری طرف سے علم عطا ہوا اور میرے حکم کے مطابق حکم کرتا ہو میں چاہتا ہوں کہ اس کو اپنی مخلوق پر حجت قرار دوں تو آدمؑ نے اپنی تمام اولاد عورت وامرد وغیرہ کو جمع کیا اور کہا اے میرے بیٹو میں جانے والا ہوں اور اللہ نے مجھے وحی کی ہے کہ میں اپنے فرزند ہبۃ اللہ کو وصیت کروں بے شک خدا نے اس کو پسند کیا ہے اور میرے بعد تمہارے لیے اختیار فرمایا ہے لہٰذا اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو کہ وہ تم لوگوں پر میرا وصی اور خلیفہ ہے سب نے کہا ہم نے سنا اور اس کی اطاعت کریں گے اور مخالفت نہیں کریں گے پھر آدمؑ کے حکم سے ایک تابوت بنایا گیا آدمؑ نے اپنا علم اور اسماء اور وصیت اس میں محفوظ کیا اور ہبۃ اللہ کے حوالے کیا اور کہا دیکھو جب میں مرجاؤں تو مجھ کو غسل وکفن دینا اور نماز پڑھ کر دفن کرنا اور جب تمہاری وفات کا وقت آئے اور تم کو آثار معلوم ہوں تو اپنے فرزندوں میں جو سب سے زیادہ نیک اور سب سے افضل اور سب سے زیادتم سے مصاحبت رکھتا ہو اس کو وصیت کرنا اور زمین کو بغیر کسی عالم کے جو ہم اہل بیت میں سے ہو خالی نہ چھوڑنا۔ اے فرزند خدا نے مجھ کو زمین پر بھیجا اس میں اپنا خلیفہ قرار دیا اور خلق پر اپنی حجت بنایا اور میں تم کو اپنے بعد زمین میں اپنی حجت قرار دیتا ہوں اور تم بھی جب تک کسی کو خدا کی مخلوق پر اس کی حجت اور اپنے بعد وصی قرار نہ دے لو دنیا سے رخصت نہ ہونا اور اس وصی کو تابوت اور جو کچھ اس میں ہے سب سپرد کر دینا جس طرح میں نے تم کو سپرد کیا ہے اور اس کو آگاہ کرنا کہ میرے فرزندوں میں ایک پیغمبر جلد آنے والا ہے جس کا نام نوحؑ ہوگا اس کی قوم طوفان میں غرق ہوگی اور اپنے وصی کو وصیت کرنا کہ تابوت اور جو کچھ اس میں ہے یہ سب کی حفاظت کرے اور تاکید کرنا کہ جب اس کی وفات کا وقت آئے تو اپنے بہترین فرزند کو اپنا وصی قرار دے اور ہر وصی اپنی وصیت کو تابوت میں رکھتا جائے اور ہر ایک اپنے بعد دوسرے کو ان امور کی وصیت کرتا رہے اور ان میں سے جو شخص نوحؑ سے ملاقات کرے اس کو چاہیے کہ ان کے ساتھ کشتی پر سوار ہو اور نوحؑ کو چاہیے کہ تابوت کو مع تمام اشیاء کے کشتی میں لے جائیں جو اس میں ہو اور کوئی شخص ان سے پیچھے نہ رہ جائے اے ہبۃ اللہ اور میرے تمام فرزندو قابیل ملعون سے پرہیز کرنا اس سے بچے رہنا تم نے نہیں دیکھا کہ اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا ان سے الگ رہو اور اس کی اولاد سے الگ رہو اور ان سے نکاح مت کرو اور نہ ہی ان سے میل ملاپ رکھو اور نہ ہی تم ان سے ملو اے ہبۃ اللہ اور تیرا بھائی اور تیرا بھائی پہاڑ پر ہے اور یہ ذلیل اور اس کی اولاد یہ قابیل ملعون ہے اور اس کی اولاد پہاڑ کے نیچے ہے۔ غرض جب آدمؑ کی موت کا وقت قریب آیا اور وہ دن آیا اور ملک الموت نازل ہوئے تو آدمؑ نے کہا کہ اے ملک الموت میں گواہی دیتا ہوں اپنے رب کی اور ثناء کرتا ہوں اس کی جس نے ہمارے لیے ہر چیز بنائی روح کے قبض ہونے سے پہلے آدمؑ نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور زمین میں اس کا خلیفہ ہوں اس نے احسان کیا میرے ساتھ ابتدا کی اور اپنے ملائکہ کو حکم دیا کہ مجھے سجدہ کریں اور مجھے تمام اسماء کی تعلیم دی پھر مجھے اپنی بہشت میں ساکن کیا اور بہشت کو میرا دار قرار دیا اور وطن بنایا تھا حالانکہ مجھے اس لیے خلق کیا تھا کہ میں زمین میں ساکن رہوں کیونکہ اس کی یہی مشیت تھی اس نے اپنی تقدیر وتدبیر کے ساتھ یہی ارادہ کیا تھا اس نے سب سے پہلے مجھے خلق

کیا اور قدر و قضا اور امر کو نافذ کیا پھر منع کیا شجرہ سے کھانے سے اور میں نے اس سے کھالیا اور یہ جرم مجھ سے ہوا تھا پس اس نے اپنی حمد سے تمام نعمتیں دیں حمد سے ہی وہ راضی ہوتا ہے پس ملک الموت نے ان کی روح قبض کی تو ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ اس وقت جبرائیل نازل ہوئے تو وہ کفن وحنوط وتخت آدمؑ کے لیے بہشت سے ساتھ لائے اور جبرائیل کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ بھی نازل ہوئے تا کہ وہ آدمؑ کے جنازے میں شریک ہوں پس ان کو غسل دیا ہبۃ اللہ اور جبرائیل نے اور ان کو کفن دیا اور حنوط کیا پھر فرمایا اے ہبۃ اللہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ اپنے باپ کی اور ان پر پچیس تکبیریں پڑھو پس وہ آدمؑ کے سامنے کھڑے ہوئے ہبۃ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور جبرائیل دائیں طرف اور دیگر ملائکہ دوسری طرف ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان پر پچیس تکبیریں کہیں پھر ملائکہ نے ان کی قبر کھودی پھر تخت اٹھا کر لائے اور پھر قبر میں دفن کیا پھر جبرائیل نے فرمایا اے ہبۃ اللہ اسی طرح کا عمل انجام دینا جب بھی تم میں سے کسی کو موت آ جائے تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں تم اہل بیت پر۔ پھر ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا اس کے بعد ہبۃ اللہ نے اطاعت الٰہی کے ساتھ تمام اولاد آدمؑ میں قیام کیا اور انہیں اطاعت الٰہی کا حکم دیا اور باپ کی بری اولاد سے اعتراز کرنے کا حکم دیا جو قابیل ملعون کی تھی پھر جب ہبۃ اللہ کی وفات کا وقت آ گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے قینان کو وصیت کی اور تابوت ان کے حوالے کیا اور جو کچھ اس میں آدمؑ کا تھا اور وصیت آدمؑ اور ان سے کہا کہ اگر تم نوحؑ کی نبوت کا زمانہ پالو تو ان کا اتباع کرنا اور تابوت کو ان کے ساتھ کشتی میں رکھنا اور اس سے پیچھے نہ رہنا ان کی نبوت کے دور میں طوفان آئے گا اور لوگ غرق ہو جائیں گے اور جو بھی اس کشتی میں سوار ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو بھی اس سے الگ ہو جائے گا وہ غرق ہو جائے گا۔ جب انہوں نے اپنے بیٹے قینان کو وصیت کی اور تابوت ان کے سپرد کیا قینان اپنے بھائیوں اور اولاد آدمؑ کے ساتھ اطاعت خدا زیادہ کرتے رہے جب ان کی وفات کا زمانہ آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے مہلائیل کے حوالے تابوت کیا اور انہیں وصیت کی اور وصی بنایا تو مہلائیل قینان کی وصیت پر قائم رہے اور اس پر عمل کرتے رہے جب مہلائیل کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے یرد کو وصی کیا اور تابوت ان کے حوالے کیا اور جو کچھ اس میں تھا وہ بھی حوالے کیا اور ان کے سامنے نوحؑ کی نبوت کا ذکر کیا پھر جب یرد کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے اخنوخؑ کو وصی بنایا اور ان کو ادریسؑ کہتے ہیں اور تابوت اور دیگر چیزیں ان کے حوالے کیں پھر اخنوخؑ اس وصیت پر قائم رہے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کو اللہ نے وحی کی اور ان کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کی روح آسمان پر قبض کی گئی اور انہوں نے اپنے بیٹے حزقاسیل کو وصیت بنایا اور وہ اخنوخؑ کی وصیت پر قائم رہے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے نوحؑ کو وصی بنایا اور تابوت ان کے سپرد کیا اور دیگر چیزیں سپرد کیں وہ اس پر قائم رہے تو تابوت نوحؑ کے دور میں غرق نہیں ہوا بلکہ اس کو اس نے کشتی میں اپنے ساتھ اٹھالیا جب نوحؑ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سام کو وصی بنایا تابوت اور دیگر چیزیں ان کے سپرد کر دیں یہ حدیث ابو جعفرؑ جو حبیب بجستانی نے بیان کی یہاں سے منقطع ہوگئی۔

انبیاءؑ کی وصیت منتقل ہوتی رہی

﴿۷۸﴾ ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ اللہ نے آدمؑ کو درخت ممنوعہ کے پاس نہ جانے کا حکم دیا لیکن وہ چلے گئے اور انہیں زمین پر اتار دیا گیا تو ہابیل اور ان کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے اور قابیل اور ان کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے پھر آدمؑ نے ہابیل اور قابیل کو قربانی پیش کرنے کا حکم دیا ہابیل مویشیوں کے مالک تھے اور قابیل زراعت کرتا تھا ہابیل نے ایک نہایت اچھی گوسفند کی قربانی کی اور قابیل نے جو کہ اپنی زراعت سے بےکار اور معمولی بالیاں جو گندی تھیں قربانی کے لیے پیش کیں اور ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی اور خدا فرماتا ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ اور سنا ان کو حال واقعی آدمؑ کے دو بیٹوں کا جب دونوں نے قربانی پیش کی اور قبول ہوئی ایک کی اور نہ قبول ہوئی دوسرے کی اس زمانے میں جب قربانی قبول ہوتی تھی تو ایک آگ پیدا ہو کر اس کو جلا دیتی تھی پس قابیل نے ایک آتش کدہ بنایا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے آگ کے لیے گھر بنایا اور کہا میں اس آگ کی پرستش کروں گا تاکہ میری قربانی قبول کرے پھر شیطان نے قابیل سے کہا ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور تیری قبول نہیں ہوئی اگر تو اسے زندہ چھوڑے گا تو اس کے فرزند پیدا ہوں گے جو تیرے فرزندوں پر اس بارے میں فخر کریں گے ابن آدم میں قتل کی بنیاد شیطان نے ہی ڈالی اس طرح قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا پھر آدمؑ کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا ہابیل کہاں ہے تو اس نے کہا مجھے نہیں معلوم آپ نے اس کی حفاظت کے لیے مقرر نہیں کیا حضرت آدمؑ نے جا کر دیکھا تو اسے مقتول پایا تو فرمایا اے زمین تجھ پر لعنت ہو کس لیے تو نے ہابیل کے خون کو چوس لیا ہے پھر چالیس رات دن روتے رہے اور خدا سے دعا کرتے رہے کہ اللہ ان کو ایک بیٹا عطا کرے تو ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ہبۃ اللہ رکھا کیونکہ اللہ نے انہیں دعا کے بدلے میں دیا تھا اور ان کے ساتھ ایک بیٹی پیدا ہوئی اور آدمؑ اس کو بہت چاہتے تھے اور جب آدمؑ کی نبوت تمام ہوئی اور ایام ختم ہوئے تو خدا نے وحی کی کہ اے آدمؑ تمہاری نبوت ختم ہوئی اور تمہاری زندگی کے ایام پورے ہوگئے ہیں تو وہ اسرار جو ایمان اسم اعظم میراث علم اور آثار پیغمبری کے تمہارے پاس ہیں اپنے بیٹوں سے ہبۃ اللہ کے حوالے کر دو میں ان تبرکات وعلوم کو تمہارے بعد تمہاری ذریت سے قیامت تک ہرگز منقطع نہ کروں گا اور کبھی بھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہ چھوڑوں گا اور اس میں ایک عالم ہمیشہ باقی رکھوں گا جس کے ذریعے سے لوگ میرا دین اور طریق اطاعت وعبادت کو پہچانیں گے جس سے ہر اس شخص کی نجات ہوگی جو تمہاری اور نوحؑ کی اولاد سے ہوگا اس وقت آدمؑ اور نوحؑ کو یاد کیا اور کہا اللہ ایک نبی بھیجے گا جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا اور لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اس کی قوم کو طوفان کے ذریعے سے ہلاک کرے گا۔ آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دس پشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب انبیاء تھے۔ آدمؑ نے ہبۃ اللہ سے نوحؑ کے بارے میں وصیت کی کہ تم میں سے جو ان سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے تاکہ طوفان سے نجات پائے جب آدمؑ مرض الموت میں مبتلا ہوئے

تو ہبتہ اللہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ جبرائیلؑ یا دوسرے ملائکہ کو دیکھو تو میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ میرے والد نے تم سے بہشت کے میووں میں سے ایک ہدیہ طلب کیا ہے۔ ہبتہ اللہ نے جبرائیل سے ملاقات کی اور اپنے باپ کا پیغام دیا جبرائیلؑ نے کہا اے ہبتہ اللہ تمہارے باپ نے عالم قدس کی طرف رحلت فرمائی اور میں ان پر نماز پڑھنے کے لیے نازل ہوا ہوں ہبتہ اللہ واپس آئے تو دیکھا کہ آدمؑ رحلت فرما چکے ہیں پھر جبرائیلؑ نے ہبتہ اللہ کو غسل میت کی تعلیم دی ہبتہ اللہ نے آدمؑ کو غسل دیا جب نماز کا موقع آیا تو ہبتہ اللہ نے کہا اے جبرائیلؑ سامنے آدمؑ پر نماز پڑھو جبرائیل نے عرض کیا اے ہبتہ اللہ چونکہ خدا نے ہم کو حکم دیا کہ تمہارے باپ کو بہشت میں سجدہ کریں لہٰذا ہم کو لازم نہیں کہ ان کے کسی فرزند کی امامت کریں پھر ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور تیس تکبیریں کہیں پھر خدا نے جبرائیل کو حکم دیا کہ پچیس تکبیر فرزندانِ آدم کے لیے کم کر دو لہٰذا پانچ تکبیریں سنت ہیں اور رسولؐ خدا نے اہل بدر پر سات اور نو تکبیریں بھی کہی ہیں پھر جب ہبتہ اللہ نے آدمؑ کو دفن کیا تو قابیل ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ہبتہ اللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ آدمؑ نے تم کو اس علم سے مخصوص کیا ہے جس سے مجھ کو محروم کر دیا تھا اور وہ وہی علم ہے اس کے ذریعہ تمہارے بھائی ہابیل نے دعا کی تھی تو اس کی قربانی قبول ہوگئی اور میں نے اسی لیے اس کو مار ڈالا کہ اس کی اولاد نہ پیدا ہو جو میرے فرزندوں پر فخر کرے اور کہے کہ ہم اس کے فرزند ہیں جس کی قربانی قبول ہوئی اور تم اس کے فرزند ہو جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی اور اگر تم مجھ پر وہ علم ظاہر کرو گے جس سے تمہارے باپ نے تم کو مخصوص کیا ہے تو میں تم کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی ہابیل کو مار ڈالا تھا۔ پس ہبتہ اللہ اور ان کے فرزند جو کچھ ان کے پاس علم اور ایمان اور اسم اعظم اور میراث اور آثار علم تھا پوشیدہ رکھتے تھے یہاں تک کہ نوحؑ مبعوث ہوئے اور وصیت ہبتہ اللہ ظاہر ہوئی تو اس زمانے کے لوگوں نے جب آدمؑ کی وصیت پر نظر کی اور معلوم ہوا کہ ان کے باپ آدمؑ نے نوحؑ کے بارے میں خوش خبری دی ہے تو ان پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق واطاعت کی آدمؑ نے ہبتہ اللہ کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اس وصیت کو ہر سال کے شروع میں سب دیکھا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں وہ دن ان کے لیے عہد کا ہوگا لہٰذا وہ لوگ اس وصیت کو دیکھا کرتے اور عہد کیا کرتے تھے یہ بھی سنت ہر نبی کی وصیت میں حضرت محمدؐ کے مبعوث ہونے تک جاری رہی۔

﴿۷۹﴾ ہشام بن حکم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جب اللہ نے آدمؑ کو یہ حکم دیا کہ وہ ہبتہ اللہ کو وصیت کر دے تو اس کے ساتھ ہی ان کو یہ حکم بھی دیا تھا کہ ان وصایا کو چھپالیں پس سنت یہی جاری ہوگئی کہ ہر وصی اپنے پہلے کے اسرار کو چھپاتے رہے۔

﴿۸۰﴾ جابر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک قابیل ابن آدم سورج میں اپنے بالوں کے بل لٹکا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی پھرتا رہتا ہے اور جب قیامت ہوگی تو خدا اس کو جہنم میں پھینک دے گا۔

﴿۸۱﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ کے سامنے ابن آدم قابیل کے بھائی ہابیل کا ذکر ہوا تو میں نے عرض کیا وہ اہل جہنم سے ہوا ہے تو فرمایا سبحان اللہ اللہ سب سے بڑا عادل ہے دنیا کے عذاب میں بھی مبتلا ہے اور آخرت کے عذاب میں بھی مبتلا ہوگا۔

﴿۸۲﴾ عیسیٰ بن عبداللہ علوی کہتے ہیں کہ میرے باپ نے اپنے آباء سے نقل کیا کہ علیؑ نے فرمایا بے شک ابن آدم وہ ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اور ہابیل وہ بیٹا ہے جو جنت میں پیدا ہوا تھا۔[1]

[1] یہ قول بعض عامہ کے موافق ہے کہ ولادت ہابیل اور اس کی بہن کی جنت میں ہوئی اور ظاہر بعض اخبار سے یہی ہوتا ہے کہ ان کی ولادت نہیں ہوئی مگر دنیا میں یہ بات درست بھی ہے کہ آدمؑ دنیا میں تھے اس لیے ولادت بھی دنیا میں ہوئی جیسا کہ سورۃ بقرہ کے ابتدائی حصہ میں قصہ آدمؑ میں بیان ہوا ہے۔

آدمؑ کے لڑکوں کی شادی کس سے ہوئی

﴿۸۳﴾ سلیمان بھی خالد کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان لوگوں کا یہ گمان ہے کہ آدمؑ نے اپنے لڑکوں سے تزویج کیا تو ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ ہاں لوگ ایسا ہی کہتے ہیں لیکن اے سلیمان شاید تو نہیں جانتا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ آدمؑ نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے سے کیا ہوتا تو بے شک میں زینب کا نکاح قاسم سے کر دیتا اور آدمؑ کے دین کو ترک نہ کرتا سلیمان نے کہا میں آپ پر فدا ہوں وہ لوگ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اسی وجہ سے مار ڈالا تھا کہ اس کو غیرت آئی کہ اس کی بہن ہابیل کو دی جائے فرمایا اے سلیمان تو بھی ایسے امر قبیح کو آدمؑ پیغمبر کے لیے بیان کرتا ہے اور شرم نہیں کرتا عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہوں کس سبب سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا فرمایا اس لیے کہ آدمؑ نے ہابیل کو اپنا وصی قرار دیا تھا بے شک خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ وصیت اور خدا کے اسم اعظم کو ہابیل کے سپرد کریں قابیل ان سے بہت بڑا تھا جب اس نے یہ سنا تو غصہ میں آ گیا اور کہا کہ میں کرامت و وصیت کا زیادہ حق دار ہوں آدمؑ نے اللہ کی وحی کے مطابق ان دونوں کو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا خدا نے ہابیل کی قربانی قبول کر لی اور قابیل کی قبول نہ کی اس لیے اس نے ہابیل پر حسد کیا اور اس کو مار ڈالا سلیمان نے کہا میں آپ پر نثار ہوں آدمؑ کی نسل کس طرح چلی کیا کوئی عورت حوا کے علاوہ تھی اور کوئی مرد آدمؑ کے علاوہ تھا فرمایا کہ خدا نے آدمؑ کو بطن حوا سے قابیل کو پہلے دیا پھر ہابیل پیدا ہوئے جب قابیل بالغ ہوا تو خدا نے اس کے لیے ایک جنی عورت ظاہر فرمائی اور آدمؑ کو وحی کی کہ اس کو قابیل سے تزویج کر دیں آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور قابیل راضی ہو گیا اور قناعت کی جب ہابیل بالغ ہوئے تو اللہ نے ان کے لیے ایک حوریہ کو ظاہر کیا اور آدمؑ کو وحی کی کہ اس کو ہابیل سے تزویج کر دیں آدمؑ نے اسی طرح کیا جب ہابیل مار ڈالے گئے وہ حوریہ حاملہ تھی تو اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا آدمؑ نے اس کا نام ہبۃ اللہ رکھا خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ اسم اعظم اور وصیت کو ان کے سپرد کر دیں پھر حوا سے ایک فرزند پیدا ہوا آدمؑ نے اس کا نام شیثؑ رکھا جب وہ بالغ ہوئے تو خدا نے ایک حوریہ بھیجی اور آدمؑ کو وحی کی کہ اس کو شیثؑ سے تزویج کریں اس حوریہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی آدمؑ نے اس کا نام حورہ رکھا جب وہ جوان ہوئی تو اس کی تزویج آدمؑ نے ہبۃ اللہ پسر ہابیل سے کر دی اس سے آدمؑ کی نسل قائم ہوئی جب ہبۃ اللہ کا انتقال ہوا تو خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ وصیت اور خدا کے اسم اعظم اور اسماء وغیرہ جن کی تم کو تعلیم دی گئی ہے اور علم پیغمبری

وغیرہ سب شیثؑ کے سپرد کردیں۔اے سلیمان یہ ہے اس کی حقیقت۔

ایک نفس کا قتل سب کا قتل

﴿۸۴﴾ حمران کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں مَنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا اسی لیے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو بھی کسی شخص کو قتل کرے گا کسی شخص کے بدلے میں یا فساد کرنے کے لیے زمین میں تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا تو فرمایا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اسی میں رہے گا اور شدت اور عذاب تمام اہل جہنم کے لیے ہے پس یہ اسی میں بنایا گیا ہے میں نے عرض کیا اور اگر کوئی دو شخص قتل کردے تو کیا ہوگا فرمایا تم سمجھتے ہو کہ وہ جہنم میں نہیں جائے گا تو اس کا مقام جہنم میں زیادہ سخت عذاب والا ہوگا فرمایا تو اس میں اس کے عمل کے مطابق اضافہ ہوگا میں نے عرض کیا فَمَنْ اَحْیَاھَا پس جو ایک جان کو زندہ کرے تو فرمایا غرق ہونے سے بچائے یا آگ سے جلنے سے بچائے یا ڈوبنے سے یا دشمن سے بچائے پھر خاموش ہو گئے پھر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس کی اعظم تاویل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے حق میں دعا کرے اور وہ قبول ہو جائے تو اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا ہے۔

﴿۸۵﴾ سماعہ کہتے ہیں امام صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا و من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا جو شخص کسی کے بدلے کے بغیر کسی شخص کو قتل کرے یا زمین میں فساد کرنے کے لیے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو ایک جان کو زندہ کرے گا تو اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا تو فرمایا کہ جو کوئی کسی کو ضلال و گمراہی سے ہدایت کی طرف نکالتا ہے تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ کیا اور کوئی ہدایت سے گمراہی کی طرف نکالتا ہے تو گویا اس نے سب کو قتل کیا ہے۔

﴿۸۶﴾ حنان سدیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و من قتل نفسا فکانما قتل الناس جمیعا اور جو کوئی کسی جان کو قتل کرے گا تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا فرمایا کہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جس میں تمام لوگوں کے قاتل جمع ہوں گے اور اسی میں یہ بھی ہوگا اور اگر اس نے ایک جان کو قتل کیا ہوگا تو بھی وہ اسی میں ہی ہوگا۔

﴿۸۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں و من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا جو کوئی شخص کسی شخص کو بغیر بدلے کے قتل کرے اور زمین میں فساد پھیلائے تو اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا تو مجھ سے فرمایا وہ جہنم کی آگ میں گرایا جائے گا اور اگرچہ اس نے جمیع لوگوں کو قتل کیا ہو تو اس کے عذاب میں اضافہ نہ ہوگا تو فرمایا و من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا اور جو کوئی کسی شخص کو زندہ کرے گا تو اس نے سب کو زندہ کیا تو اس نے قتل نہیں کیا یا غرق ہونے سے آگ سے جلانے سے بچایا یہ ان سب سے بڑا ہے کہ کوئی کسی کو گمراہی سے ہدایت کی طرف لے آتا ہے۔

﴿۸۸﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں و من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا اور جو کوئی ایک نفس کو زندہ کرتا ہے تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ کیا فرمایا کہ جو کوئی کسی کو کفر سے نکال کر ایمان کی طرف لے آتا ہے۔

محارب کون ھے

﴿۸۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا جو شخص کسی شہر میں ہتھیار اٹھائے اور کسی کو زخمی کرے تو قصاص میں اسے بھی زخمی کیا جائے گا اور اس شخص سے اسے بھی جلاوطن کیا جائے گا اور جو شہر کے علاوہ کسی اور جگہ پر ہتھیار اٹھائے اور مار پیٹ کر کے کسی کو زخمی کرے اور مال لوٹ لے اور قتل نہ کرے تو وہ محارب ہے اسے محارب والی سزا ملے گی اور یہ حکم کی مرضی پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسے قتل کرے اسے صلیب پر چڑھائے اور اگر چاہے تو اس کے دونوں ہاتھ کاٹے اور دونوں پاؤں کاٹے فرمایا اگر کوئی کسی شخص کو مارے پیٹے اور قتل کرے اور مال لوٹ لے تو چوری کی وجہ سے حاکم کو چاہیے کہ وہ اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دے پھر اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کرے وہ اس سے اپنا مال وصول کریں گے اس کے بعد وہ اسے اپنے مقتول کے قصاص میں قتل کر دیں گے تو آپ سے ابوعبیدہ نے کہا اللہ آپ کی صلاحیتوں میں ہمیشہ اضافہ کرتا رہے اگر مقتول کے وارث اسے معاف بھی کر دیں تو بھی حاکم پر فرض ہے کہ وہ اسے قتل کرے تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کیونکہ اس نے قتل ڈاکہ ڈال کر اپنے محارب ہونے کا ثبوت دیا ہے تو ابوعبیدہ نے آپؑ سے کہا اگر مقتول کے وارث اس سے دیت لے کر مصالحت کرنا چاہیں تو کیا انہیں خون بہا لے کر صلح کرنے کا حق ہے فرمایا نہیں اس پر قتل ہی ہے۔

باغی لوگ

﴿۹۰﴾ ابوصالح کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ بنی ضبہ کا ایک گروہ بیمار ہو کر رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم ہمارے پاس ٹھہرو اور جب تم درست ہو جاؤ گے تب ہم تم کو جہاد (سریہ) میں بھیجیں گے۔ انہوں نے کہا ہمیں مدینہ سے باہر کہیں بھیج دیجئے تو آپؐ نے ان کو شہر کے باہر بھیج دیا جہاں وہ صدقے کے اونٹ چرایا کرتے تھے جہاں وہ ان کا دودھ وغیرہ پیتے تھے اور اونٹنیوں کا پیشاب پیتے تھے (بعض امراض میں اونٹ کا پیشاب بھی دوا کا کام کرتا ہے، یہ بطور دوا تھا) جب وہ تندرست ہو گئے اور ان میں اچھی قوت و طاقت آ گئی تو وہاں پر موجود ریوڑ کے محافظوں سے تین آدمیوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر چل دیئے۔ جب رسولؐ خدا کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے علیؑ کو سزا کے لیے مقرر کیا۔ یہ باغی قریب سرزمین یمن کی ایک وادی میں راستہ بھول گئے کہ آپ نے ان کو گرفتار کیا اور رسولؐ خدا کی خدمت میں لے آئے ان ہی کی سزا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ سوائے اس کے کیا جزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے

ہیں کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دے دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے مخالف کے کاٹ دیئے جائیں یا وہ اپنے ملک سے جلاوطن کر دیئے جائیں۔ تو رسولؐ خدا نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اس طرح کہ ایک ایک ہاتھ اور ان کے خلاف کا ایک ایک پاؤں یعنی دایاں ہاتھ تو بایاں پاؤں۔

﴿۹۱﴾ احمد بن فضل آل رزین سے کہتے ہیں راستہ روکا گیا آگے کا سابلہ سے (یہ راستہ خراسان کے علاقے میں ان دونوں خانقین اور سابلہ کے درمیان میں سات فرسخ پر واقع تھا اور یہ واقعہ مشہور مسلمانوں کے گھوڑوں کا ہے جو ۱۶ھ کو واقع ہوا اور اسی میں مسلمان قابض ہوئے اور انہوں نے تقسیم کیا سابلہ بہت زیادہ چلنے والے راستہ کو کہتے ہیں) کچھ لوگوں نے حجاج وغیرہ کا راستہ روکا تو یہ خبر معتصم کو پہنچی تو انہوں نے اس کے متعلق اس کے عامل کو لکھا اس راستے کے بارے میں کہ تو اس کو صاف کرواور اسے مرمت کرو اور ان لوگوں کو تلاش کرو کہ اگر تو ان کو پالینے میں کامیاب ہو جائے تو ان لوگوں کو ہزار کوڑا مارنا پھر ان کو اس طرح قتل کرو کہ جس طرح انہوں نے راستہ کو کاٹا ہے اس نے ٹل کران کو گرفتار کیا پھر معتصم کو ان کے بارے میں تحریر لکھی اس نے فقہا کو اکٹھا کیا اور ابن ابوداؤد بھی ان میں تھا۔ پھر آخر میں اس مسئلہ کے بارے حکم کو پوچھا کہ اس بارے کیا حکم ہے اور ابوجعفر محمدؑ بن علیؑ رضا بھی حاضر تھے تو سب نے اس مسئلے کا یہ فیصلہ سنایا کہ خدا فرماتا ہے انما جزاؤ الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض سوائے اس کے کہ کیا جزاء ہے ان لوگوں کی جو اللہ اور رسولؐ سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دے دیئے جائیں اور یا ان کے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں یا وہ اپنے ملک سے جلاوطن کر دیئے جائیں اور اے امیر المومنین اس کا یہی حکم ہے جو ہم کہہ رہے ہیں آپ جو چاہیں کریں تو اس نے توجہ کی ابوجعفر محمد بن رضاؑ کی طرف اور ان سے کہا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں فرمایا بے شک تم نے ان سب فقہا و قاضی وغیرہ سے سنا ہے امیر المومنین جو انہوں نے غلط کہا کہا آپؑ کے پاس اس بارے کیا دلیل ہے فرمایا ان سب نے گمراہی اور جہالت سے کام لے کر فتویٰ دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ صرف کسی خوف کی وجہ سے راستہ روکا اور قطع کیا ہے اور حاجیوں میں سے کسی کو قتل نہیں کیا اور کسی کا مال نہیں لوٹا ہے تو ان کو صرف قید کی سزا دی جانی چاہیے اور اگر انہوں نے کسی انسان کا قتل کیا ہے اور مال بھی لوٹا ہے تو پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے چونکہ معتصم نے ابوجعفرؑ کے فتویٰ کو عامل کی طرف لکھ بھیجا کہ اس کی یہ مثال ہے اس کے بارے میں تم اس پر عمل کرو۔

﴿۹۲﴾ برید بن معاویہ عجلی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں انما جزؤا الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ الی قولہ فساداً بے شک اس شخص کی جزا سوائے اس کے کیا ہے جو اللہ اور رسولؐ سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو فرمایا یہ امام کی مرضی ہے کہ وہ ان سے کس پر عمل کرنا چاہتا ہے میں نے عرض کیا حکم کو مکمل اختیار ہے کہ وہ

جو چاہے کرے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ جرم کی نوعیت کے مطابق سزا جاری کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

﴿۹۳﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں انما جزا الذین یحاربون اللہ و رسولہ اس کی سزا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑتے ہیں فرمایا حکم وقت اس بارے میں حکم دے سکتا ہے اسے اختیار ہے کہ چاہے تو اسے قتل کرے اور چاہے تو اسے سولی چڑھائے چاہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے چاہے تو اس کو اپنے علاقے سے جلاوطن کردے۔

﴿۹۴﴾ زرارہ کہتے ہیں دونوں میں سے ایک امام باقرؑ یا صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے میں انما جزا الذین یحاربون اللہ و رسولہ الی قولہ او یصلبوا اس شخص کی سزا کیا ہے جو اللہ اور رسولؐ سے جنگ کرتا ہے تا قول یا اس کو سولی دے فرمایا اس سے لین دین نہ کرو اور نہ ہی اسے کھانا دو اور نہ ہی اسے صدقہ دو۔

﴿۹۵﴾ جمیل بن دراج کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں انما جزا الذین یحاربون اللہ و رسولہ آخر آیت تک اس کی سزا کیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں۔ محاربین کے لیے چار سزائیں یعنی قتل یا سولی یا مخالف سمت سے ہاتھ پاؤں کاٹنا اور جلاوطن کرنا اس کا جو حکم ہے تو بتائیں کہ اس سے کون سی حد ان پر جاری ہوگی فرمایا اس کا حاکم کو اختیار ہے وہ چاہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے چاہے تو اسے سولی دے چاہے تو اسے قتل کرے اور چاہے تو اس کو جلاوطن کرے میں نے عرض کیا اس کو کہاں جلاوطن کیا جائے فرمایا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اور فرمایا کہ بے شک علیؑ نے دو آدمیوں کو کوفہ سے بصرہ کی طرف جلاوطن کیا تھا۔

﴿۹۶﴾ سورہ بن کلیب کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے عرض کیا کہ ایک شخص گھر سے مسجد کی طرف جاتا ہے رات کو نماز کے لیے تو راستے میں اسے ایک شخص ملتا ہے جو اسے ڈنڈے سے مارتا ہے اور اس کے کپڑے اتار لیتا ہے تو اس بارے میں کیا حکم ہے فرمایا تم سے پہلے والے تمہارے فقہا کیا کہتے ہیں اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ یہ محارب نہیں ہے محارب وہ ہے جو مشرکین کے علاقے پر نافذ ہوتے ہیں اور بے شک یہ غارت گیری ہے۔ فرمایا کیا دار السلام کی حرمت عظیم ہے یا دار شرک کی۔ میں نے عرض کیا بالکل دار السلام کی تو فرمایا کہ اسی کے متعلق ہی تو اللہ فرماتا ہے انما جزا الذین یحاربون اللہ و رسولہ الی آخر آیت اس کی سزا کیا ہے جو اللہ اور رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں قتل یا سولی یا مخالف سمت کے ہاتھ پاؤں کاٹنا یا جلاوطن کرنا ہے۔

﴿۹۷﴾ اور روایت ہے سماعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس کو سنگسار کیا جاتا ہے اور امام کو یہ حق ہے کہ اس زمین سے جس میں اسے سنگسار کیا گیا ہے اس سال کے علاوہ فائدہ دے اور اس طرح حق ہے کہ جب کوئی شخص چوری کرے تو اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا جائے گا۔

﴿۹۸﴾ ابواسحاق مدائنی کہتے ہیں کہ میں ابوالحسن رضاؑ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا میں

آپ پر قربان خدا فرماتا ہے انما جزا الذین یحاربون اللہ و رسوله الی او ینفوا اس کی سزا کیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرتا ہے اس کی چار سزائیں کیسے ہیں۔ فرمایا اسی طرح جیسے خدا فرماتا ہے تو اس نے آپ سے عرض کیا میں آپ پر قربان کہ یہ چار سزائیں ان میں سے کس عمل پر کس طرح اس پر لاگو ہوں گی ان سے کوئی ایک بھی ہو سکتی ہے تو اس سے ابوالحسن رضاؑ نے فرمایا چار چار کے ذریعے سے ہوں گے (۱) جب کوئی اللہ اور رسولؐ سے اعلان جنگ کرے اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرے اور کسی کو قتل کرے تو اس شخص کو بھی قتل کیا جائے گا (۲) اور اگر کوئی شخص قتل کرے اور مال بھی لوٹ لے تو اسے قتل بھی کیا جائے گا اور اسے سولی بھی دی جائے گی (۳) اور اگر کوئی شخص مال لوٹتا ہے اور قتل نہیں کرتا تو اس کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں گے (۴) اور اگر کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ سے اعلان جنگ کرے اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرے اور قتل نہ کرے اور مال نہ لوٹے تو اسے جلاوطن کیا جائے گا۔ تو اس شخص نے کہا میں آپ پر قربان اسے جلاوطن کس طریقے سے کیا جائے گا تو فرمایا کہ جس شہر میں اس نے یہ جرم کیا ہے اس سے نکال کر اس علاقے میں جس میں اس نے جرم نہیں کیا نکالا جائے گا تو اس علاقے کے حاکم کو چاہیے کہ اس علاقے کے عامل کو لکھ بھیجے کہ اس کو تمہارے پاس جلاوطن کر کے بھیجا جا رہا ہے تو اس کے ساتھ کھانا نہ کھایا جائے اور نہ ہی کوئی چیز اس کے ساتھ پی جائے نہ اس کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور نہ ہی عورت نکاح کر کے اس سے رشتہ قائم کرے جب اس کو شہر سے نکالا جائے تو اس کے ساتھ تحریر بھی لکھی جائے جس سے اس کا فعل معلوم ہو۔ یہ رویہ اس سے ایک سال تک رکھا جائے اور اس دوران اسے دوسرے شہروں میں منتقل کرنے کی ضرورت پڑے تو اس دوسرے شہر میں اسے نکالا جائے گا اور ان کو بھی تعلق بنانے سے منع کیا جائے گا تو اس شخص نے کہا میں آپ پر فدا اگر وہ شخص مشرکوں کے علاقے میں جانے کا ارادہ اور کوشش کرے تو کیا کیا جائے گا تو فرمایا اگرچہ مشرکین سے جنگ بھی کرنی پڑے تب بھی اس کو وہاں جانے سے روکا جائے گا۔

﴿۹۹﴾ ابواسحاق مدائنی کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن رضاؑ سے عرض کیا اگر وہ شخص اسلامی سرزمین چھوڑ کر مشرکین کی زمین علاقے میں جانے کی کوشش کرے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو فرمایا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (بے شک اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ وہاں جا کر مسلمانوں کے قتل کا ارادہ کرے گا اور قتل بھی کرے گا یعنی اس کو قتل کر دیا جائے گا کا یہ مطلب ہے۔)

خارجی کون ہیں

﴿۱۰۰﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ علیؑ کا دشمن ہمیشہ جہنم میں جائے گا اللہ فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا اور وہ اس سے نکل نہیں سکیں گے۔

﴿۱۰۱﴾ منصور بن حازم کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا خدا فرماتا ہے و ما هم بخارجين منها اور وہ اس سے نکل نہ سکیں گے تو فرمایا وہ علیؑ کے دشمن ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ابد ابدیں دھر داھرین اس میں رہیں گے۔

مرد و عورت چور کی سزا

﴿۱۰۲﴾ حماد بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ سے تیمم کے بارے پوچھا تو یہ آیت پڑھی وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا چور خواہ مرد ہو یا عورت اس کے ہاتھ کاٹ دو پھر فرمایا خدا فرماتا ہے و اغسلوا وجوهکم و ایدیکم اور اپنے چہروں کو دھولو اور اپنے ہاتھوں کو الی المرافق کہنیوں سمیت فرمایا اسی جگہ سے مسح کرو جہاں سے ہاتھ کاٹا جاتا ہے پھر فرمایا خدا فرماتا ہے وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (مریم:٦١) تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

﴿۱۰۳﴾ فرمایا اور ہم نے لکھا ابو محمد کو اور ذکر کیا انہوں نے ابن عمر سے اس نے ابراہیم بن عبدالحمید سے اس نے عام اصحاب سے مرفوع روایت کیا کہ امیر المومنینؑ نے چور کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے اس میں انگلیاں ہیں تو اصحاب نے کہا یا امیر المومنینؑ عامہ ہاتھ کے متعلق کیا کہتے ہیں تو مجھ سے فرمایا وہ اس کے متعلق وضو والی حد کہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے و السارق و السارقة فاقطعوا ایدیهما جزاً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ " فَمَنْ تَابَ مِنْ م بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ " رَّحِيْمٌ" چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے یہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے سزا ہے البتہ تو اپنے اس ظالمانہ طریقہ کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے تو یقیناً خدا توبہ قبول کرنے والا ہے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿۱۰۴﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ ایک شخص پہلی دفعہ چوری کرے گا تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا پھر چوری کرے گا تو اس شخص کا بایاں پاؤں کاٹ دو پھر تیسری دفعہ چوری کرے تو فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا کہ اسے قید کر دیا جائے اور فرمایا اور داہنا پاؤں باقی رکھا جائے گا تا کہ اس سے پاخانہ پیشاب کو جاسکے اور بایاں ہاتھ باقی رکھا جائے گا کہ اس سے کھانا کھا سکے اور استنجا کر سکے اور فرمایا کہ میں اللہ سے حیا کرتا ہوں کہ کسی شخص کو اس حالت میں باقی رکھوں کہ وہ کسی چیز سے منتفع نہ ہو سکے۔ فرمایا جب اس کا ہاتھ کاٹا جائے اس کو چار انگلیوں کے اگلے جوڑوں سے اور جب پاؤں کاٹا جائے تو اسے کعبین سے کاٹا جائے اور اس میں غفلت نہ کی جائے گی کہ یہ اس کی حدود ہیں۔

﴿۱۰۵﴾ سماعہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب کوئی چوری کرے تو اس کے ہاتھ کی ہتھیلی کو درمیان سے کاٹو اور دوسری دفعہ کرے تو اس کے پاؤں قدم کے درمیان سے کاٹو پھر اس کے بعد اسے قید کیا جائے گا اور اگر قید میں بھی چوری کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

﴿۱۰۶﴾ سکونی کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے آباء سے انہوں نے علیؑ سے نقل کیا کہ بے شک چور چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو

اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دو پھر اگر تیسری دفعہ چوری کرے تو فرمایا کہ میں اللہ سے حیا کرتا ہوں کہ کسی شخص کو اس حالت میں باقی رکھوں کہ وہ کسی چیز سے منتفع نہ ہو سکے ہاتھ سے وہ کھانا کھائے اور پیئے اس کے ساتھ استنجا کرے اور ایک پاؤں سے چل سکے اور اسے قید کر دو اور اس کا خرچ بیت المال سے دیا جائے گا۔

﴿۱۰۷﴾ جمیل کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ دونوں سے ایک امام باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے جب تک دو دفعہ چوری کا اقرار نہ کرلے پس چوری کے ضمن میں رجوع ہے اور نہیں کاٹے جائیں گے جب تک اس پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔

﴿۱۰۸﴾ سکونی کہتے ہیں جعفرؑ نے اپنے آباء سے نقل کیا فرمایا کہ اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے مگر یہ کہ وہ کسی گھر کی نقب لگاتا ہے یا اس کے گھر کا تالا توڑتا ہے۔

ہاتھ کی حد

﴿۱۰۹﴾ زرقان صاحب ابن ابوداؤد اور صدیقہ شدۃ نے کہا کہ ایک دن ابن ابوداؤد معتصم کی مجلس سے غمگین اپنے گھر آیا تو میں نے اس سے کہا کیا ہے تو اس نے کہا کہ کاش میں آج سے بیس سال پہلے مرگیا ہوتا میں نے کہا کیا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ غمی اس کی ہے کہ ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰؑ کا آج میرے درمیان اور امیر المومنین معتصم کے درمیان جو ہوا وہ رسوائی ہے میں نے اس سے کہا وہ کس طرح ہوا تو کہا بے شک ایک چور جس نے خود ہی چوری کا اقرار کیا تھا اور خلیفہ سے سوال کیا کہ وہ اس کو پاک کردے اور اس پر حد جاری کرے تو اس وقت تمام فقہا اس مجلس میں جمع تھے اور یہاں پر محمد بن علیؑ بھی حاضر تھے تو ہم سے سوال کیا کہ اس کو کہاں سے قطع کیا جائے اس بارے میں کیا کہتے ہیں کچھ نے اس سے کہا ہتھیلی کے نصف سے تو کہا اس پر دلیل کیا ہے تو انہوں نے کہا بے شک ہاتھ کی انگلیوں سے ہتھیلی کو نصف سے کاٹو کہ خدا فرماتا ہے تیمم کے بارے میں فامسحو بوجوھکم و ایدیکم پس مسح کرو اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا جب کہ تمام موجود لوگ میرے ساتھ اس پر متفق ہوگئے اور آخر خلیفہ نے ہر ایک سے دلیل مانگی بلکہ ہاتھ کاٹا جائے کہنیوں تک تو انہوں نے خلیفہ سے کہا اس پر دلیل کیا ہے تو کہا کہ یہ اللہ کا قول ہے۔ و ایدیکم الی المرافق اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اس کا دھونا اس کے ہاتھ کی حد اس کی دلیل ہے وہ کہنی ہے تو اس کے بعد وہ محمد بن علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں اے ابوجعفرؑ تو انہوں نے کہا ان لوگوں نے اس بارے میں آپ سے کہہ دیا ہے اے امیر المومنین۔ تو خلیفہ نے کہا کہ مجھے اس پر ان کے کہنے سے کیا کلام ہے آپ کے پاس جو بات ہے بیان کریں تو فرمایا مجھے اس سے معاف رکھیے اے امیر المومنین تو خلیفہ نے قسم دلائی کہ آپؑ کو کہ آپ ضرور بیان کریں آپ نے فرمایا کہ آپ نے قسم اللہ کی دلائی ہے اس لیے بیان کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اس کے متعلق یہ طریقہ ہے کہ انگلیوں کے جوڑوں سے کاٹ دیا جائے اور ہتھیلی چھوڑ دی جائے تاکہ وہ اس سے اللہ کی عبادت کر سکے اس پر تمام درباری سخت غصہ میں ہوگئے اور کہا اس پر دلیل کیا ہے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ سجدہ سات اعضاء پر

واجب ہے (۱) چہرہ۔ دونوں ہاتھوں اور دو گھٹنے اور دونوں پاؤں پس جب کسی کا ہاتھ ہتھیلی سے یا کہنی سے کاٹ دیا جائے گا تو اس کا سجدہ درست نہ ہوگا تو وہ ہاتھ سے نہ کر سکے گا اور خدا فرماتا ہے وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ اور بے شک مساجد اللہ کے لیے ہیں یعنی یہ سات اعضاء ہیں جو سجدہ کے لیے ہیں فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَداً اور اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو یہ اللہ کے لیے ہے اس کو نہیں کاٹا جا سکتا اور معتصم اس پر مطمئن ہو گیا اور اس نے اس کے مطابق چور کے ہاتھ کاٹنے کا انگلیوں کے جوڑوں سے ہتھیلی کا حکم دیا ابن ابوداؤد نے کہا کہ اس وقت مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوگئی کہ گویا قیامت برپا ہوگئی اور سب نے آرزو کی کہ ہم اس وقت زندہ نہ ہوتے اور یہ دن نہ دیکھتے۔ زرقان کہتے ہیں کہ تیسرے دن ابن ابوداؤد معتصم کے پاس گیا اور تخلیہ میں اس سے کہا کہ امیر المومنین کی خیر خواہی مجھ پر لازم ہے میں نے عرض کیا جس بارے میں آپ نہیں جانتے جہنم میں داخل نہ کردے خلیفہ نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا جب امیر المومنین کے پاس مجلس میں فقہا رعیت اور علماء و اشراف وزیر و امیر موجود تھے تو وہ امور اس بارے اس حکم کو بیان کریں جبکہ اس وقت آپ کے پاس مجلس میں اہل بیت اور طاقت ور وزیر اور اہل کتاب اور ان کی موجودگی میں اس شخص سے جس کو ہم اہل علم سے نصف لوگ امام و خلیفہ جانتے ہیں اور آپ کو ان کے حق کا غاصب سمجھتے ہیں اور اس شخص کو اہل خلافت تصور کرتے ہیں اس سے دریافت کیا اور اس نے علماء کے خلاف فتویٰ و حکم دیا اور آپ نے سب عالموں کے فتویٰ و حکم کو چھوڑ کر اس کے فتویٰ پر عمل کیا اور یہ خبر لوگوں کے درمیان پھیل گئی جس کی وجہ سے ان کے دوستوں کو حجت قوی مل گئی جب اس نے سنا تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور حسد و نفاق و آتش کفر اس کے سینہ میں جل اٹھی اور کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے مجھے اس امر پر مطلع کیا جس سے میں غافل تھا اور چوتھے دن اس نے ایک وزیر کے محرر فلاں کو طلب کیا اور کہا کہ وہ ابوجعفرؑ کو اپنے گھر میں دعوت کے بہانے سے بلا کر ان کے کھانے میں زہر ڈال دے اس بدبخت نے حضرت کو دعوت کے بہانے سے طلب کیا تو آپ نے عذر کیا اور کہا تم جانتے ہو میں تمہاری مجلسوں میں نہیں جاتا ہوں اس نے مبالغہ و اصرار کیا اور کہا میری محفل میں کوئی امر خلاف طبع واقع نہ ہوگا غرض آپ کو کھانا کھلانے سے ہے۔ بلکہ خلیفہ کے ایک وزیر کو فلاں بن فلاں کو آپ کی ملاقات کا بھی اشتیاق ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آپ سے ملاقات کرے۔ پھر اس بدبخت نے مزید اصرار کیا حضرت مجبوری سے اس کے گھر تشریف لے گئے جب ایک لقمہ اس کھانے سے کھایا تو زہر کا اثر اپنے گلے میں پا کر اٹھ کھڑے ہوئے وہ بدبخت راہ روک کر کھڑا ہو گیا اور کہا آپ ابھی نہ جائیے آپ نے فرمایا جو کچھ تو نے مجھ سے سلوک کیا اس کا مقتضی یہی ہے کہ میں تیرے مکان سے چلا جاؤں پس آپ جلدی سوار ہوئے اپنے دولت سرا میں تشریف لائے جب گھر میں پہنچے تو زہر کا اثر بدن پر ہوا اور تمام دن اور رات حضرت بے چین رہے یہاں تک کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔

ھدایت و گمراھی

(۱۱۰) سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ بے شک جب اللہ ارادہ کرتا ہے کسی عبد کے

لیے خیر کا تو اس کے دل میں ایک سفید نکتہ پیدا کر دیتا ہے تو وہ اس سے اس کے دل کو کھول دیتا ہے سننے کے لیے تا کہ وہ اس سے سمجھ پیدا کرے اور جب اللہ ارادہ کرتا ہے کسی عبد کے لیے برائی کا تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کے دل کے راستے بند ہو جاتے ہیں اور اسے شیطان گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی فَمَنْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ وَ مَنْ یُرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ وَ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقاً حَرَجاً پس جب اللہ چاہتا ہے کسی کو ہدایت کرنا تو اس کے دل کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کسی کی ضلالت کو اس کے دل کو سخت کر دیتا ہے پھر اس آیت کو پڑھا ان الذین حقت علیھم کلمة ربک لا یومنون بے شک ان پر حق آ جاتا ہے ان کے رب کی طرف سے تو وہ ایمان نہیں لاتے اور اس آیت کی تلاوت کی اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطھر قلوبھم وہ وہ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی پاکیزگی نہیں کرتا۔

سحت و غلول

﴿۱۱۱﴾ حسن بن علی وشا کہتے ہیں امام رضاؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا کتے کی قیمت سحت حرم ہے اور سحت (حرام کھانے والا) جہنم میں جائے گا۔

﴿۱۱۲﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ اور ابوالحسن موسیٰؑ نے فرمایا کہ سحت (حرام خوری) کی بہت سی قسمیں ہیں ان سے حجام ہے جب وہ حرام سے کھائے اور زانیہ کی اجرت اور شراب کی قیمت اور رشوت بھی اسی حکم میں داخل ہے پس وہ اللہ سے کفر کرتا ہے۔

﴿۱۱۳﴾ جراح مدائنی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو سحت (حرام خوری) میں رشوت کا حکم شامل ہے اور وہ اسی سے ہے اور مہر بغی ہے۔

﴿۱۱۴﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کتے کی قیمت جو شکاری نہ ہو سحت (حرام) ہے اور فرمایا شکاری کتے کی قیمت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۱۱۵﴾ عمار بن مروان کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا غلول (خیانت) کے بارے میں تو فرمایا کہ امام کی کل شے میں سے کسی غل (خیانت) کی جائے وہ سحت (حرام) ہے اور یتیم کا مال کھانا اور اس جیسا کوئی اور کام بھی اور سحت کی بہت سے قسمیں ہیں اور ان میں سے کسی کی کمائی کو ظلم سے حاصل کرنا اور ان میں سے ہے جور کے فیصلے اور جور کے فجور اور رشوت کی قیمت اور نبیذ نشہ آور اور سود واضح ہونے کے بعد اور پھر رشوت ہے اے عمار ان احکام میں اور یہ بے شک اللہ اور اس کے رسول سے کفر کرنے کے برابر ہے۔

۱ غلول خیانت ہے جو غنم کے مال سے چوری کی جائے اس غنیمت کے تقسیم سے پہلے وہ بھی خیانت ہے جو خفیہ طور پر اس سے مال لے وہ خائن ہے اور اپنے ہاتھ سے اس مال سے ہو وہ بھی اسی میں شامل ہے۔

﴿۱۱٦﴾ سکونی کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے اپنے آباء سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ بے شک منع کیا گیا ہے کسی کھیل وغیرہ کی کمائی کو جیسا کہ صبیان قمار بازی سے اور اس کا کھانا بھی منع ہے اور فرمایا وہ سحت (حرام خوری) ہے۔

﴿۱۱۷﴾ اور اسی سند سے انہوں نے اپنے آباء سے انہوںؑ نے علیؑ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ بے شک سحت (حرام خوری) مردے کی قیمت اور کتے کی قیمت اور شراب کی قیمت اور خنزیر کی قیمت اور زانی کی رقم اور رشوت اسی حکم میں ہیں اور اجر کاہن بھی اسی میں شامل ہے۔

کتاب کے محافظ

﴿۱۱۸﴾ مالک جہنی کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے اِنَّـا اَنـزَلْـنَـا التَّـوْرٰةَ فِيْهَـا هُدًى وَ نُوْرًا الی قوله بِمَا اسْتُحْفِظُوْ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور تھا اس سے حکم کرتے تھے نبی جو تابع حکم تھے ان پر جو یہودی تھے اور خدا پرست علماء اس کے ساتھ تو امین اور محافظ کیا گیا ان کو خدا کی کتاب کا تو فرمایا کہ یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی یعنی ہم کتاب خدا کے محافظ ہیں۔

﴿۱۱۹﴾ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ امام کے لیے لازمی ہے کہ وہ پاک ہو اور گناہوں سے پاک ہو اور وہ گناہ جو جہنم کو واجب کرتے ہیں اس سے پاک ہو پھر علم سے منور ہو کہ جس کی کسی کو احتیاج ہو اسے پورا کرے چاہے وہ حلال سے ہوں یا حرام سے اور اسے علم کتاب کے خاص و عام کا اور محکم و متشابہ کا اور علم دقائق کا اور غرائب تاویل کا اور ناسخ و منسوخ کا میں نے عرض کیا کہ اس کی دلیل کیا ہے کہ امام کو ان چیزوں کے بارے میں علم ہونا ضروری ہے جن کا آپ نے ذکر کیا۔ فرمایا وہ اللہ کا فرمان ہے کہ اس نے اس میں انہیں اذن دیا ہے کہ ان کی حکومت میں ہو اور وہ اس نے اہل بنائے ہیں انا انزلنا التورات فیها هدی و نور بحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادو و الربانيون و الاحبار ہم نے تورات کو نازل کیا جس میں ہدایت اور نور تھا سارے نبی جو مسلم تھے اس کے مطابق ان یہودیوں کے معاملات کے فیصلے کرتے تھے اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی اس سے مراد آئمہ ہیں جو انبیاء کے علم کے لوگوں میں وارث ہیں اور پھر احبار و علماء ہیں جن کا رقبہ ربانی سے کم نہ ہو پھر فرمایا خدا فرماتا ہے بما استحفظوا من كتاب الله و كانوا عليه شهدا کیونکہ انہیں کتاب دی گئی تھی تو وہ محافظ تھے اور وہ اس پر گواہ تھے۔ اللہ نے ان کے لیے حملوا منہ کے نام سے نہیں پکارا کہ وہ اس کو اٹھائے ہیں۔

قانون کے مطابق فیصلہ کرنا

﴿۱۲۰﴾ عبداللہ بن مسکان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اپنے آباء سے نقل کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص دو درہموں کے بارے حکم کرے جور کا پھر زبردستی اس کو لاگو کرے گا تو وہ اس آیت کا اہل ہوگا وَ مَنْ لَمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ ان کے مجبور کرنے کی کیفیت کیا ہے فرمایا وہ حکمران شخص ہو جو اپنے تازیانے اور زندان کا خوف دلا کر اپنا ناجائز فیصلہ ماننے پر مجبور کرے اور ان کو اس حکم پر راضی کرے مارنے اور قید کرنے کی وجہ سے۔

﴿۱۲۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو دو درہموں کے بارے فیصلہ کرے بغیر اس کے کہ اللہ نے اسے نازل نہ کیا ہو بے شک وہ کافر ہے اور دو درہموں کے فیصلہ میں خطا کرے اس نے کفر کیا۔

﴿۱۲۲﴾ ابوبصیر بن علی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جو فیصلہ کرے دو درہموں کے بارے میں بغیر اس کے کہ اسے اللہ نے نازل نہ کیا ہو تو پس وہ کافر ہے اللہ سے عظیم کفر کرنے والا ہے۔

﴿۱۲۳﴾ بعض اصحاب نے کہا کہ ہم نے عمار سے سنا اس نے کہا کہ منبر کوفہ پر تین تین نے گواہی دی عثمان پر وہ کافر ہے اور میں چوتھا ہوں اور میں چوتھا پکارا جاتا ہوں پھر اس سورۃ مائدہ کی آیت کی تلاوت کی و من لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئک ھم الکافرون و الظالمون و الفاسقون اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں اور فاسق ہیں۔

﴿۱۲۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ علیؑ نے فرمایا جو کوئی دو درہموں کے بارے فیصلہ کرے بغیر اس کے کہ وہ اللہ نے نازل نہ کیا ہو پس بے شک اس نے کفر کیا۔

قتل کی دیت

﴿۱۲۵﴾ ابن سنان کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ کا دیت کے بارے میں فیصلہ ہے کہ جب کوئی قتل کا موجب بنا ہو تو ایک سو اونٹ تیس حقہ (تین سالہ اونٹ) اور تیس اونٹنیوں کے بچے اور بیس لخاض دودھ میں مبتلا اونٹنیاں اور بیس ابن لبون دودھ پیتی ہوئی اونٹ کی بچیاں ہیں ذکر دیت میں عین آنکھ کی دیت جب وہ پھوڑی جائے تو پچاس اونٹ ہے اور دیت ذکر رجل جب اس کے حشفہ کو توڑا جائے تو ایک سو اونٹ ہیں جو خطا کے اسباب پر ہو گیا ہو جیسا کہ دیت اس مرد کی ہے کہ جبکہ دیت یہ ہے کہ کسی کا ہاتھ توڑ دے تو پچاس اونٹ ہیں اور اسی طرح کان کی دیت کہ جب اس کو توڑا جائے جذعہ (چار سالہ) پچاس اونٹ اور نہیں ہے یہ جراح سے یا نکیل سے پس اس کا حکم ہے اس کا عدل کے ساتھ تم میں بعض امام کا اور فرمایا خدا فرماتا ہے و من لم یحکم بما انزل اللّٰہ

فاولئک ھم الکافرون اور جولوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ کافر ہیں۔

﴿۱۲٦﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ نے دیت کے بارے میں فرمایا کہ جب قتل کا موجب ہو جائے تو ایک سواونٹ ہیں اور اگر آنکھ جب پھوڑ دے تو پچاس اونٹ ہیں اور ہاتھ توڑ دے تو پچاس اونٹ ہیں اور ذکر میں جب توڑ دے تو سواونٹ ہیں اور کان توڑ دے تو جذعہ چارسالہ پچاس اونٹ ہیں اور جراح کے ساتھ اس طرح کرے جو اس کی مثل ہو اور اس میں شبہ نہیں ہے یہ حکم کرتے ہیں تم میں عدل کا اور خدا فرماتا ہے و من لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئک ھم الکافرون اور جو اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہیں۔

﴿۱۲۷﴾ ابوعباس کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جو کوئی دو درہموں کے بارے فیصلہ کرے بغیر اس کے کہ اسے اللہ نے نازل نہ کیا ہو تو اس نے کفر کیا میں نے عرض کیا کہ اس نے اللہ کے نازل کردہ سے کفر کیا یا جو محمدؐ پر نازل کیا ہے اس سے فرمایا تجھ پر افسوس جب کوئی محمدؐ پر نازل شدہ کا انکار کرتا ہے تو اس نے خدا کے نازل کردہ احکام سے ہی تو کفر کیا ہے۔

﴿۱۲۸﴾ حفص بن غیاث کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے محمدؐ کو مبعوث کیا پانچ تلواروں کے ساتھ اور ان میں سے ایک تلوار معمور غلاف میں ہے غیر کے لیے اور اس کا حکم ہمیں دیا گیا ہے پھر تلوار مغمود وہ وہی ہے جو قصاص لینے کے لیے اٹھائی جاتی ہے خدا فرماتا ہے النفس بالنفس جان کے بدلے جان اور مقتول کے وارثوں کے پاس یہ اختیار ہے اور اس کا حکم دینا ہمارے پاس ہے۔

قصاص کی معافی

﴿۱۲۹﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ پھر جو قصاص معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے فرمایا جس قدر وہ معاف کرے گا اسی قدر اس کے گناہ معاف ہوں گے زخم کا ہو یا اس کے علاوہ کا ہو۔

﴿۱۳۰﴾ ابوجمیلہ کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ دونوں اماموں میں سے باقرؑ یا صادقؑ ایک نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے خمس فرض کیا جو آل محمد کا حصہ ہے تو اس سے انکار کیا ابوبکر نے اور اس نے نہ ادا کیا اس حق کو حسد اور عداوت کی وجہ سے اور بے شک اللہ فرماتا ہے و من یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئک ھم الفاسقون اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ فاسق ہیں اور ابوبکر وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے آل محمد کے حق سے روکا اور ان پر ظلم کیا اور لوگوں کو ان کی گردنوں پر سوار کیا جب ابوبکر کی وفات ہوگئی تو اس عہدہ پر عمر آ گئے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر ہی اور اس نے بھی آل محمد کی رضا کی کوشش نہ کی اور عمر کی زندگی بھی اسی طرح گزرتی گئی اور آل محمد کے حق کو ادا نہ کیا جیسا کہ ابوبکر نے ادا نہ کیا تھا۔

فیصلہ خوف کے بغیر

﴿۱۳۱﴾ سلیمان بن خالد کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ مجھے کوئی خوف نہیں ہے کسی یہودی سے اور نہ نصرانی سے اور نہ مجوسی سے اللہ کے علاوہ بے شک اللہ فرماتا ہے فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ پس آپ خدا کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ کریں ان کے درمیان۔

احکام کی دو قسمیں

﴿۱۳۲﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک حکم دو قسم کے ہیں ایک اللہ کا حکم اور دوسرا جاہلیت کا حکم پھر فرمایا خدا فرماتا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْماً لِقَوْمٍ يُوْقِنُوْنَ اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اہل یقین کے لیے اور کون ہوسکتا ہے فرمایا میں زید بن ثابت کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ اس نے حکم کرنے میں جاہلیت کے حکم پر عمل کیا یعنی فرائض میں (تعصب کی وجہ سے اجتہاد کے علاوہ اور اپنی رائے پر عمل کیا اور عمر کا اتباع کیا اور علیؑ امیر المومنین کے خلاف کیا۔)

چھپا ہوا نفاق

﴿۱۳۳﴾ داؤد رقی کہتے ہیں سوال کیا ابوعبداللہ صادقؑ سے ایک شخص نے اور میں اس وقت آپ کے پاس موجود تھا قول کے بارے میں عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَا اَسَرُّوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ نَادِمِيْنَ ممکن ہے کہ اللہ اپنی طرف سے فتح بھیج دے یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کردے تو اس وقت یہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے نفاق کی وجہ سے ندامت اٹھائیں گے فرمایا کہ جب بنی امیہ نے زید کو سولی دینے کے بعد آگ میں جلایا تو اللہ نے ایک ہفتہ میں بنی امیہ کی ہلاکت کا فیصلہ کردیا۔

دھوکہ دہ قسمیں کھانے والے

﴿۱۳۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ بے شک حکم بن عتیبہ وسلمہ و کثیر بن نوا اور ابومقدام وتمار یعنی سالم انہوں نے کثیر کو گمراہ کیا لوگوں میں سے اور ان ہی کے بارے اللہ فرماتا ہے و من الناس من يقول آمنا بالله و باليوم الاخر و ما هم بمومنين اور آدمیوں میں سے ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخرت پر حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں اور ان ہی کے بارے اللہ فرماتا ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی پکی قسمیں کہ تم سے کہتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں اللہ کا حلف کرتے ہوئے ان کے اعمال ضائع ہوگئے اور وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے بن گئے۔

عزت مومنین کی ذلت کافروں کی

﴿۱۳۵﴾ سلیمان بن ہارون کہتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے خیال میں بے شک رسولؐ اللہ کی تلوار عبداللہ بن حسن کے پاس ہے تو ابو جعفرؑ نے فرمایا خدا کی قسم نہ تو یہ اس کے پاس ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی ایک کے پاس موجود ہے مگر یہ کہ وہ حسینؑ کے پاس ہے اور بے شک یہ اس کے صاحب الامر کے پاس محفوظ ہے پس نہ تو یہ دائیں سے ظاہر ہوگی اور نہ بائیں سے پس جب اللہ کا اس کے لیے حکم ہوگا تو ظاہر ہوگی اگر بے شک اہل آسمان وزمین جمع ہو جائیں۔ اور اس امر کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں بھی تو نہ کرسکیں گے اور اگر تمام انسان کفر اختیار کرلیں تو بھی اس کو ختم نہ کرسکیں گے تو ان کی جگہ اللہ کسی اور قوم کو لے آئے گا جو اس کی اہل ہوگی اس کے بارے خدا فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِیْنَ اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی دین سے پھرتا ہے تو پھر جائے ان کے بدلے اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے خدا محبت رکھتا ہوگا اور وہ خدا سے محبت کرتے ہوں گے جو مومنین پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔ یہاں تک کہ اس آیت سے فارغ ہوئے اور پھر یہ آیت پڑھی فان یکفر بها هؤلاء فقد و كلنا بها قوما لیسوا بها الكافرین اگر یہ سب کے سب کفر اختیار کرلیں اور بے شک سب کی سب قوم تو وہ کافروں میں نہیں جائیں گے پھر اس آیت کی تلاوت کی وہ اس آیت کے اہل ہیں۔

اہل فارس

﴿۱۳۶﴾ بعض اصحاب نے کہا کہ ایک شخص نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں فسوف یاتی اللہ بقوم یحبهم و یحبونه اذلة على المومنین اعزة على الكافرین پس عنقریب اللہ ان کے بدلے ایک ایسی قوم کو لائے گا جن سے اللہ محبت رکھتا ہوگا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے جو مومنین پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے (ان سے جہاد کریں گے) فرمایا اس سے مراد موالی ہیں یہاں پر یہ حدیث بھی موجود ہے کہ رسولؐ سے پوچھا گیا کہ ان صفات والی قوم کون سی ہے تو فرمایا کہ دین اگر ثریا میں بھی پہنچ جائے تو بھی اہل فارس اسے حاصل کرے گا دوسری حدیث میں یہ ہے کہ حضورؐ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ یہ اور اس کی اولاد اور قوم ہے کہ اگر دین ثریا ستارے کے ساتھ بھی معلق ہو جائے تب بھی یہ فارس والے اسے حاصل کر کے رہیں گے۔

ولی تین ہیں

﴿۱۳۷﴾ خالد بن یزید کہتے ہیں کہ معمر بن مکی نے اسحاق بن عبداللہ بن محمد بن علیؑ بن حسینؑ سے اس نے حسن بن زید سے اس نے اپنے باپ زید بن حسن سے انہوں نے جد سے کہ انہوں نے فرمایا میں نے عمار بن یاسر سے سنا انہوں نے کہا کہ علیؑ بن ابی طالب نماز

پڑھ رہے تھے کہ اس وقت سوالی نے سوال کیا اور وہ اس وقت رکوع کی حالت میں تھے نماز پڑھتے ہوئے اور اطاعت کیے ہوئے تھے تو انہوں نے انگوٹھی پہلے ہی سائل کو عطا کر دی۔ پس جب رسولؐ خدا کو اس کا علم ہوا تو یہ آیت پڑھی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رَاكِعُوْنَ بے شک تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسولؐ ہے اور مومن ہے جو نماز کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور وہ رکوع کی حالت میں ہے۔ اگلی آیت تک وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ اور جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کو اپنا ولی بنایا اور مومن کو تو اسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت حزب اللہ ہی غالب رہے گی۔ رسولؐ خدا نے ان آیات کی تلاوت کی ان کے لیے پھر فرمایا من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم و آل من و الاه و عاد من عاداه جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے خدایا اس کی آل میری ہے اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے بھی دشمنی رکھ۔

﴿۱۳۸﴾ ابن ابویعفور کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا آپ پر یہ دین جو میرا پیش ہوا کیا یہ ہی اللہ کا دین ہے تو فرمایا ہاں میں نے کہا اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدً رسول الله بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اقرار کرتا ہوں اس کا جو وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں فرمایا پھر ان ہی صفت کو آئمہ کے لیے قرار دیا ہے یہاں تک کہ ختم کیا ابوجعفر باقرؑ پر میں نے کہا اور میں اقرار کرتا ہوں جو بھی اس میں کہا جائے فرمایا کیا تجھے منع کیا اس سے کہ جو نام لوگوں میں ہے کہا ابان ابن ابویعفور نے کہا کہ میں نے ان سے کہا پہلے کلام کے ساتھ اور کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے اطيعوا الله و اطيعو الرسول و اولي الامر منكم (نساء:۵۹) اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسولؐ کی اور والی امر کی جو تم میں ہے تو ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اور دوسری آیت پڑھی ہے میں نے ان سے عرض کیا میں آپ پر قربان وہ آیت کون سی ہے فرمایا وہ یہ ہے انما وليكم الله و رسوله و الذين آمنو الذين يقيمون الصلوة و يوتون الزكوة و هم راكعون بے شک اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ ولی ہے اور وہ ہے جو مومن ہے نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور حالانکہ وہ رکوع میں ہوتا ہے۔ فرمایا اللہ اس پر رحم کرے میں نے کہا آپ کہتے ہیں اللہ اس پر رحم کرے یہ اس امر پر ہے فرمایا ہاں اللہ رحم کرے اس امر پر۔

﴿۱۳۹﴾ ابوحمزہ کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا رسولؐ خدا کے گھر میں کافی اصحاب جمع تھے اور ان میں ان کے پاس کچھ نوخیز مسلم یہودی بھی تھے یا فرمایا پانچ آدمی یہودی تھے ان میں عبداللہ بن سلام بھی تھے تو یہ آیت نازل ہوئی انما وليكم الله و رسوله و الذين آمنو الذين يقيمون الصلوة و يؤتون الزكوة وهم راكعون بے شک اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ جو مومن ہے جو نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے حالانکہ وہ رکوع کی حالت میں ہے (یہ جوان ہے) تو رسولؐ خدا نے گھر چھوڑا اور مسجد کی

طرف نکلے تو ایک سائل باہر نکل رہا تھا تو آنحضرتؐ نے اس سے کہا کہ کیا تجھے کسی نے کوئی صدقہ دیا ہے اس نے کہا وہ وہ ہے جو نماز ادا کر رہا ہے پس جب دیکھا تو وہ علیؑ تھے۔

﴿۱۴۰﴾ مفضل بن صالح کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ دونوں میں سے ایک امام نے باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا بے شک جب یہ آیت نازل ہوئی انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین آمنوا بے شک اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ مومن ہے تو یہ نبیؐ پر سخت گزری اور اس سے خوف ہوا کہ آپ کو قریش جھٹلائیں گے تو اللہ نے نازل کیا یا ایھا الرسول بلغ ما انزل علیک من ربک اے رسول جو چیز تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے وہ پہنچا دو تو کھڑے ہوئے یوم غدیر خم میں اور وہاں بیان کیا۔

﴿۱۴۱﴾ ابو جمیلہ کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ دونوں میں سے ایک امام باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا بے شک رسولؐ اللہ نے فرمایا بے شک اللہ نے میری طرف وحی کی محبت والے چار ہیں علیؑ و ابوذرؓ و سلیمانؓ و مقدادؓ، ہم نے عرض کیا مگر ہم میں سے اکثر یہ چاہتے ہیں کہ ان کی پہچان کر لیں تو وہ کون ہیں۔ تو فرمایا کیوں نہیں تین یہ ہیں پھر فرمایا ایک وہ ہے جس کی شانؑ میں یہ آیت نازل ہوئی انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین آمنوا بے شک تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ مومن ہے اور خدا فرماتا ہے و اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور والی امر کی جو تم میں ہے تو کیا سوال کیا جائے گا جس کے بارے میں یہ نازل ہوا فرمایا جو بھی اسے حاصل کرے تو اس سے اس بارے سوال نہیں ہوگا۔

﴿۱۴۲﴾ مفضل کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین آمنوا بے شک اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ جو مومن ہے فرمایا کہ اس سے مراد ہم آئمہؑ ہیں۔

اللہ کا گروہ غالب رہے گا

﴿۱۴۳﴾ صفوان جمال کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ یہ آیت نازل ہوئی ولایت کے حکم کے بارے میں رسولؐ خدا نے اس کا اعلان غدیر خم پر کھڑے ہو کر کیا پھر آواز دی صلوۃ جامعۃ پھر فرمایا ایھا الناس الست اولی بالمومنین انفسھم اے لوگو میں ان مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا تو سب نے کہا کیوں نہیں تو فرمایا فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ پس میں جس کا مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ اے میرے رب جو بھی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ پھر لوگوں کو ان کی بیعت کا حکم دیا اور لوگوں نے بیعت کی اور کسی ایک نے بھی اس سے انکار نہ کیا مگر یہ کہ سب نے بیعت کی اور نہ بات کی یہاں تک کہ ابوبکر کے پاس آئے اور فرمایا اے ابوبکر بیعت کرو علیؑ کی ولایت پر تو اس نے کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے تو فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے پھر عمر کے پاس آئے تو ان سے فرمایا بیعت کرو علیؑ کی ولایت پر اس نے کہا اللہ کی طرف سے

ہے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے تو فرمایا یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے پھر انہوں نے کہا کہ ابوبکر کی اور ابوبکر سے کہا ہم پر یہ سخت ہے کہ وہ اپنے چچا کے بیٹے کو ہم پر بلند کرے پھر نکلے لڑائی کے لیے لشکر گاہ سے پھر رجوع کیا ایک نبیؐ کی طرف پس کہا اے اللہ کے رسولؐ میں دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ لشکر سے نکلے ہیں حاجت کے لیے بس ان میں ایک شخص کو دیکھا سفید لباس میں تو اس کی رائے اچھی نہیں ہے اور وہ شخص کہ جو لوگوں سے زیادہ اچھا ہے چہرے کے لحاظ سے اور وہ طیب بھی خوشبو کی طرح تو فرمایا بے شک رسولؐ خدا نے علیؑ کے ساتھ عقد اخوت پڑھا مگر نہ مانا مگر جو کافر ہوا تو فرمایا اے عمر تم اس کو جانتے ہو اس نے کہا نہیں فرمایا تو جبرائیل نے کہا الامان یہ پہلا موقع ہے کہ جس نے کفر کو حلال جانا ہے پھر ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک جو غدیر میں موجود تھے بارہ ہزار آدمی تھے جنہوں نے علیؑ بن ابی طالب کی گواہی دی تھی اور اس کی قدر کی اور اس کے حق کو مانا اور اگر تم میں سے ایک ہوگا ان سے ہوگا گواہوں میں سے جو بھی ان کے حق کو حاصل کرے فان حزب اللّٰہ ھم الغالبون پس یہ اللہ کا گروہ ہے جو غالب رہے گا یہ علیؑ کے بارے میں ہے کہ اس کا گروہ ہی غالب رہے گا۔

برائی سے روکا جائے

﴿۱۴۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ بے شک عمر بن رباح کا یہ خیال ہے کہ آپ نے اس سے کہا اس کی کوئی طلاق نہیں مگر یہ کہ جب وہ واضح ہو تو فرمایا یہ صرف میں نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے اگر یہ صرف ہم ہی فتویٰ دینے لگ جائیں تو غلط ہیں تو ہم ہی جور والے اور برے لوگ قرار پائیں گے اس کے متعلق خدا فرماتا ہے لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ ان کے ربانیون اور احبار علماء نے انہیں منع کیا وہ منع کرتے۔

اللہ کے ہاتھ کھلے ہیں

﴿۱۴۵﴾ ہشام بن مشرقی کہتے ہیں ابوالحسن رضاؑ خراسانی نے فرمایا بے شک اللہ جیسا کہ کسی آدمی کا وصف بیان کیا جاتا ہے بے نیاز ہے نور ہے پھر فرمایا خدا فرماتا ہے بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ بلکہ اس کے ہاتھ کھلے ہیں تو میں نے ان سے عرض کیا کیا اللہ بھی ہماری طرح دو ہاتھ رکھتا ہے پھر میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا پس فرمایا اگر اس طرح ہوتا تو وہ بھی مخلوق ہوتا۔

﴿۱۴۶﴾ یعقوب بن شعیب کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ" غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ یہودیوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں خود ان کے ہاتھ بند ہیں تو مجھ سے فرمایا ان کا یہ قول تھا کہ اللہ کے ظاہری ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور لیکن ان کے قول کا مطلب یہ ہے کہ وہ اشیاء سے فارغ ہو گیا ہے یعنی معاملات کے متعلق اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تمام امر سے فارغ ہو گیا ہے۔

﴿۱۴۷﴾ حماد کہتے ہیں کہ قول خدا کے بارے میں ید اللہ مغلولۃ اللہ کے ہاتھ بندھے ہیں امام نے فرمایا یعنی ان کی مراد یہ تھی کہ اب اللہ تمام امور سے فارغ ہوگیا ہے تو ان کے اس قول سے ہی ان کو لعنت کی گئی اور اللہ نے فرمایا بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوطَتَانِ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔

ظالم کی گردن اللہ توڑتا ھے

﴿۱۴۸﴾ جابر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں کُلَّمَا اَوْ قَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰہُ جب کبھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں تو اللہ اسے بجھا دیتا ہے فرمایا کہ جب بھی کوئی جابر و ظالم یہ چاہتا ہے کہ آلِ محمد کو ہلاک کر دے اور کوشش کرتا ہے تو اللہ اس کی گردن توڑ دیتا ہے۔

اللہ کا نازل کردہ قائم رکھیں

﴿۱۴۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ اور اگر وہ تورات و انجیل کو قائم کرتے اور جو کچھ ان پر اترا ہے ان کے پروردگار کی طرف سے فرمایا اس سے مراد ولایت ہے۔

تہتر فرقے

﴿۱۵۰﴾ ابو صہبا (صہبان) بکری کہتے ہیں میں نے علیؑ بن ابی طالب سے سنا دعا راس الجالوت اور اسقف نصرانی کو فرمایا میں ان دونوں کے بارے حکم کرتا ہوں اور میں ان سے اعلم ہوں اور میں اسے نہیں چھپاتا پھر دعا اسقف نصرانی کی کہ اسے اللہ نے بنایا جس نے انجیل عیسیٰؑ پر نازل کی اور اسے لوگوں کے لیے برکت بنایا اور لوگوں کے لیے نجات اندھوں کے لیے اور برص والوں کے لیے اور ازلی اندھے کے لیے آنکھیں دینا وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مٹی سے پرندے بناتے تھے اور وہ انہیں خبریں دیتے تھے جو وہ کھا کر آتے تھے اور جو کچھ پیچھے چھوڑ آتے تھے تو کہا کہ یہ بالکل سچ ہے علیؑ نے فرمایا عیسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل گروہ گروہ ہوگئے تو فرمایا نہیں خدا کی قسم مگر فرقہ واحدہ اور علیؑ نے فرمایا یہ جھوٹ ہے خدا کی قسم وہ وہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک امت عیسیٰؑ افتراق میں پڑ گئی اور اس کے بہتر (۷۲) فرقے ہوگئے یہ سب کے سب جہنم جائیں گے مگر یہ کہ ایک فرقہ جنت جائے گا۔ بے شک اللہ فرماتا ہے مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ان میں سے ایک گروہ منصف مزاج ہے اور بہت ان سے بدعمل ہیں یہ اس کی وجہ ہے۔

﴿۱۵۱﴾ زید بن اسلم کہتے ہیں انس بن مالک نے کہا کہ رسول خدا فرمایا کرتے تھے موسیٰؑ کی امت کے اکہتر (۷۱) گروہ ملت فرقہ

ہوئے تھے اور ان میں سے ستر (۷۰) جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور عیسیٰؑ کی امت کے بہتر (۷۲) گروہ فرقے ہوئے اکہتر (۷۱) جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور عنقریب میری امت کے فرقے جمع و گروہ و ملت ہو جائیں گے اور ان میں سے ایک جنت میں جائے گا اور اور باقی بہتر (۷۲) جہنم میں جائیں گے انہوں نے رسولؐ خدا سے پوچھا وہ کون سے جہنم جانے والے ہیں تو فرمایا وہ جماعتیں ہوں گی وہ جماعتیں ہوں گی۔

یعقوب بن زید نے کہا کہ علیؑ بن ابی طالب نے بھی اس حدیث کو بیان کیا جب آپ اس حدیث کو بیان کرتے رسولؐ خدا سے تو اس آیت کو قرآن سے تلاوت کرتے **و لو ان اهل الکتاب آمنوا و اتقوا الکفرنا عنهم سیأتهم الی قوله ساء یعملون** اور اگر یقیناً اہل کتاب ایمان لے آتے اور کفر سے بچتے تو ہم ان کی برائیاں معاف کر دیتے تا آیت۔ ان میں سے ایک گروہ منصف مزاج ہے اور بہت ان کے بدعمل ہیں اور اس کی بھی تلاوت کرتے **و ممن خلقنا امة یهدون بالحق و به یعدلون** تو کہتے تھے اور ہم نے بنائی امت ہدایت کرنے والی حق کی اور عدل کرنے والی یعنی اس سے مراد امت محمدؐ مراد ہے کوئی اور نہیں ہے۔

غدیر خم کا واقعہ

﴿۱۵۲﴾ ابو صالح کہتے ہیں ابن عباس اور جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ اللہ نے حکم دیا اپنے نبی محمدؐ کو کہ وہ علیؑ کو عمل کے ساتھ لوگوں کا حاکم مقرر کر دیں اور نصب کر دیں اور ان لوگوں کو اس کی ولایت کی خبر دے دیں پس رسولؐ خدا کو خوف ہوا کہ یہ امر میرے اصحاب میں سے چند کو ناگوار گزرے گا اور وہ کہیں گے کہ آپؐ اپنے چچا کے بیٹے کے نفع کے لیے کہہ رہے ہو تو اس وقت اللہ نے یہ وحی کی **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** اے میرے رسولؐ پہنچا دے وہ جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا اور اگر تم نے اسے نہ پہنچایا تو تبلیغ مکمل نہیں کی اور تمہیں اللہ ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ تو رسول اللہ نے کھڑے ہو کر ولایت کو غدیر خم کے دن پہنچایا۔

﴿۱۵۳﴾ حنان بن سدیر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ جبرائیلؑ رسولؐ خدا پر نازل ہوا حجۃ الوداع میں اعلان امر علیؑ بن ابی طالب کے لیے خدا فرماتا ہے یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الی آخر آیت۔ اے میرے رسولؐ پہنچا دے وہ جو تم پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے آخر آیت تک۔ فرمایا کہ جب رسولؐ خدا قبل جحفہ میں پہنچے تو اس وقت قافلہ کے افراد جحفہ تک پہنچ چکے تھے گروہ گروہ کی شکل میں جب آپ جحفہ میں پہنچے یوم غدیر تو اس مکان پر ان سب سے کہا واپس آ جاؤ صلاۃ جامعہ کی منادی کرا دی پس تمام لوگ جمع ہو گئے تو اس کے بعد نبیؐ نے فرمایا میں تم پر تمہارے نفسوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں تو انہوں نے کہا ہاں اور انہوں نے کہا اللہ اور رسولؐ اس کا دونوں رکھتے ہیں پھر دوسری دفعہ بھی یہی فرمایا تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا

رسولؐ رکھتے ہیں پھر تیسری دفعہ بھی فرمایا تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ رکھتے ہیں تو آپؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے میرے رب جو اسے دشمن رکھے تو بھی اسے دشمن رکھ جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو بھی اسے چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے پس یہ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے وہی منزل رکھتا ہے جو ہارونؑ موسیٰؑ سے رکھتے تھے فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

﴿۱۵۴﴾ عمرو بن یزید کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس کی ابتدا عجب ہے اے ابو حفص جب ملاقات علیؑ بن ابی طالب کے لیے تھی بے شک اس کے دس ہزار گواہ تھے جنہوں نے ان کے حق کی قدر نہ کی تھی اور کچھ لوگوں نے اس کے حق کو حاصل کیا وہ اس کے گواہ ہیں بے شک رسولؐ خدا مدینہ سے حج کے لیے نکلے تو ان کے ساتھ پچاس ہزار لوگ بھی اور جب مکہ میں گئے تو وہاں سے پچاس ہزار شیعہ اہل مکہ سے تھے پس وہ جحفہ میں پہنچے تو جبرائیلؑ ولایت علیؑ کا پیغام لے کر نازل ہوئے اور بے شک ولایت کا پیغام منیٰ میں نازل ہوا اور رسولؐ خدا نے یہاں پر قیام کی خواہش کی اور لوگوں کو روکا خدا فرماتا ہے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالته و اللہ یعصمک من الناس اے میرے رسولؐ وہ پیغام پہنچا دے جو تم پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اگر تم نے یہ نہ پہنچایا تو تبلیغ مکمل نہیں کی اور اللہ تمہیں ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا تو یہ کراہت کے ساتھ منیٰ میں رسولؐ خدا کو حکم ہوا رات کو باتیں کرنے والے کھڑے ہو گئے تو لوگوں سے ایک شخص نے کہا پھر خدا کی قسم یہ تمہارے لیے قبول کرنا بے غیر غور و فکر کے لیے ضروری ہے تو عمر نے کہا وہ شخص کون تھا جو کہا حبشی تھا۔

﴿۱۵۵﴾ زیاد بن منذر ابو جارود صاحب دمدمہ جارودیہ کہتے ہیں کہ میں ابو جعفر باقرؑ بن علیؑ کے پاس ابطحہ میں تھا کہ وہ لوگوں سے حدیث بیان کرتے تھے تو ایک شخص اہل بصرہ سے کھڑا ہوا تو اس نے ان سے کہا کہ عثمان اعشی جو روایت کرتا ہے حسن بصری سے تو کہا اے ابن رسول اللہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں کہ بے شک حسن بصری حدیث بیان کرتا ہے اور اس کا آپ کے متعلق خیال ہے کہ یہ ایک شخص کے بارے میں ہے میں اس شخص کے بارے میں کوئی خبر نہیں رکھتا یا ایھا الرسول بلغ ما انزل من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالة اے میرے رسول تم وہ پیغام پہنچا دو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا اگر تم نے یہ پیغام نہ پہنچایا تو رسالت مکمل نہیں پہنچائی اس کی تفسیر میں کیا انہیں لوگوں کا خوف تھا کہ اللہ نے فرمایا و اللہ یعصمک من الناس کہ اللہ تمہیں ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ تو ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ انہیں اندیشہ تھا کہ لوگ دین ہی کو نہ چھوڑ دیں یعنی نماز پھر بے شک اگرچہ یہ خبر پہنچاتے یہ خبر تھی کہ جبرائیل رسولؐ اللہ پر نازل ہوئے اور ان سے کہا کہ بے شک تیرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تم اپنی امت پر نماز پہنچا دو تم نے پہنچا دی اور انہیں اس کی ضرورت تھی اسی طرح اے اللہ کے رسولؐ تیری امت کو اس کی ضرورت ہے پھر آئے پس فرمایا بے شک

اللہ نے تجھے حکم دیا کہ تم اپنی طرف سے ان تک زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم پہنچا دو جس طرح تم نے نماز کو پہنچایا ہے اور تم نے زکوٰۃ کا حکم پہنچا دیا جس کی انہیں ضرورت ہے تو تم نے ان کو پہنچا دیا اسی طرح اس کی بھی انہیں ضرورت ہے پھر جبرائیل آئے اور انہوں نے کہا کہ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم روزہ کا حکم ان کو پہنچا دو جس طرح تم نے نماز اور زکوٰۃ کے حکم کو پہنچایا ہے اور یہ ماہ رمضان ہے جو شعبان اور شوال کے درمیان ہے جو اس میں ہے تو اسی طرح اس سے چنا اور تم نے ان تک روزہ کے حکم کو پہنچایا جس کی انہیں ضرورت ہے اور اسی طرح ان کو روزہ کی طرح اس کی ضرورت ہے پھر جبرائیلؑ آئے اور کہا کہ اے رسولؐ خدا بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم حج کے حکم کو ان تک پہنچا دو جس طرح ان کو نماز پہنچائی اور تم نے ان کو زکوٰۃ کا حکم پہنچایا اور تم نے ان کو روزہ کا حکم پہنچایا جس طرح انہیں حج کے حکم کی بھی ضرورت ہے تو رسولؐ خدا نے حج کا حکم ان کو پہنچایا جس کی انہیں ضرورت تھی اور اس کی بھی ضرورت ہے پھر جبرائیلؑ آئے اور کہا کہ اے رسولؐ خدا بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنی امت میں ولی کا حکم پہنچا دو جس طرح تم نے ان کو نماز کا حکم پہنچایا اور ان کو زکوٰۃ کا حکم پہنچایا اور ان کو روزہ کا حکم پہنچایا اور ان کو حج کا حکم پہنچایا تو رسولؐ خدا نے فرمایا اے میرے رب امت اس سے جاہلیت کے عہد کی طرف نہ پلٹ جائے تو اللہ نے اس آیت کو نازل کیا **یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالته** اے میرے رسولؐ وہ پیغام پہنچا دو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اگر تم نے یہ پیغام نہ پہنچایا تو رسالت مکمل نہیں پہنچائی۔ یہ اس کی تفسیر ہے کہ انہیں لوگوں سے اس بات کا خوف ہوا تھا تو اللہ نے فرمایا **و اللہ یعصمک من الناس** تو اللہ ان لوگوں کے شر سے تمہیں محفوظ رکھے گا۔ پس رسولؐ خدا کھڑے ہوئے اور علیؑ بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر اسے بلند کیا اور فرمایا **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے اے میرے اللہ جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو اسے چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے۔ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ۔

﴿۱۵۶﴾ ابو جارود کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا اللہ نے نازل کیا اپنے نبیؐ پر **یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین** اے میرے رسولؐ وہ پیغام پہنچا دو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اگر تم نے وہ پیغام نہ پہنچایا تو رسالت مکمل نہیں پہنچائی اور اللہ تمہیں ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔ پھر رسولؐ خدا نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا اے لوگو اس طرح کسی نبی نے انبیاء میں سے نہیں کیا جو پہلے گزرے ہیں مگر بے شک اس طرح کا امر پھر اللہ سے دعا کی پھر وہ آ گیا اور یا شک کیا تو اس کی محبت کی دعا کی اور میں پوچھا جاؤں گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے اور نہیں تم کہتے ہو انہوں نے کہا ہم اس کی گواہی دیتے ہیں آپ نے

پیغام پہنچادیا اور نصیحت کر دی اور اس کو ادا کر دیا اس پر اللہ آپ کو جزا دے جیسی جزا مرسلین کو دیتا ہے تو فرمایا اے میرے رب گواہ رہنا پھر فرمایا اے معاشر مسلمین جس تک میرا پیغام پہنچ گیا ہو وہ جو حاضر نہیں ہے اس تک پہنچا دے میں اسے اس کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ امن میں رہے گا اور سچ مانا ولایت کو اور یہ ولایت علیؑ ہے اور اس کی ولایت میری ولایت ہے اور میری ولایت اللہ کی ولایت ہے مجھ پر اپنی طرف سے کچھ پہنچانا نہیں ہوتا جو ہوتا ہے وہ میرے رب کی طرف سے ہوتا ہے اور وہ مجھے حکم دیتا ہے اور میں اس کو پہنچا دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کیا تم نے سن لیا ہے اور اسے تین دفعہ دہرایا اور ان سے کہا انہوں نے کہا ہم قائل ہوئے بے شک ہم نے سنا اے اللہ کے رسولؐ۔

اھل کتاب کو نصیحت

﴿۱۵۷﴾ حمران بن اعین کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے یَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا آپ کہہ دیں کہ اے اہل کتاب تمہاری کچھ بھی حقیقت نہیں ہے جب تک تورات وانجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں اور بہت سو کو زیادہ کرے گا ان میں سے وہ چیز جو اتاری گئی تجھ پر تیرے رب کی طرف سے سرکشی اور کفر میں فرمایا اس سے مراد امیر المومنینؑ کی ولایت ہے۔

فتنه والے

﴿۱۵۸﴾ خالد بن یزید کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَحَسِبُوْا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ انہوں نے یہ سمجھا کہ کوئی فتنہ ظاہر نہ ہوگا فرمایا اس کا تعلق رسولؐ خدا کے زمانے سے ظاہر ہے ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا پھر وہ اندھے اور بہرے ہو گئے یہ رسولؐ خدا کی وفات کے بعد ہوا۔ ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی پھر امیر المومنینؑ کا زمانہ آیا فرمایا ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا پھر وہ اندھے اور بہرے ہو گئے اس کا تعلق قیامت کے دن سے ہے۔ (ساعت سے مراد حق کا غلبہ ہے اور وہ ظہور قائم آلِ محمد سے ہوگا۔)

مشرک پر جنت حرام ہے

﴿۱۵۹﴾ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک ساتھی کے ہاتھ ابو عبداللہ صادقؑ کو ایک خط ارسال کیا جس میں میں نے لکھا کہ آپ اس حدیث کے متعلق کیا کہتے ہیں جسے لوگ نبیؐ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جو خدا کے ساتھ شرک کرے تو اس کے

لیے دوزخ واجب ہے اور جو شرک نہ کرے اس کے لیے جنت واجب ہے۔ تو آپؑ نے جواب میں لکھا جو خدا کے ساتھ شرک کرے تو وہ کھلا شرک ہے اور اسی کے متعلق خدا فرماتا ہے۔ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر قرار دی ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو شرک نہیں کرے گا وہ جنت میں جائے گا اس بارے غور فکر کریں اور یہ اس کے لیے ہے جو شرک سے بچے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتا ہے۔

جو کھائے گا اسے حدث ہو گا

﴿۱۶۰﴾ احمد بن خالد کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مرفوع بیان کیا کہ امامؑ نے اس قول خدا کے متعلق وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ" كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ اس کی ماں صدیقہ تھی اور دونوں کھانا کھاتے تھے فرمایا کہ دونوں کو بیت الخلا کی ضرورت ہوتی تھی۔ جو کھائے گا اسے حدث بھی سرزد ہو گا۔

بنی اسرائیل پر زبان داؤدؑ سے لعنت

﴿۱۶۱﴾ ابوعبیدہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہوئے انہیں داؤدؑ اور عیسیٰؑ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی فرمایا کہ داؤدؑ کی زبان میں ان کو خنازیر کہتے ہیں اور عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان میں ان کو بندر کہتے ہیں۔

بروں سے انس نہ کرو

﴿۱۶۲﴾ محمد بن ہیثم تمیمی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ وہ برے کام پر کسی کو منع نہ کرتے تھے یہ بہت برا طریقہ تھا جس کو وہ اپنائے ہوئے تھے فرمایا کہ وہ ان میں ان کے ساتھ داخل نہ ہوتے تھے اور نہ ہی ان جلسوں مجلسوں میں جاتے تھے اور لیکن جب ان سے ملتے تھے تو ان کے سامنے ہنس ہنس کر ملتے تھے اور ان سے انس و پیار کی باتیں کرتے تھے۔

زمانہ فترت کے لوگ

﴿۱۶۳﴾ مروان کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا ابوعبداللہ صادقؑ کے پاس نصرانیوں اور ان کی اسلام دشمنی کا ذکر ہوا تو فرمایا خدا فرماتا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ یہ اس لیے ہے کہ ان میں سے عالم اور خدا پرست لوگ ہیں بے شک وہ تکبر نہیں کرتے ہیں فرمایا یہ وہ لوگ قوم ہیں جو عیسیٰؑ اور محمدؐ کے درمیان کے زمانے میں تھے اور وہ محمدؐ کی آمد کے منتظر تھے۔

طیب حرام نہیں حلال ہیں

﴿۱۶۴﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا امامؑ سے کہ ایک شخص عورت کو طلاق دیتا یا ملکیت سے آزاد کرتا ہے تو وہ حرام اور وہ حلال نہیں ہے تو فرمایا حرام ہے پس اس کے نزدیک مت جاؤ حلف سے ہو یا حلف سے نہ ہو اور پھر حلال ہے جب اس کو نہ چھوڑا جائے بے شک وہ اس کے لیے حرام نہیں ہے جو اللہ نے حلال کیا ہے۔ بے شک خدا فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ اے ایمان والو جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو یہ اس چیز پر لاگو نہیں ہوتا جو تمہارے ہاتھ میں ہے وہ حلال ہے۔

لغو قسمیں قابل مواخذہ نہیں

﴿۱۶۵﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ اور اللہ تمہاری لغو قسموں کی وجہ سے تمہیں نہیں پکڑتا ہے۔ فرمایا وہ ایک شخص کا قول ہے لا و اللّٰه و بلی و اللّٰه اور نہ ہی اس کا دل اس چیز کی طرف ہو۔

اور دوسری روایت محمد بن مسلم سے ہے کہ امامؑ نے فرمایا جب اس میں اس کا ارادہ شامل نہ ہو یعنی ارادہ شامل ہونا اور چیز ہے۔

کفارہ دس مسکین کا اوسط کھانا

﴿۱۶۶﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ ابوالحسن رضاؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اس کا کفارہ دس مساکین کا درمیانہ کھانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے پہناتے ہو یا ساٹھ مساکین کا کھانا ہے کیا اسے جمع کر سکتے ہیں فرمایا نہیں اور لیکن اس طرح کا کھانا جو عام انسان کھاتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے میں نے عرض کیا کیا اپنے رشتہ داروں کو دے سکتا ہے جبکہ وہ محتاج ہوں فرمایا ہاں میں نے عرض کیا ان کو دے سکتے ہیں کہ جو کمزور ہوں جو اہل ولایت کے علاوہ ہوں فرمایا ہاں اور اہل ولایت محبت کے حق دار ہیں۔

﴿۱۶۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں دونوں میں سے ایک امام باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا اس میں دس مساکین کا کھانا ہے مگر اس کے متعلق خدا فرماتا ہے من اوسط ما تطعمون اهلیکم او کسوتهم او تحریر رقبة فمن لم یجد فصیام ثلاثة ایام اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہناتے ہو یا ایک غلام آزاد کرو اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے فرمایا کہ جس قدر اس کے گھر والے کھاتے ہیں اسی قدر ایک انسان کا کھانا ہے جو مد ہے اور لیکن اس کے ساتھ سالن بھی دو اور پانی بھی دو اور یہی وہ ہے جو ہر انسان کے لیے ہے وہ مد ہے اور پھر کپڑے دو تو اگر وہ موسم گرمی کا ہو تو اس کے لحاظ سے

کپڑے دو اور اگر موسم سردی کا ہے تو اس کے لحاظ سے کپڑے دو ہر مسکین کو اگر مرد ہو تو اس کو چادر تہہ بند بھی دو اور اگر عورت ہو تو اس کو دوپٹہ دو یہ اس میں حرام نہیں ہے اگر کپڑے نہ دے سکے تو پھر تین دن کے روزے رکھے اگر وہ روزہ رکھ سکے تو بے شک روزہ اس کے جسم سے متعلق ہے مالک ہونے سے نہیں اور نہ ہی غیر پر ہے۔

﴿۱۶۸﴾ سماعہ بن مہران کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے سوال کیا اس قول خدا کے متعلق **من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم** اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا کپڑے پہناتے ہو اس کا کفارہ کس طرح ہے فرمایا جو کھانا تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو جو وہ ایک دن میں کھاتے ہیں اور سالن وہ مد ہے ہر مسکین کے لیے میں نے عرض کیا یا کپڑے پہناؤ فرمایا ہر ایک آدمی کے لیے دو کپڑے ہیں۔

﴿۱۶۹﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے سوال کیا اس قول خدا کے متعلق **من اوسط ما تطعمون اهليكم** اوسط درجے کا کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو فرمایا جو تمہارے گھر والوں کی قوت کے لیے ہے اور اس طاقت کے مطابق مد ہے میں نے عرض کیا یا کپڑے پہناؤ فرمایا اس سے مراد ایک کپڑا ہے۔

﴿۱۷۰﴾ ابراہیم بن عبدالحمید کہتے ہیں ابوابراہیمؑ سے میں نے سوال کیا دس مسکین کا کھانا یا ساٹھ مسکین کا کھانا کیا یہ ایک آدمی کے لیے جمع کیا جا سکتا ہے فرمایا سارا ایک کو نہیں دے سکتے ہو ایک ایک کو دو جیسا کہ اللہ نے فرمایا میں نے عرض کیا کسی رشتہ دار کو دے سکتے ہیں فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کیا کسی کمزور عورت کو دے سکتے ہیں جو رشتہ داروں میں سے نہ ہو غیر ہو فرمایا ہاں قریبی رشتہ دار اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔

﴿۱۷۱﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کفارہ قسم کی ادائیگی کے بارے میں کہ ہر ایک مسکین کے لیے ایک مد ہے اس قدر جس کی طاقت انسان رکھتا ہے۔ جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو اور فرمایا مد کھانا ہوگا اور سالن اور کھجور وغیرہ ہر ایک مسکین کے لیے یا کپڑے پہناؤ تو وہ دو کپڑے ہیں۔

﴿۱۷۲﴾ اور دوسری روایت میں ہے دو کپڑے ہر ایک کے لیے ہیں اور غلام کا آزاد کرنا کمزوروں سے ہے جو اس میں تم پر واجب ہوا ہے وہ اس میں غلام ہے۔

﴿۱۷۳﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا اس کے کفارہ کے بارے میں غلام آزاد کرنا ہے او **اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم** یا کھانا کھلاؤ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو اور اوسط سے مراد سرکہ زیتون کا کھانا ہے اور اس سے بہتر روٹی اور گوشت ہے اور صدقہ ایک مد ہے ہر مسکین کے لیے اور کپڑے دو ہیں اور جسے اس کے انجام

دینے کی طاقت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے۔ خدا فرماتا ہے فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ پس اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے اور روزہ اسی کے مطابق رکھے اور آزاد کرنا غلام کا کفارہ پالنے کا ہے اور نہیں ہے آزاد کرنا غلام کا قتل میں مگر وہ جسے توحید کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے۔

﴿۱۷۴﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قسم کے کفارہ میں فرمایا کہ دس مسکینوں کا کھانا ہے ہر مسکین کے لیے دو مد ہے مد کھانا (گندم) اور ایک مد باریک آٹا اور لپ بھر ہے یا کپڑے پہنانا ہر ایک انسان کے لیے دو کپڑے ہیں یا غلام کا آزاد کرنا ہے اور وہ اس میں اختیار رکھتا ہے ان تین میں سے جو دینا چاہے پس اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ اس کے بدلے میں تین روزے رکھے جو اس پر واجب ہیں۔ خدا فرماتا ہے صیام ثلاثة ایام تو وہ تین دن کے روزے ہیں۔

﴿۱۷۵﴾ ابوحمزہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا بے شک اللہ نے لوگوں کو تفویض کیا قسم کا کفارہ اسی طرح ہے جیسے امام کی طرف تفویض کیا محارب کے بارے میں کہ وہ اس سے جو چاہے کرے اور فرمایا ہر چیز قرآن میں ہے یا اس کے صاحب کو اس بارے میں اختیار ہے۔

کھانے کے بدلے تین روزے

﴿۱۷۶﴾ زہری کہتے ہیں علی بن حسینؑ نے صیام ثلثة ایام تین دن کے روزے قسم کے کفارہ میں واجب ہیں جب وہ کھانا دینے کی قوت نہ رکھتا ہو فرمایا فصیام ثلاثة ایام ایمانکم اذا حلفتم پس تین دن کے روزے رکھو یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے تم حلف اٹھا کر توڑ دو اور ہر ایک کو پے در پے رکھو اس کو الگ الگ نہیں رکھ سکتے ہو۔

﴿۱۷۷﴾ اسحاق بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب ان سے قسم کے کفارہ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ خدا فرماتا ہے فمن لم یجد فصیام ثلاثة ایام پس تم میں سے جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے تو اس کی حد کیا ہے کہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا پس وہ شخص کہ جو سوال کرتا ہے ایک کف کا اور وہ قوت نہیں رکھتا تو فرمایا کہ جس کے پاس اس دن کچھ نہ ہو وہ ان کو کھلانے کی طاقت رکھتا ہو وہ طاقت نہ رکھنے والا ہے اور فرمایا کہ وہ تین دن روزہ رکھے اور اس میں تفریق نہ کرے یعنی لگاتار رکھے۔

﴿۱۷۸﴾ ابوخالد قماط کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے قسم کے کفارہ کے بارے میں فرمایا جو کھانا دے سکتا ہو تو اس کے لیے کھانا ہے پس اس کے لیے روزہ نہیں ہے وہ دس مسکینوں کو کھانا دے مد اور مد کر کے پس اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تین دن کے روزے رکھے یا غلام آزاد کرے یا کپڑے دے اور کپڑے دو ہیں یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس کا عمل اس کے کفارہ کا بدلہ ہے۔

﴿۱۷۹﴾ ابوحمزہ نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا پس جو اس کی قوت نہیں رکھتا تو پس وہ تین دن کے روزے رکھے پے در پے اور کھانا تو وہ دس مسکینوں کو کھلائے مدمد کے حساب سے۔

﴿۱۸۰﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا صیام ثلاثة ایام تین دن کے روزے قسم کے کفارہ کے ہیں پے در پے رکھے ان کے درمیان میں فاصلہ نہیں ہے اور فرمایا تمام روزے فرق کرنے میں تو مگر تین روزے قسم کے کفارہ کے ہیں خدا فرماتا ہے صیام ثلاثة ایام تین دن کے روزے رکھو پے در پے ہیں لگاتار ہیں۔

شراب جوا سب حرام هیں

﴿۱۸۱﴾ ابوالحسن رضاؑ نے فرمایا میسر قمار بازی ہے۔

﴿۱۸۲﴾ ابوالحسن رضاؑ نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے بے شک شطرنج نرد اور چودہ والی کھیلیں اور اخروٹ کا کھیل بھی اس میں شامل ہے وہ سب میسر میں شامل ہیں۔

﴿۱۸۳﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ شراب خور کی صحبت میں مت بیٹھو اس لیے کہ لعنت جب نازل ہوگی تو تم تمام اہل مجلس پر عام ہوگی۔ اور اس گھر میں نماز جائز نہیں ہے جس کے اندر ایک برتن میں شراب رکھی ہوئی ہو اور اس کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے شراب کا پینا حرام ہے۔

ایک شخص نے حرمت خمر سے قبل شراب پی اس پر شراب کا ایسا نشہ طاری ہوا کہ وہ جنگ بدر کے مشرک مقتولین پر رونے لگ گیا اور ان کے حق میں شعر کہنے لگ گیا جب رسول اکرمؐ نے اس کا یہ حال دیکھا تو آپؐ نے فرمایا پروردگار اس کی زبان روک دے چنانچہ جب تک وہ ہوش میں نہ آیا اس وقت تک اس کی زبان بند رہی پھر اللہ کی طرف سے حرمت شراب کا واضح حکم نازل کر دیا۔ جب شراب کی حرمت مدینہ میں نازل ہوئی تو اس وقت اہل مدینہ کے گھروں میں کھجور کی شراب کے مٹکے بھرے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے صحابہ کو بلا کر اعلان کیا کہ اللہ نے شراب حرام کر دی ہے اس کا پینا ناجائز ہے لوگوں نے مٹکے گھروں سے نکالے اور دروازوں پر مٹکے توڑ کر شراب بہادی اور مدینہ کی گلیوں میں سیلاب دکھائی دینے لگا تھا۔

ایک شخص کے گھر میں منقیٰ اور شراب کی کھجور کا ایک مٹکا تھا اس نے بھی اپنا مٹکا توڑ دیا اور شراب ضائع کر دی اس دن کسی کے گھر میں انگور کے شیرے کی شراب موجود نہیں تھی اللہ نے شراب کو حرام کر دیا خواہ وہ قلیل مقدار میں ہو یا کثیر مقدار میں ہو اس کے ساتھ اللہ نے اس کی خرید و فروخت اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کو بھی حرام کر دیا اور رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص شراب پیئے اسے کوڑے مارو اگر وہ دوبارہ پیئے پھر بھی اسے کوڑے مارو اور پھر اگر تیسری بار بھی وہ شراب پی لے اور اسے گذشتہ سزا کی بھی پروانہ ہو تو اسے اس

دفعہ بھی کوڑے مارو یہ تین بار مکمل ہونے کے بعد اگر وہ چوتھی دفعہ پھر شراب پیتا ہے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

خدا فرماتا ہے اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ اپنی بات کو سمجھنے لگ جاؤ (نساء:۴۳) اس کے بعد اکثر صحابہ جو شراب کے عادی تھے شراب پینا چھوڑ گئے۔

﴿۱۸۴﴾ ابو صباح کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جب ان سے سوال کیا گیا نبیذ اور خمر دونوں ایک ہی زمرہ میں آتی ہیں فرمایا نہیں نبیذ خمر کی طرح نہیں ہے بے شک اللہ نے خمر شراب کو حرام کیا چاہے وہ کم ہو یا زیادہ جیسا کہ حرام کیا مردہ جانور کو اور خون اور خنزیر کے گوشت کو اور نبیؐ نے حرام کیا ہے مسکر کے پینے کو یعنی نشہ آور چیز کو اور اسے رسولؐ خدا نے حرام نہیں کیا بے شک اسے اللہ نے حرام کیا ہے میں نے عرض کیا کیا رسولؐ خدا اس طرح دیکھتے تو کس طرح شراب پینے والے کو مارتے تھے تو فرمایا مارتے تھے جوتوں کے ساتھ پاؤں کے ساتھ اور اس میں اضافہ کرتے تھے پینے والے کی سزا مکمل ہو جائے پھر اس میں اضافہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اسی (۸۰) پورے ہو جاتے یہ اشارہ ہے علیؑ کا اس بارے میں عمر پر۔

﴿۱۸۵﴾ عبداللہ بن جندب نے بیان کیا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا شطرنج بھی میسر ہے اور نرد بھی میسر ہے۔

﴿۱۸۶﴾ اسماعیل جعفی کہتے ہیں ابو جعفرؑ نے فرمایا شطرنج اور نرد میسر ہیں۔

﴿۱۸۷﴾ یاسر خادم رضاؑ کہتے ہیں میں نے ان سے میسر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا وہ ہر چیز سے وزنی ہے فرمایا خمز پست چیز ہے اور وزنی جو نکال دیتی ہے سختی و پستی کی طرف سے دراہم میں سے اور اس کے علاوہ سے۔

﴿۱۸۸﴾ ہشام کہتے ہیں ثقہ نے بیان کیا کہ ابوعبداللہ صادقؑ سے انہوں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ بیان ہے کہ خمر شراب و میسر و انصاب و ازلام سے خاص لوگ مراد ہیں فرمایا اللہ اس سے اپنی مخلوق میں سے بات ہی نہیں کرتا جس کو وہ سمجھ نہ سکتے ہوں۔

شراب خور کی سزا ۸۰ کوڑے

﴿۱۸۹﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا ایک دفعہ عمر بن خطاب کے زمانہ میں ان کے سامنے قدامہ بن مظعون لائے گئے اور بے شک اس نے شراب پی تھی اور اس پر گواہ و شاہد بھی گزر گئے تو انہوں نے علیؑ سے پوچھا تو آپ نے حکم دیا کہ اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں تو قدامہ نے کہا اے امیر المومنینؑ مجھے کوڑا نہیں لگنا چاہیے میں اس آیت کے ذیل میں آتا ہوں لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے عمل کیے ان پر جو کچھ وہ کھا پی چکے ہیں کچھ گناہ نہیں اس نے پوری آیت پڑھی تو علیؑ نے اس سے فرمایا جھوٹ بولتے ہو تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے کہ جو کچھ وہ کھائیں وہ ان کے لیے حلال ہے اور نہ وہ کھا سکتے ہیں اور نہ وہ پی سکتے ہیں مگر وہی جو ان کے لیے حلال ہے۔ ابن سنان نے کہا کہ ابو

عبداللہ صادقؑ نے اسی طرح بیان کیا اور اس میں یہ زیادہ ہے کہ نہیں کھا سکتے اور نہ پی سکتے ہو مگر جس کو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے پھر فرمایا کہ شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کھا رہا ہے اور کیا کر رہا ہے اس لیے اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ۔

﴿۱۹۰﴾ ابوربیع کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے شراب اور نبیذ کے بارے میں فرمایا نبیذ خمر کی طرح نہیں ہے بے شک اللہ نے حرام کی ہے شراب اور اس طرح کی چیزیں چاہے وہ اس سے کم پیئے یا اس سے زیادہ پیئے حرام ہے جیسا کہ حرام ہے مردہ جانور کا گوشت اور خنزیر کا گوشت اور رسولؐ خدا نے ہر نشہ آور چیز کو حرام کیا ہے پس یہ رسولؐ خدا نے حرام نہیں کیا بے شک اسے اللہ نے حرام کیا ہے میں نے عرض کیا کہ رسولؐ خدا شراب پینے والے کو کیسے مارتے تھے فرمایا اسے جوتوں سے مارتے تھے اور اضافہ کرتے تھے اور اس میں نقص نہیں ہے اور اس کے بعد لوگوں میں اضافہ کیا اور اس میں نقص نہیں ہے اور اس کی محدود اور حد نہیں ہے یہاں تک کہ علیؑ بن ابی طالب وقفہ کرتے تھے شراب پینے والے پر اسی (۸۰) کوڑے مارتے تھے اسی طرح قدامہ بن مظعون کو مارا فرمایا قدامہ نے کہا مجھ پر کوڑے نہیں ہیں میں اس آیت کے ذیل میں آتا ہوں لیس علی الذین آمنوا و عملو الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا و آمنوا ان پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اس کا کوئی گناہ ہے اس چیز کا جو کھا چکے جبکہ اس سے ڈریں اور ایمان لائیں تو اس سے کہا جھوٹ بولتے ہیں تم ان میں سے ہو بے شک وہ جو حرام نہیں پیتے ہیں پھر فرمایا علیؑ نے کہ بے شک شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا اور یہ قانون بنایا ہے اور رسولؐ خدا جب شرابی شراب پیتا تو اسے ضربیں مارتے پھر دوبارہ پیتا تو پھر مارتے تھے پھر جب تیسری دفعہ پیتا تو پھر اسے مارتے تھے ڈنڈا میں نے عرض کیا اگر کوئی شراب نبیذ پیئے جو مسکر نشہ آور تو اس میں کیا حکم ہے تو فرمایا اس کے لیے اسی (۸۰) کوڑے ہیں جب وہ تیسری دفعہ شراب پیئے تو اسے قتل کیا جائے گا اسی طرح شراب پینے والا قتل ہوگا میں نے عرض کیا بے شک جب شرابی شراب نبیذ مسکر نشہ آور ہو وہ مسکر ہے تو اس کے لیے کیا اسی (۸۰) کوڑے ہیں فرمایا نہیں ہے اس کے لیے سب مسکر چاہے زیادہ پی ہو یا کم ہو حرام ہے۔

شکار کے ذریعے آزمائش

﴿۱۹۱﴾ حریز کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص احرام کی حالت میں کبوتر مارے گا تو اس میں سے اسے ایک بکری دینا ہوگی اور اگر شتر مرغ مارے گا تو اس کے بدلے میں اونٹ دے گا۔ پس اگر زندہ توڑا تو اس کے بدلے میں اس کی قیمت طے ہوگی تو وہ ساری رقم درہم وغیرہ صدقہ دے گا مکہ میں اور منیٰ میں اس کے بارے خدا فرماتا ہے لِيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ تمہیں ضرور آزمائے گا اللہ شکار کے ساتھ جسے تمہارے ہاتھ لگتے ہیں زندہ اور شتر مرغ وَ رِمَاحُكُمْ اور تمہارے نیزے تو یہ مہات کبار ہیں۔

﴿۱۹۲﴾ سماعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں لیبلونکم اللہ شئی من الصید تمہیں ضرور اللہ آزمائے گا شکار کے ذریعے سے فرمایا اگران کیڑوں مکوڑے زہریلے پن سے خطرہ ہوتو کیونکہ وہ ہر مکان میں داخل ہوتے ہیں۔

﴿۱۹۳﴾ معاویہ بن عمار کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں لیبلونکم بشئی من ایدیھم و اماحکم تمہیں اس کے شکار کے ذریعے آزمائے گا جو تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی پہنچ میں ہوگا فرمایا کہ تمام جانور پرندے رسولؐ خدا کے لیے بھیج دیئے گئے تھے یہاں تک کہ ان کے ہاتھ اور نیزے ان کو پہنچ سکتے تھے یہ عمرہ حدیبیہ میں ہوا اسی سے اللہ نے ان کا امتحان لیا اور جب ان کی آوازیں بھی آتی ہیں۔

﴿۱۹۴﴾ اور روایت حلبی میں ہے کہ جانور و پرندے ان کے شکار کے لیے ہر مکان میں آ گئے تھے یہاں تک کہ وہ ان کے قریب ہو گئے کہ ان کی آواز سنتے تھے ان کے ہاتھوں اور نیزوں کی پہنچ میں تھے اور اللہ نے اسی سے ان کا امتحان لیا۔

احرام میں شکار نہ کرو

﴿۱۹۵﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ أَنْتُمْ حُرُمٌ ۚ وَ مَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ تم احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور تم میں سے کوئی جان بوجھ کر اس کو مار ڈالے گا تو اس کی مثل اس کی جزا ہے جس سے اس نے چوپاؤں سے مارا ہے فرمایا اگر اس نے چوپایا شکار کیا تو اس کے بدلے دنبہ ہے اور اس نے اگر بڑا جانور جنگلی گائے شکار کیا تو اس کے بدلے گائے ہے اور اگر اس نے شتر مرغ شکار کیا تو اس کے بدلے بکری ہے کعبہ میں ہی اس کا دینا واجب ہے وہاں اسے نحر کرے اگر حج کے ایام ہوں تو لوگوں کے ساتھ ہی نحر کرے اور اگر عمرہ کی حالت میں ہو تو مکہ میں نحر کرے اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اسے بعد میں خرید کر نحر کرے بے شک یہ اس کا بدلہ ہے۔

﴿۱۹۶﴾ ابوصباح کنانی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و من قتله منکم متعمداً فجزا مثل ما قتل من النعم اور جو مارے تم میں سے جان بوجھ کر تو اس کا بدل اسی کی مثل ہے چوپاؤں سے فرمایا ہرن کے بدلے میں بکری گورخر اور اسی جیسے کے بدلے میں گائے اور اگر شتر مرغ ہو تو اس کے بدلے میں دودھ دینے والی اونٹنی دی جائے اور گورخر جانور کے بدلے میں گائے اور شتر مرغ کے بدلے میں بھی یہی ہے۔

دو عادل

﴿۱۹۷﴾ ایوب بن نوح کہتے ہیں اور نعامہ کے بدلے دنبہ اور بقرہ کے بدلے گائے اور روایت حریز جو اس نے زرارہ سے نقل کی ہے کہ میں نے ابوجعفر باقرؑ سے اس قول خدا کے بارے میں سوال کیا يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ تم میں سے دو عادل حکم کریں گے

فرمایا عدل سے مراد رسولؑ خدا ہیں اور امام ان کے بعد ہے پھر فرمایا کہ جو ان کے بعد امام ہوگا۔

﴿۱۹۸﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے میں یحکم به ذوا عدل منکم تم میں سے دو عادل حکم کریں گے فرمایا یعنی دو شخص ایک ایک ہو کر یعنی رسولؑ خدا اور ان کے بعد امام ہے۔

﴿۱۹۹﴾ ابن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ کا دیات میں یہ فیصلہ ہے کہ جو بھی ان میں سے کسی کو زخم لگائے گا تو اس کے بدلے میں زخم ہے اس میں یہ حکم ہے کہ وہ تم میں عادل ہیں یعنی اس سے مراد امام ہے۔

﴿۲۰۰﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے سنا انھوں نے اس آیت کے بارے میں یحکم به ذوا عدل منکم تم میں سے دو عادل حکم کریں گے فرمایا یہ رسولؑ خدا ہیں اور ان کے بعد امام ہے پس جب وہ حکم کرتا ہے تو اس کا امام تو وہ اسی حساب میں ہوتا ہے۔

﴿۲۰۱﴾ زہری کہتے ہیں علی بن حسینؑ نے فرمایا روزہ شکار کے بدلے میں واجب ہے بے شک اللہ اس بارے میں فرماتا ہے و من قتله منکم متعمداً فجزاً مثل ما قتل من النعم یحکم به ذوا عدل هدیا بالغ او کفارة طعام مساکین او عدل ذلک صیاماً اور تم میں سے جو کوئی جان بوجھ کر اس کو مار ڈالے گا تو اس کے لیے اس کے مثل بدلہ ہے جس کو اس نے چوپاؤں سے مار ڈالا ہے جس کے بارے میں دو عادل حکم کریں گے قربانی ہے کعبہ کو پہنچنے والی یا کفارہ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے یا اس کے برابر روزے رکھنا ہیں۔ فرمایا اور قربانی کے برابر روزے کیسے رکھے جائیں گے امام نے فرمایا زہری تم اسے جانتے ہو میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہ اس کے لیے ہے جو شکار کرے پھر فرمایا پھر اس کی قیمت لگائی جائے گی کہ اس سے کتنا غلہ خرید اجاتا ہے پھر اس کے صاع (تین کلوگرام) بنائے جائیں گے اور صاع کے بدلے میں ایک روزہ اس کو رکھنا ہوگا۔

﴿۲۰۲﴾ داؤد بن سرحان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا من قتل من النعم جو چوپاؤں کو مارے گا اور وہ احرام کی حالت میں چوپائے کا فعل انجام دے تو اس کے لیے دنبہ ہے اور اگر جنگلی گائے ہو تو گائے اور اگر ہرن ہو تو بکری ہے یحکم به ذوا عدل منکم تم میں سے دو عادل حکم کریں گے فرمایا اس کے برابر ہے جو یہ حکم انہوں نے اس سے کیا ہے یا روزہ ہے۔ خدا فرماتا ہے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ قربانی کعبہ کو پہنچانی ہے اور روزے جب وہ قربانی حاصل نہ کر سکے تو اس کے بدلے تین روزے رکھے ترویہ کے دن سے پہلے کے دن ترویہ کے دن اور عرفہ کے دن۔

شکار کا کفارہ

﴿۲۰۳﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فی من قتل صیداً متعمداً جب وہ اس میں جان بوجھ کر شکار کرے فرمایا وہ احرام کی حالت میں ہو تو خدا فرماتا ہے فجزاً مثل ما قتل من انعم تو اس کا بدلہ اسی کی مثل چوپاؤں

میں سے ہے یحکم به ذوا عدل منکم هدیا بالغ الکعبه او کفاره طعام مساکین او عدل ذلک صیام تم میں سے دو عادل حکم کریں قربانی کعبہ کو پہنچائی ہے یا اس کا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا اس کے برابر روزے رکھنا ہے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب اس طرح کرے گا تو اس پر اس کا بدلہ ہے اور وہ قربانی ہے اور پھر اگر جانور کی قیمت بنائی جائے گی تو اس سے غلہ خرید کر مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے گا اور ہر مسکین کا کھانا ایک مد ہے تو اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو کہ وہ مساکین کو کھانا کھلا سکے تو اسے ہر مسکین کے کھانے کے بدلے ایک ایک روزہ رکھنا ہوگا۔

﴿۲۰۴﴾ عبداللہ بن بکیر کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے او عدل ذلک صیاماً یا اس کے برابر روزے ہیں فرمایا قربانی کی قیمت کا کھانا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر روزہ ہے کہ جو ہر ایک مد کے کھانے کے بدلے روزہ رکھے گا اگر مدوں کی تعداد دو ماہ سے بھی زیادہ ہو جائے تو اس سے زیادہ روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

﴿۲۰۵﴾ اور روایت محمد بن مسلم کہ انہوں نے امام باقرؑ یا صادقؑ سے قول خدا کے بارے او عدل ذلک صیاما یا اس کے برابر روزے رکھے فرمایا کہ جو اس کے برابر قربانی کا فدیہ نہ دے سکتا ہو اور اس کو دینے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ اس کے بدلے میں مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مسکین کے کھانے کے بدلے میں ایک ایک روزہ رکھے۔

﴿۲۰۶﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں دونوں میں سے ایک باقرؑ یا صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ اور جو اعادہ کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔ فرمایا ایک شخص نے حالت احرام میں ایک لومڑی کو پکڑا اور آگ اس کے چہرے کے قریب کی لومڑی آگ کو دیکھ کر چیختی چلاتی تھی اس کے ساتھیوں نے اسے اس حرکت سے منع کیا کچھ دیر کے بعد اس نے لومڑی کو چھوڑ دیا جب رات کو وہ شخص سو گیا تو اچانک ایک سانپ آیا اور وہ اس کے منہ میں داخل ہو گیا اس نے بھی اسی طرح چیخنا چلانا شروع کر دیا جس طرح وہ لومڑی چیختی تھی پھر کچھ دیر بعد سانپ اس کے منہ سے نکل کر چلا گیا اور دوسری روایت میں ہے کہ منہ سے نکل گیا۔

﴿۲۰۷﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا جو احرام کی حالت میں شکار کرے اور اس پر عمل کرے گا تو اس شکار کے بدلے میں اس پر صدقہ ہے مسکینوں کا پس اگر وہ دوبارہ شکار مارتا ہے تو اس کا بدلہ اس پر نہیں ہے خدا فرماتا ہے فینتقم الله منه جو اعادہ کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔

﴿۲۰۸﴾ اور روایت دوسری میں ہے حلبی کہتے ہیں امام نے فرمایا جو احرام کی حالت میں شکار کرے گا تو فرمایا اس پر کفارہ ہے پس اگر وہ دوبارہ شکار کرے گا تو وہ اس قول خدا کے زمرہ میں ہوگا فینتقم الله منه جو اعادہ کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اس پر کفارہ نہیں ہے۔

سمندری شکار حلال ہے

﴿۲۰۹﴾ حریز کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ تمہارے لیے دریا کا شکار یا سمندر کا حلال کر دیا ہے تم اس سے کھا سکتے ہو اور فائدہ حاصل کر سکتے ہو فرمایا مچھلی نمک لگی اس کا شکار کر سکتے ہو اور کھا سکتے ہو اور فرمایا اور اگر وہ پرندہ جو خشکی پر رہتا ہو اور خشکی پر انڈے دیتا ہو اور خشکی پر ہی بچے دیتا ہو تو وہ خشکی کے شکار میں شامل ہے اور وہ پرندہ جو خشکی پر ہوتا ہے اور پانی سمندر میں انڈے دیتا ہے اور پانی میں بچے دیتا ہے وہ بحر سمندر کا شکار ہے۔

﴿۲۱۰﴾ زید شحام کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں احل لكم صيد البحر و طعامه متاعاً لكم تمہارے لیے دریا کا شکار یا سمندر کا حلال کر دیا گیا ہے تم اس سے کھا سکتے ہو اور فائدہ حاصل کر سکتے ہو وللسيارة اور قافلہ کے لیے زادراہ بھی بنا سکتے ہو فرمایا اس سے نمک لگی خشک مچھلی کھا سکتے ہو اور جو تم نے زادراہ کے لیے لی ہے اور اگر وہ خشک نہیں ہیں تو وہ تمہارے استفادہ کے قابل ہیں وہ کھا سکتے ہو۔

بیت اللہ قائم دین قائم

﴿۲۱۱﴾ ابان بن تغلب کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا قول خدا کے بارے میں جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ پس اللہ نے کعبہ کو لوگوں کے قیام کرنے کے لیے بنایا ہے فرمایا اللہ نے اسے لوگوں کے دین کے قائم کرنے اور ان کی معاش کے قائم رہنے کا ذریعہ بنایا ہے یعنی بیت اللہ کی وجہ سے دین قائم ہے اور بیت اللہ کی وجہ سے ہی لوگوں کو رزق مل رہا ہے۔

زیادہ سوال کرنا منع ہے

﴿۲۱۲﴾ احمد بن محمد کہتے ہیں مجھے ابوالحسن رضاؑ نے ایک خط لکھا اور اس کے آخر میں لکھا کہ کیا تمہیں زیادہ مسائل پوچھنے سے روکا نہیں گیا مگر تم نے رکنے سے انکار کر دیا ہے خبردار اس سے پرہیز کرو تم سے پہلے بھی لوگ زیادہ مسائل پوچھنے کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ إِنْ تَسْئَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَ اللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ اے ایمان والو تم ان چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جو اگر تمہارے لیے ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری لگیں اور اگر تم ان کی نسبت سوال کرو جب قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تمہارے لیے ظاہر کر دی جائیں اللہ نے ان سے درگزر کیا اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ تم سے پہلے ایک قوم یہ باتیں پوچھ چکی ہے پھر اس کے ساتھ کفر کرنے والے ہو گئے۔

بحیرہ سائبہ وصیلہ حام کیا ہیں

﴿۲۱۳﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ اللہ نے نہیں بنایا ہے بحیرہ نہ سائبہ نہ وصیلہ نہ حام فرمایا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی اونٹنی ایک کے بعد دوسرا نر پیدا کرتی تھی تو وہ کہتے تھے اس نے وصال کیا ہے تو اسے ذبح کرنا حلال نہ سمجھتے تھے اور نہ ہی کھاتے تھے اور جب اونٹنی دس بچے دیتی تھی تو اسے سائبہ کہتے تھے نہ تو اسے حلال سمجھتے تھے اور نہ سوار ہوتے تھے اور نہ ہی اس سے کھاتے تھے اور حام اونٹنیوں کے سانڈ کو کہتے تھے پس اس اونٹ کو حلال نہ جانتے تھے اور نہ ہی اسے حلال سمجھتے تھے اسی بارے میں اللہ نے یہ نازل کیا کہ ان میں سے کوئی چیز بھی حرام نہیں ہے۔

بحیرہ: عربوں میں دستور تھا جب ایک اونٹنی ایک کے بعد دوسرے پانچ بچے دے دیتی تھی تو اگر پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس کو نحر کر کے عورتیں اور مرد مل کر کھا لیا کرتے تھے اور اگر وہ مادہ ہوتا تو اس کا کان چیر ڈالتے تھے کیونکہ اس کا گوشت عورتوں کے لیے حرام ہوتا تھا اور اگر وہ مر جاتی تو عورتوں پر بھی حلال ہو جاتی تھی اور بعض نے کہا کہ پانچواں اگر نر ہوتا تو اس کا کان چیرتے تھے پس نہ وہ نحر کیا جاتا اور نہ اس پر سواری کرتے تھے اسی طرح گھاس و پانی سے اسے کوئی نہ روکتا تھا اور اسے بحیرہ (کان چیرا) کہتے تھے۔

سائبہ: اس اونٹنی کو کہتے تھے جو دس بچے جن چکے پس اس پر سوار ہونا اور اس کو نحر کر کے گوشت کھانا حرام جانتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ عربوں میں دستور تھا کہ سفر سے واپسی یا بیماری سے صحت یا اس قسم کی حاجات کے لیے منت مانتے تھے کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو میری اونٹنی سائبہ ہوگی اس کو نہ گھاس پانی سے روکا جاتا تھا اور نہ اس کا گوشت وہ لوگ حلال سمجھتے تھے۔

وصیلہ: یہ ہے کہ اونٹنی جب اکٹھے دو بچے دیتی تھی تو وہ اپنا مال سمجھتے تھے اور جب نر بچہ جنتی تھی تو اپنے خداؤں کے لیے اس کو مخصوص کر دیتے تھے اور اگر ایک ساتھ نر و مادہ دو بچے جنتی تو کہتے تھے یہ مادہ اپنے بھائی کو ساتھ ملا لائی ہے پس اس نر کو خداؤں کے لیے مخصوص نہ کرتے تھے بلکہ خود کھا لیا کرتے تھے بعض نے اونٹنی کے بجائے بکری کا نام لیا۔

حام: نر اونٹ۔ عربوں کا دستور تھا کہ نر اونٹ کی نسل سے جب دس بطن پیدا ہو جاتے تو وہ اونٹ ان کا محترم ہو جاتا تھا نہ اس پر سواری کرتے تھے اور نہ ہی اس کا گوشت کھاتے تھے اور نہ اس کو گھاس پانی سے روکتے تھے پس خدا نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے کہ جنہوں نے یہ باتیں بنا رکھی ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔

﴿۲۱۴﴾ ابو ربیع کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا ابوعبداللہ صادقؑ سے سائبہ کیا ہے تو فرمایا وہ شخص جو غلام کو آزاد کرے یا پھر مجھ سے فرمایا جب وہ اس طرح ہو تو اس کے لیے کوئی میراث نہیں ہے کسی چیز میں اور نہ ہی اس کے لیے کوئی حد ہے اس سے کوئی چیز دے اور اس کے لیے گواہ ہوگا گواہی دینے کے لیے۔

﴿۲۱۵﴾ عمار بن ابواحوص کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا سائبہ کے بارے میں تو فرمایا اس کو قرآن میں دیکھو کہ اس میں ایک غلام آزاد کرنا ہے پس فرمایا اے عمار سائبہ وہ ہے جو ولا نہ رکھتا ہو کسی ایک کی بھی لوگوں سے مگر اللہ کی اور جو اللہ کی ولا ہے وہ رسولؐ خدا کی ولا ہے اور جو رسولؐ خدا کی ولا ہے وہ امام کی ولا ہے یہ امام کی طرف جائے گی اور اس کی میراث بھی ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ بحیرہ وہ ہے جب کسی اونٹنی کی بچی کے ہاں کوئی بچہ یا بچی پیدا ہو جاتی تھی تو اسے بحیرہ کہتے تھے بنا دیتے تھے۔

موت سے قبل وصیت و گواہ

﴿۲۱۶﴾ ابواسامہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا قول خدا کے بارے میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنَیْنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ آخَرَانِ مِنْ غَیْرِكُمْ اے ایمان والو تمہارے درمیان وصیت کے وقت تم میں سے دو عادل آدمیوں کی گواہی ہو جب تم میں سے کسی کو موت آ جائے یا تمہارے غیر سے دو آدمی ہوں فرمایا غیر کم سے مراد دو کافر ہیں اور ذوا عدل سے مراد مسلمان ہیں۔

﴿۲۱۷﴾ زید شحام کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں یا ایها الذین آمنوا شهادة بینکم اے ایمان والو تمہارے درمیان گواہی دیں الی آخر آیت اور آخران من غیر کم یا تمہارے غیر سے دو گواہی دیں فرمایا اس سے مراد کافر ہیں۔

﴿۲۱۸﴾ علی بن سالم کہتے ہیں ایک شخص نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں یا ایها الذین آمنوا شهادة بینکم اذا حضر احد کم الموت حین الوصیة اثنان ذوا عدل منکم او اخران من غیر کم اے ایمان والو تمہارے درمیان وصیت کے وقت تم میں سے دو عادل گواہ ہیں جب تم میں سے کسی کو موت آ جائے یا تمہارے غیر سے دو آدمی گواہ ہوں فرمایا اس سے مراد تم میں سے دو مسلمان گواہ ہو اور ان سے مراد جو غیر سے ہوں وہ اہل کتاب سے گواہ ہوں پس اگر اہل کتاب موجود نہ ہوں تو پھر مجوس سے ہوں گے بے شک رسولؐ خدا نے اہل مجوس سے بھی اہل کتاب جیسا جزیہ قبول کیا تھا۔ پس جب کوئی شخص سفر کے دوران مرنے لگے اور اسے گواہی کے لیے دو مسلمان گواہ نہ ملیں تو وہ دو اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنا لے جب وہ نماز سے فارغ ہو جائے پس ان سے اللہ کی قسم لے لے کہ وہ اپنی گواہی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں گے پھر اگر میت کے وارثوں کو اس میں کوئی شک ہو جائے کہ انہوں نے غلط گواہی دی ہے تو وہ اس کی جگہ دو اور گواہ پیش کریں اور وہ حلفی بیان دیں کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ درست ہے۔ خدا فرماتا ہے فَاِنْ عُثِرَ عَلٰى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا اِثْمًا پس اگر اس پر اطلاع پائی جائے کہ وہ دونوں پہلے والے گناہ کے مرتکب ہو گئے یعنی انہوں نے باطل گواہی دی تو ان کی گواہی معتبر نہیں رہی تو ان کی جگہ دو اور گواہ ہوں

گے۔ خدا فرماتا ہے فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا وَ مَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذاً لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس وہ دونوں اللہ کی قسم کھالیں کہ البتہ ہماری شہادت ان دونوں کی شہادت سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی ورنہ ہم ظالمین میں سے ہوں گے۔ پس جب یہ گواہی ہو تو پہلے گواہوں کی گواہی رد ہو جائے گی اور یہ گواہی قبول ہو جائے گی۔ خدا فرماتا ہے ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يَّأْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوْآ أَنْ تُرَدَّ أَيْمَان" بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ شہادت کو اس کے اصل طریق پر لایا ہے ان کی قسموں کے بعد قسم پھیری جائے گی۔

﴿۲۱۹﴾ ابن فضیل کہتے ہیں ابوالحسن رضاؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں اذا حضر احد کم الموت حین الوصیة اثنان ذوا عدل منکم او اخران من غیر کم اے ایمان والو تمہارے درمیان وصیت کے وقت تم میں سے دو عادل گواہ ہوں جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے یا تمہارے غیر سے آدمی گواہ ہوں فرمایا اس سے مراد مسلمان ہیں اور ان سے مراد جو غیر ہیں اہل کتاب ہیں پس اگر تم کو یہ اہل کتاب نہ مل سکیں تو پھر مجوس سے ہوں گے بے شک رسولؐ خدا نے ان سے بھی اہل کتاب کا طریقہ رکھا تھا اور جب کوئی شخص مسلمانوں سے سفر کے دوران موت کو قریب پائے تو وہ دو مسلمانوں کو طلب کرے اس کی گواہی کے لیے جو وہ وصیت کر رہا ہو پس اگر مسلمان نہ مل سکیں تو پھر دو آدمی اہل کتاب میں سے گواہ بنائے حمران کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا ان غیر گواہوں سے مراد اہل کتاب والے ہیں اور بے شک کسی مسلمان آدمی کو سفر کے دوران کسی علاقے میں موت قریب نظر آئے تو وہ دو مسلمانوں کو طلب کرے کہ وہ اس کی وصیت کے گواہ ہوں پس اگر وہ مسلمانوں کو نہ پا سکے تو اس کی گواہی کے لیے دو ذمی اہل کتاب سے گواہ ہوں گے جو ان میں قابل اعتماد ہوں گے۔

یوم جمع سوال ہو گا

﴿۲۲۰﴾ یزید کناسی کہتے ہیں میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرے گا پس وہ کہے گا کہ تم کو کیا جواب دیا گیا تو وہ کہیں گے کہ ہمیں کوئی علم نہیں ہے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن انبیاء سے پوچھے گا کہ تمہاری امتوں نے تمہارے اوصیاء سے کیا سلوک کیا تھا تو وہ جواب میں کہیں گے اللہ ہمیں کوئی علم نہیں کہ ہمارے بعد انہوں نے ان سے کیا سلوک کیا ہے۔

حواریوں کو وحی

﴿۲۲۱﴾ محمد بن یوسف صنعانی کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں اِذْ

اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی فرمایا یہ وحی الہام کے معنی میں ہے یعنی جب میں نے ان کو الہام کیا۔

مائدہ کا نزول آسمان

﴿۲۲۲﴾ یحییٰ حلبی کہتے ہیں قول خدا کے بارے میں ھَلۡ یَسۡتَطِیۡعُ وَ رَبُّکَ کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے کہا اس کی قرات ھل نستطیع ایک یہ بھی ہے یعنی اس کا معنی یہ ہے کہ کیا آپ اپنے رب سے ہم پر آسمانی خواں دعا کے ذریعے منگوا سکتے ہیں۔

﴿۲۲۳﴾ عیسیٰ علوی کہتے ہیں میرے والد نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ وہ جو مائدہ خوان نازل ہوا تھا بنی اسرائیل پر وہ سونے کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا اس میں نو مچھلیاں اور نو روٹیاں تھیں۔ اخونہ خوان کی جمع ہے اس سے مراد کھانے والا کھانا ہے اور بعض نے کہا کہ سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں۔

﴿۲۲۴﴾ فیض بن مختار کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جب عیسیٰؑ پر مائدہ نازل ہوا تو حواریوں نے کہا ہم اس وقت تک اس سے نہ کھائیں گے جب تک اس کی اجازت نہ دیں گے اور کچھ لوگوں نے اس سے کھالیا تو بعض حواریوں نے کہا اے روح اللہ کہ اس سے فلاں نے کھالیا ہے تو ان سے عیسیٰؑ نے کہا کیا تم نے کھایا تو انہوں نے کہا نہیں تو حواریوں نے کہا بلی واللہ اے روح اللہ بے شک انہوں نے اس سے کھایا ہے تو ان سے عیسیٰؑ نے فرمایا تمہارے بھائی نے سچ کہا اور تیری آنکھ نے جھوٹ کہا۔

﴿۲۲۵﴾ عیسیٰ علوی کہتے ہیں میرے باپ نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا مائدہ کھانا جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا اس کی زنجیریں سونے کی تھیں جن سے بندھا ہوا تھا تو اس میں نو رنگوں کا کھانا تھا یعنی نو قسم کا کھانا تھا بعض نے کہا کہ نو قسم کی مچھلیاں تھیں۔

﴿۲۲۶﴾ فضیل بن یسار کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے فرمایا بے شک عیسیٰؑ کی قوم و امت جس نے ان سے سوال کیا مائدہ کے نزول کا وہ خنزیر بن گئے اور جو اس پر ایمان نہ لائے تو اللہ نے ان کو خنزیر بنا دیا۔

﴿۲۲۷﴾ عبدالصمد بن بندار کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسنؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ وہ اس قوم سے خنزیر بن گئے جو ان میں سے موٹے تھے انہوں نے مائدہ کو جھٹلایا پس وہ خنزیر بن گئے رسول اکرمؐ سے پوچھا گیا مسخ شدہ جانوروں سے تو فرمایا وہ تیرہ جاندار مسخ شدہ ہیں اور ان میں خنزیر بھی شامل ہے۔ انہوں نے آسمانی خواں کے نازل ہونے کے بعد اس سے کفر و انکار کیا تھا۔

میں اور میری ماں اللہ کی عبادت کرتے ہیں

﴿۲۲۸﴾ ثعلبہ بن میمون کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے میں جو اللہ نے عیسیٰؑ سے کہا ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ وَ اُمِّیَ اِلٰـہَیۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ کیا تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ تم خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنا

لوفرمایا یہ ان سے نہیں کہا اور عنقریب اللہ ان سے پوچھے گا بے شک اللہ جب کسی چیز کے بارے یقینی امر کی خبر دیتا ہے تو اس طرح کی خبر دیتا ہے تو ان کی خبر اس طرح تھی۔

﴿۲۲۹﴾ سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا کہ اللہ عیسیٰؑ سے بات کر چکا اأنت قلت للناس اتخذونی و امی الهین من دون الله کیا تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ تم لوگ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو اللہ نے یہ بات کی ہے فرمایا بے شک اللہ جب کسی چیز کے بارے یقینی امر کی خبر دیتا ہے اور قصہ بیان کرتا ہے تو بھی اسے اسی طرح ہی بیان کرتا ہے۔ مستقبل کی جگہ ماضی کا ذکر کرتا ہے۔

عیسیٰؑ دلوں کے راز جانتے تھے

﴿۲۳۰﴾ جابر جعفی کہتے ہیں امام باقرؑ نے اس آیت کی تفسیر کے متعلق مَافِیْ نَفْسِیْ وَ لَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ جو کچھ میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تو چاہتا ہے وہ میرے علم میں نہیں ہے بے شک تو تمام نبیوں کا جاننے والا ہے تو فرمایا اسم اعظم کے تہتر (۷۳) حروف ہیں تو ان میں سے ایک حرف کو اللہ نے اپنے پاس رکھا ہے پس اسی وجہ سے کسی کو اسی ایک کا علم نہیں جو اللہ کے پاس ہے اللہ نے آدمؑ کو بہتر (۷۲) حروف عطا کیے تھے جو بطور میراث انبیاء عیسیٰؑ تک منتقل ہوتے رہے اور اسی کے متعلق عیسیٰؑ نے کہا تَعْلَمُ مَا فِیْ نِفْسِیْ جو کچھ میرے دل میں ہے تو جانتا ہے یعنی بہتر (۷۲) اسم اعظم کے حروف جو میرے پاس موجود ہیں اور کہا کہ وہ بھی تو نے ہی مجھے تعلیم کیے ہیں و لا اعلم ما فی نفسک اور جو کچھ تیرے پاس ہے میں اسے نہیں جانتا کہا وہ مخصوص علم جو تیری خلق سے متعلق ہے وہ صرف تیرے پاس ہے اور کسی ایک کو بھی اس کا علم نہیں ہے جو تیرے پاس ہے۔

اسم اعظم

﴿۲۳۱﴾ عبداللہ بن بشیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ کے پاس دو حروف تھے کہ جس پر وہ عمل کرتے تھے اور موسیٰؑ کے پاس چار حرف تھے اور ابراہیمؑ کے پاس چھ حرف تھے اور نوحؑ کے پاس آٹھ حرف تھے اور آدمؑ کے پاس پچیس (۲۵) حرف تھے اور یہ تمام کے تمام رسولؐ خدا کے پاس ہیں بے شک اللہ کے اسم اعظم تہتر (۷۳) ہیں اور رسولؐ خدا کے پاس بہتر (۷۲) حرف ہیں اور ایک حجاب میں رکھا گیا ہے جو اللہ سے مخصوص ہے۔ (بعض تفسیروں میں عبداللہ بن قیس ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دو نام کے لوگ ہوئے ہیں۔ ایک کا نام عبداللہ بن قیس اشعری ہے اور دوسرے کا نام عبداللہ بن قیس ماصر ہے اور یہ دونوں ابوعبداللہ کے راویوں میں سے نہیں ہیں۔)

سورۃ انعام

﴿۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا بے شک سورۃ انعام ایک دفعہ نازل ہوئی ہے اور اس کی تشیع ستر

ہزار ملائکہ نے کی یعنی مشایعت میں ستر ہزار ملائکہ تھے جس وقت یہ رسولؐ خدا پر نازل ہوئی پس اس وقت اس کی تعظیم واحترام کرو پس بے شک اس میں اللہ کا اسم نام ستر مقام پر موجود ہے اور اگر لوگوں کو اس سورۃ کے پڑھنے کے ثواب اور اس کی فضیلت کا علم ہو جاتا تو وہ اس کو کبھی نہ چھوڑتے۔ پھر ابو عبداللہ صادقؑ نے کہا کہ جو کوئی اس سورۃ کو اپنی حاجات کے قبول ہونے کے لیے چار رکعت میں فاتحہ الکتاب اور انعام پڑھے تو جب ان کی قرائت سے فارغ ہو جائے تو کہے **یا کریم یا کریم یا کریم یا عظیم یا عظیم یا عظیم یا اعظم من کل عظیم یا سمیع الدعا یا من لا تغیرہ الایام و اللیالی صل علی محمد و آل محمد و ارحم ضعفی و فقری و فاقتی و مسکنتی فانک اعلم بھا منی و انت اعلم بحاجتی یا من ارحم الشیخ یعقوبؑ حین رد علیہ یوسفؑ قرۃ عینہ و من رحم ایوبؑ بعد حلول بلائہ یا من رحم محمداً و من الیتم آواہ و نصرہ علی جبابرۃ قریش و طواغیتھا و امکنہ منھم یا مغیث یا مغیث یا مغیث** اے زیادہ کرم کرنے والے اے زیادہ کرم کرنے والے اے زیادہ کرم کرنے والے اے زیادہ عظمت والے اے زیادہ عظمت والے اے زیادہ عظمت والے اے ہر عظیم سے زیادہ عظیم تر اے دعا و مناجات کے سننے والے اے وہ جس کے سوا اور کوئی دنوں اور راتوں کو نہیں بدل سکتا محمدؐ و آلِ محمد پر درود ہو اور میری ضعیفی و محتاجی و مسکینی پر رحم فرما بے شک تیری ذات مجھ سے زیادہ جاننے والی ہے۔ تو ہی میری حاجتوں سے آگاہ ہے اے وہ ذات جس نے شیخ بزرگ یعقوبؑ پر یوسفؑ کو پلٹا کر اس وقت رحم فرما کر ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی اے وہ ذات جس نے ایوبؑ پر مصائب کو ختم ہونے کے بعد رحم فرمایا اے وہ ذات جس نے حضرت محمدؐ پر یتیمی کے وقت جابر ظالم سرکشوں متکبرین قریش سے بچا کر مدد فرمائی اے فریاد سننے والی ذات اے فریاد سننے والی ذات اے فریاد سننے والی ذات۔ پس جو بھی ایک دفعہ کہے کہ میری جان تیرے قبضہ میں ہے اگر اس کے ذریعہ سے اللہ سے دعا کرے نماز کے بعد جو اس نے اس وقت نماز ادا کی ہو اس سورۃ کے پڑھنے کے پیچھے پھر سوال کرے اپنی تمام حاجات کو تو اس میں بخل نہ ہوگا اور نہ عطا کرنے میں کوئی رکاوٹ ہوگی اگر اللہ نے چاہا تو پوری ہوگی۔

﴿۲﴾ ابو صالح کہتے ہیں ابن عباس نے کہا کہ جو کوئی بھی سورۃ انعام کو ہر رات میں پڑھے گا تو وہ قیامت کے دن امنین سے ہوگا اور وہ جہنم میں کبھی بھی نہیں داخل ہوگا۔

﴿۳﴾ اور ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ سورۃ انعام ایک دفعہ ساری نازل ہوئی ہے تو اس کی مشایعت ستر ہزار ملائکہ نے کی جس وقت یہ محمدؐ پر نازل ہوئی لہٰذا تم اس کی تعظیم و احترام کرو اس میں بے شک اللہ کا نام ستر مقامات پر آیا ہے اور اگر لوگوں کو اس کے پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ اسے کبھی بھی ترک نہ کریں گے۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ جو اس سورۃ کی تلاوت کرے گا تو ستر ہزار فرشتے قیامت تک اس کے لیے تسبیح و استغفار کریں گے۔

سورۃ انعام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سہارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا خاص فیض رساں ہے

آسمان و زمین میں روشنی و اندھیروں کا خالق

(۴) جعفر بن احمد کہتے ہیں عمرکی بن علی نے کہا کہ عبیدی نے کہا کہ یونس بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ علی بن جعفر نے کہا کہ ابوابراہیمؑ نے کہا کہ ہر نماز کے لیے دو وقت ہیں وقتوں میں سے یوم جمعہ جمعہ کا وقت سورج کے زوال کا وقت ہے پھر اس آیت کی تلاوت کی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اندھیروں اور روشنی کو بنایا یعنی دن اور رات بنائے پھر جو کافر ہوئے وہ اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں فرمایا یعدلون برابر ٹھہراتے ہیں اندھیرے اور روشنی کے درمیان اور جور وعدل کے درمیان۔

موتیں دو ہیں

(۵) مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں ثُمَّ قَضٰی اَجَلاً وَ اَجَلٌ مُسَمًّی عِنْدَهٗ پھر اس نے ایک اجل مقرر کی اور ایک اجل مسمیٰ ہے۔ فرمایا اجل غیر مسمیٰ وہ خدا کی مرضی پر موقوف ہے وہ اسے آگے پیچھے کر سکتا ہے اور اجل مسمیٰ (مقرر کردہ مدت) جس کا فیصلہ شب قدر میں کیا جاتا ہے جو ایک سال کے لیے ہے یہ اسی کی مثل ہے پس خدا اس بارے میں فرماتا ہے اِذَا اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (اعراف:۳۴) اور جب ان کی معیاد مکمل ہو جاتی ہے تو وہ نہ ساعت پیچھے ہو سکتی ہے اور نہ ہی آگے ہو سکتی ہے۔

(۶) حمران کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے میں سوال کیا ثم قضی اجلا و اجل مسمّٰی عنده پھر اللہ نے تمہارے لیے ایک مدت مقرر کی ہے اور ایک طے شدہ مدت اس کے پاس ہے فرمایا مقرر شدہ مدت سے مراد وہ وقت ہے جسے ملک الموت کے لیے شب قدر میں مقرر کیا گیا ہے اور اسی کے متعلق خدا فرماتا ہے اذا جاء اجلهم فلا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون اور جب ان کی معیاد مکمل ہو جاتی ہے تو نہ وہ ساعت پیچھے ہو سکتی ہے اور نہ ہی آگے ہو سکتی ہے۔ فرمایا اور وہ ہے جو ملک الموت کے لیے شب قدر میں مقرر ہوتی ہے اور اس میں دوسری میں اس کی مشیت شامل ہے کہ وہ اس سے پہلے کرے یا بعد میں۔

(۷) حمران کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا قول خدا کے بارے میں قضی اجلا و اجل مسمی پھر اللہ نے تمہارے لیے ایک مدت مقرر کی اور ایک طے شدہ مدت فرمایا کہ موتیں اجل دو ہیں اجل موقوف وہ جو خدا کی مشیت پر موقوف ہے اور

اجل محتوم ہے۔

﴿۸﴾ اور دوسری حمران کی روایت میں ہے کہ امام نے فرمایا وہ اجل جو غیر مسمیٰ ہے وہ وہی اجل موقوف ہے کہ اللہ جسے چاہے آگے لے آئے اور جسے چاہے پیچھے کر دے اور پھر اجل مسمیٰ وہ ہے جس کے بارے میں فیصلے شب قدر کو کر دیئے جاتے ہیں۔

﴿۹﴾ حسین کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے متعلق قضى اجلا و اجل مسمىٰ عنده پھر اللہ نے تمہارے لیے ایک مدت مقرر کی اور ایک طے شدہ مدت جو اس کے پاس ہے فرمایا اجل جو پہلی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک وہ مدت ہے جو خدا و ملائکہ اور رسولوں اور انبیاء کو بتاتا ہے اور اجل مسمیٰ وہ مدت ہے جو صرف اللہ کے پاس ہے اور مخلوق سے اس کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

وضاحت: خدا نے ہر انسان کے لیے دو طرح کی اجل مقرر کی ہے ایک اجل مقضی اور دوسری اجل مسمیٰ۔ پہلی کو قضائے محتوم و مبرم بھی کہتے ہیں اور دوسری کو قضائے غیر مبرم محتوم کہتے ہیں اور اسے موقوف بھی کہتے ہیں اور محتوم اجل کی خبر اللہ اپنے انبیاء و حجتوں کو دیتا ہے اور دوسری وہ ہے جس کا علم اللہ نے کسی کو نہیں زیادہ اس کے پاس موجود ہے۔ اللہ نے ہر انسان کے لیے ایک میعاد زندگی مقرر کیا کہ فلاں شخص کی مثلاً پچاس سال زندگی ہے نہ وہ اس سے کم ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ یہ ہے اجل مقضی اور اجل محتوم اور اپنی حکمت شاملہ سے یہ بات بھی مقرر کر دی ہے کہ اگر اس نے صدقہ یا دعا یا کوئی صلہ رحمی وغیرہ کی تو اس کی عمر میں اتنے سال بڑھا دیئے جائیں گے اور اگر اس نے بدکاری یا شراب نوشی وغیرہ کی تو اس کی عمر اس قدر کم کر دی جائے گی اس کا نام اجل مسمیٰ ہے اس کا علم سوائے خدا کی ذات کے اور کسی کو نہیں ہوتا وہ جس قدر کم و بیش کرے اس کے اختیار میں ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ ہر انسان کو دو موتیں ہیں ایک ولادت سے موت تک اور دوسری موت سے حشر تک یعنی ایک موت زندگی کی اور ایک موت برزخ کی۔ اگر نیک ہوگا تو کچھ حصہ اس کا زندگی کی موت میں شامل ہوگا اور اس کی عمر لمبی ہوگی اور اگر بدکار ہوگا تو اس کی زندگی کا ایک حصہ برزخ کی اجل میں ملا دیا جائے گا اور اس کی عمر کم ہو جائے گی خدا نے اپنی بنائی ہوئی چیز کی ایک گارنٹی مقرر کی ہے جس کو وہ خود جانتا ہے اور اس کا نام اجل مقضی ہے یا اجل محتوم ہے اور اسباب خارجیہ سے اسی میں کمی و بیشی کا نام اجل مسمیٰ ہے۔ دوسری جگہ خدا فرماتا ہے وما یعمر من معمر و لا ینقص من عمره الا فی کتاب کسی کی عمر نہیں بڑھائی جاتی اور نہ کم کی جاتی ہے مگر یہ کہ وہ کتاب میں موجود ہے اور اجل محتوم کا علم خدا بعض دفعہ انبیاء و اولیاء کو عطا کرتا ہے لیکن اجل مسمیٰ کا علم صرف خدا کی ذات کے پاس ہی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے ایک دفعہ ایک شخص کی موت کی خبر دے دی تھی مگر وہ اس وقت نہ مرا تو اس سے معلوم کیا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے تو اس نے جواب دیا صدقے کا، جس کی وجہ سے اس کی موت کے بجائے عمر میں اضافہ ہو گیا ایک مدت جو مقرر کی ہے یہ ہر آدمی کی عمر ہے جس کے بعد دنیا سے اٹھا لیا جائے گا اور ایک اور مقررہ مدت یہ تمام نوع انسانی کے دور بقا کی مدت ہے جس کے بعد قیامت آئے گی پہلی عمر اور اس کا انجام ہر شخص کے مشاہدے میں ہے اس سے دوسری مدت اور اس کے انجام کا بھی یقین کرنا چاہیے مگر انسان اس غیب کے

ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور اس میں شک کرتا ہے اسی پر خدا نے سرزنش کی ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ انسان کی موت کی مدت اس کے مرنے کا وقت ہے اور اس کی زندگی کی مدت اس کی زندگی کا وقت ہے۔ خدا فرماتا ہے پس جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو وہ ایک لحہ پیچھے نہیں رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور اگرچہ انسان بستر موت پر طبعی موت مرے یا قتل کر دیا جائے تو وہ اس کی موت کا وقت ہے اور کبھی یہ بھی درست ثابت ہوتا ہے کہ مقتول کو اگر قتل نہ کیا جائے تو وہ اپنی اسی ساعت کے مطابق مرتا ہے اور کبھی یہ بھی درست ہوتا ہے کہ اگر وہ قتل نہیں کیا جاتا تو زندہ رہتا ہے اور زندگی و موت کا علم ہم کو نہیں ہے اور اگر کوئی گروہ ایک ہی وقت میں قتل کر دیا جائے تو یہ کہنا مناسب ہوگا کہ وہ اپنے مقررہ وقت پر مر گئے اور بے شک اگر وہ قتل نہیں کیے جاتے تو البتہ وہ اسی وقت مر جاتے جس طرح یہ کہنا درست ہے کہ ان سب پر وباء نازل ہوتی پھر ایک ہی لمحے میں مر جاتے اور یہ کہنا درست نہیں کہ وہ وقت مقررہ کے بغیر مر گئے انسان کی اجل کا وقت مقرر ہے جس کا علم اللہ کو ہے جس وقت وہ مر جائے گا یا قتل کر دیا جائے گا ہر شخص کی نگہبان اس کی موت ہے۔ علیؑ سے کہا گیا کہ آپ لڑائی کے سخت وقت میں خوف نہیں کرتے تو فرمایا مجھے کسی چیز کا خوف نہیں ہے بے شک کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ دو مؤکل فرشتے نہ ہوں کہ وہ کنویں میں گر جائے یا کوئی جانور اس کو نقصان پہنچائے یا پہاڑ گرا دیا جائے یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت آ جائے تو وہ اس کے درمیان سے جدا ہو جاتے ہیں۔ انسان کی رات کی نیند کو بھی موت کہا گیا ہے گویا کہ انسان ہر روز مرتا اور زندہ ہوتا ہے پھر جب فیصلہ کن موت آتی ہے تو وہ اسے برزخ تک لے جاتی ہے جسے ہم قبر کہتے ہیں خدا فرماتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء و ثبت (رعد: ۳۹) اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ثابت کر دیتا ہے۔

مشتبہ کرتے ہیں

﴿۱۰﴾ عبداللہ بن یعقوب کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ شبہ میں یہ مبتلا ہے کہ اللہ پر شبہ نہیں ہے بے شک خدا فرماتا ہے وَ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُوْنَ اور ضرور ہم ان پر مشتبہ کر دیتے وہ چیز جس کو خلط ملط کرتے ہیں۔

خدا کی کوئی تشبیہ نہیں

﴿۱۱﴾ ہشام مشرقی کہتے ہیں کہ ابوالحسن رضاؑ خراسانی نے مجھے ایک خط لکھا کہ اس میں ایک شخص نے سوال کیا توحید کے معنی سے تو مجھ سے فرمایا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو مجھ سے فرمایا کہ تم مجھے آگاہ کرو کہ اللہ وہ شے ہے یا وہ لاشے ہے تو میں نے عرض کیا کہ اللہ نے اپنی ذات کو شے ثابت کیا ہے وہ فرماتا ہے قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ تم پوچھو کہ گواہی میں بڑھ کر کون سی شے ہے تو تم خود کہہ دو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اب میں کہتا ہوں کہ وہ دوسری اشیاء کی طرح شے نہیں ہے اس لیے کہ نفی شیعیت میں اس سے اس کا بطلان اور نفی ہے یا کہا جائے گا کہ بے شک اللہ جسم ہے تو کہا کہ اس طرح تو اس میں کمزوری ہوگی اگر کہا جائے کہ بے شک اللہ جسم ہے وہ بے شک اجسام کی طرح نہیں ہے اور نہ ہی اس کی تشبیہ کسی شے سے دی جا سکتی

ہے اس کی مخلوقوں میں سے پھر فرمایا بے شک لوگ توحید کے متعلق تین مذہب رکھتے ہیں۔ ایک مذہب نفی اور دوسرا مذہب تشبیہ اور تیسرا مذہب اثبات بغیر تشبیہ پس مذہب نفی جائز نہیں ہے اور مذہب تشبیہ وہ بھی جائز نہیں ہے اور بے شک اللہ کسی شے کی تشبیہ نہیں ہے اور تیسرا طریقہ بلاتشبیہ اثبات کا ہے اور واضح راستہ ہے اور یہ ثابت ہے اس میں وہ کسی شے کی تشبیہ نہیں ہے اور جیسا کہ کسی ایک انسان کی صفت بیان کی جائے نہیں ہے وہ بے نیاز ہے نور ہے۔

قرآن ڈرانے کے لیے ہے

﴿۱۲﴾ زرارہ اور حمران کہتے ہیں کہ ابو جعفر باقرؑ اور ابو عبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ اور میری طرف سے اس قرآن کی وحی کی گئی تا کہ میں تمہیں اس سے ڈراؤں اور جس تک یہ پیغام پہنچے فرمایا اس سے مراد آئمہ ہیں جو رسولؐ کے بعد ہیں اور وہ اس سے لوگوں کو ڈراتے ہیں۔

﴿۱۳﴾ ابو خالد کابلی کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے عرض کیا اس قول خدا کے بارے میں و اوحی الی هذا القرآن لانذر کم به و من بلغ اور اس قرآن کی میری طرف وحی کی گئی تا کہ میں اس سے ان کو ڈراؤں اور جس تک میرا پیغام پہنچے حقیقت اس شے کی کیا ہے کہ جو من بلغ فرمایا کہ یہ پیغام پہنچانا فرمایا ان اماموں کے ذمہ ہے جو ان کی ذریت سے اوصیاء ہوئے ہیں پس وہ اس قرآن کے ذریعے اسی طرح ڈراتے آگاہ کرتے ہیں جس طرح رسولؐ اللہ کرتے تھے۔

﴿۱۴﴾ عبداللہ بن بکیر کہتے ہیں محمد نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے لانذر کم به و من بلغ تا کہ میں اس سے ان کو آگاہ کروں اور جس تک میرا پیغام پہنچے فرمایا علیؑ ہیں کہ جو یہ پیغام پہنچاتے ہیں۔

﴿۱۵﴾ ہشام بن سالم کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ قیامت کے دن اتنی معافی دے گا جس کا تصور کسی کے دل میں ایک بال کے برابر بھی نہ ہوگا یہاں تک کہ اہل شرک یہ کہیں گے وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم مشرک نہیں ہیں۔

قرآن میں شرک کرنے والے کو علیؑ کے جوابات

﴿۱۶﴾ معمر سعدی کہتے ہیں کہ ایک شخص علیؑ کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنینؑ مجھے اللہ کی نازل کردہ کتاب میں شک پیدا ہو گیا ہے تو علیؑ نے اس سے فرمایا تیری ماں تجھ کو روئے تو نے کس طرح اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں شک کیا ہے اس شخص نے کہا کہ میں نے کتاب کے بعض حصوں کو بعض کی تکذیب کرتے ہوئے پایا پھر میں اس میں کس طرح شک نہ کروں تو علیؑ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے ایک دوسرے کی تکذیب نہیں کرتا لیکن تجھے رزق عقل نہیں دی گئی جس سے تو فائدہ

اٹھاتا تو بتا تجھ کو اللہ کی کتاب میں کیا شک ہوا ہے تو اس شخص نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اللہ فرماتا ہے یوم یقوم الروح و الملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمن و قال صوابا (نبأ:۳۸) جس دن روح (جبرائیل) اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے اس دن کوئی بات نہیں کر سکے گا مگر جس کو انتہائی مہربان اللہ اجازت دے گا اور درست بات کہے گا اور اس نے کہا ان کو بولنے کی اجازت دی گئی تو اللہ فرماتا ہے وہ کہنے لگا و اللّٰہ ربنا ما کنا مشرکین (انعام:۲۳) اور اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم مشرک نہیں ہیں اور فرماتا ہے ثم یوم القیامة یکفر بعضکم ببعض و یلعن بعضکم بعضا (عنکبوت:۲۵) پھر قیامت کے دن تم میں سے ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور وہ فرماتا ہے ان ذلک لحق تخاصم اهل النار (ص:۶۴) بے شک اہل جہنم کا آپس میں جھگڑنا بالکل درست ہے اور یہ بھی فرماتا ہے لا تختصموا لدی و قد قدمت الیکم بالوعید (ق:۲۸) میرے سامنے جھگڑا نہ کرو اور میں نے پہلی ہی وعید (عذاب) کی خبر دے دی تھی اور وہ فرماتا ہے الیوم نختم علی افواههم و تکلمنا ایدیهم و تشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون (یٰسین:۶۵) آج ہم ان کے لبوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کے متعلق جو وہ کرتے رہے ہیں کبھی وہ خبر دیتا ہے کہ وہ کلام کریں گے اور کبھی خبر دیتا ہے کہ وہ بات نہیں کریں گے مگر جس کو رحمان اجازت دے اور یہ درست بات کہے گا اور کبھی یہ کہتا ہے کہ مخلوق گفتگو نہیں کرے گی اور ان کی گفتگو کے بارے میں کہتا ہے قسم خدا کی وہ ہمارا رب ہے ہم مشرک نہیں ہیں اور کبھی یہ بتاتا ہے کہ وہ جھگڑا کرتے ہیں پھر اے امیر المومنینؑ یہ کس طرح ہو سکتا ہے اور میں کس طرح شک نہ کروں اس بارے میں جو آپ سن رہے ہیں تو علیؑ نے اس سے فرمایا پس یہ سب اس دن کے مختلف اوقات و مقامات میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اور اللہ اس دن تمام لوگوں کو جمع کرے گا جو متفرق مقامات پر ہوں گے اور ایک دوسرے سے کلام کریں گے اور ایک دوسرے کے لیے مغفرت کی دعا کریں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو اہل حق کے سرداروں میں سے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں رسولوں کی اطاعت و اتباع کی ہوگی اور دنیا میں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کیا ہوگا اور ان گناہ گار لوگوں پر لعنت کریں گے جن سے بغض و عداوت کا اظہار ہوا اور جنہوں نے دنیا میں ظلم و سرکشی پر ایک دوسرے کی مدد کی ہوگی اور متکبرین اور مستضعفون تکبر کرنے والے اور کمزور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ایک دوسرے کو کافر کہیں گے پھر ان کو ایک جگہ جمع کرے گا تو ان سے بعض بعض سے بھاگے گا اور خدا فرماتا ہے یوم یفر المرأ من اخیه و امه و ابیه و صاحبة و بنیه (عبس:۳۴-۳۶) اس وقت آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنے بیوی بچوں سے بھاگے گا انہوں نے دنیا میں ایک دوسرے سے ظلم و سرکشی میں تعاون کیا ہوگا۔ لکل امرئ منهم یومئذ شان یغنیه اس دن ہر قسم کا حکم ان کے لیے ہوگا جو غنی ہوگا۔ پھر ایک مقام پر جمع ہوں گے اور یہاں وہ روئیں گے پس اگر یہ آوازیں دنیا والوں پر ظاہر ہو جائیں تو تمام مخلوق اپنی زندگی کے ذرائع معاش سے غافل ہو جائے تو ان کے دل پھٹ جائیں مگر جس کو اللہ چاہے وہ اتنے روئیں گے کہ یہاں تک کہ ان کے خون کے آنسو بہنے شروع ہو جائیں گے پھر اس کے بعد ان کو ایک دوسرے مقام پر جمع کیا جائے گا تو

وہ بات کریں گے اور کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین قسم خدا کی ہمارے رب ہم مشرکین نہیں ہیں اور نہیں کہیں گے کہ جو ہم نے عمل کیا ہے پھر اللہ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ہاتھ پاؤں اور کھالیں چمڑے بولنے لگیں گے پھر وہ ان کے ہر گناہ کی گواہی دیں گے پھر ان کی زبانوں سے مہروں کو ہٹا دیا جائے گا تو وہ اپنے اعضاء سے کہیں گے ہاتھوں اور پاؤں اور چمڑوں کو کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہے تو وہ کہیں گے انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء (حم سجدہ:۲۱) کہ ہم کو اس اللہ نے بولنے کی طاقت دی جس نے ہر شے کو قوت گویائی دی ہے پھر وہ ایک دوسرے مقام پر جمع کیے جائیں گے اور ان کو بات کرنے کے لیے کہا جائے گا تو تمام مخلوق میں سے کوئی ایک بھی بات نہ کر سکے گا۔ مگر وہی کہ جس کو رحمان اللہ کی طرف سے اجازت دی جائے گی اور پھر ایک دوسرے مقام پر یہ سب جمع ہوں گے اور ایک دوسرے کے مال و دولت کو چھین لیں گے یا حملہ آور ہوں گے یہ سب حساب کتاب سے پہلے ہوگا پس جب حساب میں مواخذہ کیا جائے گا تو ہر انسان جو کچھ اس کے پاس ہوگا اس میں مشغول ہو جائے گا ہم اس روز اللہ سے برکت کا سوال کرتے ہیں وہ آدمی کہنے لگا آپ نے میری مشکل حل کر دی ہے۔

کاش ہم واپس پلٹتے

﴿۱۷﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے باپ سے نقل کیا انہوں نے اپنے جد سے انہوں نے فرمایا کہ علیؑ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جب انہیں جہنم کے پاس کھڑا کیا جائے گا تو وہ کہیں گے یَا لَیْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُکَذِّبَ بِآیَاتِ رَبِّنَا وَ نَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی قوله وَ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ کہ کاش ہم واپس کر دیے جاتے اور ہم اپنے رب کی نشانیاں نہ جھٹلاتے اور مومنین سے ہو جاتے بلکہ ان کے واسطے وہ ظاہر ہو گیا جو کچھ وہ پہلے چھپاتے تھے اور اگر وہ واپس بھی کیے جاتے تو اسے یقیناً کرتے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

اطاعت کا امتحان

﴿۱۸﴾ عثمان بن عیسیٰ کہتے ہیں بعض اصحاب نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے پانی کے ایک حصہ کو حکم دیا کہ تو ٹھنڈا میٹھا پانی بن جا میں تجھ سے اپنی جنت اور اپنے اطاعت گزاروں کو پیدا کروں گا اور دوسرے حصہ پانی کو حکم کیا کہ تو نمکین بن جا کہ میں تجھ سے اپنی دوزخ اور اہل معصیت کو پیدا کروں گا پس دونوں طرح کے پانی وجود میں آ گئے اور اللہ نے ان کو زمین پر جاری کیا پھر اس سے ایک مٹھی مٹی کو اپنے قبضہ قدرت میں لیا اور وہ دائیں والے تھے جن کو اللہ نے چیونٹیوں کی طرح پیدا کیا پھر ان سے فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں کیا تم پر میری اطاعت واجب نہیں ہے تو ان سب نے کہا کیوں نہیں پس آگ سے فرمایا اے آگ تم بھڑک اٹھو تو وہ بھڑک اٹھی تو اللہ نے فرمایا کہ اے میری مخلوق تم اس میں داخل ہو جاؤ تو اس کے بعد وہ جلدی سے آگ کی طرف چلنے لگے اور کچھ آہستہ آگ کی طرف بڑھے تو کچھ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے جب وہ آگ کے قریب گئے اور انہیں اس کی گرمی محسوس ہوئی تو سب رک

گئے ان میں سے ایک بھی آگ میں داخل نہ ہوا پھر دوسرے حصہ پانی سے ایک مٹھی کو اپنے قبضہ میں لیا پھر اس سے ایک مخلوق چیونٹیوں کی طرح پیدا کی پھران سے فرمایا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں اسی طرح جیسے پہلی مخلوق سے کہا تو سب نے گواہی دی پھران سے فرمایا کہ تم اس آگ میں داخل ہو جاؤ تو وہ فوراً اٹھے اور جلدی سے آگے کی طرف سب بڑھے کوئی آہستہ بڑھا اور سب کے سب آگ میں داخل ہو گئے پھر اللہ نے ان سے فرمایا کہ تم آگ سے باہر نکل آؤ وہ سالم آگ سے باہر نکل آئے اور ان کو کوئی نقصان نہ ہوا جب پہلے گروہ نے اس طرح دیکھا تو کہا کہ اے اللہ ہمیں دوبارہ حکم دے ہم اس پر عمل کریں گے تو اللہ نے ان کی یہ غلطی معاف کر دی اور پھر دوبارہ انہیں آگ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو اس دفعہ بھی ان میں سے کچھ تیزی سے بڑھے کچھ آہستہ اور کچھ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور جب وہ آگ کے قریب گئے اور انہیں اس کی گرمی محسوس ہوئی تو وہ سارے واپس ہو گئے اور ان میں سے ایک بھی اس آگ میں داخل نہ ہوا جیسے کہ پہلی دفعہ انہوں نے کیا تھا ان ہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْ عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اگر انہیں واپس لوٹا بھی دیا جائے تو وہ وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

اصلیت ھی ملعون ھے

﴿۱۹﴾ خالد کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں و لو ردو العادو الما نهوا عنه اگر انہیں واپس لوٹا بھی دیا جائے تو بھی وہ وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا تو فرمایا یہ وہ ہے جن کی اصلیت ہی ملعونوں سے ہے۔

﴿۲۰﴾ عمار بن میثم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ ایک شخص نے امیر المومنینؑ کے سامنے یہ آیت پڑھی فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ پس بے شک وہ تجھے نہیں جھٹلاتے ہیں اور لیکن یہ ظالمین اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں تو فرمایا کیوں نہیں پس بے شک وہ تجھے نہیں جھٹلاتے خدا کی قسم بے شک انہوں نے جھٹلایا سخت ترین جھٹلانا یعنی تکذیب کی نبیؐ کی اور لیکن ان کو یہ جرات نہ ہو سکی انہوں نے تجھے نہیں جھٹلایا کہ وہ اپنی طرف سے باطل پیش کر کے اس کے ذریعے سے جھٹلاتے کہ جو آپ کا حق ہے۔

﴿۲۱﴾ حسن بن منذر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں فانهم لا يكذبونك پس انہوں نے آپ کو نہیں جھٹلایا فرمایا کہ ان کو اس کی طاقت ہی نہ مل سکی کہ وہ باطل سے آپؐ کے قول کو غلط ثابت کر سکیں۔

غلام علیؑ قنبر کا قتل

﴿۲۲﴾ ابوالحسن علی بن محمدؑ نے کہا کہ بے شک قنبر امیر المومنینؑ کے غلام کو حجاج بن یوسف کے پاس لایا گیا تو اس نے قنبر سے کہا کہ تم علی بن ابی طالب کا کیا کام کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ان کے لیے وضو کا پانی لا کر ان کو وضو کرواتا تھا تو حجاج نے ان

سے پوچھا کہ وضو سے فارغ ہو کر وہ کیا کیا کرتے تھے تو قنبر نے کہا کہ بے شک وہ اس آیت کی تلاوت کرتے تھے فَلَمَّا نَسُوْا مَاذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو بھلا دیا تو ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس سے خوش ہوئے جو وہ دیئے گئے تو ہم نے اس کو اچانک پکڑا پس اس وقت وہ ناامید ہونے والے تھے پھر اس کے بعد ظلم کرنے والوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف عالمین کے رب اللہ کے لیے ہی ہے۔ حجاج نے کہا اس کی تاویل وہ ہمارے خلاف کرتے ہوں گے تو قنبر نے کہا ہاں حجاج نے کہا کہ اگر میں تیری گردن ماردوں تو تم کیا کرو گے تو قنبر نے کہا کہ میں سعادت ابدی حاصل کرلوں گا اور تجھے شقاوت دائمی ملے گی اس کے بعد حجاج نے حکم دیا اور ان کے قتل کا اور ان کو شہید کر دیا گیا۔

نصیحت کو بھولنے والے

﴿۴۳﴾ ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے میں فلما نسوا ماذکروا به پس جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی فرمایا جب انہوں نے ولایت امیر المومنینؑ کو چھوڑ دیا جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا اخذنا هم بغته فاذاهم مبلسون تو ہم نے ان کو اچانک پکڑا پس وہ ناامید ہونے والے تھے فقطع دابر القوم الذين ظلموا و الحمد لله رب العالمين پھر اس کے بعد ظلم کرنے والوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف عالمین کے رب اللہ کے لیے ہی ہے فرمایا یہ آیت بنو عباس کے متعلق نازل ہوئی یعنی اولاد عباس۔

﴿۴۴﴾ منصور بن یونس کہتے ہیں ایک شخص نے کہا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے قول خدا کے بارے میں فلما نسوا ما ذکر ربه الی مبلسون پس جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس سے خوش ہوئے جو وہ دیئے گئے تو ہم نے اچانک پکڑا پس اس وقت وہ ناامید ہونے والے تھے فرمایا کہ اللہ بنی امیہ کی اچانک گرفت کرے گا اور اس کے بعد بنی عباس کی کھل کر گرفت کرے گا۔

پرہیزگاری کیا ہے

﴿۴۵﴾ فضیل بن عباس کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا پرہیزگاری لوگ کس طرح کریں تو فرمایا پرہیزگاری اللہ کی حرام کی گئی ان چیزوں سے بچنا ہے اور جو شخص شبہ کے مقام سے گریز نہ کرے گا تو وہ فعل حرام کا جان بوجھ کر مرتکب ہوا یعنی اور انسان جب برائی کو دیکھے اور اس کے باوجود کہ وہ طاقت رکھتا ہو پھر بھی نہ روکے تو وہ گویا اللہ کی نافرمانی کو پسند کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے محبت کرتا ہے تو وہ اللہ سے کھلی عداوت و دشمنی کرتا ہے اور جو ظلم کی زندگی کی بقا کو پسند کرتا ہے تو گویا وہ گناہوں کو پسند کرتا ہے اور بے شک

اللہ نے ظالموں کو عذاب میں مبتلا کرنے کے بعد خود اپنی حمد کی ہے وہ فرماتا ہے فقطع دابر القوم الذین ظلموا و الحمد لله رب العالمین پھر اس کے بعد ظلم کرنے والوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف عالمین کے رب اللہ کے لیے ہی ہے۔

متکبر دولت مند کو علیؑ کی تنبیہ

﴿۲۶﴾ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں ہمارے درمیان علیؑ خطبہ دے رہے تھے جمعہ کے دن جبکہ وہ منبر کوفہ پر بیٹھے تھے تو اس وقت فارس و ایران سے تعلق رکھنے والے غلام آپ کے گرد جمع تھے اس وقت اشعث بن قیس آیا اور لوگوں کی گردنوں سے پھلانگنے لگا اور اس نے کہا اے امیر المومنینؑ آپ کے پاس سرخ چمڑی والے لوگ جمع ہیں جس کی وجہ سے معزز لوگ آپ کے پاس نہیں آسکتے بہتر تو یہی ہے کہ ان کو دور کردیں تو علیؑ نے فرمایا میرا متکبر دولت مند ایسے معزز لوگوں سے کیا واسطہ ہے کیا میں ان لوگوں کو اپنے سے دور کروں جو صبح و شام خدا کا ذکر کرتے ہیں اور حلال کا رزق تلاش کرتے ہیں اگر میں نے ان کو اپنے پاس سے دور کردیا تو میں بھی ظالموں کی صف میں شمار قرار پاؤں گا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

موت سے قبل توبہ

﴿۲۷﴾ ابو عمرو زبیری کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا خدا اس شخص پر رحم کرے جو موت سے پہلے توبہ کرے بے شک توبہ گناہوں کی آلودگی کو دھو دیتی ہے اور ہلاکت کے کنویں سے گرنے سے بچالیتی ہے بے شک اللہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے نیک و صالح بندوں کی توبہ کو قبول کرے اور فرماتا ہے کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوٓءً ۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کیا ہے تحقیق تم میں سے جو جہالت و نادانی کی وجہ سے برائی کرے گا تو پھر اس کے بعد توبہ کرے گا اور اصلاح کرے گا تو وہ بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (نساء:۱۱۰) اور جو کوئی برائی کرے گا یا اپنے آپ پر ظلم کرے گا پھر خدا سے استغفار کرے گا تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

درخت کے پتے کا بھی خدا کو علم ہے

﴿۲۸﴾ ابو ربیع شامی کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا الی قوله اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اور درخت سے گرنے والے پتوں میں سے کوئی ایسا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں ہے اور نہ کوئی تر اور نہ خشک ہے مگر وہ کتاب مبین میں درج ہے فرمایا کہ گرنے والے پتہ سے اسقاط ہونے والا بچہ مراد ہے اور دانہ سے بچہ مراد ہے اور زمین کے تاریک پردوں سے ماؤں کے ارحام مراد ہیں اور تر سے زندہ رہنے والا بچہ مراد ہے اور خشک

سے جلد مر جانے والا بچہ مراد ہے ان تمام باتوں کا علم کتاب مبین میں موجود ہے۔

ہر خشک و تر قرآن میں ہے

﴿۲۹﴾ حسین بن خالد کہتے ہیں ابوالحسنؑ سے میں نے سوال کیا یا ابوعبداللہ صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے میں ما تسقط من ورقة الا یعلمها و لا حبه فی ظلمات الارض و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین اور درخت سے گرنے والا ہر پتہ جو گرتا ہے مگر وہ اسے جانتا ہے اور نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں سے ہے اور نہ کوئی تر و خشک ہے مگر وہ کتاب مبین میں ہے درج ہے۔ فرمایا ورقه سے مراد وہ بچہ ہے جو ولادت کے معین وقت سے پہلے ساقط ہو جائے اپنی ماں کے بطن میں مگر بولے میں نے عرض کیا و لا حبة کا کیا مطلب ہے فرمایا وہ بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہو اور وہ اپنی ولادت سے پہلے ساقط ہو گیا ہو۔ میں نے عرض کیا لا رطب سے کیا مراد ہے تو فرمایا وہ نطفہ ہے جو رحم مادر میں ساکن ہو گیا ہو لیکن نہ ابھی اس کی خلقت پوری ہوئی ہو اور نہ حرکت کرنے لگا ہو میں نے عرض کیا و لا یابس سے کیا مرا ہے تو فرمایا وہ بچہ ہے کہ جس کی حفاظت ہر طرح سے پوری ہو گئی اور صحیح و سالم پیدا ہوا ہو میں نے عرض کیا کتاب مبین سے کیا مراد ہے تو فرمایا امام مبین ہے۔

اللہ حساب لینے والا ہے

﴿۳۰﴾ داؤد بن فرقد کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جب مروان بن حکم مدینہ میں داخل ہوتا ہے اور جب وہ چارپائی پر سوتا ہے اور پھر حسینؑ کے غلام نے کہا وہ یہ آیت پڑھتا ہے رُدُّوٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ اِلَا لَهُ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ اور اپنے حقیقی مولا کی طرف پلٹائے گئے خبردار حکم اس کا ہے اور وہ سب حساب لینے والوں سے جلدی حساب لینے والا ہے تو حسینؑ نے اپنے غلام سے کہا کہ وہ کب اس کو پڑھتا ہے تو عرض کیا جب وہ اپنی چارپائی پر لیٹتا ہے تو پڑھتا ہے ردو الی اللّٰہ مولھم الی قولہ الحاسبین تو امام حسینؑ نے فرمایا جی ہاں خدا کی قسم میں اور میرے ساتھی خدا کے پاس حاضر ہوں گے تو جنت میں روانہ ہوں گے اور وہ مروان اور اس کے ساتھی دوزخ میں داخل کیے جائیں گے اس میں بھیجے جائیں گے یعنی جب اس میں جائیں گے تو اللہ بہت جلد ان سے حساب لے کر ان کو جہنم بھیجے گا۔

قرآن میں جدال نہ کرو

﴿۳۱﴾ ربعی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا جب ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات پر نکتہ چینی کر رہے ہیں تو فرمایا کہ جس وقت اللہ کے کلام قرآن میں جدال ہو رہا ہو تو فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ تو تم ان سے منہ پھیر لو یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے سے بات میں لگ جائیں فرمایا اس سے مراد

بیان ہونے والے قصے ہیں اور ابوعبداللہ صادقؑ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(حضورؐ نے فرمایا خدا رحم کرے اس شخص پر جو اچھی بات کرے اور فائدہ اٹھائے ورنہ چپ رہے اور بچ جائے اور تمہیں یہ جائز نہیں کہ جو جی چاہے سنتے پھرو کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ کان آنکھ اور دل ہر ایک سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص خدا اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہو اسے ایسی مجلس میں نہیں بیٹھنا چاہیے جس میں امام حق کو گالیاں دی جا رہی ہوں یا کسی مسلمان مومن کی غیبت ہو رہی ہو۔)

ابراھیمؑ کے باپ کون ھیں

﴿۳۲﴾ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اور جب ابراہیمؑ نے کہا اپنے ابی آذر سے فرمایا کہ ان کے ابی کا نام آذر تھا۔

وضاحت: حضرت ابراہیمؑ کے متعلق یہ خیال غلط ہے کہ وہ آذر کے بیٹے تھے خدا نے کبھی کسی ایسے شخص کو اپنا رسول نہیں بنایا جس کی خلقت شرک کے نجس نطفہ سے ہوئی ہو یہ خدا کی رسالت کی توہین ہے کہ ایک کافر کے بچہ کو یہ عہدہ دیا جائے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ آذر حضرت ابراہیمؑ کے چچا تھے ہر جگہ عرف عام میں چچا کو باپ سمجھا جاتا ہے ہمارے ہاں بھی یہ دستور ہے کہ بچے چچا کو چھوٹے ابا کہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا جو حضرت ابراہیمؑ کی ولادت سے پہلے ہی مر گئے تھے بعض کہتے ہیں کہ زندہ تھے۔ چونکہ آذر نے چچا کے طور پر پرورش کی تھی اس لیے اس کو ابی کہا گیا ہے۔ آذر آپ کے چچا کا نام تھا اور تارخ آپ کے والد کا نام تھا۔ زجاج کہتے ہیں کہ نسب کے ماہرون میں بالکل اختلاف نہیں اس امر میں کہ ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا اکثریت محققین کی اس طرف ہے کہ آذر ابراہیمؑ کے چچا کا نام ہے اور باپ کا اطلاق چچا پر ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں سورۃ بقرہ آیت ۱۳۳، کیا تم گواہ تھے جبکہ یعقوبؑ پر موت آئی اور جب انہوں نے اپنی اولاد سے پوچھا کہ تم کس کی عبادت کرو گے میرے بعد تو انہوں نے کہا ہم تیرے رب اور تیرے باپ دادا کے رب کی جو ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ کا رب ہے عبادت کریں اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ اکثریت کا فیصلہ یہی ہے کہ تارخ ابراہیمؑ کے والد تھے۔ اہل عرب نانا اور چچا کو باپ کہتے ہیں کیونکہ ابراہیمؑ کا باپ مومن تھا اور یہ بات بھی ان کے نزدیک ثابت ہو چکی ہے کہ نبیؐ کے باپ دادا حضرت آدمؑ تک سب کے سب توحید کے ماننے والے تھے ان میں کوئی کافر نہ تھا اس لیے نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ مجھے پاک صلبوں سے پاکیزہ ارحام میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے تمہارے دور میں ظاہر کر دیا مجھے کسی دور میں جہالت کی میل آلودہ نہ کر سکی اگر آنحضرتؐ کے باپ دادا وغیرہ میں کوئی بھی کافر ہوتا تو نبیؐ اپنے تمام آباؤ اجداد کو طہارت کے ساتھ موصوف نہ کرتے۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں نے ابراہیمؑ اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کو اپنے والد یعقوب کا اب کہا ہے جو سورۃ بقرہ ۱۳۳ میں ہے جبکہ ابراہیمؑ حضرت یعقوبؑ کے دادا تھے اور اسماعیلؑ چچا تھے اور اسحاقؑ ان کے والد سگے تھے مسعودی نے اثبات الوصیۃ

میں لکھا کہ ان کا نام تارخ تھا جو ابراہیمؑ کے والد تھے نمرود کے زمانہ میں حق کی طرف دعوت دیتے تھے۔وہ پیغمبروں میں سے چوبیسویں پیغمبر تھے عالم سے نقل ہوا ہے کہ آذر ابراہیمؑ کا نانا تھا ابن اثیر نے کامل میں لکھا کہ ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا اور موجودہ توریت میں بھی یہ نام موجود ہے۔علامہ مجلسی بحار میں لکھتے ہیں کہ جو احادیث آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد کے مسلم ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ شیعہ نظریے سے مستفیض بلکہ متواتر ہیں۔راغب اصفہانی مفردات میں لکھتے ہیں کہ اب کے اصل معنی تو والد کے ہیں مجازاً ہر اس شخص کو جو کسی شی کی ایجاد ظہور یا اصلاح کا ہو اسے اَبُوْہُ کہہ دیا جاتا ہے۔اسی وجہ سے کہ رسول اکرمؐ نے علیؑ سے فرمایا اَنَا وَ اَنْتَ ابوا هذه امة میں اور تم اس امت کے باپ ہیں جو شخص مہمانوں کی پذیرائی کرتا ہے اس کو ابو الاضیاف کہتے ہیں جو شخص آتش جنگ کو بھڑکاتا ہے اسے ابو الحرب کہتے ہیں استاد کو بھی اب کہا گیا ہے۔اخ بھائی، دوست، ساتھی کے معنی میں ہے اس کی اصل اخو ہے چاہے مادری ہو یا پدری دونوں طرف سے وہ بھائی ہے اور اس کا معنی بھی وسیع ہے اور ہر اس شخص کو جو قبیلہ دین مذہب صنعت و حرفت دوستی یا کسی دیگر معاملہ میں دوسرے کا شریک ہو اسے اخ کہا جاتا ہے یہ قرآن میں مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے ثم ارسلنا موسیٰ و اخاه باياتنا پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند کے ساتھ بھیجا (مومنون:۴۵) والی عاد اخاهم هود اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا (اعراف:۶۵) والی ثمود اخاهم صالحا اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا (اعراف:۸۵) والی مدین اخاهم شعيبا اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا (اعراف:۸۵) ان کے علاہ دوسری آیات میں بھی اخ قبیلہ میں شریک ہونے کی وجہ سے معلوم ہوا کہ ھودؑ صالحؑ شعیبؑ عاد ثمود مدین قبیلہ سے تھے۔انما المومنون اخوة مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں (حجرات:۱۰) فاصبحتم بنعمة اخوانا اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے (آل عمران:۱۰۳) ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں (اسرا:۲۷) اسی طرح اخت بہن۔مانند۔مثل۔نمونہ کو کہتے ہیں۔كلما دخلت امة لعنت اختها ہر داخل ہونے والی جماعت اپنے ہم مثل پر لعنت کرے گی۔(اعراف:۳۸) اسی طرح ام کا معنی ماں ہے ہر اس چیز کی اصل و بنیاد جس میں دوسری چیزیں ضم ہو جائیں یا سما جائیں بڑی چیز ام النجوم کہکشاں حدیث میں ہے شراب سے دور ہو جاؤ یہ ام الخبائث ہے ام الکتاب یعنی کتاب کی اصل ماں ام القریٰ وادی کی ماں یعنی اس سے مراد اہل مکہ ہے۔یعنی یہ عرب کے علاقے کا مرکز ہے اور وجہ یہی ہے کہ تمام روئے زمین اسی کے نیچے سے بچھائی گئی ہے۔وما كان ربك مهلك القرى حتى يبعث فی امها رسولا يتلوا عليهم اور آپ کا رب ان بستیوں کو تباہ کرنے والا نہیں تھا جب تک ان کے مرکز میں ایک رسول نہ بھیج دے جو انہیں ہماری آیات پڑھ کر سنائے (قصص:۵۹) كلما دخلت امة لعنت اختها جب بھی کوئی جماعت جہنم میں داخل ہوگی تو اپنی ہم خیال جماعت پر لعنت کرے گی (اعراف:۳۸) اس سے مراد کفر و شرک میں ہم خیال ہونا ہے اسی طرح اب کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے تو اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ آذر ابراہیمؑ کا باپ ہرگز نہ تھا وہ ابو الشرک شرک کرنے والوں کا مرکز تھا وہ ابو الکفر کفر کرنے والوں کا مرکز تھا دوسرے لفظوں میں ابراہیمؑ کے زمانے میں آذر مشرکوں

کافروں بت پرستوں کا سرپرست تھا کہ وہ ان کو نمرود کی خدائی کی طرف بلانے والا تھا آذر کا معنی قوت و مضبوطی بھی ہے اور پشت بھی ہے اور احاطہ کرنا بھی ہے اس سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ قوت و مضبوطی و پشت پناہی نمرود سے حضرت ابراہیمؑ کا احاطہ کرنے والا تھا اب یہ ثابت ہوگیا کہ آذر ابراہیمؑ کے باپ ہرگز نہ تھے۔ امام جعفر صادقؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا۔ جس وقت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو اس وقت ان کی عمر سولہ سال کی تھی اور اللہ کے حکم سے آگ ان پر ٹھنڈی اور سرد ہوگئی اور وہ سالم و صحیح محفوظ رہے تو اس وقت ان کے چچا نے کہا کہ میری وجہ سے یہ مصیبت ٹل گئی ہے ورنہ جل جاتے تو اللہ کے حکم سے ایک آگ کا انگارہ اچھلا جو اس کے پاؤں پر پڑا اور وہ اسی سے جل کر راکھ ہوگیا۔

ابراھیمؑ کے لیے آسمان و زمین کے پردے کھول دیئے گئے

﴿۳۳﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی دکھائی تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں فرمایا کہ انہوں نے تمام زمین کا مشاہدہ کیا یہاں تک کہ وہ دیکھا جو اس میں موجود تھا اور آسمان کو دیکھا اور جو کچھ اس میں موجود تھا دیکھا اور ایک فرشتہ جو اس کو اٹھائے ہوئے تھا دیکھا اور عرش کو دیکھا اور جو کچھ اس میں تھا دیکھا۔

﴿۳۴﴾ عبدالرحیم قصیر کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اس قول خدا کے بارے میں و كذلك نری ابراھیم ملكوت السموات و الارض اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دیکھائی فرمایا کہ انہوں نے سات آسمانوں کا مشاہدہ کیا یہاں تک کہ ان کی نظر ساتویں آسمان تک پہنچی اور جو کچھ اس میں تھا وہ بھی دیکھا اور سات زمینوں کو بھی دیکھا اور جو کچھ ان کے اندر موجود تھا دیکھا اس طرح محمدؐ کو مشاہدہ کرایا گیا جس طرح ابراہیمؑ نے دیکھا اور اسی طرح تمہارے ساتھی (مجھے) بھی اور بعد کے آئمہؑ کو بھی مشاہدہ کرایا گیا اور جائے گا۔

﴿۳۵﴾ زرارہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ و ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں و كذلك نری ابراھیم ملكوت السموات و الارض و ليكون من الموقنين اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دیکھائی تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں تو ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ انہوں نے اس کا مشاہدہ کیا، جو آسمان تھا یہاں تک کہ ان کی نظر عرش پر گئی اور جو کچھ وہاں تھا پھر فرمایا اور آسمان و زمین اور عرش و کرسی کو دیکھا ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ انہوں نے دیکھا کہ زمین کو یہاں کی ہر چیز کو اور آسمان اور جو کچھ اس میں تھا اور فرشتے کو جو اسے اٹھائے ہوئے تھا اور کرسی کو اور جو کچھ اس میں تھا دیکھا۔

(امام صادقؑ نے فرمایا کہ عرش کا ایک معنی تمام خلق ہے اور کرسی اس کا ظرف ہے (کہ جس میں یہ ساری چیزیں موجود ہیں) اور عرش کے دوسرے معنی ہیں کہ عرش سے مراد وہ علم ہے کہ جس پر اللہ نے اپنے انبیاء اور رسولوں اور اپنی حجتوں کو مطلع کیا اور کرسی سے مراد وہ علم ہے جس سے اللہ نے انہیں مطلع نہیں کیا ہے۔)

﴿۳۶﴾ اور دوسری روایت ہے کہ زرارہ نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں و کذلک نری ابراهیم ملکوت السموات و الارض اور ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں وزمین کی بادشاہت دکھائی فرمایا کہ اللہ نے ان کی نگاہ کو اتنی قوت بصیرت دی کہ اس سے انہوں نے آسمان اور جو کچھ اس میں تھا دیکھا اور عرش کو دیکھا اور جو اس کے اوپر تھا اور زمین کو دیکھا اور جو کچھ اس کے نیچے تھا دیکھا۔

﴿۳۷﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ جب اللہ نے زمین وآسمان کے پردے ابراہیمؑ کے لیے ہٹا دیئے تو انہوں نے ایک شخص کو زنا کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے بددعا کی تو وہ مر گئے پھر دوبارہ دیکھا تو پھر بددعا کی تو وہ مر گئے یہاں تک کہ تیسری دفعہ بددعا کی تو وہ بھی مر گئے۔ اس کے بعد اللہ نے ان کو وحی کی کہ اے ابراہیمؑ تیری بددعا قبول ہے لیکن اب بددعا نہ کرنا میرے بندوں کے لیے اگر میں چاہتا تو ان کو پیدا ہی نہ کرتا میں نے اپنی پیدا کردہ مخلوق کو تین قسموں میں کیا ہوا ہے۔ ایک قسم وہ ہے جو میری عبادت کرتی ہے اور میرا کسی کو شریک قرار نہیں دیتی میں ان کو ثواب دوں گا اور ایک قسم میرے بندوں کی وہ ہے جو میری عبادت کے بجائے دوسروں کی عبادت کرتی ہے وہ مجھ سے نکلنے والی نہیں ہے اور ایک قسم وہ ہے جو میرے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرتی ہے میں ان کی صلب ونسل سے ایسے لوگ پیدا کروں گا جو میری عبادت کرنے والے ہوں گے۔

﴿۳۸﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں دونوں میں سے امام باقرؑ یا صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے اذا رای کوکباً جب اس نے ستارہ دیکھا تو فرمایا کہ بے شک جب انہوں نے اپنے رب کو طلب کیا دیکھنا چاہا تو وہ دیکھ نہیں سکتے یہ نہیں ہے اور بے شک یہ فکر لوگوں کی ہے اور اسی کی طرح ہے یہ ان کی منزل میں ہیں۔

گمراہ کون ہیں

﴿۳۹﴾ ابو عبیدہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے اس قول ابراہیمؑ کے بارے میں لَئِنۡ لَّمۡ یَهۡدِنِیۡ رَبِّیۡ لَاَ کُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّیۡنَ البتہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں بھی ضرور راستے سے بھٹکنے والوں ضالین سے ہوتا۔ فرمایا ضالین وہ ہیں جنہوں نے میثاق کو بھلا دیا ہے۔

زمین پر حکومت کرنے والے چار ہیں

﴿۴۰﴾ ابان بن عثمان کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں ابراہیمؑ کی حدیث کا ذکر ہوا ہے کہ بے شک وہ نمرود بن کنعان کے زمانہ میں پیدا

ہوئے اور بے شک چار شخص ایسے ہیں جنہوں نے پوری زمین پر حکومت کی دو مومن ہیں اور دو کافر ہیں سلیمانؑ بن داؤدؑ اور ذوالقرنین مومن ہیں اور نمرود بن کنعان اور بخت نصر کافر ہیں اور بے شک نمرود سے کہا کہ ایک دن ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہیں ہلاک کر دے گا اور تیرے دین کو مٹا دے گا اور جو قسمیں تیرے پاس ہیں ان کو مٹا دے گا تو اس نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ عورتوں کو اور مردوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے اور حکم دیا کہ اس سال کوئی بچہ پیدا نہ ہو اگر کوئی معلوم ہوا تو اس کو قتل کر دیا جائے اور بے شک ابراہیمؑ کا حمل اس کی ماں میں ظاہر ہوا البتہ اس کا حمل بطن سے ظاہر نہ ہوا اور جب اس کی ولادت کا وقت قریب آیا تو وہ ایک غار میں داخل ہو گئیں اور یہاں پر ابراہیمؑ کو جنم دیا اور اس نے ایک پتھر کو اس کے دروازے پر رکھ دیا اور گھر آ گئیں۔ جب ابراہیمؑ کو غذا کی ضرورت ہوتی تو وہ انگوٹھا چوستے تو ان سے ان کی بھوک مٹ جاتی تو ان کی والدہ بھی گاہے گاہے غذا کے لیے جاتی تھیں ایک دفعہ ابراہیمؑ غار سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا زہرہ کو دیکھا نہیں ہے یہ ستارہ مگر ان سے زیادہ خوبصورت ہے تو کہا یہ میرا رب ہے جب وہ غروب ہوا تو کہا مجھے غروب ہونے والوں سے محبت نہیں ہے پھر دیکھا تو قمر چاند طلوع ہو رہا تھا تو کہا یہ بڑا ہے یہ میرا رب ہے تو وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا کہ مجھے غروب ہونے والوں سے محبت نہیں ہے پھر دن کو دیکھا اور اس پر شمس سورج طلوع ہوا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے تو وہ بھی غروب ہو گیا۔ خدا فرماتا ہے قال لئن لم یهدی ربی لاکونن من القوم الضالین البتہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں بھی ضرور راستے سے بھٹکنے والوں ضالین سے ہو جاتا ہے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ بے شک میں نے اپنے چہرے کو اس کے لیے پھیرا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا حالانکہ میں حنیف ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

﴿۴۱﴾ حجر کہتے ہیں ارسل علا بن سیابہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا ابراہیمؑ کے اس قول کے متعلق ھذا ربی یہ میرا رب ہے اور بے شک یہ ان کا کہنا اس دن تھا تو اگر آج کوئی ہمارے نزدیک اس طرح کہے تو وہ مشرک ہوگا فرمایا کہ ابراہیمؑ نے شرک نہیں کیا تھا بے شک وہ اپنے رب کی تلاش میں تھے وہ اس میں شرک نہیں کر رہے تھے اگر کوئی ہم میں سے یہ کہے تو شرک تصور ہوگا۔

﴿۴۲﴾ محمد بن حمران کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے کہا کہ مجھے بتائیں اللہ کے اس قول سے متعلق کہ جس میں ابراہیمؑ نے ھذا ربی یہ میرا رب ہے کہا فرمایا کہ انہوں نے اپنے ارادوں سے کسی چیز کی طرف رجوع نہیں کیا تھا یعنی اللہ کے سوا کسی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔

ایمان کو ظلم سے آلودہ نہ کرنے والے

﴿۴۳﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے متعلق اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اور وہ لوگ

جو ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہ کیا اس میں احدث زنا بھی شامل ہے فرمایا نہیں۔

﴿۴۴﴾ اور روایت ہے اصحاب نے کہا کہ ابو بصیر نے کہا کہ میں نے امامؑ سے عرض کیا تحقیق بے شک آ جائے اس پر شیطان اس کے نزدیک کبر سنی میں تو اس سے ہو سکتا ہے فرمایا کہنے والا جھوٹا ہے یا کافر ہے یا مشرک ہے بے شک یہ میرا رب ہے اور اس کے لیے نماز ہے اور اس کے لیے روزہ ہے اور دونوں اس کے لیے ہیں اور اس میں ملاوٹ نہیں ہے اس ظلم کی۔

﴿۴۵﴾ جابر جعفی کہتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا کے درمیان میں ان کی طرف ایک اعرابی آتا ہوا دیکھا جو دور سے سیاہ نظر آتا تھا تو فرمایا اس اعرابی پر کوئی عہد نہیں ملاوٹ کا وہ اسلام کو جاننے کے لیے آ رہا ہے پھر اس سے رسولؐ خدا نے فرمایا اے شخص تمہارا کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا میرا ارادہ یثرب کا ہے تو فرمایا وہاں کیا دیکھنا چاہتے ہو تو اس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں محمدؐ کو دیکھوں فرمایا بے شک میں محمدؐ ہوں تو اس نے کہا کہ اس کی قسم جس نے تمہیں حق کے ساتھ مبعوث کیا میں تمہیں انسانوں کی طرح دیکھتا ہوں ساتھ دن کے کھانے میں نہیں کھاتا ہے کھانا مگر جو ہم کھاتے ہیں اس میں سے اسی طرح اور کہا کہ ہم پر اسلام کو پیش کریں تو اس پر پیش کیا گیا پھر اس نے اسلام قبول کیا اس کے بعد وہ چلا گیا اور وہ ایک گھاٹی میں گرا اور مر گیا تو رسولؐ خدا نے حکم دیا کہ ایک خیمہ نصب کر دو وہ لگایا گیا پھر اس کو غسل دیا اور اسے کفن دیا پھر اس پر نبیؐ نے نماز ادا کی پھر فرمایا کہ یہ اعرابی مرتے وقت بھوکا تھا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا ہے۔

﴿۴۶﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے عرض کیا خدا فرماتا ہے الذین آمنوا و لم یلبسو ایمانھم بظلم وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ایمان قبول کیا اور پھر اس ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا کیا زنا اس میں سے ہے فرمایا میں ان سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں یہ اس میں شامل نہیں ہے اور لیکن وہ ایک گناہ ہے جب کوئی توبہ کرتا ہے تو اللہ توبہ قبول کرتا ہے اور فرمایا مرد زناکار، چوری کرنے والا اور شراب پینے والا بت پرستوں کی طرح ہے۔

﴿۴۷﴾ یعقوب بن شعیب کہتے ہیں کہ امامؑ نے اس قول خدا کے بارے میں و لم یلبسوا ایمانھم بظلم اور وہ اپنے ایمان میں ظلم نہیں کرتے فرمایا یہ گمراہی ہے اور اس کے اوپر بھی گمراہی ہے جو ظلم کرے وہ گمراہی ہے۔

﴿۴۸﴾ ابو بصیر کہتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا بظلم سے مراد شک کرنا ہے۔

﴿۴۹﴾ عبدالرحمن بن کثیر ہاشمی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں الذین آمنوا و لم یلبسوا ایمانھم بظلم وہ لوگ جنہوں نے ایمان قبول کیا اور پھر اس ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا فرمایا کہ جب وہ نبیؐ ان کے پاس آئے تو ان کی ولایت کو قبول کیا اس میں ظلم نہ کریں اور فلاں فلاں کی ولایت اس میں مخلوط نہ کریں پس وہی ظلم سے آلودگی ہے اور فرمایا وہ لوگ جو ایمان لائے اور اس کی مکمل تبعیت نہ کی لیکن تھوڑے تھوڑے کی تبعیت کی میں نے عرض کیا ضلال گمراہی اور کفر کے درمیان کوئی منزل

ہے فرمایا جو اکثر ایمان سے کراتے ہیں۔

﴿۵۰﴾ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے امامؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں الذین آمنوا و لم یلبسوا ایمانهم بظلم وہ لوگ جنہوں نے ایمان قبول کیا اور پھر اس ایمان کو ظلم سے آلودہ نہ کیا فرمایا نعوذ باللہ اے ابو بصیر یہ ایسے لوگ ہیں کہ جنہوں نے ایمان کو ظلم سے آلودہ کیا ہے پھر فرمایا وہ خوارج اور ان کے ساتھی ہیں۔

انبیاء ہدایت والے ہیں

﴿۵۱﴾ محمد بن فضیل کہتے ہیں ثمالی نے کہا کہ ابو جعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے وَ وَهَبْنَا لَهُ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا اور ہم نے اسے اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے اور ہم نے ان کو ہدایت کا راستہ دکھایا یعنی اور ہم نے اسے بنایا ان کی اہل بیت میں وَنُوحاً هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ اور نوحؑ کی ان سے پہلے ہدایت کی۔ فرمایا اسے ان کی اہل بیت کے لیے بنایا پس حکم دیا ان کی بعد میں آنے والی ذریت کا جو انبیاء کی ذریت سے تھے اور جو ابراہیمؑ سے پہلے تھے اور ابراہیمؑ خود بھی ہیں اس سے مراد وصیت ہے تو انہوں نے کی ہے یہ اسی کا حکم تھا۔

﴿۵۲﴾ بشیر دہان کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا خدا کی قسم بے شک اللہ نے نسبت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو قرآن میں ابراہیمؑ کی طرف پلٹایا عورت کی طرف سے پہلے پھر اس آیت کی تلاوت کی وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ و موسیٰ و هارون و كذلك نجزی المحسنين و زكريا و يحيیٰ و عيسیٰ و الياس كل من الصالحين اور ان کی اولادیں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ وایوبؑ و یوسفؑ و موسیٰؑ و ہارونؑ کو ہدایت کی اور اسی طرح ہم صالحین کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ و یحییٰؑ و عیسیٰؑ والیاسؑ کو ہدایت کی وہ ہمارے نیک بندوں میں تھے۔

حسنینؑ ذریت رسولؐ سے ہیں

﴿۵۳﴾ ابو حرب بن ابو اسود کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حاجیوں کو یحییٰ بن معمر کی طرف بھیجا کہا کہ تمہارا یہ گمان ہے کہ بے شک حسنؑ اور حسینؑ ذریت نبیؐ سے ہیں میں نے تلاش کیا اللہ کی کتاب قرآن میں اور اس کو پڑھا اوّل سے لے کر آخر تک مگر میں نے اسے نہ پایا تو کہا کیا تو نے سورۃ انعام کو نہیں پڑھا و من ذريته داؤد و سليمان اور ان کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ ہوئے یہاں تک پہنچے و یحییٰ و عیسیٰ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ذریت ابراہیمؑ میں سے نہیں ہیں اور ان کا باپ نہیں ہے کہا آپ نے سچ کہا۔

انکار نہ کرنے والی قوم

﴿۵۴﴾ محمد بن حمران کہتے ہیں کہ میں ابو عبد اللہ صادقؑ کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ صادقؑ کہ میں

تعجب کرتا ہوں جو عیسیٰؑ بن زید بن علیؑ ہیں کہ ان کا خیال ہے بے شک ہم علیؑ سے تولی کرتے ہیں مگر جو اس پر ظاہر ہے اور تم اسے دیکھتے ہوتا کہ اس میں عبادت کے لیے ستر الگ ہو جائیں اللہ کی طرف سے جھوٹے تو فرمایا یہ کس نے بنائے ہیں اللہ فرماتا ہے فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَ كَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ پھر اگر وہ ان چیزوں کا انکار کریں تو ہم ان پر ایک قوم مقرر کریں گے جو ان کا انکار کرنے والی نہ ہوگی اور یہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں میں نے عرض کیا ان کی عقلیں خدا کی قسم ہم اس کے بارے میں نہیں جانتے کہ باطن میں امیر المومنینؑ کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ رکھے بے شک وہ مومن ہو یا مشرک بے شک ولایت ظاہری ہے کیا تم ان کے باطن کے ایمان کو جانتے ہو۔ (اخبار میں اللہ اور اس کا رسول ہے اور پھر یہ ہے پھر یہ مذکور راوی عیسیٰ بن زید بن علی بن حسینؑ بن علیؑ ہے اور وہ اصحاب صادقؑ سے ہے ظاہر میں وہ امامیہ ہے لیکن اس کی کئی گندی حدیثیں ہیں جن کی بہت تعداد ہے ابوفرج کہتے ہیں کہ اس نے خروج کیا کوفہ میں محمد بن عبداللہ کے ساتھ پس اس نے بھائی ابراہیم کے ساتھی قتل کیے اور اس کے ساتھ خروج کیا اور اس خلیفہ نے قتل کیا ابراہیم کو اپنی طرف بلا کر اور یہ ظاہر از یدیہ ہے پھر اسے دیکھا کہ جب کہ اسے کوفہ میں موت آ گئی۔)

ھدایت کی پیروی کرو

﴿۵۵﴾ عباس بن ہلال کہتے ہیں کہ امام رضا نے فرمایا کہ ایک شخص عبداللہ بن حسن کے پاس آیا اور وہ امام سبالہ تھے (یہ عبداللہ بن حسن بن ابی طالب ہیں جو محض کے نام سے پکارے جاتے ہیں صادقؑ کے بزرگ اصحاب سے تھے ان کے آباء حسن بن حسن اور ماں فاطمہ بنت حسین تھی اور یہ شبہ رسول اللہ تھے اور وہ بزرگ بنی ہاشم تھے اور صدقات امیر المومنینؑ کے والی تھے۔ اپنے باپ حسن کے بعد اور ظاہر ہے ان کی روایات سے اور وہ امامت کے دعوے دار تھے امام صادقؑ کے زمانہ میں پھر ان کے بعد ظاہر ہوئے اور انہوں نے اپنی امامت کی نفی کی امیر المومنینؑ کے متعلق انہوں نے خروج کیا تلوار سے اور سبالہ دیہات ہے بصرہ اور مدینہ کے درمیان) اور ان سے مسائل حج کے دریافت کیے تو اس سے کہا کہ تم جعفر بن محمد صادقؑ کے پاس جاؤ وہ اس مذہب پر ہیں لہٰذا ان سے یہ پوچھ لو پس وہ شخص جعفر صادقؑ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے کہا کہ میں نے کچھ دیر پہلے تجھے عبداللہ بن حسن کے پاس دیکھا تھا اب یہاں کیسے آئے ہو اس نے کہا کہ میں نے کچھ مسائل پوچھنے تھے جب میں عبداللہ بن حسن کے پاس وہ پوچھنے آیا تو انہوں نے مجھے آپ کی طرف رجوع کرنے کے لیے حکم دیا ہے کہ میں جعفر بن محمد صادقؑ سے پوچھوں تو جعفر صادقؑ نے فرمایا جی ہاں میں اس گروہ کا فرد ہوں جن کے بارے میں اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ان لوگوں کو اللہ نے ہدایت کی تھی آپ بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں پھر فرمایا جو آپ کو پوچھنا ہو پوچھ لو اس شخص نے آپ سے چند سوال پوچھے اور آپ نے تمام سوالوں کے جواب دیئے۔

﴿۵۶﴾ ابن سنان کہتے ہیں سلیمان بن ہارون کہتے ہیں کہ اللہ فرماتا ہے کہ اگر بے شک اہل آسمان اور اہل زمین تمام جمع ہو جائیں

اور اس امر کو اس کے مقام سے ہٹانا چاہیں جس جگہ پر اللہ نے اسے رکھا ہوا ہے تو ان میں اس کی طاقت نہیں ہے اور اگر بے شک تمام لوگ کفر اختیار کر لیں یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہ جائے تو پھر بھی یہ امر اس کے اہل کو مل جائے گا اور ہم اس کے اہل ہیں پھر فرمایا اسی کے متعلق نام لے کر خدا فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ اے ایمان والو جو بھی تم میں سے اس کے دین سے پھر جائے۔

﴿۵۷﴾ اور فرمایا کہ دوسری روایت میں فان یکفر بھا ھٰولاء فقد و کلنا بھا قوماً لیسو بھا بکافرین پھر اگر وہ ان چیزوں کا انکار کریں تو ہم ان پر ایک قوم مقرر کریں گے جو ان کا انکار کرنے والی نہ ہوگی فرمایا پھر وہ اس آیت کے اہل ہوں گے اور ہم اس آیت کے اہل ہیں۔

﴿۵۸﴾ ثمالی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے و نوحا ھدینا من قبل و من ذریتہ داؤد الی قولہ اولئک الذین آتینا ھم الکتاب الحکم و النبوۃ الی قولہ بھا کافرین اور ہم نے ہدایت کی اس سے پہلے نوحؑ کو اور اس کی ذریت سے داؤد کی الی قولہ وہ وہی ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت دی پھر اگر وہ ان چیزوں سے انکار کریں تو ہم ان پر ایک قوم مقرر کریں گے جو ان کا انکار نہ کرنے والی ہوگی پس وہ ان میں سے ہیں اور کل اہل بیت ان کی اور ان کے بھائی کی اور ان کی ذریت پر فضل ہے اور وہ اللہ کا کلام ہے اگر کوئی تیری امت میں سے انکار کرے گا اور فرمایا پس بے شک اور یہ سب تیری اہل بیت ہے ایمان کے ساتھ جس نے ان کو تیری طرف بھیجا ہے پس یہ کبھی بھی انکار نہ کریں گے ہمیشہ کے لیے اور نہ ہی ان کا ایمان ضائع ہوگا جن کو تیری طرف بھیجا گیا ہے تیری اہل بیت میں سے تیرے بعد تیری امت کے علماء ہیں اور ان کی ولایت کا حکم دیا ہے تیرے بعد اور اہل استنباط ہیں دین کے علم کے اس میں جھوٹ نہیں ہے اور نہ گناہ ہے اور نہ وزیر ہونا اور نہ دھتکارنا اور نہ ہی ریاکاری ہے۔

کتاب موسیٰؑ نور و ہدایت

﴿۵۹﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے سوال کیا قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا تو آپ کہہ دیں کہ اس کتاب کو کس نے نازل کیا جو موسیٰؑ لاتے تھے وہ لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی تم اس کو ورق ورق کرتے ہو اور تم وہ ظاہر کرتے ہوئے فرمایا جس حصہ کو چاہتے تھے چھپاتے تھے اور جس حصے کو چاہتے تھے ظاہر کرتے تھے اور دوسری روایت میں ہے وہ اس کو چھپاتے تھے ورق ورق کر کے پھر اس کے جس حصے کو چاہتے تھے ظاہر کرتے تھے اور جس کو چاہتے تھے اس کو چھپاتے تھے یہ تمام کی تمام کتاب نازل کی ہے پس وہ اہل علم کے پاس موجود ہے۔

ابن ابو سرح منافق

﴿۶۰﴾ حسین بن سعید کہتے ہیں دونوں میں سے ایک باقرؑ یا صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے بارے میں اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ" یا کہے کہ مجھ پر وحی کی گئی حالانکہ اس پر کچھ وحی نہیں ہوئی ہے فرمایا یہ ابن ابوسرح کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(وہ عثمان بن عفان کا رضاعی بھائی تھا اسے اس نے مصر کا گورنر بنایا تھا فتح مکہ کے دن رسولؐ خدا نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا تھا اور وہ کچھ دن رسولؐ خدا کی طرف سے وحی لکھتا رہا پس جب اللہ رسولؐ پر اس کو نازل کرتا جب اللہ عزیز حکیم نازل کرتا تو یہ لکھتا علیم حکیم اور بے شک یہ ابن ابوسرح منافقین سے کہتا تھا کہ جیسا میں چاہتا ہوں میں قرآن میں تبدیلی کر دیتا ہوں رسولؐ خدا میری تبدیلی پر کوئی اعتراض نہیں کرتے یہ قرآن تو میں خود بھی اتار سکتا ہوں یہ اسی کے بارے میں ہے۔)

افتراح کرنے والا

﴿۶۱﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اِلَیَّ وَ لَمْ اِلَیْهِ شَیْءٍ وَ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس پر کوئی چیز وحی نہیں ہوئی ہے اور جو کہے کہ میں اس کی مثل نازل کروں گا جو اللہ نے نازل کیا ہے فرمایا جس نے امامت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو۔

قیامت کے دن عذاب

﴿۶۲﴾ سلام کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے قول خدا کے بارے میں اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ آج تم کو ذلیل کرنے والے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا فرمایا اس سے مراد قیامت کے دن کی سخت پیاس ہے۔

﴿۶۳﴾ فضیل کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا قول خدا کے بارے اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ تم اپنی جانیں نکالو آج تم کو ذلیل کرنے والے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا فرمایا اس سے مراد سخت پیاس ہے۔

حب اور نویٰ

﴿۶۴﴾ صالح بن سہل نے بیان کیا کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے متعلق فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی دانہ اور گٹھلی کا چیرنے والا ہے فرمایا دانہ جو اس میں ہے اور نوی گٹھلی جو دور ہو حق سے اور اسے قبول نہ کرے۔

﴿۶۵﴾ مفضل کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے متعلق فالق احب و النوی دانہ اور گٹھلی کا چیرنے

والا ہے فرمایا حب سے مراد مومن ہے اور اس خدا کا قول ہے و القیت علیک محبته منی (طٰہٰ:۳۹) میں نے اپنی محبت تجھ پر ڈال دی ہے اور نوی گٹھلی سے مراد کافر ہے جو حق سے دور ہے اور حق کو قبول نہیں کرتا

شادی رات کو کرو

﴿۶۶﴾ عبداللہ بن فضل نوفلی کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا جب تمہیں حاجات طلب کرنا ہوں تو ان کو دن کے وقت طلب کرو پس بے شک اللہ نے حیا کو دونوں آنکھوں میں رکھا ہے اور جب تمہیں شادی کرنی ہو تو شادی رات کو کرو اللہ فرماتا ہے جَعَلَ الَّيۡلَ سَكَنًا اللہ نے رات سکون کے لیے بنائی ہے۔

﴿۶۷﴾ حسن بن علی ابن بنت الیاس کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن رضاؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بے شک اللہ نے رات کو سکون بنایا اور عورت کو سکون بنایا اور سنت یہ ہے کہ شادی رات کو کرو اور کھانا کھانا ہے۔

﴿۶۸﴾ علی بن عقبہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ شادی رات کو کرو بے شک اللہ نے رات کو سکون بنایا اور اپنی حاجات کو رات کے وقت طلب نہ کرو کیونکہ وہ تاریک ہوتی ہے۔

مستقر و مستودع ایمان

﴿۶۹﴾ ابو بصیر کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ سے میں نے عرض کیا خدا فرماتا ہے هُوَ الَّذِيۡٓ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسۡتَقَرٌّ" وَ مُسۡتَوۡدَعٌ" اور وہ وہی تو ہے جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا پس ٹھہرنے کی جگہ ہے امانت کی جگہ فرمایا اس کے متعلق تمہارے شہر والے کیا کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں مستقر رحم میں ہے اور مستودع صلب میں ہے فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں مستقر جو ایمان کے استقرار کے لیے ہے وہ اس کے دل میں ہے پس اس میں ہمیشہ کوئی جھگڑا نہیں ہے اور مستودع وہ جو زمان کے ساتھ ایمان کو قائم کرے پھر وہ سلب ہو جائے اور بے شک زبیر نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

﴿۷۰﴾ جعفر بن مروان کہتے ہیں بے شک زبیر نے تلوار نکال کر یہاں کہا جس دن نبیؐ کی وفات ہو گئی تھی ہم علیؑ کے علاوہ کسی کی بیعت نہیں کریں گے پھر اس نے تلوار نکال کر علیؑ سے لڑائی کی اس کا ایمان عارضی تھا رسولؐ کے زمانے میں ایمان نور میں رہا پھر اس سے سلب ہو گیا۔

﴿۷۱﴾ سعید بن ابو اصبغ کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا اور سوال تھا مستقر اور مستودع کا فرمایا مستقر رحم میں ہے اور مستودع صلب میں ہے اور بے شک مستودع ایمان ہے پھر وہ متزلزل ہوتا ہے اور بے شک زبیر کا ایمان نور کی روشنی میں رہا جب تک رسولؐ خدا کی وفات نہ ہوئی یہاں تک کہ تلوار نکال لی اور وہ اس کا قول ہے کہ ہم کسی کی بیعت نہ کریں گے مگر علیؑ کی۔

﴿۷۲﴾ محمد بن فضیل کہتے ہیں ابوالحسنؑ نے اس قول خدا کے بارے میں ھو الذی انشاکم من نفس واحدہ فمستقر و مستودع وہ وہی تو ہے جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا پس ٹھہرنے کی جگہ ہے اور امانت کی جگہ ہے فرمایا جو ایمان ٹھہرنے والا ہے مستقر ہے قیامت کے دن تک یا ہمیشہ تک اور جو ایمان مستودع ہے اسے اللہ سلب کر لیتا ہے ان کی موت سے پہلے۔

﴿۷۳﴾ صفوان کہتے ہیں ابوالحسنؑ ثانی اور محمد بن خلف جالس نے مجھ سے پوچھا مجھ سے کہا یحییٰ بن قاسم حذا کیا مر گئے ہیں میں نے ان سے کہا ہاں اور زرعہ بھی مر گئے تو فرمایا کہ میرے والد جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے مستقر اور مستودع دو ایمان ہیں پس مستقر کہ جس سے لوگ اطاعت کرتے ہیں یہ وہ ایمان ہے جو دلوں میں قائم ہوتا ہے۔ اور مستودع وہ ایمان ہے کہ جس کے ذریعے لوگ اطاعت کرتے پھر وہ ان سے سلب ہو جاتا ہے۔

﴿۷۴﴾ ابوالحسنؑ اوّل سے سوال کیا قول خدا کے متعلق فمستقر و المستودع پس ٹھہرنے کی جگہ ہے اور امانت کی جگہ ہے فرمایا مستقر ایمان ثابت ہے اور مستودع کچھ دیر کے لیے ہوتا ہے۔

عارضی اور مستقل ایمان

﴿۷۵﴾ احمد بن عثمان کہتے ہیں ٹھہرا ابوالحسنؑ ثانی کے پاس ایک شخص بنی زریق سے (ابوالعباس نقشبندی نے کہا کہ بنو زریق قبیلہ خزرج سے ہے اور بنو زریق بن عامر بن زریق ہے) تو مجھ سے کہا اور وہ اپنی آواز بلند کرے اے احمد میں نے کہا میں حاضر تو فرمایا بے شک جب رسولؐ خدا کی وفات نہ ہوئی تھی تو لوگ کوشش کرتے تھے تو ان کے دل کا ایمان نور میں رہتا پس انہوں نے انکار کیا مگر بے مکمل کیا اس نور کو امیر المومنینؑ کے ذریعے سے پس جب ابوالحسنؑ کی وفات ہوئی یعنی ابوالحسنؑ ثانی کی تو جھد بن ابوحمزہ (وہ علی بن ابو حمزہ سالم بطائنی ہے واقفی مذہب کا کہ وہ پہلا شخص جس نے اعتقاد میں وقف کیا امامت علیؑ بن موسیٰ رضاؑ کے زمانے میں ان کے باپ ابوالحسن کاظمؑ کی وفات کے بعد تو اس وقت ان کے پاس ان کا مال تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ علی بن ابوحمزہ کے پاس تیس ہزار دینار ہیں جو دینے ان کے ذمہ تھے تو اس سے کثیر روایت مروی ہیں) اور ان کے اصحاب پر یہ نور ظاہر تھا پھر انکار کیا مگر اللہ نے اس نور کو مکمل کیا اور بے شک اہل حق کے لیے ہے جب وہ اس میں داخل ہوتے ہیں تو ان میں پوشیدہ ہوتا ہے اور اس سے نکلتے ہیں تو وہ بھی نکل جاتا ہے تو اس کی جزا ان پر نہیں ہے اور یہ ان کے لیے یقین پیدا کرتا ہے اس امر کے متعلق اور بے شک اہل باطل ہیں کہ جب وہ ان میں داخل ہوتا ہے تو وہ ان میں پوشیدہ ہوتا ہے اور جب ان سے نکل جاتا ہے تو اس کے نکلنے کی ان پر جزا ہے اور یہ وہ ہیں کہ جن کو اس امر میں شک ہوتا ہے بے شک اللہ فرماتا ہے فمستقر و مستودع پس ٹھہرنے والا اور امانت والا ہے پھر فرمایا ابوعبداللہ صادقؑ نے مستقر ثابت ہے اور مستودع جو عارضی ہے۔

اللہ اسلام کے لیے سینہ کھول دیتا ہے

﴿۹۳﴾ ابو جمیلہ کہتے ہیں عبداللہ بن جعفرؑ نے اپنے بھائی سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ بے شک دل جب اسے حق نہ مل جائے وہ بے چین رہتا ہے اور جب اسے حق مل جاتا ہے تو اسے قرار آ جاتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَ مَنْ يُرِدْ اَنْ يُضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ پس جس کے متعلق اللہ چاہتا ہے کہ اس کو ہدایت کرے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہے کہ اسے گمراہ کرے تو اس کے سینہ کو تنگ و تاریک کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

﴿۹۴﴾ سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے کی اچھائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سفید نکتہ پیدا کرتا ہے جس سے اس کا دل کھول دیتا ہے اور اس کا دل اس سے سنتا ہے اور ان سب کے لیے فرشتہ مقرر کر دیتا ہے اور جب اللہ کسی بندے کی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں نکتوں سے ایک سیاہ نقطہ پیدا کر دیتا ہے جو اس پر سخت ہوتا ہے کہ اس کا دل سن نہ سکے اور ایک شیطان اس پر مقرر ہوتا ہے جو اسے گمراہ کرتا ہے پھر اس آیت کی تلاوت کی فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ الاسلام و من یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا پس جس کے متعلق اللہ چاہتا ہے کہ اس کو ہدایت کرے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہے کہ اس کو گمراہ کرے تو اس کے سینہ کو تنگ و تاریک کر دیتا ہے اور روایت سلمان بن خالق میں یہ بھی ہے کہ وہ نکتہ نور سے ہوتا ہے اور وہ اس کی سفیدی کو کم نہیں کرتا۔

﴿۹۵﴾ ابوبصیر کہتے ہیں خیثمہ نے کہا کہ میں نے ابوجعفر باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جب تک دل کو حق نہیں ملتا تو وہ اضطراب میں رہتا ہے اور وہ اپنی جگہ چھوڑ کر گلے کی نالی حنجرہ تک آ جاتا ہے جب اس کو حق مل جاتا ہے تو پس اسے قرار آ جاتا ہے پھر آپ نے انگلیاں ملائیں پھر اس آیت کی تلاوت کی فمن یرد اللہ یھدیہ یشرح صدرہ الاسلام و من یردان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجا پس جس کے متعلق اللہ چاہتا ہے کہ اس کو ہدایت کرے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہے کہ اسے گمراہ کرے تو اس کے سینہ کو تنگ و تاریک کر دیتا ہے۔

(اور ابوعبداللہ صادقؑ نے موسیٰ بن اشیم سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ حرج کیا ہے تو میں نے عرض کیا نہیں تو آپؑ نے ہاتھ کی انگلیوں کو اکٹھا کر کے مضبوطی کے ساتھ پکڑا اور فرمایا جب دل اس طرح مکمل بند ہو جائے کہ اس میں کوئی سوراخ نہ ہو جیسے اس میں کوئی چیز نہ ہو اور کوئی چیز اس سے نکل نہ سکتی ہو تو اسے حرج کہتے ہیں۔)

ایمان نہ لانے والے کے لیے عذاب

﴿۹۶﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اسی طرح اللہ ان پر عذاب کرتا ہے جو ایمان نہیں لاتے فرمایا اس سے مراد شک ہے یعنی رجس کا مطلب شک ہے۔

فصل سے حق کی ادائیگی

﴿۹۷﴾ حسن بن علی کہتے ہیں امام رضاؑ سے میں نے اس قول خدا کے متعلق سوال کیا وَ اٰتُوْ حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ اور اس اللہ کا حق کٹائی کے دن ادا کرو فرمایا خشک اور گیلی اور ان دونوں میں سے ادا کرو جو بھی تمہارے پاس موجود ہو۔

﴿۹۸﴾ اور رسولؐ خدا نے رات کو فصل کاٹنے سے منع کیا ہے۔

﴿۹۹﴾ ہاشم بن مثنی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے عرض کیا اس قول خدا سے متعلق و اتو حقه یوم حصاده اور ادا کرو اس اللہ کا حق فصل کاٹنے کے دن فرمایا اس کو عطا کرو جو تمہارے پاس موجود ہو مشرک ہو یا اس کے علاوہ ہو۔

﴿۱۰۰﴾ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ سے سوال کیا اس قول خدا کے متعلق و آتو حقه یوم حصاده اور اس اللہ کا حق ادا کرو فصل کاٹنے کے دن فرمایا عطا کرو جو بھی تمہارے پاس آئے مسلمانوں میں سے اور اگر ان سے نہ آئے مگر مشرک تو پس اس کو عطا کرو۔

﴿۱۰۱﴾ معاویہ بن میسرہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بے شک زراعت میں دو حق ہیں ایک حق جو تم سے اس میں سے لیا جاتا ہے اور دوسرا حق جو تم کسی کو دیتے ہو پھر وہ حق کہ جو تم سے لیا جاتا ہے پس دسواں حصہ ہے اور دسویں کا نصف ہے اور پھر وہ حق ہے جو تم دیتے ہو بے شک اس بارے میں خدا فرماتا ہے و آتو حقه یوم حصاده اور اس اللہ کا حق ادا کرو فصل کاٹنے کے دن خشک ہو یا تر ہو تو اسے ادا کرو پھر خشک و تر سے یہاں تک کہ تم فارغ ہو جاؤ۔

﴿۱۰۲﴾ اور روایت عبداللہ بن سنان میں ہے کہ امامؑ نے فرمایا تم اس سے مسکینوں کو دو جو بھی ان سے تمہارے پاس حاضر ہو اور اگر ان سے کوئی حاضر نہ ہو مگر مشرک ہی کیوں نہ ہو ادا کرو۔

﴿۱۰۳﴾ زرارہ و حمران بن اعین و محمد بن مسلم (صفوان بن سہل) کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ اور ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے متعلق و آتوا حقه یوم حصاده اور اس اللہ کا حق فصل کاٹنے کے دن ادا کرو دونوں نے فرمایا اس سے دے دو خشک و تر سے ایک بالی ایک مٹھی بالی سے مٹھی اور مٹھی ہے۔

﴿۱۰۴﴾ زرارہ و محمد بن مسلم وابوبصیر کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے میں و آتوا حقه یوم حصاده اور ادا کرو اللہ کا حق فصل کاٹنے کے دن فرمایا یہ غیر مصدقہ ہے کہ اس سے ادا کرو مسکین کو اور مسکین کو دو مٹھی اور دوسرے کو بعد میں مٹھی اور کھجور کے بعد لپ کی مقدار دو پھر لپ یہاں تک کہ ان سے فارغ ہو جاؤ اور چھوڑ دو کھجور کی ٹہنی اس کا اجر معلوم ہے اور چھوڑ دو کھجور کے درخت سے معافارہ اور یا جعرور ردی کھجوریں یہ ان کے لیے چھوڑنا نہیں ہے اور چھوڑنا کھجور کی ٹہنی سے ہے جو ہو اور چھوڑنا درخت سے ٹہنی جو پھل اٹھائے ہو ان پھلوں سے اور تیری نظر کے لیے ہے اور اس کی حفاظت کے لیے ہے یہ اس سے ہے۔

اسراف نہ کرو

﴿۱۰۵﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا رات کو فصل نہ کاٹو اور دو بے شک اللہ کا قول ہے و آتوا حقه یوم حصاده و لا تسرفوا انه لا یحب المسرفین اور اس سے اللہ کا حق ادا کرو فصل کاٹنے کے دن اور نہ اسراف کرو بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ فرمایا یہ فلاں بن فلاں انصاری کے بارے میں نازل ہوئی اور اس نے جس کے ہاں کھیتی تھی جس وقت اس کو جمع کیا تو سب کی سب تصدق کر دی تھی اور اپنے لیے اور اپنے اہل عیال کے لیے پیچھے کچھ نہ رکھا تھا اسی کو اللہ نے اسراف کہا ہے۔

﴿۱۰۶﴾ احمد بن محمد کہتے ہیں ابوالحسن رضاؑ نے فرمایا اسراف کے متعلق جب فصل کاٹی جائے اور اس سے دیا جائے اگر کسی شخص کو صدقہ لپ بھر بھی آئے کر دے جو بھی آئے ہر ایک کو دے اور میرے باپ نے ایک شخص کو دیتے ہوئے دیکھا ایک ایک کو دونوں ہتھیلیوں سے دے رہا تھا اور اپنے ایک غلام کو بھی دیا اور فرمایا دو ایک ہاتھ سے مٹھی مٹھی کر کے خشک و تر جو بھی ہو اس سے ایک مٹھی دو مٹھی بھر کر۔

فصل رات کو نہ کاٹو

﴿۱۰۷﴾ سماعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں و آتوا حقه یوم حصاده اور اللہ کا حق ادا کرو فصل کاٹنے کے دن فرمایا اللہ کا حق فصل کے کاٹنے کے دن تم پر واجب ہے اور یہ زکوٰۃ میں سے نہیں ہے مٹھی اس سے ہے مٹھی بھر اور خشک و تر میں سے ایک گٹھلی ہے اس وقت جو بھی آ کر تم سے سوال کرے اور رات کو فصل نہ کاٹو اور نہ ہی رات کو دو بے شک اللہ نے فرمایا ہے فصل کاٹنے کے دن پس جب تو اس کو رات کے وقت کاٹے گا تو اس وقت کوئی بھی سوال کرنے والا نہ آئے گا اور نہ ہی رات کو قربانی دو۔

﴿۱۰۸﴾ سماعہ کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ نبیؐ کھجور کے رات کو کاٹنے اور کھیتی کے رات کو کاٹنے کو مکروہ جانتے تھے بے شک اللہ فرماتا ہے وہ آتوا حقه یوم حصاده اور ادا کرو اللہ کا حق فصل کاٹنے کے دن تو نبیؐ سے کہا گیا اے اللہ کے نبیؐ

اوراس کا حق کیا ہے فرمایا اس میں سے مسکین کو دینا اور سائل کو دینا ہے۔

﴿۱۰۹﴾ جراح مدائینی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے متعلق و آتوا حقه یوم حصاده اور ادا کرو اس سے اللہ کا حق فصل کاٹنے کے دن فرمایا اس سے مسکین کو دو جو بھی تمہارے پاس حاضر ہو جائے تو ہاتھ میں لے کر اسے ایک مٹھی دو اور پھر مٹھی دو دوسرے کو یہاں تک کہ تم فارغ ہو جاؤ۔

﴿۱۱۰﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا کہ تم فصل اور پھل رات کو کاٹنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ بے شک اللہ فرماتا ہے و آتوا حقه یوم حصاده اور ادا کرو اللہ کا حق اس سے فصل کاٹنے کے دن اور اس کا حق اس چیز میں ہے خشک وتر یعنی اس سے گندم یا جو کی بالی ہے۔

﴿۱۱۱﴾ محمد حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے ابوجعفر باقرؑ سے انہوں نے علیؑ بن حسینؑ سجادؑ سے کہ انہوں نے فرمایا میں نے میر منشی وکیل یا امین داخل وخارج کو دیکھا کہ اس نے رات کے آخری حصہ میں کھجور کا پھل توڑا ہے تو اس سے فرمایا اس طرح کیا نہ کرو تمہیں علم نہیں ہے کہ رسولؐ خدا نے پھل توڑنے اور فصل رات کو کاٹنے سے منع کیا ہے اور فرماتے تھے خشک وتر سے اس سائل کو دینا ہے جو تم سے سوال کرے اور یہ حق ہے فصل کاٹنے کے دن کا۔

﴿۱۱۲﴾ حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں و آتوا حقه یوم حصاده اور اس سے اللہ کا حق ادا کرو فصل کاٹنے کے دن تو کس طرح ادا کروں فرمایا اپنے ہاتھ سے ایک مٹھی سائل کو دے خشک وتر سے اور وہ ایک مسکین کو دے پھر دوسرے مسکین کو دے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ اور جو بھی کاٹی ہوئی کھجور ہو اس سے لپ بھر دے پھر دوسرے کو لپ دے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ۔

﴿۱۱۳﴾ ابوجارود زیاد بن منذر کہتے ہیں کہ ابوجعفر باقرؑ نے اس قول خدا کے بارے میں و آتوا حقه یوم حصاده اور اس سے اللہ کا حق ادا کرو فصل کاٹنے کے دن فرمایا خشک وتر سے ایک مکان سے پھر دوسرے مکان سے مساکین کو ادا کرو۔

﴿۱۱۴﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں و آتوا حقه یوم حصاده اور اس سے اللہ کا حق ادا کرو فصل کاٹنے کے دن کس طرح ادا کرے فرمایا اپنے ہاتھ سے ایک مٹھی خشک وتر سے دے اسی کا نام اللہ کا حق ہے میں نے عرض کیا اور کیا حق ہے فصل کاٹنے کے دن فرمایا خشک وتر سے اسے ادا کرنا جو بھی اس وقت حاضر ہو جو اہل خاصہ سے ہو۔

جانور چار قسم کے جوڑے حلال ہیں

﴿۱۱۵﴾ ایوب بن نوح بن دراج کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ ثانی سے پوچھا بھینس کے بارے میں اور اس کے متعلق اہل عراق یہ

جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مسخ شدہ جانور ہے تو فرمایا کہ کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا ہے وَ مِنَ الْاِ بِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ اور اونٹ کے دو اور گائے کے دو جوڑے حلال ہیں بھینس گائے ہی کا جوڑا ہے۔ راوی کہتا ہے (جس کا نام درج نہیں) اور میں جب خراسان سے واپس آیا تو ابو الحسنؑ کو میں نے ایک خط لکھا اور اس میں میں نے ایوب کی حدیث کا ذکر کیا کہ اس کی حدیث صحیح ہے تو جواب میں لکھا کہ وہ اسی طرح ہے کہ جس طرح اس نے بیان کی۔

﴿۱۱۶﴾ داؤد رقی کہتے ہیں کہ مجھ سے سوال کیا بعض خوارج سے ایک خارجی نے اس آیت کے متعلق مِنَ الضَّانِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ بھیڑ سے دو اور بکری سے دو کہہ دو نر حرام کیے ہیں اس نے یا دو مادہ ہیں یا دو وہ ہیں جو مادہ کے رحم میں ہیں و من الا بل و من البقر الثنین دو اونٹوں سے اور دو گائے سے کون سے ان سے اللہ نے حلال کیے ہیں اور کون سے ہیں جو اللہ نے حرام کیے ہیں اور میں اس کے بارے میں خود کوئی علم نہ رکھتا تھا کہ اس چیز کے بارے میں کیا کہوں پھر میں حج پر گیا تو ابو عبداللہ صادقؑ کے پاس گیا تو ان سے میں نے پوچھا کہ اس بارے میں آپ مجھے خبر دیں تو فرمایا بے شک اللہ نے حلال کیا ہے اونٹ کی عام قسم سے جو عربی اونٹ ہے یعنی ایک کوہان والا اور اس میں سے حرام ہے بختی دو کوہان والا اور حلال کی ہے گائے جو عام گھر میں رکھی جاتی ہے اس کی قربانی کریں اور حرام کی ہے وہ گائے جو جنگلوں پہاڑوں میں پھرتی ہے پھر میں واپس حج سے آیا تو اس خارجی کو میں نے یہ جواب دیا تو اس نے مجھ سے کہا یہ ہے کہ حجاز کے لوگ جس اونٹ پر سفر کرتے ہیں اور بصرہ کے لوگ جس پر سفر کرتے ہیں وہ شار یہ ہے اور بھیڑ کے دو اور بکری کے دو اللہ نے حلال کیے ہیں اور دوسرے حرام ہیں اور دو حلال کیے ہیں گائے کے اور بھینس کے دیگر حرام ہیں اس طرح کہ جانور یعنی جنگلی گائے بھینس حرام ہیں۔

﴿۱۱۷﴾ صفوان جمال کہتے ہیں کہ جب میں شہر کی طرف گیا تو مجھ سے کہا تھا کہ صدیق خوارج میں سے آیا جس وقت میں حج کے لیے نکل رہا تھا تو مجھ سے کہا کیا تو نے جعفرؑ بن محمدؑ سے سنا اس قول خدا کے بارے میں ثمانية ازواج من الضان و من المعز النين قل الذكرين حرم ام الانثيين اما اشتملت عليه ارحام الانثين و من الا بل اثنين و من البقر الثنين ريا احل و ريا حـــرم آٹھ جوڑے ہیں دو بھیڑ کے اور دو بکری کے اور کہہ دو کہ دو نر حرام کیے ہیں اس نے یا دو مادہ ہیں یا دو وہ ہیں جو مادہ کے رحم میں ہیں دو اونٹوں سے اور دو گائے سے ہیں یہ حلال ہیں اور حرام ہیں میں نے کہا میں اس بارے کوئی بات کسی چیز کے بارے میں نہیں سنی ہے تو مجھ سے کہا کہ تم جب حج پر جانا تو میرے اس سوال کو ان سے بیان کرنا کہا کہ پھر میں حاجیوں کے ساتھ حج پر گیا اس کے بعد میں ابو عبداللہ صادقؑ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا اس خارجی کے مسئلہ کا تو مجھ سے فرمایا حرام ہیں دو بھیڑ کے اور دو بکری کے جو پہاڑی ہیں اور حلال ہیں جو گھر میں پالے جائیں یعنی پالتو اور حلال ہیں اونٹ عرب کے اور گائے کے جو گھر میں پالے جاتے ہیں اور حرام ہیں گائے پہاڑی و جنگلی اور اونٹ سے بختی دو کوہان والے یعنی جو اس طرح ہوں اس کے بعد میں واپس آیا تو اس کی خبر دی اور مجھ سے

فرمایا پھر بے شک اگر چہ میرے جد نے ثون کو حرام نہیں کیا جو تم غیر امام سے لیتے ہو۔

زمین پر رینگنے والے اور پرندے کون سے حرام ہیں

﴿۱۱۸﴾ حریز کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ سے میں نے سوال کیا سیاہ پرندہ یعنی کوا اور زمین پر رینگنے والے کیڑوں کے بارے میں یہاں تک کہ ذکر کیا جس کی پشت پر کانٹے ہوں قنافذ اور لوطواط یعنی خفاش چمگادڑ اور گدھا اور خچر اور گھوڑا فرمایا حرام نہیں ہیں بے شک اللہ نے حرام کیے ہیں اپنی کتاب میں اور بے شک رسولؐ خدا نے ان سے منع کیا ہے خیبر کے دن گدھے کے گوشت کو کھانے سے اور بے شک اس سے منع کیا جب تک ان کو ظاہری اجل نہ آ گئی اس سے ان کی نسل ختم نہ ہو اور گدھا حرام نہیں ہے پھر اس آیت کو پڑھا قُلْ لَا أَجِدُ فِيْ مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ" أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ تو کہہ دیں آپ کہ میں نے نہیں پایا اس میں جو مجھ پر وحی ہوئی ہے کہ کوئی چیز حرام ہو کھانے والوں پر جو کھائے مگر یہ کہ وہ مردہ ہو یا گرایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ نجس پلید ہیں یا فسق ہو کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

﴿۱۱۹﴾ محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا بے شک اصحاب مغیرہ نے ان کی طرف خط لکھا اور اس میں سوال کیا کہ جری اور مار ماہی اور زمیر ایک قسم کی مچھلی اور اس میں نہیں ہے چھلکے والی مچھلی جو مچھلی کی قسم سے ہے حرام ہے وہ یا نہیں اس کے جواب میں فرمایا کہ تم اس سورۃ انعام کی آیت کو پڑھو قل لا اجد فی ما اوحی الی محرم علی طاعم یطعمه الا ان یکون میته او دما مسفوحا او لحم خنزیز فانه رحس او فسقا اهل لغیر الله به تو کہہ دیں آپ کہ میں نے نہیں پایا اس میں جو مجھ پر وحی ہوئی ہے کہ کوئی چیز حرام ہو کھانے والوں پر جو کھائے مگر یہ کہ وہ مردہ ہو یا گرایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ نجس اور پلید ہیں یا فسق ہو کہ جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو جب میں نے پوری آیت پڑھ لی تو فرمایا بے شک حرام تو وہی ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مگر ہم لوگ کچھ چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں ہم بھی ان سے پرہیز کرتے ہیں۔

﴿۱۲۰﴾ زرارہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر باقرؑ سے سوال کیا جری کے متعلق کہ جری کیا ہے اس کی شکل صورت بیان کرے۔ اس کے کھانے کے بارے میں تو فرمایا خدا فرماتا ہے لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میته او دما مسفوحا او لحم خنزیز فانه رجس او فسقا اهل لغیر الله به تو کہہ دیں آپ کہ میں نے نہیں پایا اس میں جو مجھ پر وحی ہوئی ہے کہ کوئی چیز حرام ہو کھانے والوں پر جو کھائے مگر یہ کہ وہ مردہ ہو یا گرایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ نجس ہیں اور پلید ہیں یا فسق ہو کہ جس پر اللہ کے علاوہ کسی غیر کا نام لیا گیا ہو پھر فرمایا کہ اللہ نے کسی چیز کو حرام نہیں کیا حیوانوں سے قرآن میں مگر خنزیر سور کو جو اس طرح ہے اور مکروہ ہیں سمندر کے تمام جانور اور اس میں مچھلی نہیں ہے نہ چھلکے والی میں نے عرض کیا اور قشر کیا ہے تو فرمایا وہ ورق کی طرح نہ چھلکے والی اور وہ حرام نہیں ہے بے شک وہ مکروہ ہے۔

﴿۱۲۱﴾ محمد حلبی کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا بنی اسرائیل پر ہر ناخن رکھنے والا جانور اور چربی حرام کی گئی تھی سوائے اس چربی کے جو پشت یا آنتوں یا ہڈی سے لگی ہوئی ہو۔

حجتہ بالغہ

﴿۱۲۲﴾ حسین کہتے ہیں میں نے ابوطالب قمی سے سنا جو سدیر سے روایت کرتا ہے کہ ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ ہم حجت بالغہ ہیں ہر اس کے لیے جو آسمان میں رہ رہا ہے اور زمین کے اوپر رہ رہا ہے۔

شرک نہ کرو

﴿۱۲۳﴾ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں ابوجعفر باقرؑ کے پاس جلسے میں بیٹھا ہوا تھا جس وقت وہ اپنے فرش پر تکیے کیے ہوئے تھے جس وقت ان کے سامنے سورہ انعام کی وہ محکم آیات پڑھی گئیں جن کو کسی نے منسوخ نہیں کیا تو فرمایا ان کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے ان کی مشایعت کے لیے آئے تھے۔ وہ آیت یہ ہے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا کہہ دو کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا چیز حرام کی ہے وہ یہ کہ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

بے حیائی کے قریب نہ جائو

﴿۱۲۴﴾ عمرو بن ابومقدام کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ علی بن حسینؑ سجاد نے اس قول خدا کے بارے میں اَلْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ بے حیائی کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ فرمایا جو ظاہر ہے اس میں سے وہ اپنے باپ کی زوجہ سے نکاح کرنا ہے یعنی سوتیلی ماں اور جو باطن ہے وہ زنا ہے۔

صراط مستقیم کا اتباع کرو

﴿۱۲۵﴾ برید عجلی کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے فرمایا اس آیت کے بارے میں وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ اور تحقیق یہ میرا راستہ سیدھا ہے اس پر چلو اور نہ اور راستوں پر چلو ورنہ اس کے راستہ سے تمہیں جدا کردیں گے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یعنی صراط مستقیما کیا ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا وہ ولایت علیؑ اور دیگر اوصیاء کی ولایت ہے فرمایا تم جانتے ہو کہ فاتبعوا سے کیا مراد ہے عرض کیا نہیں فرمایا اس سے مراد علیؑ بن ابی طالب ہیں پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ سے کیا مراد کہ وہ کون سے راستے ہیں جن پر چلنے سے منع کیا گیا عرض کیا نہیں تو فرمایا فلاں وفلاں کی ولایت مراد ہے خدا کی قسم پھر فرمایا اور جانتے ہو فتفرق بکم عن سبیلہ سے کیا مراد ہے میں نے عرض کیا نہیں تو

فرمایا کہ اس سے مراد علیؑ کا راستہ ہے کہ اگر غیروں کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں اس راستے سے جدا کر دیں گے۔

﴿۱۲۶﴾ سعد کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ نے اس آیت کے متعلق و ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ اور تحقیق یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو فرمایا کہ یہ آلؑ محمد کا راستہ ہے اور اس میں اسی کی راہنمائی کی گئی ہے۔

کافر و مشرک کو ایمان فائدہ نہ دے گا

﴿۱۲۷﴾ مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ محمد بن علیؑ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے جد سے روایت کیا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا بے شک لوگ شک میں مبتلا ہوں گے اور ان کے عمل منقطع ہو جائیں گے اور ان پر توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا خدا فرماتا ہے فَلا یَنفَعُ نَفسًا اِیمَانُھَا لَم تَکُن آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِھَا خَیْراً تو نہ فائدہ دے گا کسی نفس کو اس کا ایمان جو ایمان پہلے نہ لا چکا ہو یا نہ کما چکا ہو اپنے ایمان میں اچھائی۔

﴿۱۲۸﴾ زرارہ وحمران ومحمد بن مسلم کہتے ہیں ابوجعفر باقرؑ وابوعبداللہ صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے میں یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفساً اِیْمَانُھَا اس دن جب تیرے رب کی بعض آیات کا ظہور ہو گا تو پھر کسی ایسے شخص کو ایمان فائدہ نہ دے جو پہلے ایمان نہ لایا ہو گا فرمایا اس دن سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔ دابۃ الارض کا خروج دجال کا ظاہر ہونا ہے اور اس دن ایک شخص ایمان لائے گا تو اس کا ایمان اسے کوئی فائدہ نہ دے گا اور جو مومن خدا کی نافرمانیوں میں مست ہو گا تو اسے بھی ایمان فائدہ نہ دے گا علامات ظہور قائمؑ میں سے ہے کہ خروج دابہ صفا و مروہ کے درمیان سے ہو گا (اور بعض روایات میں ہے رکن و مقام کے درمیان سے ہو گا) مفضل بن عمر کی خبر ہے مومن مومن ہو گا اور کافر کافر ہو گا نبیؐ نے فرمایا دابۃ الارض کا طول ستر ذراع ہو گا اس کو طلب کرنے والا نہ پا سکے گا وہ اپنے رب کو نہیں بھولے گا مومن اس کی آنکھوں سے پہچانا جائے گا اور کافر اپنی آنکھوں سے پہچانا جائے گا۔ یہاں تک کہ کہا جائے گا اے مومن اے کافر لیکن بعض روایات میں ہے دابۃ الارض امیر المومنینؑ ہیں اور خبر صادقؑ میں ہے کہ رسولؐ خدا امیر المومنینؑ کی طرف گئے جس وقت کہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے بے شک جمع تھے اور ان کا سر مٹی پر تھا تو ان سے فرمایا اٹھو یا دابۃ اللہ تو اس شخص نے جو آپ کے اصحاب سے تھا کہ ان کے نام بعض ہم نے سنے ہیں یہ نام کیا ہیں تو فرمایا نہیں خدا کی قسم نہیں یہ وہ ہے کہ جو خاص ہے وہ دابتہ ہے جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے فاذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض (نمل: ۸۲) پس جب ان پر اس کا قول پورا ہو گا تو اس وقت نکل آئے گا زمین سے دابہ پھر فرمایا جب آخری زمانہ آئے گا تو اسے اللہ نکالے گا احسن صورت میں اور اس کے ساتھ علیھم میسم جو اس کے دشمن ہوں گے۔

﴿۱۲۹﴾ حفص بن غیاث کہتے ہیں جعفر بن محمدؑ نے فرمایا کہ ایک شخص نے میرے والد سے سوال کیا امیر المومنینؑ کی جنگوں کے متعلق

اور سائل ہمارے محبوں میں سے تھا پس ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے محمدؐ کو مبعوث کیا پانچ تلواروں کے ساتھ تین اس میں سے شاہرہ کے لیے ہیں ان سے غلاف نہیں اتارا گیا مگر جب یہ حرب ہوگی اور اس کے اوزار کی اور ہرگز یہ تلوار و اوزار کی جنگ نہ ہو گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں کر لیتا پس جب سورج مغرب سے طلوع کرے گا تو اس میں ہوں گے وہ سب کے سب لوگ اس دن خدا فرماتا ہے لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسب فی ایمانها خیر نہیں نفع دے گا کسی نفس کو بھی اس کا ایمان جو ایمان پہلے نہ لا چکا ہوگا اپنے ایمان میں اچھائی۔

﴿۱۳۰﴾ عمرو بن شمر (یا ابو بصیر) کہتے ہیں دونوں میں سے ایک امام باقرؑ یا صادقؑ نے اس قول خدا کے بارے او کسب فی ایمانها خیر یا ایمان لائے ہوگا اچھائی سے فرمایا وہ مومن خدا کی نافرمانیوں میں حد سے بڑھا ہوگا اور ایمان کے ہونے کے باوجود اس کے گناہوں کی کثرت ہوگی اور اس کی نیکیوں کی قلت ہوگی تو اس کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا۔

تفرقه والے

﴿۱۳۱﴾ کلیب صیداوی کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ صادقؑ سے اس قول خدا کے بارے میں سوال کیا اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَهُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا فرمایا وہ اس آیت سے سمجھا کہ اس کے دین میں فرقہ بنایا پھر فرمایا فرقہ بنانے والے کی یہ قوم اس کے دین میں ہیں۔

ایکی نیکی کا بدله دس نیکیاں

﴿۱۳۲﴾ سکونی کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جو تین روزے رکھے ایک مہینے میں تو مجھ سے فرمایا کیا تم نے مہینے میں روزے رکھے ہیں سب کے سب میں نے کہا ہاں فرمایا بے شک سچ فرماتا ہے تو اور فرمایا خدا فرماتا ہے مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا جو کوئی ایک نیکی کرے گا تو اس کو اس کی مثل دس نیکیاں ملیں گی۔

﴿۱۳۳﴾ حسین بن سعید کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا روزے کا مہینہ صبر کا ہے اور تین دن کے روزے ہر مہینے کے وہ اس کا مرکز ہیں اور تین روزے ہر مہینے کے جو رکھتا ہے وہ ہمیشہ روزہ رکھنے والا ہے خدا فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو کوئی ایک نیکی کرے گا تو اسے اس کی مثل دس نیکیاں ملیں گی۔

﴿۱۳۴﴾ زرارہ و محمد بن مسلم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ و ابو عبداللہ صادقؑ سے ہم نے سوال کیا اللہ کے اس قول کے بارے میں من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو کوئی ایک نیکی کرے گا تو اس کی مثل دس نیکیاں ملیں گی کیا یہ کمزور مسلمانوں کے لیے ہیں فرمایا نہیں اور لیکن مومنین کے لیے ہیں اور بے شک یہ اللہ پر حق ہے کہ وہ ان سے جس پر رحم کرے۔

﴿۱۳۵﴾ بعض اصحاب نے کہا کہ احمد بن محمد نے کہا کہ میں نے امامؑ سے پوچھا کہ کس طرح روزہ رکھیں جو سنت روزہ ہے تو فرمایا روزے تین رکھو مہینے میں جمعرات کے دن جو عشرہ میں آئے اور چار عشرہ میں ہیں اور جمعرات عشرہ کی اور چار اس کے درمیان کی جمعراتیں ہیں بے شک اللہ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو ایک نیکی کرے گا تو اس کو اس کی مثل دس نیکیاں ملیں گی جو تین دن مہینے میں روزے رکھے وہ صوم دھر ہمیشہ کا روزہ رکھنے والا ہے۔

﴿۱۳۶﴾ علی بن عمار کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو کوئی ایک نیکی کرے گا تو اسے اس کی مثل دس نیکیاں ملیں گی فرمایا جو کوئی تین روزے رکھے گا تو اس نے پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

﴿۱۳۷﴾ محمد بن عیسیٰ کہتے ہیں روایت شرف میں کہ اس نے محمد بن علی سے نقل کی اور میں نے اسے دیکھا کہ اے احمد اس کی مثل بس ہے حسنہ جو اللہ کے لیے کی جاتی ہے وہ ہم اہل بیت کی ولایت ہے اور جو برائی ہے وہ ہم اہل بیت سے عداوت ہے۔

ایک برائی کا بدلہ ایک برائی

﴿۱۳۸﴾ محمد بن حکیم کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا جو خالی روزہ رکھے پھر ان کے پاس علی آ گئے جو ان کے بھائی تھے پس انہوں نے سوال کیا اس چیز کے بارے میں اس کا افطار ہے اس کے نزدیک افطار اور اس پر داخل ہو خوشی فرمایا پس بے شک اس کے لیے اس کا حساب ہے اس دن کی طرح دس دن اور وہ خدا فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها و من جاء بالسيئة فلا يجزى الا مثلها جو ایک نیکی کرتا ہے اس کے لیے اس کی مثل دس نیکیاں ہیں اور جو برائی کرتا ہے تو کوئی جزا نہیں مگر اس کی مثل ایک برائی ہے۔

آدم کے لیے تین خصلتیں

﴿۱۳۹﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ نے آدمؑ کے لیے تین خصلتیں رکھی ہیں اور ان کی ذریت میں بھی تین رکھی ہیں تو ان کے لیے بنایا کہ اس میں سے نیکی ہے اور وہ اس کا علم نہیں رکھتا اس کے لیے لکھی جاتی ہے نیکی ارادہ کرنے سے اور جب وہ اس نیکی کو عمل سے انجام دیتا ہے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جب وہ برائی کا ارادہ کرے گا تو اس کا علم نہیں ہوتا وہ اس کے لیے نہیں لکھی جائے گی جب وہ اسے عملی طور پر انجام دے گا تو اس کے لیے صرف ایک ہی برائی لکھی جائے گی اور اس کے لیے توبہ بنائی کہ اس وقت تک اس کی توبہ قبول کروں گا جب کہ اس کی روح اس کے گلے کی نالی تک آ جائے گی تو اس وقت ابلیس لعین نے کہا اے میرے رب تو نے آدم کے لیے تین خصلتیں بنائی ہیں اسی کی مثل مجھے بھی عطا کر تو اللہ نے فرمایا بے شک تیرے لیے بنایا کہ کوئی مولود پیدا نہ ہوگا مگر اس کے ساتھ اس کی مثل تیرا بھی مولود اولاد پیدا ہوگی اور تیرے لیے بنایا جاری ہونا اس کے جاری ہونے

کے ساتھ خون کا عروق میں اور تیرے لیے بنا ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالنا اور ان میں ساکن ہوگا تو ابلیس نے کہا اے میرے رب میرے لیے کافی ہے۔

﴿۱۴۰﴾ زرارہ کہتے ہیں امامؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو کوئی ایک نیکی کرے گا تو اسے اس کی مثل دس نیکیاں ملیں گی فرمایا جو ذکر کرے ان میں اس نعمت کا ہر ایک دن تو اللہ اس کے لیے ستر نیکیاں لکھے گا اور اس کی دس برائیاں محو کر دے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

﴿۱۴۱﴾ عبداللہ حلبی کہتے ہیں ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا مہینے کے روزے صبر ہیں اور تین دن کے روزے مہینے میں رکھنا سینوں سے وسوسوں کو ختم کرتے ہیں اور جو تین روزے مہینے میں رکھے تو وہ صوم دھر ہمیشہ روزہ دار ہوگا بے شک خدا فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو ایک نیکی کرے گا تو اسے اس کی مثل دس نیکیاں ملیں گی۔

﴿۱۴۲﴾ علی بن حسن کہتے ہیں میں نے پایا کتاب اسحاق بن عمر میں جو اس کے باپ کی کتاب ہے اور تم جانتے ہو اس کا سننا ابن یسار سے کہ اس نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا ابو عبداللہ صادقؑ نے فرمایا اے یسار تم جانتے ہو کہ تین دن کے روزے کیا ہیں میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا میں نہیں جانتا فرمایا یہ ان سے ہمیں ملا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جب کوئی مہینے کی اوّل جمعرات کو روزہ رکھے اور چار ہیں درمیان میں اور آخری جمعرات کو تو خدا فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو کوئی ایک نیکی کرے گا تو اس کو اس کی مثل دس ملیں گی وہ صائم دھر ہے اس نے افطار نہیں کیا پھر فرمایا جو اس طرح روزہ دار ہوگا تو اس کے لیے اللہ کی اطاعت کا سایہ ہوگا اور زندگی گزارے گا اور اسی طرح کھانا اور پینا بے شک ہے روزہ مددگار جسم کے لیے اور محافظ وراع کا ہوگا۔

ابراھیمؑ کی سنت

﴿۱۴۳﴾ زرارہ کہتے ہیں ابو جعفر باقرؑ نے فرمایا حنیفیت میں تمام چیزیں موجود ہیں یہاں تک کہ اس میں مونچھوں کو کتروانا اور ناخن کٹوانا اور ختنہ ہیں۔

﴿۱۴۴﴾ جابر جعفی کہتے ہیں کہ محمدؐ بن علیؑ نے فرمایا میری امت میں کوئی ایک بھی دین ابراہیمؑ پر نہیں ہے صرف ہم ہیں اور ہمارے شیعہ ہیں۔

﴿۱۴۵﴾ طلحہ بن زید کہتے ہیں جعفرؑ بن محمدؐ نے اپنے باپ سے انہوں نے علیؑ سے نقل کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے خلیل کو حنیفیت کے ساتھ مبعوث کیا اور اسے مونچھیں اور ناخن کے کاٹنے اور بغل صاف کرنے اور زیر ناف بال صاف کرنے اور ختنہ کا حکم دیا۔

﴿۱۴۶﴾ عمر بن ابو ہیثم کہتے ہیں میں نے حسینؑ بن علیؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ کوئی ایک بھی ملت ابراہیمؑ پر نہیں ہے مگر ہم ہیں اور

ہمارے شیعہ ہیں اور باقی تمام لوگ اس سے بیزار ہیں۔

بعض کے درجات بلند ہیں

﴿۱۴۷﴾ ابوبصیر کہتے ہیں ابوعبداللہ صادقؑ نے فرمایا نہیں کہا جا سکتا کہ تمام لوگ ایک درجہ میں ہوں گے کیوں کہ خدا فرماتا ہے دَرَجَات" بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ بعض کے درجات بعض پر بلند ہیں بے شک کسی قوم کی فضیلت اس کے اعمال سے ہے۔

جلد اوّل اختتام پذیر ہوئی اور اس کے ساتھ سورۃ انعام بھی ختم ہوگئی۔ انشاء اللہ جلد دوم کا ترجمہ شروع کیا جاتا ہے جو سورۃ اعراف سے شروع ہوتی ہے اور بہت جلد عوام کے ہاتھوں میں ہوگی۔

والسلام

مترجم

شوکت حسین سندرالوی

التماسِ دعا

قارئین سے التماس ہے کہ میرے ان مرحومین کے لیے میرے والد حاجی شیر خان، ماموں مولانا عطاء اللہ سندرالوی، نور محمد، الطاف حسین، نانا بابا شیر محمد، دادا میاں محمد، والدہ غلام بی بی، خالہ صاحب خاتون، ہمشیرہ عالم خاتون، مسرت زہرہ، تسلیم فاطمہ بیٹی ادریس فاطمہ کزن غلام زینب، بلقیس فاطمہ، سجاد حسین کے لیے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص کی تلاوت کر کے ان کو ثواب پہنچادیں۔

جزاکم اللہ خیر الجزا

دعا کا طالب

شوکت حسین سندرالوی